قل سیروا فی الارض فانظروا

روزنامچہ مقدس

یعنی

سفرنامہ حاجی ایس ان علی صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار نیر اعظم مرادآباد

جس میں

مرادآباد۔ لکھنؤ۔ بمبئی۔ کراچی سے روانہ ہو کر بصرہ۔ حلہ۔ نجف اشرف۔ کوفہ۔ کربلائے معلّٰی۔ بغداد شریف
کاظمین شریف۔ دمشق۔ بیروت۔ کوہ لبنان۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ منیٰ۔ مزدلفہ۔ عرفات۔ مدینہ طیبہ۔ دوالی
سوئیز۔ قاہرہ مصر اسکندریہ۔ قنطرہ۔ بیت المقدس۔ بہار زیت۔ خلیل الرحمن۔ [illegible]
شیم۔ واپسی پر بصرہ دوسری مرتبہ دمشق۔ بیروت حمص۔ حما۔ طرابلس شام حلب پھر بغداد اور سلمان
فارسی۔ طاق کسریٰ۔ بصرہ۔ کراچی اور مرادآباد تک اُن مقامات پنجاب وغیرہ کا حال جہاں قیام کرنے
کا اتفاق ہوا وہاں کے دلچسپ مناظر اور سینریز کو موقعہ بموقعہ پیش کیا ہے۔ نیز ان تمام ممالک کے
طرز معاشرت ملکی حالات باشندوں کے عادات۔ تہذیب تمدن و تمول اور تجارتی حالت وغیرہ وغیرہ
کی نسبت نہایت مدلل بحث کی گئی ہے اور تمام ممالک کے مزارات کا ذکر کیا گیا ہے۔ لغات جدیدہ
عربی معہ ترجمہ اردو جس میں اسباب خانہ داری کھانا پکانے کی چیزیں سبزیاں میوجات مختلف اقسام
پیشہ ور لوگ ہفتہ کے دن اور عربی مہینے بھی لکھے گئے ہیں۔ ان ممالک کے واسطے نہایت ضروری چیز ہے

صرف ٹائٹل باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء

* تہدیہ *

DEDICATION.

میری مدت سے آرزو تھی کہ اگر خدائے برتر مدد فرمائے اور سعادت بخت شامل حال ہو تو حج اور زیارات مدینہ طیبہ سے مشرف ہوکر باقی متبرک ممالک اسلامی کی بھی زیارت و سیاحت کروں۔ خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری دعا قبول فرمائی۔ اور شروع مارچ سنہ ۱۹۲۸ع میں ہندوستان سے روانہ ہوکر سات مہینہ میں یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ع کو معہ الخیر فائزالمرام واپس آیا۔ واقعات سفر احباب کے اصرار سے بطور روزنامچہ تحریر کرکے ہندوستان کے اخبارات کو بھیجتا رہا ہوں۔ اب یہ قصد ہوا کہ اون کو سفر نامہ کی صورت میں بسر پرستی **اعلیٰ حضرت والی رامپور دام اقبالہم** شایع کروں تاکہ تفصیلی حالات سب کی نظر سے گذر جائیں۔ علاوہ ازیں یہ کتاب مسافران حرمین شریفین۔ عراق۔ مصر۔ شام اور بیت المقدس کے واسطے ایک رہبر کامل کا بھی کام دے۔ لہذا اس ہدیہ ناچیز اور باعتبار عقیدت تحفہ متبرک کو نہایت ادب اور خلوص کے ساتھ اپنے ولی نعمت

میجر جنرل ہزہائنس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ۔ مخلص الدولہ ناصرالملک۔ امیرالامرا۔ نواب سرسید محمد حامد علی خان بہادر۔ مستعد جنگ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔سی۔ وی۔ او۔ و۔ اے ڈی۔ سی۔ والی ریاست رامپور۔ دام اقبالہم و ملکہم۔ کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔ چونکہ حضور پرنور کی ذات والا صفات ہمیشہ سے حامی علوم وفنون ہے اس لئے مجھہ کو امید ہے کہ یہ سفرنامہ میرے خیال سے بڑھہ کر رتبہ قبولیت حاصل کرے گا۔ جو میرے واسطے نسلاً بعد نسلاً عزت و افتخار کا باعث ہوگا۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

خیر طلب قدیم

حاجی۔ ایس۔ ابن علی اڈیٹر اخبار نیر اعظم

مرادآباد۔ جنوری سنہ ۱۹۳۰ع

DEDICATION.

It was my life long desire that if, by the grace of God I were ever to perform *Haj* and to go on a pilgrimage to the Holy Places of Islam I should make a tour of all Islamic countries. All praise be to God Almighty who crowned by humble desire With success. I left India in the beginning of March 1928 and returned home after seven months on 1st October of the same year. In compliance with the wishes of many friends I kept reporting to the press a narrative of my journey through the Holy Places and Islamic countries. In these pages I am putting together all the published instalments in a complete form with necessary additions and notes. In my humble way I have endeavoured to provide a complete guide for intending tourists and pilgrims to Harmain sharifen, Iraq, Egypt, Syria and Arabia and I shall feel adequately compensated if it helps in any way even a single of my co-religionists.

It is my proud privilege to publish this book under the patronage of HIS HIGHNESS THE NAWAB OF RAMPUR. Most respectfully I beg to dedicate my humble efforts which are associated with the sacred memory of my journey to the cradle of Islam, to the exalted name of my benefactor

MAJOR GENERAL, HIS HIGHNESS ALIJAH FARZAND-i-DIL-PAZIR-i-DAULAT i-INGLISHIA, MUKHLISUDDOULAH, NASIR-UL-MULK, AMIR-UL-UMARA, NAWAB SIR SAYED MOHAMMAD HAMID ALI KHAN BAHADUR, MUSTAID JUNG, G.C.S.I., G.C.I.E., G.C.V.O., A.D.C. WALI OF RAMPUR.

who has always been a great patron of literature and arts. The association of His Highness's name with this book is an honour and distinction far greater than I deserved and will ever remain so for generation after generation.

With hopes to be honoured with its acceptance,

Moradabad.
January 1930. } Al Haj S. Ibni-Ali, Editor
"Nayyer-i Azam,

حمد کے لایق وہ ذات ستودہ صفات ہے جس کے فیض عام کا ہر شخص دلدادہ ہے اور ہر مفر یا منکر کے لیے اوسکی راہ سلوک کشادہ ہے۔ اوسکا کرم ہر مفلس کے لیے زاد عافیت اوسکا لطف ہر متنفس کے لیے توشہ عاقبت۔ اوسکا نور معرفت گم کردہ راہون کے لیے خضر طریق۔ اوسکا ظل عاطفت شمازت عصیان کے لیے غمگسار رفیق۔ وہ ہر جا موجود مگر مشتاق جمال اوس سے مہجور۔ وہ رگ گردن سے قریب مگر اوسکی منزل مقصود کرورون کوس دور ہے۔ اُسکی حمد بندہ سے محال۔ ما عرفناک جسکی ظاہری مثال بمصرع۔ خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست

نعت کے قابل وہ ذات رفیع الدرجات ہے جسکے شان مین آیہ لولاک نازل جسکی کنہ حقیقت مین پردہ بہم حائل۔ سرور الانبیا سلطان الاولیا محبوب سبحان۔ صاحب فرقان۔ راہنمائے گمرہان عالم۔ افصح العرب والعجم۔ رسول اکرم ہادی اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اوسکی تعریف جب خود خدا کرے تو اوسکی توصیف کوئی بندہ کس زبان سے ادا کرے۔ مصرع۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

منقبت کے سزاوار آل اطہار اور مدحت کے مستحق اصحاب کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

سبب تالیف

حمد و نعت کے بعد بندہ درگاہ لم یزلی نیازمند حاجی الیس۔ ابن علی عرض پرداز ہے کہ بندہ کو جب بعد مراجعت سفر عراق و شام و مصر و حجاز احباب قدیم سے دوبارہ حصول نیاز کا اتفاق ہوا تو ہر شخص حالات سفر سننے کا مشتاق ہوا۔ مختلف دیار و امصار کے حالات۔ رواج و رسومات۔ زیارات و عمارات کے حالات ایسے مختصر نہین

کہ ایک جلسہ مین تو اونکا بیان در کنار چند جلسون مین بھی بیان ہوسکے اور چند ماہ کی غیر حاضری وطن کیوجہ سے دنیاوی کاروبار خصوصاً اشاعت اخبار کا کام جو مہینون سے بند تھا اوسکی مصروفیت اسقدر ایک دم آپڑی تھی کہ عدیم الفرصتی مفصل حالات سفر بیان کرنے مین مانع تھی۔ اسلیے احباب کے اشتیاق اور اصرار اور سرکار رامپور دام اقبالہم کے ارشاد پر نظر کر کے یہ مناسب سمجھا گیا کہ جملہ حالات اون یادداشتون سے جو سفر مین وقتاً فوقتاً لکھتا جاتا تھا ایک کتاب کی صورت مین مرتب کر کے شایع کر دیئے جائین تاکہ وہ لوگ جو محض حالات دیار و امصار گھر بیٹھے پڑھنے کے مشتاق ہین اون حالات سے اپنے شوق تشنہ کو سیراب فرمائین اور جو اصحاب ان مقامات کی سیاحت کا ارادہ رکھتے ہون اونکو یہ کتاب رفیق الطریق (گائیڈ) کا کام دے۔ لہذا یہ خیال اس کتاب کے تسوید اور اشاعت کا باعث ہوا۔

چونکہ سچے واقعات اونہین الفاظ اور طرز بیان مین بہتر ادا ہوسکتے ہین جو واقع نگار کی معمولی روزمرہ کی بول چال ہو اسلیے اس کتاب مین نہ رنگ آمیزی اور انشا پردازی سے کام لیا گیا ہے اور نہ دہلی و لکھنؤ کی محاورات کی طرف توجہ کیگئی ہے بلکہ سیدھی سادھی مادری زبان مین اظہار خیالات کیا گیا ہے۔ اسلیے ناظرین کتاب محض واقفیت حالات پر نظر رکھین زبان کی خامی۔ محاورات کے اختلاف اور رنگینی عبارت کے خیال کو نظر انداز فرمائین۔ اور اس مقولہ کا لحاظ رکھین۔

اَلانسان مرکب من الخطاء والنسیان — والسلام

تمہید

جیسا کہ ہر مسلمان کا فرض ہونیکی حالت مین حج اور زیارات کا خیال ہوتا ہے ویسا ہی برسون سے میرا بھی خیال تھا۔ مگر دنیاوی علائق اور کاروبار کی مصروفیت شیطانی وساوس میرے خیال کی تکمیل پر مجھے نہین آنے دیتے تھے۔ ہمیشہ یہ خطرات دل مین آتے رہتے تھے کہ میرے اس سفر مین چلے جانیکے بعد اخبار اور پریس کا کام نہین چل سکتا سوائے اسکے کہ بند کر دون اور کوئی چارہ نہین۔ بند کرنیکی طرف شیطانی ترغیب سے طبیعت آمادہ نہین ہوتی تھی۔ اپریل ۱۹۲۶ء مین شب کے دو بجے میرے حوالی قلب پر ایک شدید درد کا دورہ پڑا میں اور میرے گھر والے قطعی یہ سمجھ چکے تھے کہ مین جانبر نہین ہوسکتا۔ اوسوقت دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میرے مرنیکے بعد یہ اخبار اور میرے پریس کا کام کسطرح چل سکتا ہے؟ جسکی وجہ سے تو اب تک اپنے فرض حج و زیارت کو ادا نہین کر سکا!! اس خیال نے دل مین ایسی مستحکم جگہ پکڑی اور مین نے قطعی دل مین یہ تہیہ کر لیا کہ جو حالت کاروبار کی مرنیکے بعد ہوسکتی ہے وہی اس مبارک سفر مین جانیکے بعد ہوگی بلا کسی انتظار کے اگر صحت ہوجائے تو اس سفر مین چلا جانا چاہیئے اور کاروبار کو خدا پر چھوڑ دینا چاہیے۔ چنانچہ خدا نے فضل کیا اور اس درد کے دورہ حوالی قلب سے مجھے امن ملگئی۔ تندرست ہوگیا مئی جون۔ مین اپنے تہیہ کے بموجب مین نے سفر حج کی ضروریات کا انتظام شروع

کردیا اور ۳۰ر جولائی سنہ ۲۰ء کو ۱۰ بجے صبح کی ٹرین سے بعزم حجاز برائے ادائے فریضۂ حج و زیارت مدینہ طیبہ براہِ دہلی بمبئی روانہ ہوگیا۔

اکبر نامی جہاز کا ٹکٹ لیکر ۲ر جولائی کو بعد دوپہر بمبئی سے روانگی ہوئی۔ ۲۴ر جولائی کو ۱۰ بجے رات کے جبکہ سمندر میں نہایت طوفانی حالت تھی۔ کہر چاروں طرف گھیر رہا تھا۔ ابر چھایا ہوا تھا۔ اور خفیف ترشح بھی ہو رہی تھی۔ کہ ایکدم توپ کی سی آواز ہوئی۔ تمام جہازی پریشان ہوگئے اور تجسس شروع ہوگیا۔ اسیکے ساتھ ایک لمبا زبردست جھٹکا جہاز کو لگا۔ کہ جس سے بعض مسافروں کا سامان عرشہ پر سے سمندر میں لڑھک گیا معلوم ہوا کہ اُس کوئلہ میں جو ہول میں انجن کے جلانیکا ہے آگ لگ گئی ہے۔ اور جہاز کا رُخ فوراً کپتان نے بمبئی کیطرف پھیر دیا ہے۔ صبح کو ۲۵ر تاریخ دیکھا کہ تھرڈ کلاس کے ۱۵-۲۰ آدمی جلکر مر گئے ہیں اور اس سے زیادہ تعداد زخمیوں کی تھی جنکے جسم کی جلکر چربی نکل آئی تھی۔ یہ تھرڈ کلاس کے درجے اُس کوئلہ کے اوپر تھے جہاں آگ لگی تھی۔ آگ لگنے سے جو گیس اور قوت پیدا ہوئی اُسنے اُن تھرڈ کلاس کے درجوں کو اڑا دیا اور مسافر اُس آگ میں گر گئے۔ چوتھے دن جہاز بمبئی کے بندرگاہ پر آکر کھڑا ہوگیا۔ اور سرحدی پٹھانوں کی زبردستی سے مسافر زمین پر اُتارے گئے۔ اسوقت رات کے ۱۱ بجے تھے اور خفیف بارش ہو رہی تھی۔ چنانچہ میں بھی اسی سلسلہ میں تھا اور اُسیوقت جہاز سے اُتر کر اپنے مکرم ہموطن دوست حاجی نصیر احمد صاحب کے یہاں سینڈہرسٹ روڈ پر آگیا۔ ٹرنر مارسین کمپنی نے جسکا کہ یہ جہاز تھا کوئی دوسرا جہاز ہمیں دینے سے انکار کردیا اور یہ کہا کہ جب اکبر نامی جہاز کی مرمت ہو جائیگی تو بھی جائیگا اس صورت میں سیکڑوں عازمان حج جو اس جہاز میں تھے مکانوں کو واپس چلے گئے اور مجھے بھی بمبئی کے دوستوں اور حاجی عبداللہ محافظ حجاج نے بھی مشورہ دیا کہ معلوم نہیں کہ اکبر نامی جہاز کب درست ہو اور کب جائے؟ اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ سمندر میں ہوں گے اور حج ہو جائیگا۔ بہتر یہ ہے کہ وطن واپس جائیے اور پھر کسی موقع سے اس سفر کا قصد کیجئے۔ چنانچہ میں بھی زخم خوردہ۔ بدقسمت واپس آگیا۔ اور اسوقت سے برابر رفیق سفر کی تلاش میں رہا۔ تاکہ کسی اچھے رفیق سفر کے ساتھ پھر اس سفر میں جاؤں اور اپنے مقاصد دلی پورے کروں۔

میں برابر سنہ ۲۰ء سے سنہ ۲۶ء تک اسی تجسس و تلاش میں رہا کہ کوئی ایسا رفیق سفر بے تکلف مجھے ملجائے کہ جو میری ضعیفی اور کمزوری اور ضروریاتِ سفر کی کسی قدر بوجھ کو برداشت کرلے۔ ع خدا خود میر سامان است ارباب توکل را۔

سنہ ۲۶ء کے آخر میں صاحبزادے محمد اشفاق علیخان صاحب عرف جانی صاحب خلف اصغر نواب حیدر علیخان صاحب بہادر رئیس رامپور دلبسی نے مجھے اطلاع دی کہ میرے بھانجے یعنی نواب محمد حسین خانصاحب عرف ننھو صاحب رئیس بلی جو میری ہمشیرہ حسینی بیگم صاحبہ کے شوہر ہیں اُن کے اکلوتے بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے اور اُس کی تابوت

کو کربلائے معلی یا نجف اشرف لیجاکر دفن کرنا ہے اور اُسی سلسلہ مین حج کے لیے کعبۃ اللہ بھی جانا ہے۔ مین نے اُسی استحکام کے ساتھہ وعدہ کرلیا کہ جب آپ اس سفر مین جائینگے مین آپکے ساتھہ ہونگا۔ اسکے بعد مین وقتاً فوقتاً اُن سے دریافت کرتا رہا کہ کب سفر مین چلنے کا ارادہ ہے؟ وہ برابر جلد سے جلد چلنے کا وعدہ فرماتے رہے۔ چنانچہ تقریباً ۶ مہینہ اسی حالت مین گذرے۔ فروری ۲۸ء مین انہون نے مجھے اطلاع دی کہ شروع مارچ مین یہ سفر شروع کیا جائیگا آپ تیاری کیجیے۔ مین لکھنؤ جارہا ہون جس وقت مین آپ کو لکھون فوراً لکھنؤ آجایئے تاکہ وہان سے یہ سفر شروع ہو۔

اسکے ساتھہ آپس مین یہ بھی طے ہوگیا تھا کہ اس سفر مین علاوہ عراق و حجاز کے ایران۔ شام۔ فلسطین۔ مصر اور ٹرکی کی سیاحت اور زیارات کیجائینگی۔ تاریخی مقامات۔ آثار قدیمہ۔ اور ان ممالک کی عجیب و غریب چیزین اور مسلمانون کا تمدن طرز معاشرت اور اخلاق انکی ترقی و تنزل کے حالات بھی دیکھے جائینگے۔ اس خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ بالا ممالک کے پاسپورٹ کی مین نے درخواست دیدی اور درخواست کی جو ضروریات تھین وہ سب مکمل کرکے لکھنؤ چیف سکریٹری گورنر کے دفتر کو بھیجدی گئی۔ کئی روز کے بعد جیلانی صاحب نے لکھنؤ سے مجھے اطلاع دی کہ ۱۲ مارچ تک تم کو یہان لکھنؤ پہونچنا چاہیئے تاکہ یہان سے باقاعدہ سفر شروع ہوجائے۔ مین نے کچہری مین معلوم کیا کہ پاسپورٹ کب تک آئیگا؟ تو معلوم ہوا کہ وہ دیر سے آئیگا۔ مجھے تشویش پیدا ہوئی۔ شہر کے لوگون کو میرے جانیکی اطلاع ہوتی جاتی تھی اور میرے احباب و اعزہ مجھسے دریافت کرتے رہتے تھے کہ مین کب اس سفر مین روانہ ہونگا۔ اسی دوران مین مین اپنے مکرم خان بہادر مسٹر مسعود الحسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا و ایم۔ ایل۔ سی۔ سے ملا اور ان واقعات کا مین نے ذکر کیا۔ اُنہون نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تمہارے جانے تک پاسپورٹ تیار ہوکر نہین آئیگا تو مین چیف سکریٹری صاحب کے نام تمکو ایک چٹھی دیدونگا تم لکھنؤ جاکر وہان پاسپورٹ وصول کرلینا۔ مجھے اُن کے اس خیال سے اطمینان ہوگیا۔ مین نے ۱۱ مارچ اتوار کا دن ۱۱ بجے دن کی ٹرین سے لکھنؤ اس سفر مین جانیکا اپنے احباب و اعزا سے ذکر کردیا۔ ۸ مارچ تک میرا پاسپورٹ مرادآباد نہین آیا۔ پھر مین مسٹر مسعود الحسن صاحب کی پاس گیا اور مین نے ان کو بھی بتادیا کہ مین ۱۱ تاریخ کی صبح کو یہان سے روانہ ہونگا۔ چنانچہ اُنہون نے حسب وعدہ ایک چٹھی چیف سکریٹری صاحب بہادر گورنر کے نام مجھے لکھکر دیدی۔ اور اسی کے ساتھہ دوسری چٹھی سید محمد شفیق صاحب الگیلانی مدیر الہدی دمشق شام کے نام دی جو پچھلے سال مرادآباد تشریف لائے تھے۔ خدا کے فضل نے یہ کرشمہ دکھایا کہ ۹ مارچ جمعہ کی شام کو ایک عدالتی شخص نے مجھے اطلاع دی کہ پنڈت صاحب نے کہا ہے کہ آپکا پاسپورٹ آگیا ہے آپ لیجایئے

اس سے بڑی مسرت ہوئی ۔ پنجر ۲ مارچ کو مین کچہری گیا اور پاسپورٹ کی بقیہ فیس وغیرہ جو طلب کی گئی اور دوسری ضروریات پوری کر کے پاسپورٹ لے آیا ۔ تین روپیہ پہلے پاسپورٹ کی درخواست کے ساتھہ معہ دو تصویر ون کے مین نے داخل کیے تھے اور ۲۹ روپیہ وصول کے وقت دیے گئے اس دوران مین مین نے اپنا سب سامان سفر مہیا اور مکمل کر لیا تھا ۱۰ ارتاریخ سے ۔ ملی مستورات کی آمد شروع ہوگئی تھی ۔ اور ۱۱ ار کی صبح تک بھی آتی رہین ۔ روانگی کے وقت میرا چھوٹا سا گھر مستورات سے بھرا ہوا تھا ۔ تمام لینے دینے کے حسابات مین نے طے کر دیئے تھے اعزاء اور احباب بھی کثرت سے مکان پر موجود تھے ! اپنی بیٹی بیوی وغیرہ کو جو ہدایات اور وصیتین مجھے دینا تھین دیچکا تھا ۔ اس موقع پر یہ اور عرض کرونگا کہ حق تعالی اسکے سچے بندے اسلام کے دلدادے اپنے فرائض کو محسوس کرنیوالے ۔ اپنے آقا کے دربار کی حاضری کو اپنی عزت اور بخشش کا سبب سمجھین اور مایہ فخر جانکر اظہار عبدیت مین جان و مال سے دریغ نہ کرین ۔ اور جلد سے جلد فریضۂ حج کے ادا کرنے مین کوشش کرین ۔

اور مستانہ وار شیدائی بنکر آستانۂ خداوندی و روضۂ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق مین برضاء و رغبت ۔ بطیب خاطر گھر بار کو الوداع کہین ۔ ہر شخص کا ایک مخصوص ادب ہے اسلیے مناسب ہے کہ جیسے حلیم و کریم اور قادر مطلق و رحیم ذات کے دربار کی حاضری کا سفر ہے ویسے ہی خشوع و خضوع اور عاجزی سے طبعی رضا و رغبت کے ساتھہ قدم بھی اوٹھائین ۔ رفقاء سفر کا ہونا ضروری ہے اسکا بھی خیال رہے کہ اُن کے ساتھہ جنگ و جدال اور لڑائی جھگڑا نہ ہو نہ تخفیف خرچ پر نظر ہو نہ معصیت و نافرمانی کا دلمین وسوسہ پیدا ہو ۔ نہ تکبر و تعلی ہو ۔ نہ شیخیت نہ تفاخر ۔ بلکہ بندۂ عاجز بنا ہوا غلامی کا حلقہ کان مین ڈالے ہوئے ۔ جملہ حرکات و سکنات سے اظہار بندگی و عاجزی کرتا ہوا سفر کو تمام کرے ۔ کیا اچھا ہو کہ یہ کاروان روان بزبان حال یہ شعر پڑھتا ہوا بیت اللہ تک پہونچے ۔

تو بادشاہی من گدا ہر چہ کنی باشد روا
من بندۂ فرمان تو بان تا چہ فرمائی کنم

اس مقدس عبادت مین رموز مخفیہ اور اسرار بیشمار ہین ۔ اول یہ کہ حج کی عبادت اُس رہبانیت کا معاوضہ ہے جو پہلی اُمتون مین رائج تھی ۔ چنانچہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اُمت محمدیہ کی رہبانیت حق تعالی نے حج کی عبادت کو بنا دیا ہے ۔ حق تعالی کی محبت مین جوگ سادھنا پہلی امتون مین اگر عمر بھر کے لیے ضروری تھا تو اُمت محمدیہ کا اس وضع کو چند دنون کے لیے اختیار کر لینا ہی اُنکے سچے عاشق خدا ہونیکی علامت بنا دیا گیا ہے ۔

پھر تعجب ہے اُن لوگون پر کہ جو صاحب ثروت ہون اور حج بھی اُن پر فرض ہو چکا ہو وہ حج کے سفر کی اتنی سی محنت کے اظہار مین بھی بخل و تامل سے کام لین۔ اگر اس سفر کی صعوبتون سے لٹا کھسٹا مفلس جان سلامت لیکر بھی در محبوب تک پہونچ جائے تو زہے نصیب! جو کیون کسیطرح سے تند چھپانے کو ناف سے گھٹنون تک ایک تہمد باندہے اور کفنی نما ایک چادر گردن تک اوڑہے ہوئے پراگندہ حال۔ غبار آلودہ مسکین و محتاج۔ بے یار و مددگار خستہ و شکستہ حالت مین چیختا اور لبیک پکارتا ہوا دولت کدۂ محبوب تک بھی پہونچ جائے تو لیا غنیمت ہے! اس نسیب و فراز پر تلبیہ کے نعرے مارتا دیوانہ وار۔ صدا دیتا ہوا بزمرۂ عشاق داخل حرم محترم ہوا تو کبھی معبود حق کے گھر کا چکر لگاتا پھرتا ہے اور کبھی ملتزم سے دار اکڑتا اور سینہ لگاکر۔ اور کبھی عاجزانہ مسکنت کے ساتھہ صفا و مروہ مین پھیرے لگاتا ہے۔ کبھی روتا ہے کبھی خاموش ہوتا ہے۔ محبین کے پاک گروہ مین ملا جلا اظہار شوق کرتا ہے۔ دعائین مانگتا ہے اور محبوب کے گھر کی سات سات چکر لپیرے کرتا ہے۔ کبھی وقت معین پر میدان عرفات کا سفر ہے۔ اور حکم پاتے ہی وہان سے واپسی اور مزدلفہ اور منا کا قیام۔ کہین شیطانون کے کنکریان مارتا پھرتا ہے۔ جان کی قربانی کی فکر کرتا ہے جس کے بدلہ مویشی کی قربانی قایم مقام کردیگئی ہے۔

ایک رمز یہ بھی ہے کہ سفر حج کی وضع بالکل سفر آخرت کی سی ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ جب اُمت محمدیہ اس عبادت حقہ کو ادا کرے تو مرنے کے وقت پیش آنیوالے اور مرنے کے بعد ظاہر ہونے والے حادثات سب یاد آجائین مثلاً سفر حج شروع ہوتے وقت وطن دنیا کا چھوڑنا یاد آتا ہے اور ریل پر تنہا سوار کراکے بال بچے اور اقارب احباب کا مجمع جسوقت لوٹتا ہے تو دفن سے فارغ ہوکر برادری و احباب کی واپسی یاد آتی ہے۔ سواری پر سوار ہوتے وقت جنازہ کی چارپائی پر اُٹھایا جانا یاد آتا ہے۔ اور احرام کا سفید کپڑا پہنتے وقت کفن کی چادر مین لپٹنے کا تصور ہوتا ہے۔ میقات حج تک پہونچنے مین طرح طرح کے جنگل و بیابان اور خشکی و تری کے بیلے اور برے منظر نظر آتے وقت اُن دشوار گذار گھاٹیون کا قطع کرنا یاد آتا ہے جو دنیا سے باہر نکل کر میقات قیامت تک عالم برزخ یعنی قبر مین تم کو پیش آتی ہیں راستہ مین رہزنون کے ہول و ہراس کے وقت شیطان دشمن ایمان کی رخنہ اندازیان یاد آتی ہیں۔ اور تنہائی و بیکسی کے عالم مین شب کے وقت جنگلی درندون یا سمندر کی موجون کے وقت تنگ و تاریک مسکن یعنی قبر کے سانپ بچھو اور کیڑے مکوڑون کا تصور آتا ہے۔ میدان لق و دق بیابان مین قافلہ سے تنہا رہجانے وقت قبر کی تنہائی اور وحشت یاد آتی ہے اور مطوفین کے وکلا کی باز پرس کیوقت منکر نکیر کے سوالات اور جس مرکی دسر بیت کا گمان مین داخل ہوتا ہے اوسکے جواب کا تصور ہوتا ہے جسوقت صحیح جیح کر لبیک پڑھی جاتی ہے تو قبر دن

سے اُٹھتے وقت فرشتہ کی پکار پر صدائے حاضری کا تصور آتا ہے اور ایک بے آب وگیاہ وسیع میدان یعنی عرفات میں جبل رحمت کے سامنے لاکھوں آدمیوں کے جمع ہونے سے میدان حشر میں اولین و آخرین کا یکجا ہونا یاد آتا ہے وہاں کی حرارت اور خصوصاً دوپہر کے وقت آفتاب کی تمازت سے محشر کی تکالیف اور ہولناک قیامت کی ذکی گرمی یاد آتی ہے اور خطبہ کے وقت شہنشاہی دربار کی پیشی کا دھیان آتا ہے۔ غرض کہ حج کے ہر عمل میں ایک عالم معاملہ آخرت کی یاد دہانی ہے جس سے ہر شخص جس قدر بھی اوسمیں اپنے قلب کی صفائی و نورانیت اور دین کی ضرورت و صاحب دین کی محبت کے سبب استعداد اور قابلیت پیدا ہوگئی ہے اطلاع و آگاہی حاصل کرتا اور نصیحت پکڑتا ہے اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حج سے واپس ہوکر دنیا کے علاقے کاٹنے والی اور جملہ لذتوں پر پانی پھیر دینے والی موت کے دھیان میں آگ کرزاہد وعابد بنجاتا ہے اس عالم سے دل لگاتا ہے سود بلکہ سفر سمجھکر آخرت کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور پیچے محبوب کے وصال کی تمنا میں عمر صرف کردیتا ہے اور یہی اسکی بلکہ عالم کی پیدایش کا مقصود اور ہر مسلمان کی عین مراد ہے۔

میری یہی دعا ہے کہ خداوند عالم مجھہ عاجز کو اور سب مسلمانوں کو یہ لذت اور عبرت کی کیفیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سفر کی ابتدا۔ اس مبارک سفر کی جسوقت توفیق حاصل ہو سستی نہ کرو۔ کیونکہ شیطان راہزنی کیلئے تیار رہتا ہے۔ یہ بھی خیال کرلو کہ خدا جانے پارسال تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ جو ارادہ کرلیا ہے تمام دنیاوی ضرورتوں کو پس پشت ڈالکر بسم اللہ دار اُسے فوراً پورا کرو۔

مال حرام سے حج قبول نہیں ہوتا۔ اگر اپنے پاس پوری مقدار مال حلال نہ ہو تو کسی سے بلا سود قرض لے لے۔

اللہ کے واسطے خالص نیت کرو، حاجی کہلانے کا خیال دل سے چھوڑ دو۔ یوں سمجھو کہ آقا کی طلبی پر غلام اُسکے آستانہ کی حاضری کا قصد کرتا ہے اور قبولیت کا اُمیدوار ہے۔

کسی کا مالی یا بدنی حق ذمہ پر ہو تو اسکو ادا کرو۔ سب سے صاف کرو۔ خطائیں معاف کرالو۔

کسی دیندار تجربہ کار اہل الرائے سے مشورہ کرو اور نیز حق تعالیٰ جل شانہ سے استخارہ کرو کہ کونسی راہ سے کن دنوں میں چلنا بہتر ہے۔

شب جمعہ کو دو رکعت نفل اس طریقہ سے پڑھو پہلی رکعت میں بعد الحمد سورۂ کافرون اور

دوسری مین سورۂ اخلاص اور بعد سلام کے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور پاک صاف بستر پر با وضو قبلہ رخ داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ یَا کَائِنًا قَبْلَ الْکَوْنِ اَنْتَ کُنْتَ وَلَا کَوْنَ نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَزَھَرَتِ النُّجُوْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ لِیْ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ (یہان مقصود کی نیت ملین رکھے) خَیْرٌ فَاَرِنِیْ فِیْ لَیْلَتِیْ ھٰذِہٖ بَیَاضًا بِخُضْرَۃٍ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ (یہان بھی وہی نیت رکھے) خَیْرٌ فَاَرِنِیْ فِیْ لَیْلَتِیْ ھٰذِہٖ سَوَادًا بِحُمْرَۃٍ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا اگر وہ امر بہتر ہوگا تو سفیدی سبزی ملی ہوئی اور اگر بہتر نہ ہوگا تو سیاہی سرخی ملی ہوئی اللہ تعالیٰ خواب مین دکھائیگا اور اگر دونوں امر مساوی ہونگے تو کوئی رنگ دکھائی نہ دیگا۔

اسکے بعد اپنی تمام خطاؤن سے توبہ کرو۔ نماز۔ روزہ وغیرہ جو فوت ہوگئے ہون اُنکی قضا کرو۔ اور آیندہ کے لیے عہد واثق کرو کہ کبھی قضا نہ کرونگا۔ ایسے حج سے کوئی فائدہ نہین کہ جس مین نماز فرض بھی بلا عذر شرعی قضا ہو۔ بقول ایک بزرگ کے کہ بلاوجہ فرض نماز کی قضا کی تلافی ستر حج سے بھی نہین ہوسکتی۔ اور اپنے فرائض کی پابندی کو اپنے حج کی مقبولیت سمجھو۔

رفیق سفر ایک دو یا تین یا اس سے زیادہ ایسے تلاش کرو جو صالح اور دیندار ہون مسائل حج کی بھی معلومات کرلو۔ رفیق تنگ مزاج نہ ہو۔ ضدی نہ ہو۔ کم ظرف نہ ہو۔ بخیل نہ ہو۔ کام چور نہ ہو۔ غیر انجام مین نہ ہو چین بچین رہتا ہو۔ خوش مزاج ہو۔ کھانے کی طرف بھوکون کی طرح نہ دوڑے۔ خدا کی راہ مین بھی خرچ کرنے کا عادی ہو۔ تکلیف اٹھاکر پیسہ بچانے کی کوشش نہ کرے۔ مستعد ہو۔ وغیرہ۔

رفاقت سفر کے لیے اجنبی اشخاص بہتر ثابت ہون گے بجائے یگانہ اور رشتہ دار اصحاب کے اسکے متعلق ہمین بھی اپنے ایک رشتہ دار سے نہایت تلخ تجربہ مکہ معظمہ مین ہو چکا ہے۔

دوران سفر مین اتباع شرع شریف کا زیادہ خیال رکھو۔ اسلیے کہ عبادت مین بھی اگر معصیت شامل رہی تو بچنے کا کونسا وقت ہوگا۔

اسباب زیادہ ہو تو کرایہ دو اور ہر شخص سے نہایت ایمانداری سے معاملہ کرو۔

غصہ نہ آنے دو۔ تحمل اور بردباری سب کے ساتھ خوش خلقی سے برتاؤ کرو۔ فضول اور بیہودہ باتون سے وقت ضایع مت کرو۔ تلاوت کلام اللہ یا تسبیح تحمید اور درود شریف مین مشغول رہو۔

جوان۔ تندرست۔ محنتی۔ اور مستعد شخص اس رفاقت سفر کو برداشت کر سکتا ہے۔

خرچ ضرورت سے کسی قدر زائد لو تاکہ دوسروں کی مدد کر سکو۔ اپنے توشہ میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ہمارا ذاتی تجربہ اسکا شاہد ہے۔

شروع مہینہ میں جمعرات کے دن سفر کرنا افضل ہے، ورنہ دوشنبہ کے دن یا بعد نماز جمعہ۔

گھر سے نکلنے کے قبل دو رکعت نفل ادا کرو، پہلی رکعت میں "قل یاایھا الکفرون" اور دوسری میں "قل ھو اللّٰہ" سلام کے بعد "آیۃ الکرسی" اور "لایلاف قریش" پڑھکر یہ دعا پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ اَللّٰھُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَوَجِّھْنِیْ لِلْخَیْرَاتِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ

جب گھر سے باہر نکلو تو یہ دعا پڑھو:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اسکے بعد "آیۃ الکرسی" "قل ھو اللّٰہ" اور معوذتین پڑھکر کچھ صدقہ کر دو۔

جب رخصت ہو تو قصور معاف کراؤ اور دعا کی درخواست کرو۔ اور یہ دعا پڑھو:۔ اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعَہٗ رخصت کرنیوالوں کو یہ دعا پڑھنی چاہیے:۔ فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَکَنَفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَکَ الرَّدٰی۔

جب سواری پر چڑھو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھکر چڑھو اور چڑھنے کے بعد پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اسکے بعد الحمد للّٰہ تین بار اللّٰہ اکبر تین بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک بار کہو اور یہ دعا پڑھو۔ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اسکے بعد جب کسی پہاڑ یا ٹیلے پر چڑھنے کا اتفاق ہو اللّٰہ اکبر کہو اور جب اوپر سے نیچے اترو تو سبحان اللّٰہ کہو اور جنگل سے گذرو تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہو۔

جب کبھی خدا نخواستہ کوئی خطرہ یا خوف پیش آئے تو سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھکر اپنے اوپر دم کرو اور یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

اور بہتر ہو کہ اسماء بدریین اپنے پاس رکھے۔ یہ اسماء دعا کے وقت توسل اور راستہ کے خطرات میں حفاظت و امن کا سبب ہے

نہایت مجرب عمل کا کام دیتے ہیں کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر کامیابی سفر کے لیے انکی وسیلہ سے دعا مانگنا بارگاہ ربالعزت میں بہت مفید ہے بھی ضروری ہے یہاں سے مین سفر نامہ شروع کرتا ہون۔ اور مکہ معظمہ پہونچکر حجاز کی حکومت اور عمال کے تفصیلی حالات حج کے مناسک و ضروریات معلمون کا برتاؤ، حاجیون کے حالات وغیرہ درج کرونگا۔

روانگی از مرادآباد

مین ۱۱ مارچ ۱۹۲۸ء کو گھر سے روانہ ہونے لگا میری بیوی۔ لڑکی بچے۔ اور عزیز اقربا مجھے چھوڑنا نہین چاہتے تھے اور سب طرح مجھسے چپٹ کر روتے تھے۔ مین حیرت مین تھا اور انھین سمجھاتا تھا کہ مین جس متبرک سفر مین جا رہا ہون تم کو بجائے رونیکے خوش ہونا چاہیئے۔ خیر مین مکان سے اسی حالت مین مع اپنے چند عزیزون کے اسٹیشن پر بہت سے معززین عزیز اور مخلص احباب خدا حافظ کہنے تشریف لائے تھے۔ پانچ روپیہ پانچ آنہ کا انٹر کلاس کا لکھنؤ تک کا ٹکٹ لیا۔ زیادتی اسباب کے دو روپیہ دو آنہ کرایہ کے علیحدہ دیئے اور ۸ بجے صبح کی ٹرین سے روانہ ہوگیا رامپور کے اسٹیشن پر بھی چند احباب ملنے آئے تھے اسی تاریخ شام کو لکھنؤ پہونچا اور صاحبزادہ اشفاق علیخان عرف جانی صاحب کے پاس متصل سابقہ سبز منڈی چوک قیام کیا وہان پہونچنے پر مجھسے کہا گیا کہ بمبئی کی روانگی کی تاریخ ایک ہفتہ کے لیے ملتوی کردی ہے چنانچہ مین وہان قیام پذیر رہا۔ اور اس دوران قیام مین اپنے احباب سے ملتا رہا ۱۵ تاریخ کو صاحبزادہ اشفاق علیخان صاحب مع خدمتگار کے بمبئی کو روانہ ہوگئے تاکہ وہ وہان پہلے سے پہونچکر تابوت رکھنے۔ جہاز کے کرایہ۔ اور اس قافلہ کے جہازی ٹکٹون کا انتظام کرلین اور مین ۱۹ کی شام کو اکسپرس سے اُن کی بیگم صاحبہ و ہمشیرہ صاحبہ، خالہ صاحبہ، دو ماماؤن، تابوت اور انکی بہن کے کارندے کو لیکر روانہ ہون۔ چنانچہ اس پروگرام کے بموجب ۱۹ تاریخ کو رات کے دس بجے اکسپرس سے یہ قافلہ بمبئی کو روانہ ہوگیا۔ میرا تیسرے درجہ کا لکھنؤ سے بمبئی تک کا ٹکٹ ۱۵ کا تھا۔ تابوت کے لیے ایک پارسل گاڑی پوری پانچسو روپیہ مین لیگئی۔

۲۰ مارچ راستہ مین گذری کوئی بات قابل ذکر پیش نہین آئی۔

۲۱ مارچ ۱۹۲۸ء بمبئی صبح کو ۹ بجے ہم بمبئی وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہونچے یہان پر صاحبزادے جانی صاحب چند احباب و منیجر صاحب بمبئی مسلم ہوٹل عبدالرحمن اسٹریٹ تشریف لائے ہوئے تھے۔ سواریون اور تابوت کا مکمل انتظام تھا ہم مسلم ہوٹل مین قیام پذیر ہوئے اور تابوت ایک امام باڑے مین احتیاط سے رکھدیا گیا۔ سید فضل شاہ صاحب منیجر مسلم ہوٹل نے ہر قسم کی آسائش پہونچائی۔ ہوٹل نہایت اچھا کم خرچ اور بالانشین ہے اور منیجر صاحب مسافرون کے ساتھ دوستانہ اور بے تکلفی کا برتاؤ کرتے ہین اور ہر خدمت کیواسطے تیار رہتے ہین۔ عبداللطیف صاحب الگزنڈرا ڈاک نمبر ا فورٹ بمبئی اور تصدق حسین صاحب بھنڈی بازار

پیبیر ولیبین پٹھان بارٹی بمبئی کی سپردگی میں تابوت کر دیا گیا ان کے تمام خدمات کے معاوضہ کے پچاس روپے طے ہوئے تھے اسی شام کو عبدالجبار صاحب جاپانی صاحب کے ساتھ سوار ہو کر بمبئی کے مختلف حصوں کی سیر کی۔

۲۲ مارچ ۱۹۲۸ء بمبئی ہم اپنے وطنی دوست حاجی نصیر احمد صاحب سوداگر سینڈھرسٹ روڈ سے ملے اور انھوں ہماری ڈاک ہم کو دی۔ حاجی صاحب کی ہی قیام گاہ پر فرزند علی صاحب جو مسلم کرانیکل بمبئی میں ملازم ہیں اور ہمارے ہم محلہ ہیں انسے ملاقات ہوئی۔ اور چند مراد آبادی احباب بھی ملے جناب مولانا خجندی صاحب سابق اڈیٹر اخبار غالب اور علی بہادر خان صاحب ساکن مراد آباد اڈیٹر اخبار اتحاد سے ملنے حاجی صاحب کے ساتھ گئے مگر ملاقات نہ ہوئی ہم رقعہ چھوڑ آئے مولانا خجندی صاحب تسکو ہوٹل میں ہم سے ملنے تشریف لائے اور ۸ بجے شب تک دلچسپ بات چیت ہوتی رہی۔ اسی ہوٹل میں ایک پرانے رفیق مسٹر ایس ایم شفیع صاحب کیا ماری کراچی سے بھی ملاقات ہوئی۔ خوب لطف صحبت رہا۔ ہماری قافلہ کا اسباب ۲۲ کی شام کو جہاز پر چلا گیا تھا۔

بمبئی سے بذریعہ جہاز روانگی

۲۳ مارچ۔ صبح سات بجے موٹر اور گاڑی ہوٹل پر آ گئی۔ اور ہماری پارٹی جس میں ۸ زن و مرد تھے سوار ہو کر بندرگاہ پر پہونچی۔ اور ریلا نامی جہاز پر سوار ہو گئے جہاز کی تمام ضروریات۔ بکٹون۔ اسباب۔ جگہ تابوت اور آرام کا انتظام عبداللطیف صاحب وغیرہ نے پہلے سے کر دیا تھا۔ انگلش مسیلی کا جہاز تھا۔ بصرہ تک ہم نے بہت ڈیک کا ٹکٹ لیا گیا تھا انھیں اصحاب کی کوشش سے جہاز کے کنزر صاحب کا ایک کیبن ۶ برتھ کا اور اسکے سامنے ڈیک کا خوش منظر حصہ ہم کو مل گیا۔ تابوت کا بمبئی سے بصرہ تک کرایہ صاف دیا گیا۔ سیکڑوں مرد اور عورت جہاز ہی اپنے عزیز اور احباب مسافروں کو رخصت کرنے کے واسطے گودی پر موجود تھے ٹھیک صبح کے ۱۰ بجے جہاز نے لنگر اٹھایا اور ہم "وقال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرساہا ان ربی لغفور رحیم" کہتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ دور تک احباب کے رومال ہلتے نظر آتے رہے جہاز گودی سے آخر حصہ کی طرف سے چلا۔ اور گودی سے باہر آ گئے اور پیچھے چھوٹے اسٹیم بوٹوں نے جہاز کو سیدھا کیا۔ گودی کے پل والے حصہ میں سے حیکا پل ہٹا لیا گیا تھا جہاز باہر نکل کر بعدہٗ راستہ پر بجانب شمال گدلے پانی میں چلنے لگا۔ تقریباً سوا گھنٹے تک بمبئی اور بندرگاہ کا نظارہ ہمارے سامنے رہا۔ سہ پہر کو پانی کا رنگ بوجہ گہرائی کے نیلا نظر آنے لگا اس پانی کے بے پایاں اور وسیع میدان میں کہیں کہیں بادبانی ماہی گیروں کی کشتیاں جو مچھلی کی تلاش میں گھوم رہی تھیں نظر آتی رہیں شب میں ایک دو جہاز بھی بمبئی جانے والے سامنے سے گذرتے نظر آئے۔ قریب نصف شب سے صبح تک پانی زیادہ گہرائی کی وجہ سے سیاہ نظر آتا رہا۔ اور کسیقدر ہوا تیز ہو جانے کی وجہ سے جہاز میں پچکنگ کی حرکت شروع ہو گئی تھی۔

مگر ہم پر کوئی اثر نہیں ہوا جہاز کے بہت سے مسافروں پر دوران سر وغیرہ کا اثر ہو گیا تھا۔

۲۴ مارچ ۱۹۲۸ء آج جہاز پر ہماری عید ہوئی بعد دوپہر کے پانی پھر نیلے رنگ کا نظر آنے لگا۔ بیگم صاحبہ صاحبزادے حاجی صاحب نے سیویاں پکا کر کھلائیں۔ ہر قسم کی خورد و نوش اور آسائش کا سامان کثرت سے ہمارے ساتھ تھا۔ جو جہاز کے ملازموں کو کھلاتے پلاتے اور تقسیم کرتے ہوئے ہم جا رہے تھے۔ ایک ٹوکرہ بھرے ہوئے تو صرف سنترے ہی تھے۔ ہر چیز جہاز پر بکثرت فروخت ہو رہی ہے۔ کئی صاحب ہمارے جاننے والے یہاں بھی مل گئے جن میں بابو غلام محمد صاحب ساکن ہوشیار پور پنجاب نقشہ نویس ریلوے فرا غمان رخصت سے واپس بغداد شریف جا رہے تھے اونسے عراق کے متعلق بہت معلومات حاصل ہوئی اور سفر میں زیادہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ آج جہاز بحر عرب میں چلتا رہا۔ لائٹ ہاؤس اور بوٹ وغیرہ نظر آتے رہے۔ ساڑھے نو بجے شب کو جہاز نے کراچی میں لنگر ڈالا۔ گیارہ بجے شب کے ۲ گھنٹہ موٹر کرایہ پر لیکر شہر کی سیر کی۔ صبح تک یہاں قیام رہا۔ شب ہی میں بہت سے مسافر یہاں اتر گئے۔

کراچی سے روانگی

۲۵ مارچ ۱۹۲۸ء صبح کو تمام مسافروں اور جہازی ملازموں کا ڈاکٹری معائنہ ہوا۔ حاجی عبد الغنی صاحب سوداگر کراچی بندر روڈ اور سید عابد علی صاحب خادم کربلا ہم سے ملنے آئے اور یہاں کی تمام ضروریات ان حضرات نے پوری کیں۔ صبح تھوڑے مسافر یہاں سے سوار ہوئے۔ صبح دس بجے جہاز نے لنگر اوٹھایا ہم بھی یہ شعر پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے

درین دریائے بی پایان درین طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

بندرگاہ پر دنیا کی ہر چیز فروخت ہو رہی تھی۔ جہاز روانہ ہونے کے بعد بابو غلام محمد صاحب نے بابو نذیر احمد صاحب ساکن ڈبائی ضلع بلندشہر انسپکٹر ڈاکخانہ جات عراق سے ملاقات کرائی اونہوں نے بھی عراق کے متعلق ہر قسم کی امداد اور معلومات دینے کا وعدہ فرمایا۔

بصرہ تک ہمارا اور اون کا ساتھ ہے۔ ہمارا جہاز گوشہ شمال و مغرب بحر ہند میں چلتا رہا۔ ایک گھنٹہ تک کراچی بندر کے مناظر قلعہ وغیرہ ہمارے پیش نظر رہے اور دو گھنٹہ یعنی ۱۲ بجے تک بلوچستان کے خشک و ننڈے پہاڑوں کا سلسلہ شمال کی جانب نظر آتا رہا۔ ماہی گیری، یا دریائی کشتیاں۔ اور لائٹ ہاؤس بھی سامنے آ جاتے ہیں۔ اسی دوران میں سمندر کے ایک حصہ میں بڑی بڑی مچھلیوں کی ایک جماعت تیرتی ہوئی نظر آئی اسکے بعد پہاڑی ٹیلوں کا حصہ کہیں کہیں نظر آتا رہا۔ جہاز پر لیور

کو کئی میمن سکھہ. وغیرہ جو سوار تھے وہ ہم کو حاجی کے خطاب سے پکارنے لگے کیونکہ ہم عراق کی زیارات کرتے ہوئے حج کو جا رہے تھے، بوہرہ اور اہل عراق زایر کو بھی حاجی کے خطاب سے یاد کرتے ہیں. بمبئی کی روانگی سے ابتک مطلع کسیقدر ابر آلود ہے آج ہمارا جہاز شام کو بحر عمان مین داخل ہوگیا. سمندر کے شمالی کنارہ پر کچھ پہاڑی حصے نظر آتے رہے زیادہ گہرائی کیوجہ سے یہان بھی پانی کالا نظر آتا ہے۔

۲۶ مارچ ۱۹۲۸ء بمبئی ریلوے ٹایم کے حساب سے سات بجے صبح کے بعد صبح کی نماز ہم نے ادا کی. یہان وقت مین ایک گھنٹہ کا فرق ہوگیا. ہندوستان مین اسوقت ۶ بجے کا وقت ہوگا. ٹھیک ۷ بجے طلوع آفتاب کا نظارہ قابل دید ہے سورج کا نصف قرص سمندر کے اندر اور نصف باہر دلفریب سین پیش کر رہا ہے شب مین جہاز نہایت تیز چلتا ہے تاکہ جلد مسافرون پر دوران سر متلی اور قے وغیرہ کا اثر نہ ہو. جا بجا بڑی اور چھوٹی مچھلیان پانی سے گردن اوچھل کود کر لطف دکھا رہی ہیں شمال کی طرف حد نگاہ پر بلوچستانی سرحد کے پہاڑون کا سلسلہ دھندلی حالت مین نظر آتا رہا. آج ہمارے مہربان بابو غلام محمد صاحب دیوان حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ لیکر آئے اور ہماری کامیابی مقاصد کی فال دیکھی یہ شعر نکلا.

سر ارادتِ ما و آستانِ حضرتِ دوست

کہ ہر چہ بر سرِ ما میرود ارادتِ اوست

ایک بنگالی ملازم جہاز نواب علی سارنگ ساکن نواکھالی بنگال نے دو روپیہ اور ایک خط بغداد شریف مین مولوی عزیز الرحمن صاحب بنگالی مقیم آستانہ مبارک حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی کے واسطے ہمین امانت دیا۔

۲۷ مارچ ۱۹۲۸ء آج صبح جب ہم سو کر اٹھے تو معلوم ہوا کہ مسقط نکل گیا. مسقط کا پہاڑی حصہ کچھ دیر تک نظر آتا رہا. اسی دوران مین ۳ جہاز سامنے نظر پڑے جن مین سے ۲ تیل کے جہاز تھے جو بصرہ جا رہے تھے اور ایک ادھر سے مسافری جہاز آ رہا تھا. یون تو روز جہاز کی کئی وقت صفائی ہوتی ہے مگر آج ۹ بجے کے بعد تمام جہاز دھویا گیا. اب ہم خلیج فارس مین چل رہے ہیں اور ہمارے شمال مین حد نگاہ پر ایران کے پہاڑون کا سلسلہ چل رہا ہے. گویا اب ہمارا جہاز ایران کی سرحد کے کنارے کنارے جا رہا ہے. ہوا نہایت خوشگوار اور موسم فرحت افزا ہے. آج اول اور دوم درجے کے مسافرون کی پریڈ بھی ہوئی یعنی اگر جہاز خطرے مین آجائے اور ڈوبنے لگے تو ان درجون کے مسافر لائف بیلٹ وغیرہ لگا کر کسطرح مسافرون کو بچانے اور کشتیون مین سوار کرانے کی کوشش کرین اور اسوقت انکا کیا فرض ہوگا؟ اور جہاز کے ملازمین کی کیا خدمات ہونگی؟ وہ سب عملی طور پر کی گئین اسیطرح اگر جہاز مین آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے کے لیے کیا عمل کیا جائے گا؟ ہفتہ مین ۲ مرتبہ یہ عملی کام کیا جاتا ہے. سہ پہر کو پانی سے ۲ میل کے

قریب زمین کا کنارہ نظر آیا جس پر کھجورون کے باغات تھے اور اسکے عقب مین وہی ایرانی پہاڑون کا سلسلہ یہ بندرگاہ ہے
ہے اور ان پہاڑون مین سیسہ، تانبا، لوہا اور پیتل کی کانین ہیں۔ بمغرب تک بندر عباس کا یہ سلسلہ نظر آتا رہا۔ شب کو بحرین
کا حصہ بھی نکل گیا۔ جہان سمندر سے موتی ٹھیکہ پر نکالا جاتا ہے! اور چھوٹے چھوٹے مقامات بہت سے چھوٹتے چلے گئے۔

۲۸-مارچ ۱۹۲۸ء۔ صبح کو جب ہم بیدار ہوئے تو سمندر مین ہوا کی تیزی اور طوفان کی وجہ سے حرکت ہے
جسکی وجہ سے جہاز بھی ڈانوا ڈول ہے۔ اکثر جہازی تکلیف مین ہوگئے ہیں۔ اب زمین کا کنارہ نظر سے غائب ہے جہاز
ٹھیک شمال مین جارہا ہے۔ پانی بھی نہایت گہرا ہے اور کالے رنگ کا معلوم ہوتا ہے اب ہم نے اپنی ایک گھڑی یہان کے ٹایم
سے ملائی۔ یہان ٹایم مین دو گھنٹہ کا فرق ہوگیا ہے۔ آج بھی ایران کے پہاڑون کا سلسلہ حد نگاہ پر برابر چلا جارہا ہے۔ جہاز پر
جو چند احباب ہوگئے ہیں اُنسے خوب دلچسپی رہتی ہے۔ ۱ بجے سے پہاڑ کے دامن مین سمندر کے کنارے کی زمین نظر آنے لگی جس پر
میوہ جات کے باغات لگے ہوئے ہیں۔ یہ منظر **بوشہر** کے آنیکا پیش خیمہ ہے اسیوقت ایک جہاز کے بنگالی افسر نے ہم سے
کہا کہ **بوشہر** پر اپنے سامان کی اچھی طرح نگرانی رکھنا۔ کیونکہ ایران کے لوگ نہایت چور اور بدمعاش ہوتے ہیں۔ رات سے ایک
دم موسم بھی نہایت سرد ہوگیا ہے ۱۲ بجے دن کے بعد جہاز **بوشہر** کے سامنے سبز رنگ کے پانی مین لنگر انداز ہوگیا **بوشہر**
کی چھاؤنی اور شہری آبادی کئی میل تک لمبائی مین پھیلی ہوئی ہے۔ اور میلون تک باغات چلے گئے ہیں۔ چند جنگی جہاز بھی
فاصلہ پر لنگر انداز نظر آئے۔ جہاز کا ٹھہرنا تھا کہ جہاز کے دونون جانب **ہوڑیان** (کشتی) سامان اور مسافرون کو لیکر
آگئین۔ اور مسافرون اور سامان کا اتار چڑھاؤ شروع ہوگیا۔ ہوا کی تیزی کی وجہ سے ہوڑیان ایسی حرکت مین تھین کہ جن
کے دیکھنے سے بھی خوف معلوم ہوتا تھا۔ مگر اُن کے ملاح جس خوبی اور آزادی سے اُن پر کام کر رہے تھے وہ قابل تعریف ہے۔
ایک چھوٹا آگبوٹ ڈاک لیکر آیا اور دے گیا۔ جہاز کے سب سے نیچے حصہ مین سے تجارتی مال بذریعہ جرثقیل ہوڑیان مین لادا
گیا۔ اس موقع پر جابجا پانی مین جہاز اور ہوڑیان نظر آرہی ہیں۔ دو ہزار بکس چائے کے جو کلکتہ سے روانہ ہوئے تھے
۵ بجے شام تک ہوڑیان مین جو بادبانی کشتیان تھین اُتارے گئے اور ۶ بجے جہاز نے لنگر اٹھادیا معلوم ہوا کہ ایران مین
چاء نہین ہوتی چاء پر محصول بھی بہت زیادہ کردیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی باہر سے آتی ہے۔ جہاز پر اسی موقع پر ایک شخص نے جو ایرانی
تھا ایک مسافر کا کچھ سامان چرا لیا۔ مگر فوراً پکڑا گیا۔ اور بحکم کپتان جہاز ۵۰ بید لگائے گئے، ایک ایرانی نے ایک مسافر سے جو
چاء پی رہا تھا چاء طلب کی اور مع پیالی کے غائب ہوگیا، ایک ایرانی قلی نے کئی سیر چاء صندوق سے چرائی کمپنی کے افسر نے بید
لگوائے اور اسکو لٹا کر اسکے گلے پر پاؤن رکھکر کودا۔ یہ نئے قسم کی سزا ہم نے دیکھی۔ رات کے آخری حصہ مین **کویت** کا بندرگاہ
بھی نکل گیا۔

۲۹ مارچ سنہ ۲۰ء صبح کو ہمارے داہنے اور بائین جانب کنارہ نظر آتا رہا۔ پانی بھی نصف نیلا اور نصف بادامی
معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ الہ آباد مین تربینی پر دو رنگ کے پانی کی دھارین علیحدہ علیحدہ رنگ کی معلوم ہوتی ہین یہ وہ جگہ ہے جہان سمندر
کی حد ہے، یہان سے دریائے دجلہ و فرات ملکر چلے ہین اب دونون دریاؤن کے پانی کا رنگ مٹیالا ہے اور میٹھا پانی ہے
اس مقام **فاؤ** پر سمندر کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ یہان سے جابجا سمندر مین جہاز کو روشنی دکھانیوالی **کشتیان** اور **بویا**
جو بٹ بیجے کی طرح چمکتے ہوئے پھیلے ہوئے ہین۔ نہایت پر لطف سین سامنے ہے۔ داہنی جانب ایرانی شہر اور ہر قسم کے میوہ جات
کے باغات کا سلسلہ میلون تک چلا گیا ہے۔ اور بائین جانب ترکستان کے شہر **فاؤ** کی آبادی اور باغات چلے گئے ہین معلوم
یہ ہوتا ہے کہ یہ باغات کا سلسلہ دور تک برابر چلا گیا ہے، ۷ بجے صبح سے پانی بالکل دریا کے رنگ کا تھا۔ شب گذشتہ مین ۱۱ بجے
بے تار کی تار برقی کا تار بصرہ سے سید نوری صاحب خادم کربلائے معلی کا صاحبزادے جانی صاحب کے نام پہونچا کہ ہر قسم کی
راحت کا سامان تیار ہے،، **فاؤ** پر ۸ بجے جہاز نے رفتار کم کر کے پانی کی حالت دریافت کی اور پھر پوری رفتار مین چلدیا
بڑودہ نامی جہاز بصرہ جاتا ہوا ہمین یہان ملا جو تمام چھوٹے بندرگاہون پر بھی ٹھہرتا ہوا جا رہا ہے اور بھی کئی جہاز برابر سے
گذرے۔ اب دونون طرف کنارے کی باغات ہمارے بہت قریب ہین۔ صرف کھجور ہی کے باغات نہین ہین۔ بلکہ انگور، سنترہ
انجیر، سیب و غیرہ اور انگور مختلف قسم کے کھجور کے درخت ترتیب وار لاکھون کی تعداد مین نظر آرہے ہین۔ اور جابجا ان مین
کچے مکانات باغ کے محافظون کے بنے ہوئے ہین۔ **دجلہ، فرات اور قارون** ایک ایرانی دریا یہان ملکر چل رہے ہین
ایرانی دریا **محمرہ** مین علیحدہ ہوجاتا ہے۔ ہماری اس پارٹی کے ہیڈ صاحبزادے **اشفاق علیخان صاحب** عرف جانی صاحب
ہین اس کل سفر مین یہ سین جو آج صبح سے شروع ہوا ہے نہایت دلکش ہے دریا کے کنارون پر باڑہ بنا دیا ہے اور کہین
کہین مچھلی پکڑنے کے جال بھی پھیلے ہوئے ہین، معلوم ہوا کہ ان باغات کا سرسبز سین جو دونون جانب ہے بغداد تک برابر چلا گیا ہے
۱۰ بجے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک نئی آبادی کا حصہ جس کا نام **کسبہ** ہے نظر آیا۔ اور اس کے بعد حد نگاہ تک میدان ہے
ان باغات مین تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر دو دو نالیان نکالی گئی ہین تا کہ اُسکے ذریعہ دریاؤن سے باغات کو پانی دیا جائے
اب برابر دونون کنارون پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے آبادی کا سلسلہ نظر آرہا ہے۔ کنارے بھی ہمارے قریب آرہے ہین بندر
کی آبادی کی عمارات شروع ہوگئین یہان مٹی کے تیل صاف کرنے پٹرول وغیرہ ہر قسم کا تیل بنانے کے سینکڑون کارخانے لب
دریا ہین تیل کی ٹنکیان۔ انجن کی چمنیان عمارات۔ کارخانہ جات کی ترتیب اور باغات کا سلسلہ عجیب پر لطف ہے۔ ایران
مین مسجد سلیمان وغیرہ جو یہان سے پندرہ دن کا خشکی کا راستہ ہے وہان تیل کے چشمے ہین اور یہان تیل بنانے کے کارخانہ تیل
لادنے کے جہاز جابجا موجود ہین۔ ہمارے جہاز کی رفتار اب بہت ہی خفیف ہوگئی ہے پیل اسٹیمر نے آکر سیل دیا۔ پانی مین جا بجا

چھوٹی بڑی کشتیاں دوڑتی پھر رہی ہیں اور زمین پر موٹریں دوڑ رہی ہیں۔ آج ٹائم میں ڈھائی گھنٹہ کا فرق ہو گیا ہے۔ یہاں
سے چلکر جہاز نے ساڑھے دس بجے محمرہ پر لنگر ڈالدیا میل لیا اور ڈیڑھ بجے تک چاو۔ چھالیہ اور کپڑے وغیرہ کے ایک
ہزار بنڈل جہاز سے اوتارے گئے یہیں سے ایرانی دریا قارون جو دجلہ اور فرات میں ملا ہوا تھا علیحدہ ہو گیا۔
یہاں کی عمارات اور آبادی دریائے قارون کے کنارے پر جو شمال کی طرف سے آکر ملا ہے پھیلی ہوئی ہے نہایت خوشنما
منظر ہے۔ ویسے دجلہ اور فرات کے کناروں پر بھی مسلسل آبادی چلی جا رہی ہے۔ یہاں پر دریا میں ہمیں وہ موقع بھی
بتایا گیا جہاں کہ ٹرکی نے اپنے تین چار بڑے جہاز پتھر بھر کر غنیم کا راستہ روکنے کے لیے جنگ کے زمانہ میں ڈبو دینے کا حکم
دیا تھا۔ مگر معلم یعنی کپتان جہاز نے اس علاقہ کے ایک شیخ سے ملکر کنارے کی طرف جہاز غرق کردیئے اور جو غرض تھی وہ
حاصل نہیں ہوئی۔ یہ دونوں دریا سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے جارہے ہیں بیسیوں بادبانی کشتیاں۔ لانچ۔ موٹر کشتی
ایک تختہ کے ڈونگے اور جہاز پانی میں دوڑتے پھر رہے ہیں۔ یہاں مسافر جہاز سے اوترے بھی اور چڑھے بھی۔ سید علی ایجنٹ
خادم بھی یہاں ہم کو ملے۔ اور ہمارے ساتھ ہو لیئے اب دریائی کناروں کا سین۔ عمارات۔ باغات کشتیوں اور آگبوٹوں
کی بھاگ برابر ہمارے پہلوؤں میں ہے۔ حد نگاہ پر باغوں کے بعد ایک دریائی سین اور نظر آیا۔ اسکے بعد پھر کھجور کے باغات
کا عجب منظر ہے۔ مگر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سراب ہے دریا نہیں ہے پانی تلاش کرنے والے اول میدانوں میں
میلوں سراب کو دریا سمجھکر چلے جاتے ہیں۔ مگر سراب برابر دریا کا دہوکہ دیتا ہے پانی ہاتھ نہیں آتا۔ اصل سراب یہ ہے
صبح سے جو منظر دونوں جانب شروع ہوا ہے ممکن نہیں کہ لفظوں میں اوسکا فوٹو کھینچا جاسکے۔ ڈیڑھ بجے جہاز نے لنگر اوٹھایا
اور اسی پر لطف مناظر میں تین بجے جہاز بصرہ یعنی مارگل پہونچا۔ میلوں پہلے سے بصرہ کے بندرگاہ کی عمارات جہازات
وغیرہ کا سین ہمارے سامنے آچکا ہے۔ پاسپورٹ بڑی دقتوں سے دستخط ہوئے اور جہاز سے اوترنے کی نفسا نفسی پڑ
گئی۔ اوترنے کے وقت ٹکٹ اور پاسپورٹ دونوں دکھلائے جاتے ہیں۔ چونکہ ہماری پارٹی کے ساتھ شبیر علیخان عرف
لڈن صاحب پسر نواب محمد حسین خان صاحب عرف نواب نبو صاحب رئیس بریلی کا تابوت ہے اسواسطے ہماری پارٹی
تمام جہازی ضروریات سے فرصت پاکر مع تابوت کے قریب پانچ بجے کے جہاز سے نیچے آگئی۔ اور اسطرح ہمارا یہ پر لطف
جہازی سفر نہایت اطمینان اور راحت سے ختم ہوا۔

بعض ضروری امور۔ جہاز کے تیسرے درجہ کے مسافر فولڈنگ یعنی ٹوٹوان چارپائی بھی جہاز پر اپنے
ساتھ رکھکر شب کو آرام پاسکتے ہیں۔ سمندر کے اندر چھوٹے اور بڑے پہاڑ بھی ہوتے ہیں۔ جن سے بچکر جہاز دن کے وقت
چلتا ہے۔ اور شب کے وقت پہاڑیوں کے اوپر یا اونسے کچھ فاصلہ پر لائٹ ہاؤس (روشنی کے مینارے) ہوتے ہیں اور

بعض تو نے نما روشنیاں پانی مین چلتی رہتی ہین اور جہاز کو رہنمائی کا کام دیتی ہین چاندنی رات مین چاند کا عکس تمام
پانی کو روشن کر دیتا ہے جو ایک خوشنما نظارہ ہوتا ہے۔ دس بجے رات تک جہاز مین بجلی کی روشنی رہتی ہے نصف
شب کے بعد جہاز کا کپتان یا نائب تمام تیسرے درجہ کے مسافرون کے درمیان گشت کرتا ہے تاکہ کوئی مسافر کسی قسم کا
نقص پیدا نہ کرے بسنجر جہاز کا تیسرے درجہ کا کرایہ کراچی سے ۴۲ روپیہ ہے چھ یا سات تیرہ دن مین بصرہ پہونچ جاتے ہیں پہنچنے
والیون کے لیے ضرورت ہے کہ کھٹا اچار آم کا لیمون اور سرکہ کی عمدہ چٹنی ساتھ ہو یہ چیزین کھانے کے ہاضمہ مین مدد
دیتی ہین۔ ہمارے ساتھ بھی بیسیون قسم کی دوائین اور چٹنیان اور اچار ہیں۔ جہاز کے اندر سرکاری ڈاکٹر بھی ہوتا ہے جو
مفت دوائین دیتا ہے اور علاج کرتا ہے تیسرے درجہ کے مسافرون کو اپنے کھانے کا خود انتظام کرنا ہوتا ہے میٹھا پانی
جہاز سے ملتا ہے۔ خلاصیون سے بھی کھانے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ مگر وہ اچھا نہین ہوتا اور گران ہوتا ہے۔ جہاز مین
ہندو مسلمانون کے لیے ایک لنگر خانہ بھی ہوتا ہے۔ جہان اپنی مرضی کے موافق قیمتاً کھانے کا انتظام کر لیا جائے تو بہتر ہے

بصرہ

بصرہ کے پلیٹ فارم یعنی بندرگاہ پر محمد سید باقر صاحب خادم نجف اشرف سید نوری صاحب خادم کربلائے معلی اور سید محمد ناصر
صاحب خادم کاظمین شریفین اور محمد سید کاظم صاحب خادم کربلائے معلی اور ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب ہم سے ملے اور ہماری
پارٹی کے تمام خدمات نہایت خوبی سے انجام دین۔ ہماری پارٹی کا تمام سامان کسٹم آفس یعنی چنگی خانہ مین گیا عورات مارگل کے ریلوے
اسٹیشن پر ویٹنگ روم مین ٹھہرا یا کسٹم آفس مین ایک ایک چیز کھولکر دیکھی جاتی ہے اول سامان کے عدد وغیرہ کی تفصیل ایک انگریزی
فارم پر لکھوائی ہوتی ہے جس کی اجرت کا ایک روپیہ دیا جاتا ہے جو لکھنے والون کا ذاتی حق ہوتا ہے۔ اس فارم کو خود بھی لکھ سکتے
ہین۔ ہماری پارٹی کچھ خرچ کر کے کسٹم آفس کی سختیون سے بچگئی بعض کسٹم کے ملازمین کو ہم نے بدزبانی اور انتہائی بے پرواہی کرتے ہوئے
بھی دیکھا۔ یہ طرز عمل غیر ملکی مسافرون اور خاصکر زوارون کے ساتھ نہایت قابل افسوس ہے کسٹم سے فراغت پاکر ہماری پارٹی
نے کل سامان ریل کی ایک گاڑی مین لگا دیا جو برابر مین کھڑی ہوتی ہے اپنی ساتھی دو ماؤن کو بھی گاڑی مین سوار کرا دیا شب کے
سات بجے کے بعد ہم اور صاحبزادے جالی صاحب اور محمد سید باقر صاحب ایک موٹر کار لیکر نیا پرانا بصرہ دیکھنے روانہ ہوگئے۔ نیا شہر
بصرہ علی مسجد۔ یا علی مقام کے نام سے مشہور ہے۔ نہایت بارونق مسقف بازار اور قدم قدم پر کھانے پینے کے ہوٹل اور دوکانات
عربون سے بھری ہوئی نظر آئین۔ دو ہوٹلون مین جاکر ہمنے بھی چاء وغیرہ پی اور وہان کے حالات دیکھے۔ ہوٹلون کے سامنے ٹرالون
پر بنچین بچھی ہوئی ہین اور عام طور سے کھجور کی چٹائیان اور اونپر کثرت سے عرب حقہ نوشی اور گپ شپ کر رہے ہین۔ لباس کل قریباً

عربی۔ خال خال ترکی ٹوپی بھی استعمال مین ہے اب یہان انگریزی طرز معاشرت کے آجانے سے کوٹ پتلون کا رواج بھی ترقی کررہا ہے۔ مارگل جو بصرہ کا بندرگاہ اور ریلوے اسٹیشن ہے یہان سے علی مسجد ۲ میل ہے۔ اور پرانا بصرہ ۵ تین میل علی مسجد خاص طور سے ہمنے دیکھی اس مسجد مین حضرت علی کرم اللہ وجہ تشریف لائے تھے۔ اور نماز ادا فرمائی تھی۔ نہایت خوشنما مسجد ہے جسکے دونون درجے مسقف ہیں۔ بیچ مین ایک بڑا گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے مختلف بازارون کی سیر کی۔ کھجورین سگرٹ اور مختلف چیزین خریدتے ہوئے پرانے بصرہ کو روانہ ہوئے وہان کے بازارون مین بھی عربون کے غول نظر آئے۔ یہودی بازاری عورتین بھی یہان کثرت سے بیٹھی دیکھین۔ جو راہ گیرون کو زبردستی کھینچتی ہین۔ اور پکڑتی ہین۔ زرق برق بیحیائی کا لباس پہنے ہوئے یا وڈر ملے ہوئے نہایت بدوضع اور بدصورت ہین معلوم ہوا کہ بصرہ مین شرم وحیا کا کچھ کام نہین ہے۔ فواحش اور شرابخواری کی کثرت ہے یہان کے تھیٹرون کی بابت معلوم ہوا کہ ایک بڑا ہوٹل ہے جس مین ایک بہت چھوٹا اسٹیج بنا ہوا ہے اُسپر چار پانچ نصرانی۔ یہودی۔ یا عربی وغیرہ عورتین کرسیون پر اپنے عمدہ لباس مین بیٹھی ہین۔ اون کی برابر قانون نواز اور دف نواز بیٹھے ہیں۔ جب کچھ تماشائی ٹکٹ لیکر جمع ہو جاتے ہین تو بیٹھے بیٹھے وہ عورتین یکے بعد دیگرے عربی گانا شروع کردیتے ہین دل چاہا تو کچھ ناچ بھی دکھادیا۔ گویا یہ ناٹک کا تماشہ ہوگیا۔ ایسے موقع پر ہر فی کس قہوہ کی ایک پیالی کے دینا ضرور ہین چاہے آپ قہوہ نوش کرین یا نہ کرین داخلہ کے ٹکٹ کی قیمت ایکروپیہ علیحدہ ہے یہان کی زبان عموماً دیہاتی عربی ہے بعض فارسی بھی بولتے ہیں۔ کھجور نہایت عمدہ قسم کی اور نہایت ارزان۔ یہان کے کھانے کا مذاق بالکل بلا مرچ کا پھیکا۔ قدرے نمک ضرور ہوتا ہے۔ کالی مرچ استعمال ہوتی ہے۔ ہمارے خیال مین دن کے مقابلہ مین رات یہان کی نہایت پررونق ہوتی ہے غرض کہ گیارہ بجے شب تک تمام سیر کرکے ہم واپس آگیے اور ہمارے پورے قافلے نے بستر لگاکر ریل گاڑی مین آرام کیا۔ یہان کے انتہائی غریب لوگ صرف چٹائی سے مکان بناکر رہتے ہیں متوسط اور امراء پتھر کے عالیشان مکانون مین رہتے ہیں سفید پتھر کی اینٹین تراش کر اسکے مکان بنائے جاتے ہیں۔ کچے جھونپڑے بھی نظر آئے۔ غالباً کسی کھاتے پیتے شخص کا مکان ایسا نہ ہوگا کہ جہان کھجور اور مختلف پھلون کے درخت نہون۔ پانی کی نہرین جا بجا جاری ہین۔ جو اون کی آب پاشی کرتی ہین۔ تمام سڑکین پتھر کی نہایت ناہموار اور خراب ہین بعض بہتر بھی ہیں روشنی بجلی کی ہے۔ موسم ابھی ٹھنڈہ ہے اب ہماری پارٹی مین لکھنؤ کے دو مرد ۲ عورتین زوار شامل ہوگیے ہیں۔ یہان گدھون پر بھی سواری کیجاتی ہے۔ عورتین عموماً سیاہ پوش اور مرد سر پر سرخ یا سیاہ چھپا ہوا رومال باندھتے ہیں۔ یہان کا طرز معاشرت اور ہر چیز نئی نظر آئی۔ نیا بصرہ نہایت پررونق اور اچھی جگہ ہے دن رات کے ۲۴ گھنٹہ مین صرف ایک ٹرین بصرہ سے صبح کو بغداد کی طرف روانہ ہوتی ہے اور صرف شام کو ایک ٹرین آتی ہے جمعرات کی شام کو ہفتہ وار ڈاک کا سیل

روانہ ہوتا ہے اور ہفتہ مین ایک ہی مرتبہ آتا ہے۔ چھوٹی لاین ہے۔ ہندوستانیون یا عربون کی آسایش کا کوئی خاص انتظام نہین ہے۔ کرایہ تیسرے درجہ کا ارمیل ہے یعنی ہندوستان سے سکنڈ کلاس کی برابر ہے۔

ٹکٹ عراق ریلوے

زائرین کے فائدہ کے واسطے عراق ریلوے نے دو قسم کے ریل کے ٹکٹون کی کتابین بنائی ہین جن کو اے۔ و بی کوپن بک کہتے ہین۔ کتاب اے مین چار ٹکٹ ہوتے ہین۔ واپسی کی میعاد ۹۰ یوم ہے اس کے ذریعہ سے زائرین مکینہ اسٹیشن سے بغداد شریف۔ کربلائے معلی۔ سامرہ۔ اور پھر واپس مکینہ آ جا سکتے ہین۔ مکینہ بصرہ کا بڑا ریلوے اسٹیشن ہے۔ جہان سے ڈاک گاڑی بغداد کو روانہ ہوتی ہے۔ یہ ڈاک گاڑی ہفتہ مین ایک بار جہاز پہونچنے پر جمعہ کی شام کو چلتی ہے۔ کتاب بی مین صرف ریل کے تین ٹکٹ ہوتے ہین۔ صرف سامرہ کا ٹکٹ نہین ہوتا۔ یہ بھی ۹۰ یوم کی واپسی کے ہوتے ہین ان ٹکٹون کی کتاب خریدنے سے زائرین کو بہت زیادہ کفایت ہوتی ہے۔ یہ ٹکٹون کی کتابین بمبئی کراچی اور بصرہ مین ملتی ہین۔

عراق کا سفر ریل!

۲۳۔ مارچ ۲۸ء یوم جمعہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے معہ خدام صاحبان کے حِلّہ اسٹیشن کو ہماری پارٹی روانہ ہوگئی۔ تیسرے درجہ کا ٹکٹ فی کس ۱۵ روپیہ کو خریدا۔ مارگل اسٹیشن سے چلکر ٹرین مکینہ اسٹیشن پر ٹھہری۔ اس درمیان مین سوائے حدِ نگاہ تک ریگستان کے اور کوئی چیز نظر نہین پڑی۔ کہین دور دراز کھجور کا باغ نظر آتا ہے یا سراب کے سمندر کا یہ دونون جانب پانی کا دہوکہ دیتا ہے۔ دوسرا اسٹیشن شعیبہ جنکشن آیا جہان سے ایک شاخ ریل کی زبیر کو گئی ہے۔ مکینہ اسٹیشن جنگ کے زمانہ مین چھاؤنیون اور فوجون کا مرکز رہا ہے۔ فوجی بارگ وغیرہ دور تک بنی ہوئی ہین۔ اسکے بعد سیکڑون میل تک چارون طرف جنگل ہمارے سامنے ہے جو ریتیلی مٹی اور کہین کہین بجری کا ہے۔ ان میدانون مین خشاب اور کہین کچھہ سبز جھاڑیان کٹیلی جیسے جنگلی درختون کی پھیلی ہوئی ہین۔ پانی۔ باغات۔ یا سرسبز درختون کا اس حصہ ملک خدا کی خدائی مین کہین نام و نشان بھی نہین توبہ۔ رتناوی۔ بتشیبہ اسٹیشن آئے۔ جو ہو حق میدانون مین جھونپڑون کی صورت کے بنے ہوئے ہین۔ دور تک کسی گانون یا آبادی کا نام بھی نہین۔ ایک بجے دوپہر کو آخر اسٹیشن پر بغداد سے آنے والی گاڑی کا میل ہوا۔ بابو غلام محمد صاحب ہمارے مہربان بھی اسی ٹرین مین بغداد جا رہے ہین۔ اور ہر اسٹیشن پر ہمارے پاس آتے ہین۔ دو چار باتین مذاق کی کر جاتے ہین۔ اس لق و دق بے پایان بے آب و گیاہ میدان مین انسان

تو کیا شام تک کسی پرندہ کی بھی صورت نظر نہین آئی کہین کہین دنبے کے گلے اور کمبل پوش جھونپڑیان ضرور نظر آئین اور گلہ بان
کل شام سے برابر بکھرے سا بیجے ہوئے ہے۔ بصرہ سے روانگی پر چند بوندا بوندی نے بھی ہمارا خیر مقدم کیا تھا۔ سید
محمد باقر صاحب خادم نجف اشرف نے ہمارے محترم معاصر قاضی محمد سید عبد العلی صاحب ایڈیٹر اخبار
مخبر عالم مراد آباد کے حالات دریافت کیے اور دیر تک ذکر خیر ہوتا رہا۔ برٹش گورنمنٹ کی برکات کا نمونہ ان ریگستانی حصون
مین نظر آرہا ہے۔ عراقی لوگ یا تو سفر نہین کرتے یا ریل مین سفر کرنیکے عادی نہین۔ کیونکہ ٹرین مین ۴۰-۵۰ مسافرون سے زیادہ
نہین ہوتے۔ خالی ٹرینین آتی جاتی ہین۔ ہان مال گاڑیان ہر ٹرین مین ضرور لگی ہوتی ہین عراق طول و عرض مین بہت
زیادہ بڑا ملک ہے جو بغداد سے موصل تک چلا گیا ہے۔ مگر مردم شماری ۳۵-۴۰ لاکھ کے درمیان ہے جو ہندوستان
کی صرف بھاٹو اور خانہ بدوش قوم کی برابر ہے ہوائی جہاز اس حصہ ملک پر تقریباً روزانہ گشت لگاتے ہوئے دیکھے گئے
ہین۔ امید ہے کہ اگر برٹش گورنمنٹ نے توجہ کی تو یہ جنگلی میدان کچھ زمانہ کے بعد نہرون اور سرسبز کھیتون۔ اور پیداوار
سے زرخیز ہو جاوینگے ریگستان کی گرم و سرد ہوا اور غبار کا لطف اسی میدان مین ہمکو آیا۔ اس ملک مین ایک عجیب
دستور ہے ایک جنس کی چیزین ایک دوسرے کے ساتھ نہین کھائی جاتین ترکاریون کے لوگ زیادہ شائق ہین اور نئی بھی
عمدہ ترکاریان بھی پیدا ہوتی ہین مٹھائیان عربی قسم کی بہترین بنتی ہین۔ سوکھی ہر قسم کے پھلون کی بھی کثرت ہے گائے
کا گوشت نہین ہوتا اس راستہ مین کہین کہین ریتیلے پہاڑ بھی نظر آتے ہین۔ ہر ٹرین کے ساتھ چار ریلوے پولیس کے
مسلح جوان بھی آتے جاتے ہین۔ ٹرین یہان کی قریباً ایک ٹیبل مین ہے۔ شام کا وقت قریب ہے [illegible]
لائین مین، ایک بلب تک بھی نہین آئی معلوم ہوا کہ گرمی کے زمانہ مین، جب کھجور پکتی ہے تو اس وقت شدت کی گرمی ہوتی ہے
کھجور کا پھل پکتا ہے ریتیلے حصون سے ٹکراتی ہوئی آتی ہے جسمون پر تھپیڑے ڈالتی ہے اور انسانون کو ناگوار گذرتی ہے۔
بصرہ اسٹیشن پر ایک پنجابی سکھ مسافر ہمسفر ہوئے رائے صاحب سی۔ جی۔ مسٹر پاردو صاحب ایجنٹ ریلوے سے تو وارد کرایا
تھا ان کی وجہ سے ہم کو ریل کا سفر نہایت راحت سے ہو رہا ہے۔ رائے صاحب مدراس کے رہنے والے ہین نہایت
خلیق مسافرون اور زوارون کے نہایت ہمدرد افسر ہین۔ اور مسافرون کو ہر وقت ہر قسم کی راحت۔ آرام پہونچانے
اور ہر قسم کی خدمت کرنے سے دریغ نہین کرتے اس ریگستانی میدان مین بعض حصے ایسے بھی نظر آئے ہین کہ جہان
خشک گھانس کا پتہ بھی نہین۔ پونے پانچ بجے اور جنکشن آیا۔ یہ ایک فوجی مقام ہے۔ یہان چند ہوائی جہاز بھی
ہم نے دیکھے۔ ڈیرون خیمون کے کیمپ۔ چٹائی کے مکان کچے پکے مکان اور بنگلہ نما عمارات ہین۔ یہان سے ایک شاخ ریل
کی نصیریہ کو جاتی ہے جو بارہ میل ہے آج کے سفر مین یہان کچھ انسانی صورتین نظر آئین۔ اور اسٹیشن پر بھی

رونق ہے۔ یہ تماشہ بھی اسی اسٹیشن پر دیکھا کہ ایک شخص ذبح کیے ہوئے اور کھال نکلی ہوئی چار دنبوں کو گردن پر لاد کر بڑی
نشان فوجی کیمپ میں لے جا رہا ہے یہ وہ مقام ہے جو بابل سے پہلے اور اب سے پانچ ہزار ہم سو اٹھائیس برس پیشتر آباد تھا
اب اس شہر کی کھدائی ہو رہی ہے اور آثار قدیمہ کی عجیب و غریب چیزیں نکل رہی ہیں۔ سونے کی کشتی پتھر کے برتن۔ مندرہ
بت اور کتبے جو عجیب زبان میں ہیں اس کی کھدائی کا ماہر اونکوٹر رہتا ہے۔ قبریں زمین سے چالیس پچاس فٹ نیچے نکل رہی
ہیں۔ کھدائی جاری ہے۔ آثار قدیمہ بغداد کے عجائب خانہ اور انگلینڈ کو جا رہے ہیں۔ قابل دید مقام ہے یہ معلومات
اسٹیشن پر بابو امیر الدین صاحب گیرج اگزامنر نے ہم کو دی۔ اور واپسی پر ہمسے ٹھہرنے اور اس موقع کو دکھلانے کا بھی وعدہ
کیا۔ جو یہاں سے ڈیڑھ میل ہے اس شہر کے ٹیلے اور کھدائی کا کچھ حصہ ٹرین میں سے ہمیں بھی معلوم ہوا۔ اس ملک کے تمامی
باشندے عرب سر پر عموماً ململ شام کے چھپے ہوئے ایک سیاہ رومال پر جو سیاہ اون کے دو اینڈوے سے گول بل دیئے ہوئے
لپیٹ لیتے ہیں اس کو **اقال** کہتے ہیں۔ اور یہ کربلائے معلی اور **مسیب** میں تیار ہوتا ہے ٹخنوں تک کی عبا اور سب لباس
کے اوپر فرغل پہنی جاتی ہے یہ عربی لباس ہے۔ اس اسٹیشن میں ۳۰۔۳۲ ہوائی جہاز ہیں جو اس وقت باہر گئے ہوئے ہیں ۱۴۱
سو عرب فوج اسوقت یہاں موجود ہے اور رات کو ایک رجمنٹ گورہ فوج کی بھی آئی ہے جو جہاز پر ہمارے ساتھ تھی اسکے
بعد **بطحا** اور **خضر** اسٹیشن سے گذرنے کے بعد ریلوے لائن کے دونوں طرف پانی اور سبز کھیتی کا نظارہ بھی قابل دید منظر ہے
جس طرح چٹیل میدان کا نظارہ قابل دید تھا اس کے برخلاف یہ سرسبزی بھی قابل تعریف ہے **السموات** اسٹیشن بھی
اچھا اور پر رونق ہے کہیں سبزہ کا اور کہیں خشکی کا نظارہ سامنے آ رہا ہے۔ اب شب کو ہم نے آرام کیا۔

حلہ اسٹیشن سے بذریعہ موٹر

۳۱۔ مارچ ۲۸ء حلہ اسٹیشن پر صبح ۶ بجے ہماری پارٹی مع خدام صاحبان کے اترے محمد سعید باقر
صاحب خادم نے بصرہ سے روانگی پر نجف اشرف اپنے بھائی کو تار دیکر موٹروں کا انتظام کر دیا ہے۔

ایک موٹر لاری اور چار کار یہاں ہمارے واسطے تیار ہیں۔ ہماری پارٹی مع سامان تابوت کے سوار ہو کر
نجف اشرف روانہ ہوئی۔ شہر حلہ میں سے گذرے ہر جگہ قہوہ خانے آدمیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ چھوٹا سا شہر ہے مگر
سرسبز و شاداب ہے۔ دریائے فرات دور تک کنارے کنارے چلا گیا ہے جس میں بہت سی کشتیاں پڑی ہیں۔
کھجور وغیرہ کے باغات ہیں اور کہیں بھی سیر و تفریح کے واسطے بینچیں پڑی ہیں۔ یہاں سے نجف اشرف ۵۰ میل ہے قریباً
نصف راستہ سے نہایہ پر نہر فرات کا پل ملا یہاں بھی قہوہ خانے آدمیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ تنوری روٹیاں۔ انڈ

اور چاء ہم کو بھی تواضع کی گئی۔ یہان سے روانہ ہوکر ہنیا کوفہ آگیا۔ جو دریائے فرات پر آباد ہے۔ دریائے دونون کنارون پر نہایت خوبصورت آبادی کا سلسلہ ہے جو بہت پر لطف منظر ہے۔ یہان سے نجف اشرف پانچ میل ہے۔

داخلہ نجف اشرف

دس بجے صبح کے ہم نجف اشرف مین داخل ہوئے کوفہ سے شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ مبارک کا سنہری گنبد نظر آنے لگتا ہے۔ شہر نجف شہر پناہ کے اندر اور قلعے کے اندر ہے۔ پر رونق جگہ ہے۔ بازار قہوہ خانون سے معمور ہین محلہ مشراق مین سید محمد باقر صاحب خادم کے یہان ہماری پارٹی کا قیام ہوا زنانہ اور مردانہ مکان علیحدہ علیحدہ اونھون نے دیے ہین۔ جو ایرانی قالین اور ضروریات سے آراستہ ہیں۔ سب سے پیشتر ہم و صاحبزادے جیانی صاحب حمام مین غسل کرنیکو روانہ ہوئے اور خادم صاحب سے میت کے آج ہی دفن کرنیکے انتظام کو کہدیا گیا۔ عربی حمام نہایت اچھے ہین۔ کپڑے بدلکر خوشبو لگا کر خادم صاحب کے ہمراہ روضہ محترم مین حاضر ہوئے۔ ادھر صحن روضے ایک حجرہ مین قبر کی تیاری کی گئی۔ تابوت روضہ ہی مین رکھوا دیا گیا ہے۔ سید محمد باقر صاحب خادم نے سلام پڑھا۔ اور زیارت کرائی روضہ محترم زن و مرد سے بھرا ہوا ہے۔ تمام روضہ مین اندر باہر بجلی کی روشنی ہے قبہ کے اندر روضہ مبارک کے بیچ مین ایک شیشہ کی لالٹین مین مختلف رنگون کے جواہرات عجیب سمان پیدا کر رہے ہیں۔ صحن روضہ اور اسکے ہر چہار طرف حجرون مین قبور ہیں روضہ کا گنبد جو بہت بڑا ہے سونے کا ہے قنادیل بھی جو روضے کے اندر لٹک رہے ہیں سونے کی ہیں روضہ اور صحن کے درمیان ایک حصہ اور ہے روضہ کے چارون طرف نہایت وسیع دالان نما یہ حصہ ہے جسکی چھت شیشہ کی پچے کاری کا نہایت عجیب نمونہ ہے عمارت کی بناوٹ بھی نہایت خوشنما ہے اور بڑی رونق کی جگہ ہے اوس حصہ سے گذر کر خاص روضہ مبارک مین داخل ہوتے ہین۔ تمام اشیا و سجاوٹ و روشنی اور روضہ کا کٹھہرہ سونے کا ہے در و دیوار پر خوشنما مینا کاری سے کام کیا گیا ہے۔ ایسا دلکش اور دل پر اثر کرنیوالا منظر اتبک ہماری نظر سے نہین گذرا وہان پر سلام قبر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف توجہ کرکے پڑھا یا گیا۔

وہان فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی جابجا لوگ کلام پاک کی تلاوت اور عبادت مین مصروف ہین۔ خادم زوارون کو سلام پڑھا رہے ہیں بہت سے مرد عورت گریہ وزاری کرکے دعا مانگ رہے ہیں کچھ روضہ کا طواف کر رہے ہین۔ کچھ کٹہرہ کو بوسہ دے رہے ہیں اور کچھ اوسکو پکڑے ہوئے محو ہیں۔

یہان سے فرصت پاکر ہم باہر آئے۔ تابوت روضہ مبارک کے صدر شمالی دروازے کے سامنے رکھا گیا۔

تابوت کے سر پر زر دوزی جواہرات کا سہرا باندھا گیا۔ اور فوٹو لیا گیا۔ وہاں سے اٹھا کر جس حجرہ مین قبر کھودی گئی تھی اوسکے برابر رکھا گیا۔ اور لاش تابوت سے نکالکر سپرد زمین یعنی تہ خانہ کیگئی جسوقت تابوت کھولا گیا تمام روضہ کا صحن کافور سے معمور ہوگیا۔ قبر پر حفاظ مقرر کیے گیے۔ روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اسکے بعد ہماری سب پارٹی نے بعد دو بجے دن کے جو یہان عربی ٹایم ہے آٹھ بجتے آکر کھانا کھایا ہمنے بھی اب اپنی گھڑی مین عربی وقت کرلیا ہے۔ شام کو ہم یہان کے بازارون مین جو نہایت خوشنما پٹے ہوے ہین پھرتے رہے قہوہ خانون مین چاء پی مغرب کی نماز کے بعد پھر روضہ مین حاضر ہوگئے یہ وقت اور بھی پر رونق تھا۔ اول روضہ مبارک پر حاضر ہوکر زیارت سلام پڑھا اور بعدہٗ دعا کے لیے ہاتھ اوٹھائے۔ بجلی کی روشنی اور موم بتیون کی روشنی کا نظارہ قابل دید تھا۔ **ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والی رامپور دام اقبالہٗ** کی طرف سے بھی روزانہ یہان روشنی کا نہایت معقول انتظام ہے۔ جو لالٹینون کی ذریعہ کیجاتی ہے۔ اور وہ ہم کو بتائی بھی گئی مغرب کے بعد عشاء کی نماز وہین پڑھکر ہم بازارون مین گھومتے ہوے معہ اپنے خادم حاجی سید جعفر صاحب برادر کلان سید محمد باقر صاحب کے مکان واپس آئے مغرب کے وقت چالیس آدمیون نے میت کیواسطے نماز وحشت صدسا وصنہ لیکر پڑھی جو اول شب مین پڑھی جاتی ہے۔ ہماری پارٹی کی جو اس سفر سے اصلی غرض تھی وہ نہایت اطمینان اور راحت کے ساتھ حسب مراد حاصل ہوگئی۔ لکھنؤ سے بمبئی وہان سے کراچی اور وہان سے بصرہ اور وہان سے حلہ اسٹیشن اور وہان سے نجف اشرف تک حسن حسن انتظام اور راحت کے ساتھ ہماری پارٹی اور تابوت آیا وہ خدا کا فضل وکرم تھا۔ ایسا سفر اور اس اطمینان اور آرام سے ہوا یہ اللہ پاک کا انعام ہے آج دونون وقت خادم کی طرف سے اعلیٰ پیمانہ پر ہم کو دعوت دیگئی۔ شام کو محتاجین کو میت کا کھانا کھلایا گیا۔ یہان کا طرز معاشرت۔ لباس اور زبان بالکل جدا ہے۔ سوائے مسلمانون کے کسی دوسرے مذہب کا کوئی بھی آدمی یہان نہین۔ ممکن ہے کہ کوئی اہل سنت ہو ورنہ سب شیعہ صاحبان کی آبادی ہے ہر قسم کا ادنیٰ و اعلےٰ پیشہ بھی یہی عرب کرتے ہین۔ ایک بھیک مانگنے والا فقیر بھی ایک عبا ضرور پہنے ہوئے ہوگا۔ عورات عموماً سیاہ عبا استعمال کرتی ہین۔ بازارون مین خمیری تنور کی روٹیان کثرت سے مرد عورت دو کانون پر اور جھیلون مین فروخت کرتے پھرتے ہین جو مختلف قسم کی اور چھوٹی بڑی ہوتی ہین یہان گھرون مین روٹی پکانے کا بالکل رواج نہین ہے پنیر اور سبزی اور انڈا وغیرہ زیادہ استعمال ہوتا ہے ایک عرب بھی بلا خمیری روٹی کھانیکا عادی نہین ہے۔ ایک روٹی ایک آنہ اور دو پیسے کو بھی ملتی ہے۔ گوشت عموماً دنبہ کا ہوتا ہے اچھا ہوا اور سستا بکتا ہے۔ یہان کے لوگ مہمان نواز اور متواضع ہین۔ تمام عورات برقعہ پوش عام طور سے پھرتی ہین۔ اور بازارون مین سودا سلف کرتی ہین۔ مگر کانا پردہ ہے کیونکہ گلیون کے موڑ پر کوئی اجنبی آتا ہوا معلوم

ہوتا ہے تو منہ چھپا لیتی ہیں۔ ورنہ منہ پر نقاب نہین ہوتا۔ فواحش یہان بالکل نہین نہ اشیاء مسکرات یہان استعمال ہوتی
ہیں۔ ان چیزون کا وجود بھی نہین۔ بہت سے بازار ہین۔ ادہر چیز یہان بکتی ہے۔ روضہ کے چار دروازے شمال۔
جنوب اور مشرق و مغرب مین ہیں۔ روضہ کے اندر ضریح مبارک کے چارون طرف سونے اور چاندی کی قندیلون کی
ایک سلسلہ وار قطار ہے۔ اور شمال کی جانب ایک تاج محمد شاہ بادشاہ دہلی کا بھی دیوار مین آئینہ کے بکس مین
رکھا ہوا ہے روضہ کا عالیشان گنبد اور دونون مینارے سونے کی اینٹون سے نادر شاہ بادشاہ نے بنوائے ہین۔ اور
رنگین نقش و نگار اور منبت کا کام جسپر نہایت خوبی سے آیات کلام پاک لکھی ہوئی ہیں شاہان صفوی کی یادگار ہین۔
یہان سونے کا استعمال منون کی مقدار سے بھی زیادہ ہے اور چاندی بھی منون کام مین لائی گئی ہے غرض کہ روضہ
مبارک کی ظاہری حالت اور باطنی برکت ہمارے قلم کے امکان مین نہین کہ لکھ سکے صحن روضہ مین چارون طرف نہایت
وسیع پتھر کی سلون کا فرش ہے۔ اور نیچے سب تہ خانے ہیں۔ اور یہ سب قبرستان ہے۔ پتھر کی سل ہٹائی۔ اور میت
تہ خانے مین دفن کر دیگئی۔ ایران کے دو شاہزادہ بھی ایک حجرہ مین دفن ہیں۔ حجرہ ایسا آراستہ کیا گیا ہے جو دیکھنے
سے تعلق رکھتا ہے۔ ہزارہا روپیہ کے ایرانی قالین بچھے ہوئے ہیں اور تمام در و دیوار شیشہ کے بہترین کام سے مزین
کیے گئے ہیں۔ ایک شہزادہ کا فوٹو بھی آویزان ہے۔ اور لوح تربت کے پتھر پر بھی تصویر ہے اور کتبہ روضہ کے گرد
لواح سے جو محلے ہیں۔ ان مین شاید کوئی مکان ایسا ہو کہ جس مین قبرین نہون۔ نجف اشرف بلندی پر واقع ہے اسواسطے
محلون مین شدت گرمی کی وجہ سے تہ خانہ ہیں اور زمین دوز مکان بھی ہین۔ محلون کے گلی کوچے کسیقدر غلیظ ہین
نالیان وغیرہ کہین نہین ہیں۔ یہان شادی بیاہ خوشی کے موقعون پر باجہ تماشہ ناچ رنگ۔ آتشبازی وغیرہ
اور فضول ہندوانی رسومات اور بدعات ہرگز نہین ہوتین۔ کیونکہ اس قسم کے سامان ہی یہان نہین ہیں۔ ان
موقعون پر صلوٰۃ اور قصائد پڑھے جاتے ہیں صدر دروازہ روضہ مبارک پر ایک گھنٹہ گھر بھی بنا ہوا ہے جس کے
چارون طرف گھڑیان لگی ہین۔ پوّا۔ ادھّا۔ پونہ اور پورا گھنٹہ بجاتی ہیں۔ عربی ٹائم ہے

یکم اپریل ۲۸ء نجف اشرف روضہ مبارک پر حاضری دی۔ زیارت پڑھی۔ فاتحہ پڑھی۔ اور سب کے
واسطے دعا مانگی۔ اسکے بعد حاجی سید محمد جعفر صاحب۔ سید محمد باقر صاحب۔ اور سید محمد احمد صاحب تینون بھائی جو خادم
ہین ہمارے ساتھ گئے اور بازار دیکھے کپڑے کی دوکان سے صاحبزادہ جالی صاحب نے سیاہ رنگ کا ایک ادنیٰ (اونی) تھان
یہان کا ساختہ لیکر عربی عبہ سلوائی۔ خدام ہمارے مصر ہین کہ ڈھائی سو روپیہ کے قالین لیکر حجرہ قبر مین بچھا دیجئے
جو بعد ہماری چلے جانے کے خادمون کی ملکیت ہو جاوین۔ قہوہ خانون مین جاکر چاء اور حقہ پیا۔

کوفہ کو روانگی!

سید محمد جعفر صاحب کو ایک سعد ٹرمین ساتھ لیکر مسجد کوفہ گئے۔ یہ پرانے کوفہ کی مسجد ہے۔ مگر اوس کوفہ کا اب نام ہی نام ہے نشان کچھ بھی نہین نئے کوفہ کی آبادی اس سے آگے دریائے فرات تک پھیلی ہوئی ہے۔ دروازہ مسجد کوفہ سے ایک خادم ہمارے ساتھ ہوا مسجد کے اندر جاکر مصلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسجد کوفہ مصلے آدم علیہ السلام۔ حضرت جبرئیل۔ حضرت امام زین العابدین رض حضرت نوح علیہ السلام حضرت امام جعفر صادق۔ عدالت گاہ حضرت امیر المومنین وجائے سجدہ حضرت امیر علیہ السلام پر دو دو رکعت نماز ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی۔ اور خادم نے سلام پڑھایا جس مقام پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ضرب لگائی گئی تھی اور آپ شہید کیا گیا تھا۔ وہان بھی نماز ادا کی۔ ذیل کے دو شعر اوس محراب پر لکھے ہوئے ہیں۔

بسجدہ بود بدرگاہ خالق وہاب   زوند تیغ بفرق علی درین محراب

گواہ روز الست است در مقام بلا   جواب داد کہ قالو بلا علی بخدا

اسی مسجد کوفہ مین وہ مقام بھی دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ مین جو ایک تنور سے پانی کا سیلاب نکلا تھا اور دنیا کو غرق کردیا تھا۔ مگر کشتی نوح بچی تھی صحابی امیر مختار کا مزار جو مسجد کے ایک گوشہ مین ہے اوس پر فاتحہ پڑھی مسجد کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ مین روضہ مسلم بن عقیل پر اور جنوب مشرق کے گوشہ مین حضرت ہانی کے روضہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ بعدہٗ روضہ حضرت خدیجہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ بعدہٗ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مکان مین جہان آپ کو غسل اور کفن دیا گیا دو رکعت نماز ادا کی قلعہ عبداللہ ابن زیاد کا قلع دیکھا۔ جواب ایک نشیبی ویران شدہ زمین کا حصہ ہے یہ بھی ہمین معلوم ہوا کہ یزید کی نسل سے کچھہ لوگ دریائے فرات سے کنارے مقام خرم مین آباد ہیں جو اپنے کو آل زیاد کہتے ہیں۔ خرم موٹر کشتی پر کوفہ سے دو گھنٹہ کا راستہ ہے۔ نجف اشرف مین وہ لوگ آتے جاتے ہیں۔ اور عربون جیسے لباس مین رہتے ہیں اور اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ مسجد کوفہ مین جائے کرامت حضرت امیر المومنین پرسے یہ کرامت ظاہر ہوئی تھی جو مجھسے بیان کی گئی ہے کہ ایک جوان عورت سے کوئی شخص شادی کرنے پر رضامند نہین ہوتا تھا۔ کیونکہ اوس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ اور لوگون کو بدگمانی ہوگئی تھی۔ اوسنے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی حالت عرض کی تو حضرت نے اوسکے پیٹ کے اندر جو ایک جانور گھس گیا تھا اسکو آواز دی جانور نے پیٹ کے اندر سے جواب دیا اور کل حال بتایا اور باہر نکل آیا عورت کو آرام ہوگیا۔ اور لوگون کی بدگمانی رفع

ہوگئی۔ اسکے بعد ہم ایک سرسبز کھجور، انگور اور انار وغیرہ کے باغ میں گئے۔ سید جعفر صاحب خادم نے مسجد کوفہ سے ایک آدمی کو بھیجا تھا کہ وہ مسلم مچھلی کے کباب روٹی انڈہ وغیرہ طیار کرلے۔ چنانچہ ہمارے باغ میں پہونچنے پر سب سامان معہ فرش پانی وغیرہ کے آگیا۔ اور ہمنے تھوڑا ناشتہ کیا۔ کیونکہ دوپہر کا وقت ہوگیا تھا۔ یہاں سے نئے کوفہ کے بازار دن کو دیکھا یہ بھی پٹے ہوئے ہیں۔ اس حصہ ملک میں غربا چٹائی کے جھونپڑے بناکر نہایت آزاد زندگی بسر کرتے ہیں۔

کوفہ سے واپسی

کوفہ سے ایک موٹر سرا لیکر ایک بجے دوپہر کو ہم نجف واپس آگئے جس کا فاصلہ ۶ میل کہا جاتا ہے۔ شام کے ۵ بجے یعنی یہاں کے ۱۱ بجے صاحبزادے جانی صاحب اور ہم معہ اپنے خدام صاحبان کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ وسلام پڑھا۔ دعا مانگکر جنوبی دروازے کے باہر بازار میں گھومتے رہے قہوہ خانہ میں جا اور حقہ پیا اس مقام پر ایک حجام کی دوکان بھی سازوسامان کے لحاظ سے ایک ریئسانہ شان کی دوکان نظر آئی۔ ہر وقت ایک دو خادم ہمارے ساتھ ہوتے ہیں اسی موقع پر بازار میں سید محمد نوری صاحب خادم کربلائے معلی کے صاحبزادے سید ضیاءالدین صاحب ہم کو ملے جو سید نوری صاحب کے فرستادہ ہمارے لینے کو آئے ہیں۔ بعدہٗ روضہ میں واپس آکر مغرب کی نماز ادا کی۔ اور عشاء کی نماز بھی وہیں اداکرکے واپس آئے روضہ میں مغرب کی نماز دو مجتہد صاحب جماعت سے پڑھا رہے ہیں اور سیکڑوں نمازی جماعت میں صف بستہ ہیں حرم کے جنوبی دروازہ سے باہر نکلکر جب روضہ کو دیکھا تو بازار سے روشنی کا نظارہ عجیب وغریب نظر آیا۔ ہمارے خدام صاحبان چونکہ اُردو سے خوب واقف ہیں اور ہندوستان بھی آئے گئے ہیں اسواسطے ہم کو کسی قسم کی بات چیت وغیرہ میں کسی موقع پر بھی کوئی وقت نہیں ہوئی وہ ترجمانی کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔ یہاں کی اقتصادی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ اور معاشرتی حالات وغیرہ ہندوستان سے بالکل جدا ہیں۔ عدالتیں بھی ہیں اور عیاشی کی سزائیں بھی ویسی ہی ہیں معمولی لباس میں فقراء کی تعداد بھی خاصی ہے۔ یہاں کی حکومت مختلف مدوں سے روپیہ زیادہ وصول کرتی ہے۔ مگر پبلک کی راحت اور ضروریات میں خرچ کم کرتی ہے روضہ میں قدم قدم پر سلام پڑھا جاتا ہے اور زیارت کرانیکا نذرانہ لیا جاتا ہے معمولی کرتہ، پاجامہ، صدری وغیرہ چھوٹی کپڑے کی دھلائی بلا استری کلدار فی ارہ ہے اور چادر وغیرہ بڑے کپڑے کی ۲ر دریائے فرات کا پانی پیا جاتا ہے جو ۱۲ میل سے آتا ہے۔

۲ر اپریل ۱۹۲۸ء۔ نجف اشرف۔ ہم صاحبزادے جانی صاحب اور سید محمد احمد صاحب

خادم وادی السلام گئے۔ جو قلعہ شہر نجف کے باہر ۴ فرسخ کے گرد نشیب میں ہے (ایک فرسخ برابر ہے ۳ کوس کے) یہ میلوں میں پھیلا ہوا مختلف وضع کی قبروں، مقبروں، قبوں۔ اور عمارات کا ہر قبہ پر عربی کتبہ کا پتھر بھی لگا ہے۔ حقیقت میں اصلی شہر خموشان یہی ہے دنیا کے ہر حصے کے مسلمان کی قبر یہاں ہے لاکھوں اور کروڑوں سے زیادہ تعداد کی قبریں عجب خاموشی کے عالم میں حد نگاہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ داخلہ شہر خموشان پر بھی سلام پڑھا جاتا ہے۔

حضرت ہود۔ حضرت صالح علیہما السلام کے روضہ پر حاضر ہوئے، ہر جگہ دو دو رکعت نماز اور فاتحہ پڑھی دعا مانگی۔ آبادی شہر خموشان کے بعد بحری کے میدان میں در نجف تلاش کئے۔ چھوٹے بڑے چند دانے تلاش سے ہم کو ملے اسی سلسلہ میں وادی کے آخر حصہ تک ہم نکل گئے اس وادی السلام میں تلاش سے در نجف ہر شخص کو ملتا ہے اور بھی کئی قسم کے سنگ ریزے ہم نے چن لیے۔ شام کو یہاں کے ۱۱ بجے قبل مغرب معہ خدام و صاحبزادے جانی صاحب کے بازار آ گئے، ایرانی اور بعض عربوں کی دوکانیں بند ہیں، کیونکہ نوروز کے بعد آج ان کی تفریح کا دن ہے، کوفہ اور نجف کے باہر باغات میں کثرت سے زن و مرد تفریح کے لیے چلے گئے ہیں، ہماری پارٹی سید محمد کاظم صاحب طباطبائی کے مدرسہ میں گئی جو محلہ حوایش میں ہے نہایت خوبصورت عمارت کاظمی کی چو طرفہ ڈبل عمارت ہے نجف اشرف میں کثرت سے مدارس ہیں جن میں مذہبی تعلیم ہوتی ہے۔ بعدہ شہر کے شمالی دروازے کے باہر ایک ٹیلے پر گئے جو بہت بلند ہے۔ یہ وہی موقع ہے۔ جہاں ہماری برٹش گورنمنٹ اور عربوں سے جنگ ہوئی تھی۔ یہاں خندق وغیرہ بھی بنے ہوئے ہیں۔ اس ٹیلے سے شہر کا نظارہ نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے شہر زیادہ بڑا نہیں ہے ۴۰-۵۰ ہزار کے درمیان مردم شماری ہے۔ مگر گنجان ہے۔ سیاہ عبا پوش عورت و بچے کثرت سے یہاں جمع ہیں اور سامنے باغات سے بھی ایک سلسلہ میں آ رہے ہیں۔ مردوں کی آمد شد کا دوسرا راستہ ہے ایک میلہ سا لگا ہوا ہے اور دوکانات بھی لگی ہوئی ہیں، دروازہ اور اس ٹیلہ پر پولیس تعینات ہے میدانی نظارہ بھی یہاں سے اچھا معلوم ہوتا ہے جس کے کنارے پر باغات کا سلسلہ ہے۔ یہاں ایک حاکم جس کو ہم جج کہہ سکتے ہیں علاوہ پولیس افسر کے ہے تمام معاملات کا فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تمام معاملات کا اپیل بغداد میں ہوتا ہے۔ جہاں ملک فیصل کا قیام ہے کسی قسم کا بھی کھیل تماشہ تھیٹر سینما۔ اور لغویات یہاں نہیں ہیں۔ اور نہ اس قسم کی کوئی چیز یہاں آ سکتی ہے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ پچھلے مہینوں میں کوفہ میں دریائے فرات کے کنارے کسی شخص نے سینما کھولنے کی کوشش کی تھی، یہاں کی پبلک نے حکومت سے مخالفت کی۔ چنانچہ اجازت نہیں ملی۔ نجف میں ایک شامی عرب نے انگریزی ادویات کی دوکان کی اور شراب بھی منگا کر دوکان میں رکھی اور یہ حیلہ کیا کہ بعض ادویات میں شراب کی ضرورت ہوتی ہے اسپرٹ بلکہ

نے تمام شہر مین ہڑتال کردی اور حکومت کے دروازے پر جاکر مجتمع ہوئے اور مطالبہ کیا کہ فوراً اس شامی کو قتل
کر دیا جائے۔ حکومت نے ۵ امنٹ کی مہلت مانگی پبلک نے وہ بھی نہین دی۔ غرضکہ فوراً اس شامی کو حدود شہر
سے باہر نکال دیا گیا۔ اور دوکان کا تمام مال و اسباب جو ۲۵ ہزار کی مالیت کا کہا جاتا ہے ضایع کردیا گیا چند منٹ
مین سب کچھ ہو گیا خدام صاحبان سے ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ بدچلنی تو درکنار بدنگاہی کا بھی یہان نام و نشان
نہین۔ اگر کسی عورت کی بدچلنی ثابت ہو جائے تو اس کے عزیز فوراً اسکو قتل کر دیتے ہیں۔ اول تو حکومت کو
علم ہی نہین ہوتا اگر علم ہو جائے تو وہ کچھ دست اندازی نہین کر سکتی۔ ہر شخص نکاح کر سکتا ہے اور متعہ جسقدر
چاہے کیے جائے۔ یہ ایک قوم دشتین (بدوین) ہونیکی وجہ سے سب ایک ہی خیال مین ہیں۔ حکومت و رعایا ایک ہے یہان
کے لوگ بری باتون اور فواحش وغیرہ سے قطعی نا آشنا ہیں۔ نہایت سادی اور مساوات کی زندگی بسر کرتے ہیں
خاکروب چمار اور بڑے آدمی مین بھی کوئی امتیاز نہین ہر شخص کو مساوات کا درجہ حاصل ہے کیونکہ ہر ادنیٰ اور
اعلیٰ کام کرنیوالے عرب ہی ہیں۔ غربت اور ریاست کا کسی پر کوئی اثر نہین پڑتا۔ سرکاری قانون اور قواعد
زیادہ سختی سے برتے جاتے ہیں۔ ہم شام کو روضہ مین حاضر ہوئے مغرب اور عشاء کی نماز یہین ادا کی سلام اور فاتحہ
پڑھی۔ دعا مانگی اور قیام پر واپس آگئے کھانا کھایا آرام کیا۔

۲۳ راپریل ۲۸؁ء۔ نجف۔ سہ پہر کو شہر کے شمالی دروازے سے باہر حضرت امام زین العابدین
رضی اللہ عنہ کے مقام پر معہ صاحبزادے جالی صاحب اور خادم کے ہم گئے۔ یہان حضرت نے نماز پڑھی ہے اور باب
بنوائے ہیں۔ ہم نے بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ فاتحہ اور دعا مانگی۔ یہان سے پہاڑی نشیب مین ہوتے ہوئے کئی میل
باغات مین چلے گئے یہان بھی قہوہ خانہ اور نئی مسجد ہیں۔ یہان دریائے فرات سے ایک نہر بھی پانی سماتا
ہے۔ یہان سے بذریعہ موٹر واپس آکر اور روضہ مین جاکر حسب معمول زیارت بسلام۔ اور فاتحہ پڑھی اور مغرب عشاء
کی نماز پڑھکر ایک قہوہ خانہ مین جاکر چاے پی اور تھوڑی دیر آرام لیکر واپس آگئے۔ خادم سے معلوم ہوا کہ سونے کی
اینٹین جو روضہ مبارک مین استعمال کی گئی ہیں ہر اینٹ کا وزن ۲ پونڈ ہے اور کتاب کے معمولی پٹھے کی برابر موٹی ہے
گنبد کے اوپر کلس کی چوٹی پر جو طلائی پنجہ لگا ہوا ہے نادر شاہ نے اوس پر یہ کندہ کرایا ہے یدُ اللہ فوق ایدیہم
ترکی بازار سے جو روضہ کے صدر دروازے کے مقابل ہے جب ہم روضہ مین مغرب کی نماز کو جا رہے تھے تو روضہ کی
روشنی کا لطف رہ رہا بہت پر لطف تھا اور بازار کی چھت مین جو روزن ہیں وہ ستارون کی مانند چمک رہے تھے یہان
تموماً گھرون مین سرداب ہیں اور اوسکے نیچے دو سو گز تک کنوین کھدے ہوئے ہیں۔ بول و براز اون کنوؤن مین

چلا جاتا ہے یہ کنوین اور کوچے صاف کرنے والے کل عرب خاکروب ہیں۔ جب ہم گھر سے نکلتے ہیں وہ ایک قہوہ خانون
مین چاےنوشی ضرور کرتے ہین۔ یہ یہان کا عام رواج ہے ہر جگہ مجمع کے موقعہ پر وہ ایک [illegible] بھی موجود رہتے ہیں
یہان ہر تقریب کی دعوتون مین بجاے پانی کے مختلف قسم کے شربت پلائے جاتے ہیں۔ اوبا یار واجا عموماً زمین پر گدیلے
بچھا کر سوتے ہیں پلنگ کم استعمال ہوتے ہیں۔ انگریزی اور ترکی سکہ رائج ہے ترکی لیرہ یعنی عثمانی گنی بارہ روپیہ کی
ہے اور انگریزی ۱۲ روپیہ ۴ رکی۔ کھجور کے پھول کے آٹے کا جو اس مین سے نکلتا ہے حلوہ نہایت مقوی اور سبی بتایا جاتا
ہے۔ روضہ مین شیعہ سنی کی کوئی تفریق نہین نہ کوئی احساس ہے چوبیسون گھنٹے روضہ مین نماز اور قرآن خوانی ہوتی
رہتی ہے۔ در و دیوار اور ضریح مبارک کو بوسے دیئے جاتے ہیں۔ صاحبزادہ جانی صاحب نے ایک معقول تعداد مین معززین
شہر کی دعوت دی۔ موسم یہان ابھی تک سرد ہے۔ عراق کے لیے اپریل کا مہینہ بہترین کہا جاتا ہے۔

۴ر اپریل ۲۸ء نجف۔ بازارون مین جاکر کچھ خریداری کی اور روضہ مین جاکر حاضری دی اور نماز
ادا کی کسی خاص جگہ نہ جاسکے کیونکہ جانی صاحب کی بیگم کی طبیعت علیل ہوگئی ہے۔ اور خادم صاحب بھی فکرمند ہیں۔

۵ر اپریل ۲۸ء نجف روضہ مین حاضر ہوئے۔ سلام اور فاتحہ پڑھی۔ یہان چیل کوا اور ابابیل ابتک
آسمان پر نظر نہین آئی۔ بیوہ عورت کا اگر اوسکے بچہ بھی ہے نکاح ثانی نہین ہوسکتا۔ اگر جوان بلا اولاد کی ہے تو
نکاح ہوسکتا ہے۔ یہان بیت پر عورات مین ایک یا دو برس تک صف ماتم بچھی رہتی ہے۔ ہر پنجشنبہ کو روضہ
مین دس بجے شب کو نہایت سخت ماتم ہوتا ہے یہان کا حسن اور تہذیب اخلاق نہایت دلخوش کن ہے۔ غریبون کی
تعداد بھی معقول ہے۔ سوائے قہوہ خانون کے اور کوئی جگہ لطف صحبت اور تبادلہ خیالات کی نہین ہے کسی ایک فرد
بشر کے ہاتھ مین بھی یہان ہم نے لکڑی نہین دیکھی۔ ایک ہم اکیلے ہی لکڑی باندھے پھرتے تھے۔ جنگل مین شہر کے باہر
لڑکون کو گوپھنون سے ایک دوسرے پر پتھر پھینکتے ہوئے لڑنے کی مشق کرتے دیکھا۔

۶ر اپریل ۲۸ء نجف اشرف۔ صبح کو قریب ۸ بجے کے ہم اور صاحبزادہ جانی صاحب پیدل وادی
السلام کی خاک چھانتے اور نجف تلاش کرتے ہوئے مسجد حنانہ تک پہونچ گئے جو کوفہ اور نجف کے قریباً درمیان میں
ہے۔ چار رکعت نماز ادا کی۔ کہا جاتا ہے کہ یہان حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے یہ بھی کہا
جاتا ہے کہ جب سر مبارک نیزہ پر لایا گیا تھا تو یہان رکھا گیا تھا۔ بہرکیف عام زیارتگاہ ہے۔ قریب گیارہ بجے
ہم واپس آئے۔ آج دن بھر مطلع گرد آلود رہا۔ اور اندھیاؤ چیا چلتا رہا۔ مغرب اور عشا کی نماز روضہ مین ادا کی۔
دو چار قہوہ خانون مین جاکر چاے پی۔ گھوڑون کی ٹریم کوفہ تک آتی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تین سو گھوڑے یعنی

موٹر کار کرایہ کی ہر جگہ آتی جاتی ہیں۔ جمعہ یوم تعطیل ہے۔ یہاں میت کی تین دن تک صبح سے شام تک فاتحہ خوانی ہوتی رہتی ہے ہر شخص آکر فاتحہ اور ایک پارہ کلام مجید پڑھتا ہے۔ صاحبخانہ کھڑا رہتا ہے۔ سگریٹ۔ قہوہ۔ حقہ۔ پیش کیا جاتا ہے صرف ایک شخص بلندی پر بیٹھکر قرات سے پڑھتا ہے۔

۷ر اپریل ۲۸ء۔ نجف۔ صبح بوندا باندی ہوئی۔ ہوا سرد اور دن ٹھنڈا رہا۔ بوجہ علالت بیگم جانی صاحب کہیں جانا نہیں ہوا صرف سید محمد باقر صاحب خادم کے یہاں فاتحہ میں شرکت کی۔ کیونکہ اون کے ایک قریبی عزیز کے انتقال کی خبر بذریعہ تار لکھنؤ سے آئی تھی۔ نماز مغرب اور عشاء روضہ میں ادا کی۔

۸ر اپریل ۲۸ء۔ نجف۔ سہ پہر کو مع صاحبزادہ جانی صاحب سید محمد علی صاحب خادم کربلا کے جو ایک نوعمر خوش خلق خوش رو لڑکا ہے بذریعہ موٹر مسجد سہلا حاضر ہوئے۔ یہ مسجد کوفہ کے مقابل شمال و مشرق کے گوشہ میں واقع ہے۔ یہاں حضرت امام مہدی حضرت زین العابدین اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مصلے ہیں۔ دو دو رکعت نماز پڑھی واپس آکر بازار سے تبرکات خریدے۔ روضہ حرم میں مجلس منعقد کرائی گئی۔ خرمائے تقسیم کئے گئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز روضہ میں پڑھی۔

۹ر اپریل ۲۸ء۔ نجف۔ روضہ کے دروازہ سے کچھ تبرکات خریدے۔ یہاں کے دوکاندار انتہا درجہ کا جھوٹ بولتے ہیں۔ ہر چیز کی چوگنی اور اٹھگنی قیمت کہتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے دوکاندار کی برائیاں کرتے ہیں کہ لٹیا ڈبو دیتی ہیں خدام بھی یہیں ایک بڑی بڑی گرد ہیں جو لا ولد کا بہن ہر وقت پر کھوجتے ہیں اگر مجلس نیاز نذر کو ادا کا ذکر کوئی رقم دیجاتی ہے تو اوسکا مشکل سے چھٹا یا آٹھواں حصہ خرچ کرتے ہیں یہ ہمارا چشم دید ذاتی تجربہ ہے۔ کھانا۔ مٹھائی۔ کھجور۔ کپڑا۔ یا جو چیز اونکی معرفت تقسیم کرائی جاتی ہے تو اپنے ہی دائیں بائیں لگے ہوئے آدمیوں میں تقسیم کر دیتے ہیں مستحق اور محتاج اور ضرورتمند بہت کم اوس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ خدام کے ذریعہ سے جو چیزیں خریدی جاتی ہیں۔ اوسکی قیمت زیادہ دینی پڑتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اوسمیں بھی اونکی کوئی دلالی یا دستوری یا حصہ ضرور ہے۔ زوار دن کو چاہیئے کہ ہر چیز بلا خادم کے خود خریدیں۔

خدام ہر زیارت گاہ کے موقع پر زوار کو تحکمانہ حکم دیتے ہیں۔ کہ اسکو دو روپیہ اسکو چار روپیہ دیدو۔ جیسے کسی آقا کی خادم کے پاس تھیلی میں روپیہ ہے اور وہ حکم دے رہا ہے اس سے کم کی بات نہیں کرتے۔ یقیناً اس میں بھی ہر جگہ اون کا حصہ ہے۔ جب تک زوار خرچ کرتے رہیں گے تو خادم آپکے ساتھ ہیں اور جب سب کچھ آپ کر چکیں گے تو اون کی صورت دیکھنا بھی مشکل ہوگا۔ روانگی کے وقت مختلف مدات اور اپنے حق کے لئے

خوب جھگڑا کرتے ہین۔ غرضکہ زوّاروں کو کبرٹے جھڑانا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ذاتی تجربات ہین۔ ممکن ہے کہ بعض نیک دل اور ایماندار غیر جھگڑالو خادم بھی ہون۔

موسم کے لحاظ سے فرداً فرداً کمرہ میں سوتے تھے۔ پانی ٹھنڈا ہوتا ہے۔ پچھلے دو تین دن تک یہان کے میونسپل ہال مین بغداد پارلیمنٹ کے ممبرون کا انتخاب ہوتا رہا خوب کشمکش رہی۔

نجف سے روانگی کربلا

۱۰ اپریل ۲۸ء۔ صبح کو مسجد کوفہ پہلا۔ خدا نہ جانے کا دوبارہ اتفاق ہو مسجد خانہ کے قریب حضرت کمیل صحابی امیر المومنین کا ایک گنبد مین مزار ہے۔ وہان بھی فاتحہ پڑھی۔ پھر کو روضہ مبارک مین رخصت اور سلام کے واسطے حاضر ہوئے۔ وہان سے واپس ہو کر نجف اشرف کے دروازہ پر تین موٹر کار مین ہماری پارٹی سوار ہو کر یہان کے پونے تین بجے کربلائے معلی کو روانہ ہوگئی۔ تین روپیہ فی شخص خادم کی معرفت کرایہ طے ہوا۔ عموماً ایک ڈیڑھ دو روپیہ تک کرایہ ہوتا ہے۔ سید محمد باقر صاحب خادم یہان بھی ساتھ ہیں۔ وادی السلام سے گذر کر نجف کے شمال کی طرف بچھیلے ریت کے میدان مین ہم جا رہے ہیں۔ حد نگاہ پر کچھ کھجور کے درخت نصف دائرہ کی صورت مین نظر آ رہے ہیں۔ سوائے بے آب گیاہ میدان کے کوسون تک کچھ بھی نہین۔ تین فرسخ ۹ کوس پر پہلی منزل مقام مصلے آیا یہ چھوٹی سی جگہ ہے۔ دو چار دکانین اور پولیس بھی ہے اس کے بعد ۹ کوس پر دوسری منزل مقام شور آیا۔ یہان بھی پولیس تعینات ہے اور لب سڑک دیہاتی عورات کثرت سے پختہ انڈے فروخت کر رہی ہیں اور ہمارے سر ہیں کہ دو آنہ کے پانچ انڈے تک ہم بلا ضرورت خرید لین۔ قہوہ خانے بھی لب سڑک ہیں ایک فنجان چاء کی ہم نے لی۔ اور ایک آنہ قیمت دی۔ جو نجف کے مقابلہ مین دونی ہے۔ اس کے بعد ۱۲ کوس پر کرم سرا کا مقام جو تیسری منزل ہے آیا اب ہم کو کربلائے معلی کا شوق زیادہ بیچین کرنے لگا۔ اس سے تھوڑی دور آگے نکلے تھے کہ شوفر یعنی موٹر ڈرایور نے اشارہ سے کربلائے معلی ہم کو بتایا۔ گنبد اور مینار نظر آنے لگے۔ جب اور قریب ہم آئے تو کچھ پانی اور سبز کھیت بھی نظر آئے۔ کربلائے معلی کے قریب ایک ایسا حصہ نظر آیا کہ بیچ مین سڑک اور دونون طرف تالاب یا جھیل یہ نہایت خوشنما منظر ہے اس سے گذر کر قہوہ خانون کی قطار ہے۔ اور شہر کی حد مین داخل ہوئے تھے کہ سید محمد نوری صاحب اون کے صاحبزادے سید ضیاء الدین صاحب۔ اونکے داماد اور سید محمد نام صاحب اون کے بھتیجے سید محمد کاظم صاحب اور سید محمد علی صاحب خدام ہمارے لینے کو کھڑے ہیں۔ بازار مین

دونوں طرف قہوہ خانے عربوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ بہت پر لطف نظارہ ہے۔

داخلہ کربلائے معلیٰ

قہوہ خانہ میں ٹھیر کر آئس کریم کھایا۔ اور سگرٹ پیکر پیدل سید نوری صاحب کے مکان کو اون کے ساتھ روانہ ہوئے تمام اسباب عرب حمالوں کی سپرد کر دیا گیا ہے۔ سید صاحب کے مکان پر ہماری پارٹی نے نہایت مکلف کمروں میں قیام کیا۔ تمام خدام بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ ضروریات سے فارغ ہوکر ہماری پارٹی باوضو بعد مغرب روضہ مبارک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئی۔ سید نوری صاحب خادم نے زیارت پڑھائی۔ اول شہید کربلا کے روضہ پر اوسکے ایک پہلو میں حضرت علی اکبر و حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہما کے روضہ پر اور اسکے قریب گنج شہیداں پر بہتر تن جو شہید ہوئے ہیں حاضر ہوئے۔ ہر جگہ زیارت پڑھائی گئی۔ ہم نے فاتحہ بھی پڑھی اور دعا بھی مانگی روضہ محترم میں داخل ہوتے ہی چشم اشکبار ہوگئیں۔ اور دل پر ایک عجب اثر طاری ہوکر روحانی کشش پیدا ہوگئی۔ اسی موقع پر خدام نے ایک مقام دکھایا۔ جہاں کہ دیوار میں سنگ مرمر میں بیضوی سیاہ پتھر لگا ہوا ہے۔ اور اسپر کھجور کا درخت بنا ہوا ہے۔ اور ہمیں بتایا گیا کہ یہ شہد مقدس سے آیا ہے اور حضرت مریم کے بطن سے اسی درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ لیکن اسی حصہ کے قریب مزار حضرت حبیب بن مظاہر پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ روضہ مبارک کے چاروں طرف صحن ہے۔ عشاء کی نماز معہ دو رکعت نفل زیارت پڑھی۔ مجلس کی گئی۔ خرمے تقسیم ہوئے اب روضہ کے بند ہونیکا وقت آگیا ہے۔ روشنی گل کی جارہی ہے ہماری پارٹی خدام کے ساتھ قیام گاہ کو واپس آگئی۔ شب کی وجہ سے روضہ کی پوری حالت نظر میں نہیں آسکی۔ اسی وقت شب کو سید نوری صاحب کی طرف سے مکلف دعوت پیش ہوئی۔ نجف اشرف سے کربلائے معلیٰ پچاس میل ہے پورے دو گھنٹہ میں ہمارا سفر ختم ہوا۔ ہمارے موٹر ڈرائیور نے نہایت تیز اور بیدھڑک موٹر چلایا۔ عموماً یہاں کے نشیب و فراز کے موقع پر بھی شوفر نہایت دلیری سے تیز رفتار میں موٹر چلاتے ہیں اون کو منع کیا جاتا ہے مگر وہ کسی طرح بھی باز نہیں آتے۔

کربلائے معلیٰ بمقابلہ نجف اشرف کے نہایت بڑی سرسبز اور شاداب جگہ ہے۔ یہاں ایک عام مسافر خانہ بھی شروع بازار میں ہے۔ کرایہ لیا جاتا ہے۔ روضہ کے صحن میں ایک مینار نہایت بلند کسی حبش کے باشندے کا بنوایا ہوا ہے۔ روضہ کے ۷ دروازہ ہیں۔ جن کے باہر پٹے ہوئے نہایت خوشنما بازار ہیں۔ روضہ کی عمارت

نہایت خوش وضع ہے۔ سونے چاندی کا زیادہ استعمال ہے چھتین مختلف قسم کی اور دیوارین شیشہ جڑی ہوئی ہیں۔
جن کا نوٹو لفظون مین کھینچنا ناممکن ہے۔ یہ عمارت سلطنت عراق سے ایک عالم خاندان صفوی اور شہزادگان ایران کی
بنوائی ہوئی ہے۔ اسکی دو سمتون مین گھنٹہ گھر بھی بنے ہوئے ہیں۔ صحن روضہ کے چارون طرف حجرے ہین اکثر یکمنزلہ اور
بعض دو منزلہ سب مختلف قسم کے بیل بوٹے مینت کاری اور آیات قرآنی سے مزین ہیں۔ کل مزارات روضہ کے اندر ہین
اندرونی حصہ مین سرتا پا حسرت برستی ہے چشم بینا کو انوار الٰہی نظر آتے ہیں۔ اندر کے حصہ کی وسعت بہت زیادہ ہے
ذرا دل وہان سے ہٹنے کو نہین چاہتا۔ ہماری قیام گاہ سے بہت قریب ہے شیعہ سنی کا یہان بھی کوئی ذکر نہین۔ خادم
یہان بھی بہت ہیں جو زوارون کو گھیرے رہتے ہیں۔ اور زیارات نشکار کی فکر مین پھرتے ہیں۔ یہان کا طرز معاشرت
وغیرہ بھی بالکل نجف اشرف جیسا ہی ہے۔ کوئی بھی فرق کسی بات مین نہین۔

۱۱ اپریل ۲۸ء۔ کربلائے معلی۔ صبح کو روضہ مبارک حضرت عباس علیہ السلام پر حاضر ہوئے
سید ناصر صاحب خادم نے زیارت پڑھائی۔ یہ مقام بھی قابل دید اور بابرکت ہے سونے چاندی کے استعمال کی یہان
بھی کوئی انتہا نہین۔ روضہ مبارک کی بناوٹ اور بڑے بڑے جھاڑون کی رونق دیوارون اور چھتون مین شیشہ اور
مینت کاری کا کام نہایت نظر فریب ہے۔ یہان سے بازار دیکھتے ہوئے واپس آئے۔ سہ پہر کو تبرکات وغیرہ خرید
کیے۔ صبح کی چاء اور سہ پہر کا کھانا بھی خادم صاحب نے پیش کیا۔

۱۲ اپریل ۲۸ء کربلائے معلی۔ بعد عصر روضہ مبارک حضرت عباس علمبردار رضی اللہ عنہ پر حاضری
دی۔ بعدہٗ خادم صاحب اور ان کے داماد سید محمد صادق صاحب کے ہمراہ معہ صاحبزادہ جابلی صاحب کے ہوا خوری
کے طور پر شہر کے باہر ریلوے اسٹیشن سے گذرتے ہوئے عام قبرستان مین پہونچے جس کا نام وادی امین ہے اور
جو ہر چہار طرف چار چار میل تک پھیلا ہوا ہے۔ آج چونکہ پنجشنبہ کا دن ہے اس واسطے بہت سے زن و مرد اس
شہر خموشان مین فاتحہ خوانی کو آئے ہوئے ہیں۔ شہر کا مذبح اور تیل کا گودام بھی یہین ہے واپسی پر ایک قہوہ خانہ
مین چاء۔ آئس کریم۔ اور سگرٹ کا شغل کیا۔ اور روضہ شہید کربلا مین حاضر ہو کر سلام۔ زیارت۔ فاتحہ پڑھی۔
اور دعا مانگی۔ اور نماز مغرب ادا کر کے واپس آئے۔ روضہ مبارک مین خاص حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے
سرہانے ایک خوشنما جھاڑ ہے یہ نواب صاحب بہادر والی رامپور دام اقبالہم کی طرف سے روشن
کیا جاتا ہے۔ اگر ان مقامات پر فاتحہ وغیرہ کی روٹی۔ کھجور۔ پنیر اور خرما وغیرہ کوئی تقسیم کرنا چاہے تو عورات اور بچون
کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور کئی کئی مرتبہ حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہان تک کہ لوٹنے لگتے ہیں۔

جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان میں زیادہ تعداد ایرانی لوگوں کی ہوتی ہے۔ نجف اشرف کے مقابلہ میں یہاں کسی قدر بدمعاشی بھی ہے۔ علانیہ نہیں بلکہ خفیہ طور پر یہ محض ایرانی آوارہ عورات کی وجہ سے ہے۔ بڑے اور چھوٹے حضور کے روضہ مبارک پر حسرت اور مظلومیت برستی ہے۔ خود بخود طبیعت کو احساس ہوتا ہے اور واقعہ کربلا سامنے آجاتا ہے۔

۳ اپریل ۲۸ء۔ کربلائے معلی۔ تبرکات خریدے اور سید محمد صادق صاحب خادم کے ساتھ قہوہ خانہ میں جا کر چاء پی۔ بعد عصر چھوٹے حضور میں اور مغرب کے وقت بڑے حضور میں حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھی۔ یہاں کے لوگ اور مخصوص اکثر خدام روپیہ کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ یہاں کی آب ہوا مرطوب ہے۔ آجکل ملیریا کا زور ہے۔ ابھی تک موسم نہایت سرد ہے۔ بڑے حضور کے روضہ کے سات دروازہ ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ جنوب کی طرف در قبلہ مشرق کی طرف در قاضی الحاجات در صحن کوچہ۔ در صاحب زمان شمال کی طرف در صدر۔ غرب کی جانب در سلطانیہ۔ اور در زینبیہ اور در سلطانیہ اور در صدر کے باہر بازار نہیں ہے۔ باقی پانچ دروازوں کے باہر بڑے ہوئے بازار نہایت پر رونق ہیں۔ چھوٹے حضور کے روضہ کے چھ دروازے ہیں۔ جنوب کی طرف در قبلہ اور ایک اور ہے۔ شرق کی طرف در برچہ شمال کی طرف در صدر غرب کی طرف در صاحب زمان اور در بازار۔

۴ اپریل ۲۸ء۔ کربلائے معلی حسب معمول بازاروں میں سیر اور خریداری کی۔ قہوہ خانوں میں جا کر چاء پی اور آئس کریم کھایا۔ عصر اور مغرب کو دونوں روضوں پر حاضری دی۔ نماز مغرب پڑھکر واپس آئے

۵ اپریل ۲۸ء کو کربلائے معلی ایک حکیم صاحب۔ خادم۔ نواب جانی صاحب کے ایک چرٹ میں سوار ہو کر جعفریہ باغ گئے۔ جو شہر سے ۳ میل کے قریب ہے۔ باغ میں ایک گنبد بنا ہوا ہے۔ یہ جگہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ چھٹے امام کا مقام ہے ایک یہ روایت بھی مشہور ہے کہ آپ نے یہاں نماز پڑھی اور دوسری روایت یہ ہے کہ آپ بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب زیارت کی غرض سے اس مقام پر پہونچے تو روضہ مبارک تک خون بہتا نظر آیا اور آپ اس جگہ سے زیارت کر کے واپس چلے گئے۔ آج بھی بازاروں میں خریداری کی قہوہ خانوں میں چاء و آئس کریم کھایا الظہر - روضوں پر حاضری دی۔ نماز مغرب پڑھی۔ یہاں قتل کی سزا دس سال کی قید ہے۔

حضرت حُر کا روضہ

۱۶؍اپریل سنہ ۲۵ء کربلائے معلی صبح آٹھ بجے ایک گاڑی لیکر معہ خادم و صاحبزادہ جالی صاحب کے روضہ حضرت حُر کو روانہ ہوئے جو کربلائے معلی سے قریباً پانچ میل ہے۔ بہت سے مرد و عورات پیدل اور گاڑیوں میں جا رہے ہیں۔ کیونکہ آج چھٹے امام کی شہادت کا دن ہے۔ روضہ پر سیکڑوں زن و مرد اور بچوں کا مجمع ہے۔ اور دوکانیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ شہر کا تمام بازار قریباً بند ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ باغوں میں تفریح کرنے چلے گئے ہیں۔ روضہ مبارک اور راستہ میں بھیک مانگنے والی عورتوں اور بچوں کی کثرت ہے یہاں کے خدام نے زیارت اور سلام پڑھایا بعدہٗ فاتحہ پڑھی۔ ہمنے معلوم کیا کہ کربلا سے اسقدر فاصلہ پر روضہ کیوں بنایا گیا ہے۔ تو دو روایت معلوم ہوئیں ایک یہ کہ حضرت حُر لڑتے ہوئے اسی مقام پر شہید ہوئے دوسرے یہ کہ ابن سعد نے جب لاشوں کے پامال کرنے کا حکم دیا تھا تو حضرت حُر کی والدہ لاش کو یہاں لے آئی تھیں۔ یہ بھی ایک گنبد نما خوشنما عمارت ہے اور مزار جالی کے اندر ہے۔ کتبے لگے ہوئے ہیں۔ واپسی پر قہوہ خانہ میں چاء وغیرہ کا شغل کیا۔ عصر اور مغرب کو دونوں درباروں میں حاضری دی۔ نماز ادا کی۔ مغرب سے قبل ایک گروہ سینہ ننگا کیے ہوئے مد قبلہ پر ماتم کناں آیا۔ اور بعد کو سیاہ جھنڈوں اور علموں کے ساتھ آیا۔ کثیر مجمع معہ ایک تابوت کے چھوٹے حضور میں سینہ کوبی کرتا ہوا گیا۔ پولیس ساتھ ہے۔ اور قریب مغرب بڑے حضور میں کثیر مجمع کے ساتھ۔ اسوقت یہاں واپس آیا ہے۔ اسوقت یہاں ہر چہار جانب مجالس ہو رہی ہیں۔ کثرت سے زن و مرد جمع ہیں۔ یہاں تابوت رکھکر جو ماتم کیا گیا وہ نہایت سخت اور قابل دید ہے۔ ماتم کرنے والوں کے دو فریق ہیں اور ایک ساتھ ہاتھ سینہ کوبی کرتا ہے۔ اور سینے سرخ ہوگئے ہیں۔ عجیب پُر درد موقع ہے مجمع ہے عزاداری اور ماتم کی شان نظر آ رہی ہے۔ یہ سب چھٹے امام کا سوگ ہے۔ سید نوری صاحب بہترین یہاں کے خادم ہیں۔

روانگی بغداد شریف

۱۷؍اپریل سنہ ۲۵ء۔ صبح کو ساڑھے چار بجے کی ٹرین سے ہم صاحبزادہ جالی صاحب اور سید ضیاء صاحب مع خادم بغداد کو روانہ ہوئے ۷½ بجے الہندیہ اسٹیشن پر ٹرین بدلنے کی غرض سے اتر گئے۔ قہوہ خانہ میں انڈا۔ روٹی بالائی۔ اور چاء سے ناشتہ کیا۔ عربی دیہات کی جو جنگلی کانٹوں کے باڑے سے گھرا ہوا ہے سیر کی۔ عربی دیہاتی عورتیں ہم کو دیکھکر خوش ہوئیں کہ ہم دہی۔ بالائی وغیرہ خریدنے آئے ہیں۔ دوسری گاڑی میں آٹھ بجے ہم سوار ہوئے اسوقت

بھی عورات تازہ بالائی مٹی کی کوری طشتریوں میں جمی ہوئی ایک آنہ فروخت کرنے لائی ہیں۔ ۱۲ بجے دوپہر کو ہم بغداد پہونچے یہاں سے قلی اور گاڑی والے نہایت درجہ بدعہد ٹھہرانے کچھ ہیں اور لیتے کچھ ہیں۔ خوب جھگڑا کرتے ہیں۔ اور غل مچاتے ہیں۔ بغداد کے ہوٹل میں اسباب رکھکر رائل ہاسپٹل گئے لیڈی ڈاکٹر نی سے ملے۔ مکان کی تلاش کی کیونکہ بیگم جانی صاحبہ کی وجہ سے انتظام کرنا ہے۔ انجمن جمعیۃ الاسلام کے دفتر میں گئے۔ جو نئی سٹرک پر بازار میں ایک عالیشان اور خوش منظر کمرہ میں ہے۔ تمام قسم کی معلومات اور ہر قسم کا انتظام انجمن کے معزز ممبروں نے اپنے ذمہ لے لیا۔ اور ہماری تمام ضروریات پوری کیں۔ جنوبی اور شمالی بغداد دیکھا۔ دجلہ کے دونوں پل دیکھے بازار میں گشت لگایا۔ ہوٹل میں عربی کھانا کھایا۔ اور شب کو کربلا بذریعہ ٹرین واپس ہوگئے۔

مکرر بغداد شریف کو روانگی!

۱۸ اپریل ۱۹۲۸ء کربلائے معلیٰ۔ چونکہ بیگم کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے ارادہ کیا کہ آج ہی بغداد روانہ ہوجائیں۔ اور بیگم کا مستقل علاج وہاں ہو۔ انجمن کے پریسیڈنٹ جناب سید ارشاد احمد صاحب کو آمد کی اطلاع تار دیدیا۔ زینبیہ دروازہ کے باہر خیمہ گاہ بھی دیکھے جہاں اہل بیت خیمہ زن ہوئے تھے۔ سہ پہر کو ۳ بجے ہماری پارٹی بغداد کو روانہ ہوگئی۔ ۷ بجے شام کو جس وقت ہماری ٹرین بغداد اسٹیشن پر پہونچی تو انجمن کے پریسیڈنٹ صاحب بابو شہاب الدین صاحب۔ اور چند ممبر صاحبان موجود تھے۔ گاڑی قلی وغیرہ کا ہر قسم کا انتظام انہوں نے کیا۔ ایک مکان بھی ہمارے قیام کے واسطے لیا ہے۔ اوسمیں جاکر اوترے۔ مکان کی تمام ضروریات بھی انجمن حضرات نے پوری کردیں۔ قریب ۱۰ بجے شب کے ایک بہتیں قابل لیڈی ڈاکٹرنی کو لائے اور بیگم کا علاج شروع ہوگیا

۱۹ اپریل ۱۹۲۸ء بغداد آتے وقت ریل کی سڑک سے آٹھ ۸ میل کے فاصلہ پر حضرت عون علیہ السلام کا روضہ دیکھا ٹرین میں سے فاتحہ پڑھی۔ یہ بھی ایک قبہ میں ہے اسکے بعد ٹرین دریائے فرات کے پل سے گذری۔ جو نہایت زور شور اور تیزی سے بھرا ہوا چل رہا تھا۔ کربلا سے دوسرا اسٹیشن مسیب کا ہے۔ اسٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر دو قبوں میں حضرت مسلم کے صاحبزادوں کے مزار ہیں۔ یہاں بھی ہم حاضر نہوسکے ٹرین میں سے فاتحہ پڑھی۔ کل بغداد میں تین تنباکو کی دوکانیں ہیں۔ چونکہ یہاں پان کا رواج بہت ہی کم ہے ایک تنباکو کی دوکان ناڈ برج کے پار جنوبی بغداد میں ہے جہاں سے چار یا پانچ چھ روپیہ سیکڑہ تک ہم پان خریدتے ہیں۔ ہفتہ وار بمبئی سے پان آتا ہے۔ شام کو بیگم جانی صاحب کو ڈاکٹرنی کے پرائیویٹ شفاخانہ میں

داخل کیا۔ بابو شہاب الدین صاحب کے ساتھ آستانہ مبارک درگاہ فلک بارگاہ حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے۔ روضہ اسوقت بند ہے۔ صرف مسجد مین نماز اور فاتحہ پڑھکر واپس آئے درگاہ کے احاطہ کے اندر جو بہت وسیع ہے جامع مسجد اور روضہ ہے اور حجرہ ہائے بیشمار اوپر نیچے مسافرون کے قیام کے واسطے بنے ہوئے ہیں۔ کاظمین اور سامرہ شریف کے خادمون نے پریشان کر رکھا ہے ہم بیگم کی علالت سے پریشان ہیں اور وہ تقاضہ کرتے ہیں کہ کاظمین اور سامرہ زیارت کو چلو۔

۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء۔ بغداد جمعہ ۱۲ بجے دوپہر کو ہم اور صاحبزادہ جالی صاحب سوار ہوکر روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ خاص مرقد محترم کے سرہانے نقیب الاشرف کے پہلو مین کھڑے ہوکر نماز جمعہ ادا کی۔ جو یہان کے سوا بارہ بجے ہوئی۔ روضہ پر فاتحہ پڑھی۔ اور دعا مانگی۔ روضہ مبارک مسجد کے آخر حصہ جنوبی مین ہے۔ نماز سے فارغ ہوکر ہم حجرہ مزار مبارک سے نکلکر اس غرض سے صحن مسجد مین آکر کھڑے ہوگئے کہ جناب نقیب الاشراف السید محمود حسام الدین الگیلانی سے سلام علیک کرین اور مصافحہ کرین۔ اور بھی بہت سے اصحاب حجرہ کے باہر اس انتظار مین ہیں کہ نقیب الاشراف صاحب جو متولی درگاہ بھی ہیں باہر تشریف لائے۔ ہم نے بھی اپنے نمبر سے سلام علیک کی۔ مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا۔ جناب صاحب موصوف نے ہمین بالکل ہندوستانی وضع مین ایک مسافر خیال فرماتے ہوئے ٹھہر کر نہایت خلق سے ہمارا اصلی مکان دریافت فرمایا۔ اور بغداد آنے کی غرض اور جائے قیام وغیرہ دریافت کرتے ہوئے ہمین اپنے ساتھ آنے اور کھانا کھانے کی دعوت دی۔ یہ سب گفتگو فارسی مین ہوئی۔ ایک خادم وہان کا ہمارا رہبر ہوگیا جس نے یہ گفتگو سنی تھی نقیب صاحب کے پیچھے ہم بھی اون کے مکان پر حاضر ہوئے۔

ایک مکلف کمرہ مین سوفے پر نقیب صاحب کے قریب اونکے اشارہ سے ہم بیٹھ گئے خادم ہمارے ملازم کو بھی مسجد سے تلاش کرکے لے آیا۔ وہ بھی یہان کرسی پر آکر بیٹھ گیا بہت سے معززین یہان تشریف فرما ہین یہ سب بغداد گورنمنٹ کے سول و ملٹری کے اعلی افسر اور عہدہ دار ہیں۔ ان سے ہمارا تعارف کرایا۔ اور ہمارے تفصیلی حالات دریافت فرماتے رہے اور ہز ہائینس نواب صاحب بہادر رام پور دام اقبالہٗ سے نواب احمد سعید خان کے وقت سے تعلق ہونیکا ذکر فرمایا۔ اور موجودہ رئیس رام پور کے بہت تعریف فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے والد کے انتقال پر تعزیت نامہ اور ہماری گدی نشینی پر رام پور سے مبارکباد بھی آئی تھی۔ نہایت خندہ پیشانی سے دیر تک مختلف امور پر گفتگو فرماتے رہے۔ ہمارے اخبار نیر اعظم کے متعلق بہت سی باتین دریافت فرمائین۔ اور فرمایا کہ رام پور کا اخبار دبدبۂ سکندری ہمارے پاس آتا ہے۔ ہم نے اسم گرامی دریافت کیا تو سب نام کا ایک کارڈ

ہم کو عطا فرمایا۔ ہمنے بھی اپنا کارڈ اون کو پیش کیا۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ تمھارا گھر ہے جس چیز کی یا جس بات کی ضرورت یا خواہش ہو مجھسے کہو کوئی تکلیف نہ اوٹھانا۔ خدمتگار نے کہانے کی اطلاع دی۔ سب صاحب دوسرے کمرہ مین کھانے کی میز پر تشریف لے آئے۔ صدر جگہ پر جیلانی صاحب کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ ہمنے نقیب صاحب کو صدر پر بٹھایا۔ ایک پہلو مین صاحبزادے جیلانی صاحب اور ایک مین ہم بیٹھے۔ چھری کانٹا چمچہ۔ رومال۔ میز پر لگا ہوا ہے۔ طشتریون مین سیاہ کھجورین۔ بڑے پیالون مین دہی۔ بڑی پلیٹون مین سلاد وغیرہ کی بنی ہوئی چٹنیان اور دودو ٹکڑے تنوری روٹی کے لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا ملازم بھی اسی میز پر نقیب صاحب کے مقابل بیٹھا ہے۔ بڑی قابون مین عربی کھانے پاس ہو رہے ہیں۔ جو اعلیٰ قسم کے نہایت لذیذ ہیں۔ دوران کھانے مین بھی آپ گفتگو فرماتے رہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ہمارے کھانے مین مرچ نہین ہے۔ جو ممکن ہے کہ آپ کو مرغوب نہو۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر چھری چمچے سے عادت نہ ہو تو ہاتھ سے کھایئے۔ بعد فراغت کھانا کھجورین کھانے کو ارشاد ہوا اور اپنے دست مبارک سے طشتری پیش فرمائی۔ ہم نے کچھ لیکر کھائی۔ باہر چبوترہ پر آکر ہاتھ دہوئے۔ جہان متعدد جگہ آفتابے۔ صابن۔ سلاپچی اور تولیہ لگے ہوئے ہیں۔ پھر سب صاحب کمرہ مین آکر بیٹھ گیے۔ سب کو قہوہ پیش کی گئی۔ مگر ہمنے نہین پی۔ کمرہ مین چھوٹی میزون پر سگرٹ لگے ہوئے ہیں وہ قبل کھانا بھی پیئے اور اب بھی۔ بعدہ سلام اور مصافحہ کرکے رخصت ہوئے۔ سب صاحب تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ نقیب الاشراف صاحب دروازہ کمرہ تک رخصت فرمانے آئے اور نہایت خندہ پیشانی سے رخصت کیا۔ یہ ہے اصلی مسافر نوازی۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ جس عقیدت مندی سے ہم روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ اور خیال تھا کہ یہان کے سجادہ نشین یا نقیب الاشراف صاحب سے نیاز حاصل کرین۔ حضرت شیخ کے تصرف سے اوس سے بھی کچھ زیادہ ہم کو حاصل ہوگیا۔ شام کو بازارون کی بضرورت گشت لگائی اور جناب سید ارشاد احمد صاحب صدر انجمن تشریف لائے۔ اور ملاقات ہوئی۔ آج روضہ کی حاضری پر ایک خاص اثر ہوا۔

۲۱ر اپریل ۲۸ء۔ بغداد۔ شب مین ایک انگلش سرکس جو یہان آیا ہوا ہے دیکھا۔ آج یہودیون کا روز عید ہے۔ کل دوکانین اونکی بند ہیں۔ ماڈ برج اور باغات کی زن و مرد سیر کر رہے ہیں۔

۲۲ر اپریل ۲۸ء۔ بغداد۔ آج اتوار کو نصرانیون کا یوم عید ہے اونکی تمام دوکانین بند ہیں۔ سپہر سے نصرانی مرد عورت بچے اچھے لباس پہنکر نکل گیے ہیں۔ ماڈ برج اور جنوبی بغداد کے باغ اون کی تفریحات کی جگہ ہیں۔ خوب چہل پہل ہے۔ عصر کو ہم روضہ مبارک حضرت غوث الاعظم پر حاضر ہوئے۔ نماز عصر وہین مسجد مین ادا کی۔ اور فاتحہ پڑھکر دعا مانگی۔ نقیب الاشراف صاحب کے مکان پر اونسے ملنے کو حاضر ہوئے۔ جو درگاہ کے سامنے ہے

چاء اور سگرٹ کی تواضع کی گئی۔ اور مکان واپس آئے۔

۲۳ / اپریل ۱۹۲۸ء۔ بغداد۔ بیگم جانی صاحب کی علالت میں مصروف رہے۔ بغداد کے سب سے بڑے ہاسپٹل کے ڈاکٹر میجر ڈون لپ صاحب سے ملے کہ وہ بیگم کو دیکھیں۔ اور اپنی رائے قایم کریں کہ آپریشن کرنیکی ضرورت ہے یا نہیں۔ سہ پہر کو ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکھا۔ آپریشن کی رائے دی۔ قریب شام آغا ذوالفقار علی صاحب کے ہمراہ حضرت عمر رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ پر حاضر ہوئے۔ جو بغداد کے مشرق و شمال کے گوشہ میں کسیقدر فاصلہ سے ہے۔ یہ بزرگ حضرت غوث پاک سے پیشتر یہاں کے قطب تھے۔ اوسی کے قریب وہ بند دیکھا جو بغداد کو دجلہ کی طغیانی سے بچانے کی غرض سے یہاں کے ایک والی ناظم پاشا نے شہر کے چارون طرف مٹی کا بنوایا ہے۔ جسپر چوڑائی میں دو موٹر کاڑیان چل سکتی ہیں۔ اوسی کے قریب ایک مٹی کا ٹیلہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ ہارون رشید کے زمانہ کا ہے اور شہر کی فصیل کا ایک نشان بھی ہے۔ ایک موقع وہ بھی دیکھا کہ ٹرکی کی عملداری کے وقت جو شہر پناہ بنائی گئی تھی اور چار برج بنائے گئے تھے اونمین کا ایک برج کا حصہ اور ٹوٹی ہوئی اینٹون کے آثار موجود ہیں۔ اور یہی وہ جگہ ہے کہ اس جگہ سے موصل تک ایک سرنگ چلی گئی ہے۔ جو اب بند کرادیگئی ہے۔ گویا یہ آثار قدیمہ ہیں۔ یہان کے تمام مکانات کی چھتون پر ہوادان بھی بنے ہوئے ہیں جن کا نظارہ کسی بلند جگہ سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بیگم کی علالت کی وجہ سے یہ طے ہوا کہ ہم اپنے اصلی مقصد حج کے واسطے تنہا روانہ ہو جائیں۔ مخزومی کمپنی میں جو ایک یہودی کی ہے بذریعہ سید ارشاد احمد صاحب صدر انجمن موٹر کار کی ایک سیٹ کا کرایہ براہ دمشق بیروت تک ۹۶ روپیہ طے کیا۔ اور موٹر کی صدر سیٹ ریزرو کرائی گئی۔ انجمن کے چند ممبر اور عہدہ دار صاحبان جو ہندوستانی ہیں روزانہ تشریف لاکر ہماری ضروریات معلوم فرماتے رہتے ہیں۔ اور ہماری مدد کرتے رہتے ہیں۔ یہان بہت سے اخبارات بھی عربی زبان میں نکلتے ہیں۔ اخبار **الاخلاق** مطبوعہ ۴۔ ذیعقد مطابق ۲۳۔ اپریل میں ہمارے متعلق ذیل کا پیراگراف بھی دیا گیا ہے۔

"ہمین خبر ملی ہے کہ اس ہفتہ ہندوستان سے حضرت اڈیٹر مولوی ایس این علی صاحب اخبار نیر اعظم مرادآباد۔ صاحبزادے جانی صاحب مُیں مرادآباد کربلائے معلی مین سید لوزی صاحب خادم کے یہان ضروری اشغال کی وجہ سے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ عراق خوش قسمت ہے کہ ہندوستان سے ایسے لوگ بھی یہان تشریف لائے"،

اس اخبار کی تین کاپیان بھی ہمنے حاصل کرلین ہیں۔

۲۴ / اپریل ۱۹۲۸ء۔ بغداد۔ آج قریب دوپہر کے جانی بیگم کو لیڈی ڈاکٹر مِلا لودہ کے شفاخانہ

سے رائل ہاسپٹل سے انگلش وارڈ مین منتقل کیا۔ سہ پہر کو ہم تین واحد آغا فدا الفقار علی صاحب کے ہمراہ قبر زیارت و فاتحہ اول روضہ مبارک امام اعظم یعنی امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے جو شمالی بغداد مین قریب دو میل کے ہے۔ وہان مسجد مین نماز ادا کرنیکے بعد روضہ کے اندر حاضری دی اور فاتحہ پڑہی۔ اوسی کے قریب محمد پاشا فاتح کویت کا مزار ہم کو دکھایا گیا جسنے جنرل ٹاونشینڈ کو قید کیا تھا۔ بعدہٗ اعظمیہ و کاظمیہ (جسر) پل سے گذر کر کاظمین شریف حاضر ہوئے۔

باب المراد سے روضہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ساتوین امام اور امام محمد تقی رضی اللہ عنہ نوین امام پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑہی۔ اپنے اور سبکے واسطے دعا مانگی اسی احاطہ مین ساتوین امام کے دونون صاحبزادون کی قبرین بھی ہین۔ جن کو کہ عاق کیا ہوا بتایا گیا۔ باب القبلہ سے واپس نکلکر بازار کی سیر کرتے ہوئے ٹرموے مین سوار ہوئے۔ اور دریائے فرات کے قریب راستہ سے اوترکر متصل کاظمین حضرت **جنید بغدادی** کے روضہ مبارک پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ یہان سے کہا جاتا ہے کہ ایک سرنگ مکہ معظمہ تک چلی گئی تھی۔ جو بند کر دیگئی ہے۔ اسکے بعد روضہ حضرت **سری سقطی**۔ حضرت **یوشع** علیہ السلام بن نون وصی۔ جناب **موسیٰ** علیہ السلام بہلول دانا رحمتہ اللہ علیہ۔ زبیدہ **خاتون** زوجہ ہارون رشید و معروف **کرخی** رحمتہ اللہ علیہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ یہ مقامات شمال مغربی بغداد مین ایک میل کے فاصلہ سے ہین۔ ہر مزار کے باہر شہر خموشان آباد ہے۔ قبرون کی بناوٹ نرالی ہے۔

۲۵ اپریل ۱۹۲۸ء۔ بغداد آج سوا بارہ بجے حاجی بیگم کا رائل ہاسپٹل مین پیٹ کا اپریشن ہوا۔ سہ پہر کو ہم نے کل صبح بذریعہ موٹر بیروت جانے کے واسطے سامان سفر کیا۔ برٹش نوٹ کے بدلے یعنی ٹرکی پونڈ بنوائے کیونکہ دمشق مین ٹرکی سکہ رائج ہے یا ہماری گورنمنٹ کی ساورن اور کسی غیر ملک کا کوئی سکہ نہین چلتا۔ حاجی بیگم کے علاج کی مصروفیت کی وجہ سے ہم یہان کے تمام مقامات نہین دیکھ سکے۔ انشاء اللہ ارادہ ہے کہ بعد حج خدا یا تم مدینہ طیبہ واپسی پر پھر بغداد آوین اور جو تاریخی مقامات اور زیارات دیکھنے سے رہگئی ہین اون کو دیکھین شام کو حضرت غوث پاک کے روضہ پر حاضر ہوکر کامیابی مقاصد کی دعا کی۔ بعدہٗ نقیب الاشراف صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر اون سے بھی رخصت ہوئے اور بازار سے ٹرکی پیرہ اربع قرش اور شمعہ خرید کر مکان آئے۔

حالات بغداد

بغداد ایک اسلامی اور تاریخی شہر ہونے کی وجہ سے دنیا مین مشہور ہے۔ مگر اب وہ بغداد نہین ہے

جو خلفائے عباسیہ کے زمانہ مین تھا بہت کم آثار قدیمہ باقی ہیں۔ نئے بازار نئی عدالت نئے پل نئی سڑک۔ اور باغات بن گئے ہین۔ ایک محدود حصہ مین بغداد آباد ہے۔ مگر پھر بھی بہت بڑی اور رونق کی جگہ ہے۔ صرف یہود۔ نصاریٰ اور مسلمان آباد ہیں۔ تینون کا طرز معاشرت یکسان اور انگریزی فیشن کا ہے۔ ٹرکی ٹوپی۔ یا عراقی فیصل کی ٹوپی استعمال ہوتی ہے۔

عراقی ٹوپی حکومت کے ملازم اور عسکری مخصوص طور پر استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے لوگون سے بھی ممانعت نہین ہے۔ یہود اور نصاریٰ عورات کا لباس نہایت دلکش بشمین قیمتی ہوتا ہے مسلمانون مین کچھ پردہ ہے اور باقی سب بے نقاب پھرتی ہیں جن یہان کا بھی بہتر ہے۔ سیر و سیاحت کے لیے بہت وسیع میدان ہے۔ ہر چیز ہر جگہ کثرت سے ملتی ہے گران بھی نہین ہے۔ موٹر۔ چرٹ۔ لنیڈو۔ فٹن۔ کی صرف سواری ہے۔ نہایت ارزان۔ موٹر کے علاوہ بقیہ سواریان چھ آنہ مین ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیتی ہیں۔ کثرت سے سواریان ہر جگہ ملتی ہین کسی جگہ آپ کھڑے ہو جاین بہت سی سواریان گذرینگی محض خوانچہ کہکر آواز دیجئے کا منٹ پر آپ کی برابر آکر لگ جائیگی۔ دجلہ کے اسوقت دو پل ہیں ایک ٹرکی کے زمانہ کا پرانا۔ دوسرا ماڈ صاحب کا بنایا ہوا ہے نہایت بارونق ہے ہر وقت آمد و شد باقاعدہ رہتی ہے۔ شام کو نہایت تفریحی جگہ ہے ٹرکی کے زمانہ کا بڑا بازار بھی جو پٹا ہوا ہے نہایت بارونق اور اچھا ہے۔ ڈبرج کی طرف اور اسطرف دو بڑے قہوہ خانے ہیں جو حقیقتاً برائے بیت قہوہ خانے ہیں۔ مگر وہ قحبہ خانے ہین۔ اسکے علاوہ نئی سڑک پر بازار سے ایک کوچہ نہایت تنگ دور تک چلا گیا ہے جسپر ایک سائن بورڈ اردو مین لکھا ہوا لگا ہے اوسپر لکھا ہے (اس گلی مین جانے کی سخت ممانعت ہے) یہ بالکل نصرانی اور یہودی رنڈیون کا بازار ہے جو نہایت ٹھسے کے ساتھ شام سے اس گلی کو آباد کرتی ہیں۔ گلی پر اور اندر پولیس بھی تعینات ہے جس کا صرف یہ کام ہے کہ کوئی لڑائی جھگڑا نہو۔ اور اگر کوئی معقول مہذب شخص اس گلی مین جانا چاہے تو اس سے وہ یہ کہدیتے ہیں کہ یہ جگہ آپ کے جانے کی نہین ہے۔ ماننا نہ ماننا اونکا فعل ہے۔ اسکے علاوہ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ محلون مین کسقدر خانے بھی ہیں۔ لوطی امت کا بھی زیادہ زور ہے۔ بدمعاش لڑکے اوباشون کے خواہشمند مغرب کے بعد اپنے خریدار کی تلاش مین کثرت سے پھرتے ہیں۔ نصرانی اور یہودی عورتون کی بھی یہی حالت ہے مسلمانون کی حکومت ہے فواحش کی بہت کثرت ہے۔ عورتین بھی وفرات بناو سنگار کے ساتھ بازارون مین پھرتی ہیں۔ حیا اور شرم کا اس جگہ نام نہین۔ خلاف قانون واقعات یہان بھی ہوتے ہیں۔ شب کو قہوہ خانے جو قدم قدم پر ہیں نہایت آراستہ ہیں۔ آدمیون سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں قہوہ کافی۔ چاء آئس کریم۔ سوڈا

لینڈ۔ برف کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔

ہنادی جو یہاں سے چھ میل ہے گورنمنٹ کی فوج کا مرکز ہے۔ خوش مین اول درجہ یہودی ہیں دویم درجہ نصرانی اور آخر درجہ مین مسلمان۔ شراب خوری بھی عام ہے یہ باتین یہان کے لیے کوئی باعث شرم نہین ہین کوئی تعجب ہے مسلمانی حکومت مین اس کثرت سے ان افعال کا ہونا ہمارے خیال مین نہایت بری بات ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ملک فیصل کو بذاتہ پانچ روپیہ کے ملازم رکھنے یا موقوف کرنیکا اختیار نہین۔ تینون قومون کی ملی جلی آبادی ہے۔ مردم شماری بھی تینون کی قریب قریب برابر ہے۔ عراق مین اور مخصوص بغداد مین مختلف محکمون مین اور خاصکر مروے آفس مین جو ہندوستانیون کی تعداد ہے۔ حکومت رفتہ رفتہ ہندوستانیون کو جو قابل ترین لوگ ہیں نکال دی ہے۔ عراقیون کو جو ایسے قابل نہین ہین اونکی جگہ دے رہی ہے۔ ہمارے خیال مین چند سالون مین ایک بھی ہندوستانی وہان کسی محکمہ مین نہین رہے گا۔ یہ عجیب بات ہمیں معلوم ہوئی کہ بغداد کے مسلمان ہندوستانی مسلمانون کے مقابلہ مین اپنے وطن کے یہودی اور نصاریٰ کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اور ہندوستانیون کی کوئی وقعت اور عزت نہین کرتے ہر معاملہ مین اپنی وطنی قومون کو فوقیت دیتے ہیں۔ اور ہندوستانیون کو نیچا دکھاتے ہیں۔ یہان کے مسلمان ہندوستان کے مسلمانون کے مقابلہ مین یہود و نصاریٰ کو اپنا عزیز بھائی جانتے ہیں یہ عجیب قسم کی ذہنیت ہے ہم تو اس کو یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان یہود و نصاریٰ مین جذب ہو گئے ہیں۔ آیندہ ان واقعات کے نتائج ممکن ہے کہ خطرناک صورتون مین رونما ہون۔

بغداد سے دمشق کو روانگی

۲۴ اپریل ۲۸ء ۶ بجے صبح کے مع اسباب کے ہم مخزومی کمپنی کے دفتر مین نئی سڑک پر پہونچے۔ صاحبزادے جابالی صاحب اور ہمارے مکرم سید ارشاد احمد صاحب مع توشہ راہ کے رخصت کرنے کے لیے ساتھ آئے بعد نو بجے کے کمپنی کے ایک ملازم کے ساتھ ہم گیرج یعنی موٹر خانہ آئے یہان تمام موٹر کارون مین مسافر سوار ہو رہے ہیں۔ ہم بھی ایک موٹر مین سوار ہو گئے بعد دس بجے کے یکے بعد دیگرے موٹرین روانہ ہو کر ریلوے اسٹیشن کے قریب کسٹم آفس پر ٹھہرین۔ تمام مسافرون کے ساتھ پانی کے مشکیزے بھرے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی دو مشکیزے چمڑے اور لوہے کے ساتھ لیے۔ کسٹم آفس پر اسباب کے تعداد اور ہر مسافر کی نقدی دریافت کر کے ایک ایک فارم کی خانہ پری کی گئی۔ یہان یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ نقدی کی مقدار زیادہ نہین بتائی جاتی۔ نہ تین چار اشرفی بتائی

چاہیئں کیونکہ فرانسیسی حکومت ذمہ دار ہوتی ہے۔ زیادہ نقدی بتانے میں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ فرانسیسی حکومت بعض
روک دے اور آگے نہ جانے دے۔ نقدی نوٹ روپیہ پیسہ اشرفی آپ کے پاس کسی مقدار میں ہوں مگر صحیح مقدار
بتانا نہیں چاہیے۔ تمام فارم ہر موٹر ڈرائیوروں کو دیدیے جاتے ہیں۔ جو تمام چوکیوں پر دکھانا جائے گا۔ یہاں سے آگے
پیچھے کاریں چلنا شروع ہو گئیں۔ دو گھنٹہ میں قریب پچاس میل کے دریائے فرات کے کنارے فلوجہ مقام پر پہونچے
دریا کا پل نہیں ہے کشتی کے ذریعہ سے تمام موٹریں پار کی گئیں۔ لوہے کے ایک رسہ میں جو اس پار سے اوس پار تک
تھا اور کشتی میں لگا ہوا تھا اوسکی وجہ سے کشتی بہاؤ کی طرف نہیں گئی۔ پانی کے مشکیزے جو موٹروں میں لٹکے ہوئے ہیں اون
کے منہ میں ربڑ کی نلکیاں بھی لگی ہوئی ہیں تاکہ موٹر میں بیٹھے ہوئے منہ کو لگا کر پانی پی لیا جائے۔ یہاں سے ایک
ایک فوجی مسلح آدمی ہر ایک موٹر میں ساتھ ہوا۔ ۵ بجے شام کے رماڈی مقام کسٹم آفس میں پہونچے۔ یہاں پاسپورٹ پر
مہر لگائی گئی۔ یہاں سے روانہ ہو کر ۱۲ بجے شب کے جنگل لق و دق میدان میں ہم موٹریں دم لینے کو ٹھہر گئیں۔ باقی
موٹریں آگے پیچھے چل رہی ہیں۔ تھوڑے وقفہ کے بعد ہم یہاں سے بھی روانہ ہو گئے ہم ۱۰ بجے صبح کے مقام رطبہ پہونچے
یہاں فوجی پکٹ رہتا ہے۔ بے تار برقی کا اسٹیشن ہے۔ کوئی آبادی نہیں قرب جوار میں نظر نہیں آئی۔ ایک حاطہ کے
اندر موٹریں ٹھہری ہوئیں۔ صبح کا ناشتہ کیا مشکیزوں میں پانی بھرا۔ ضروریات سے فارغ ہوئے۔ اس موقع پر بھی فوجی
پہرہ دکھا رہا ہے۔

۲۷ اپریل سنہ ۲۸ء ۶ بجے صبح تک کل موٹریں آگے پیچھے یہاں سے روانہ ہو گئیں۔ قریب ایک
بجے دن کے دو دو چار چار موٹروں نے تھوڑی دیر کو قیام کیا اور روانہ ہو گئیں۔ تین بجے سہ پہر کو کوہ لبنان کے
سلسلہ کا پہاڑ جبل بہر نظر آنا شروع ہوا۔ ایک گھنٹہ کے بعد موٹریں دامن کوہ میں چلنا شروع ہو گئیں۔ یہ پہاڑ
اونچا بھی نہیں ہے اور منڈا ہے ۶ بجے شام کے بعد دمشق کے فوجی کمپ دروازہ پر ٹھہرے۔ ڈرائیوروں نے وہ فارم جو بغداد
سے کسٹم آفس میں طیار ہوئے تھے دکھائے۔ یہاں سے پانی کے نلے اور دورویہ باغ اور سبز کھیت ہمارے دونوں طرف
ہیں۔ بلا بیل کے انگور کے باغات اور زیتون کے درخت میلوں تک چلے گئے ہیں۔ بغداد سے دمشق تک جو پانچ چھ
سو میل کے قریب ہے تمام راستہ میں ایک درخت بھی سایہ دار نظر نہیں آیا۔ ریتیلا بجری دار ریتے کا ایک
بے پایاں سمندر حد نگاہ سے بھی آگے تک چلا گیا ہے۔ تمام راستہ میں سوائے مذکورہ بالا مقامات کے کوئی
آبادی بھی نہیں راستہ نہایت ناہموار ہر سنٹ میں دسیوں دفعہ موٹریں کدائی کرنی پڑی۔ رطبہ سے فرانس کی عملداری
شروع ہے۔ اکثر دفعہ تو اس میدان میں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ راستہ کدہر کو ہے۔ چاروں طرف میدان کی یکسان

حالت کہیں کہیں ٹھیک ہے۔ کبھی ہمارا موٹر آگے اور کبھی دوسرے موٹر آگے۔ نہایت آزادی کے ساتھ ان میدانوں میں دوڑ ہوتی ہے خوب خوب جھٹکے لگتے ہیں۔ ہماری موٹر میں چھ مسافر ہیں۔ ایک یہودی جو کسی قدر انگریزی جانتا ہے۔ تین عرب ایک حاجی علی بابا سوداگر نیچا لبصرہ دوکان غلہ ۱۲ کسی قدر اُردو بھی جانتا ہے ایک عرب حاجی عباس بن جعفر صاحب سوداگر بصرہ اشار غ ۱۵۶ مقام علی مسجد متصل عثمانی بنک قریب حمام یہ بھی کسی قدر اُردو جانتا ہے۔ تیسرے عرب حاجی عبدالکریم بن خفیف الشار گرا غون ناصریہ قلعہ سکر قضا محکمہ مقاطع مزرعہ نیاضیایہ بالکل اُردو سے نابلد ہے انہیں سے ہم کچھ مطلب برآری کرتے جاتے ہیں شام کے ۷ بجے کے قریب ہم دمشق کے شروع میں شفاخانہ پر ٹھیرے سب کے فوٹو لیے گئے۔ دونوں بازوؤں پر ان جکشن کیا گیا۔ پاسپورٹ پر مہریں اور تصویریں لگائی گئیں دو روپیہ فی کس فیس کے لیے۔ یہاں سے چلکر ریلوے اسٹیشن کسٹم آفس میں ہمارا سفر ختم ہوگیا۔ اسباب کھول لیا گیا۔ معمولی طریقے سے دکھائی ہوئی اسی دوران میں ہماری ذرا نگاہ بچی کہ ہمارے دونوں تھیلے کوئی صاحب لیکر رفوچکر ہوگئے۔ خدا ان کا بھلا کرے اور ان کو نیک ہدایت دے۔ یہاں سے فٹن میں سوار ہوکر وسط شہر کے دار الفرح ہوٹل میں معہ تینوں عربوں کے جو کعبۃ اللہ جارہے ہیں قیام کیا۔

دمشق اگرچہ بہت کچھ فرانسیسی نے بمبارڈ کردیا ہے۔ مگر دنیا کا سب سے پہلا شہر ہونے کی وجہ سے پھر بھی دنیا کی جنت ہے۔ عربی زبان ترکی اور فرنچ ملی ہوئی بولی جاتی ہے۔ بہت بڑی اور نہایت رونق کی جگہ ہے۔ اکثر بازار نہایت خوشنما اور مسقف ہیں شہر میں سات بڑی نہریں جاری ہیں۔ اور تمام شہر کے نیچے ہر وقت پانی کا ریلا چلتا رہتا ہے افسوس کہ اس وقت کسی میوے کی فصل نہیں۔ صرف پرتغال یعنی سنترہ کا موسم ہے جو تین قسم کا ہوتا ہے ایک تو بالکل میٹھا دوسرا کھٹا میٹھا۔ تیسرا بالکل کھٹا۔ انگور کے درخت مثل ہمارے ملک کے ڈھاک کے درختوں کے میلوں تک باغات کی صورت میں ہیں۔ بلیدار بھی ہیں۔ عدم واقفیت زبان کی وجہ سے ہم کو زیادہ لطف نہیں آیا۔ بہت سی بڑی بڑی سڑکیں اور سیبوں عمدہ سے عمدہ بھرے ہوئے بازار ہیں مسلمان عورتیں عام طور پر سیاہ عبا اور اوپر نقاب ڈالے پھرتی ہیں۔ یہود و نصاریٰ میں کوئی پردہ نہیں۔ یہاں کے حسن کی دلفریبی نے اور بھی سونے میں سہاگہ کا کام کیا ہے۔ پانی ایسا عمدہ کہ اگر بیمار آدمی بھی پی لے تو اچھا ہوجائے۔ ہندی حجاج اور زوار کی خدمت رہبری اور دلالی کے واسطے غازی عبداللہ ہندی دن رات گشت لگاتے رہتے ہیں۔ یہ آدمی نہایت خدمت گذار اور مسکین طبیعت کا ہے اچھی خدمت انجام دیتا ہے اور حق الخدمت پر کوئی جھگڑا نہیں کرتا۔ دمشق کا انگریزی نام اس ہے اور جیسر یا بھی کہتے ہیں۔ موٹر کار عربانہ اور ٹریمیں کی اس جگہ بڑی کثرت ہے۔ ہوٹل اور قہوہ خانوں

کی تو کوئی شمار ہی نہین ہے۔ جو سات نہرین برف کے پگھلے ہوئے پانی کی شہر مین سے گذرتی ہین اون مین سے ۵
کے نام یہ ہین۔ نہر برادہ - و برانی - نہر یزید - تورا - اور نہر بان یاس۔ تمام شہر اور ہر گلی کوچہ کے نیچے دو
قسم کا پانی - اوسکے نیچے تمام شہر کی غلاظت کو دہوتا ہوا پانی چلتا ہے شہر کی آبادی مین نہرون کے دونون جانب
سفید پتھر کی مونڈیرون سے محدود کی گئی ہے - اور کنارے پر پتھر کی ٹپری بچھائی گئی ہے جس پر شام کو مخلوق کا
تفریحاً مجمع ہوتا ہے - یہان متعدد قہوہ خانے بھی ہین - جن مین چاء قہوہ اور حقہ نوشی ہوتی رہتی ہے۔ حقہ کا بہت
رواج ہے سوکھا تمباکو پیا جاتا ہے - ہر شخص اپنا حقہ علیحدہ پیتا ہے - ایک دوسرے کو حقہ نہین دیا جاتا ہے
نہ کوئی پیتا ہے - قہوہ خانہ مین بلوری حقہ معہ نشک کے کثیر تعداد مین موجود رہتے ہین - عموماً حقہ پینے والا تمباکو
اپنی جیب کی تہلیا سے نکالکر دیتا ہے - قہوہ خانہ کا ملازم تماکو کو پانی مین بھگو کر نچوڑتا ہے اور اوسکی ایک ٹکی
سی بنا کر ایک چھوٹی سی چلم کے اوپر ایک انچہ اونچا رکھدیتا ہے اور اوسپر دہکتے ہوئے دو کوئلے لاکر رکھدیتا ہے
حقہ تیار ہو گیا - ان ممالک کے قہوہ خانے آپس مین تبادلہ خیالات کے لیے بہت اچھی چیز ہین - یہود اور نصاریٰ
کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد یہان زیادہ ہے یہان کی مٹھائیان نئی نئی قسم کی اور اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہین
خشک مٹھائیان کاغذ کے خوشنما بکسون مین دوکان مین لگی ہوئی ہین - مگر ان مٹھائیون کا گھی اچھا نہین ہوتا -
ہندوستانی قسم کی ایک بھی مٹھائی نہین ہوتی سکے اور لوٹ قریب قریب ہر ملک کے یہان چلتے ہین - اس ملک کی
سکے بھی اسقدر زیادہ ہین کہ ان کو عبور کرنا مشکل ہے تمام مساجد مین عموماً اعلیٰ قسم کی اونی قالینون کا فرش
ہے ہر مسجد کے متعلق بیت الخلا اور صحن مین حوض ضرور ہوتا ہے - ہر وقت جاری پانی حوض کو لبریز کرتا رہتا ہے
اور زاید پانی نیچے گر کر اردگرد کی نالی کو دہوتا رہتا ہے - کرایہ ہر سواری کا نہایت ارزان ہے - خچرون اور گدہون
کی سواری کا یہان زیادہ رواج ہے - بازارون مین صدہا قسم کے کھانے کی چیزین ہر وقت طیار ملتی ہین - ان
تمام ممالک مین تنوری روٹیان تولکر بکتی ہین - یہان کی روٹی بہت اچھی ہوتی ہے - ہر ہوٹل اور قہوہ خانہ مین
گراموفون کا ہونا بھی ضروری ہے - ان مین مختلف قسم کے تفریحاً کھیل بھی کھیلے جاتے ہین - عربی کے متعدد اخبار
یہان سے شایع ہوتے ہین - بازارون مین سیکڑون بڑی بڑی تجارتی کوٹھیان ہین - پیدل چلنے والون کے
لیے پٹری بنی ہوئی ہے ہر شخص کے گھر مین ڈرائنگ روم اوسکی حیثیت کے موافق نہایت اعلیٰ سامان سے سجا
ہوتا ہے - مکانون کے دروازے ہر وقت اندر سے بند رہتے ہین - باہر سے کھٹکا دینے سے بعد دریافت کھول دیا
جاتا ہے اعلیٰ قسم کے ایرانی اور شامی قالین ہر گھر کی زیبایش کی چیز ہین - مکان کی صفائی اور آراستگی کی

رہنے والون کی خوش سلیقگی معلوم ہوتی ہے۔ ہم چارون ہوٹل کی تیسری منزل کے ایک ہی کمرہ مین ٹھہرے ہین جس کا چار روپیہ یومیہ صرف رہایش کا کرایہ ہے۔ انگریزی لوہے کی سہریان اسپرنگ دار اوسپر ٹاٹ کا گدا اور چادر بھی۔ تکیے سرہانے اور اوڑھنے کو کمبل ہے۔ کمرہ مین فرش ہے اور فی کس کھڑاؤن کا جوڑا ہے۔ ایک میز ہے اوسپر آئینہ۔ پانی کی صراحیان یا بلور کے کنٹر معہ گلاس کے موجود ہیں۔ فی کس ایک کرسی بانس کی بنی ہوئی بھی ہے۔ ان ملکون مین اسی قسم کی کرسیون کا عام طور پر قہوہ خانون اور تفریح گاہون مین رواج ہے بعض بعض جگہ اسی قسم کی بنچین بھی موجود ہین۔

۲۸ر اپریل ۲۸ء دمشق قریب دوپہر کے ہم حاجی بابا بصرہ کے ایک رفیق کے ساتھ ٹمٹم مین سوار ہو کر روضہ مبارک سیدنا زینب بنت علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہما پر گیے۔ جو شہر سے تین میل ہے ایک روپیہ آٹھ آنہ گاڑی کے کرایہ کے طے ہوئے۔ راستہ مین ایک وسیع یہودیون کا قبرستان چہار دیواری کے اندر ہے اور میلا ایک قصبہ بھی ہم نے دیکھا۔ روضہ پر جا کر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی ابن یزید شہید کربلا کا جسم یا سر بھی یہین مدفون ہونا کہا جاتا ہے۔ سہ پہر کو چوک مرجوعہ سے ہم ٹریموے مین سوار ہو کر مہاجرین تک سیر کرنے کو گیے جو اس لائن کا آخری اسٹیشن ہے ۲ ٹکٹ کے دیے۔ ٹریموے نہر کے کنارے کنارے آبادی مین سے گذرتی ہوئی پہاڑی چڑھائی پر چڑھنا شروع ہوئی۔ دمشق کے چارون طرف کا خوشنما منظر سامنے آنے لگا۔ ہماری داہنی جانب پہاڑ اور اوسپر ڈھالو کوٹھی بنگلون کی خوشنما آبادی کے نیچے نہر خموشان کا عجیب منظر بائین جانب نشیب مین کل دمشق کا سین نہایت پر لطف ہے سبزہ زار باغات اور پانی کی بہار کچھ اور ہی سمان پیدا کر رہی ہیں۔ اوسی ٹریموے سے ہم چوک مرجوعہ واپس آئے اوسکے بعد ہم دوسری جانب کی ٹریموے مین سوار ہو کر میدان کے آخری اسٹیشن تک چلے گیے۔ آخر حصہ مین ایک سلسلہ اون قابل دید عمارات کا جلا ہوا اور منہدم شدہ نظر آیا جو حکومت فرانسیہ نے جنگ کے زمانہ مین گولا باری سے خراب کر دیا ہے اوس کے دیکھنے سے دل بیچین ہو گیا۔ ترکی زمانہ کی اکثر عالیشان عمارات دفاتر بھی ہمکو بتائے گیے جو مقام عبرت و افسوس ہے۔

۲۹ر اپریل ۲۸ء۔ دمشق آج صبح دنیا کی سب سے بڑی اور مشہور جامع اموی مین ہم گیے۔ سبحان اللہ خلفائے عہد بنی امیہ کی تعمیر کردہ ہے۔ دنیاوی حیثیت سے اسکی تعمیر بے نظیر ہے دینی حیثیت سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زیارتگاہ ہے مسجد کی تزئین ممکن نہین کہ قلم سے بیان کیجائے اندر کی جانب مسقف ۳ کھلے ہوئے

درجے ہیں۔ جن مین سیکڑون کی تعداد سے اعلیٰ درجہ کے قالینون کا فرش ہے۔ جھاڑ بجلی کی روشنی وغیرہ چھت اور دیوارون کی زیبایش کر رہے ہیں۔ اس مسجد کا طول قریب ڈیڑہ سو گز انگریزی ہے اور عرض مین اندر کے تینون درجے سو گز۔ اڑتیسہ ستون ہیں۔ اور ۴ محرابین۔ یہان نماز جنوب کی طرف سونہہ کرکے پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ ملک شام مکہ معظمہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔ مسجد مین زنانہ درجہ علیحدہ ہے۔ چھت نہایت عالیشان اور نرالی وضع کی ہے جس مین عجیب کاریگری سے روشندان بنائے گئے ہیں۔ چھت اور قبہ کے حصون کو مختلف رنگین شیشون سے زیبایش دی گئی ہے۔ ممبر کی جگہ دس بارہ آدمی نماز پڑہ سکتے ہیں۔ باہر صحن مین فوارہ لگا ہوا ہے مسجد کے تین دروازہ ہیں۔ باب جیرون۔ باب النطافین۔ باب الزیارۃ۔ باہر کی طرف جگہ بیت الخلا ہے۔ نہر جاری ہے جو اُن کو دہوتی رہتی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ مین سیدنا یحیی پیغمبر علیہ السلام کا شاندار روضہ ہے جس کے چارون طرف کٹہرا اور جالی ہے۔ مسجد کا مینارہ غربیہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا عبادت خانہ ہے۔ شرقی مینارہ سے متصل وہ مقام ہے جہان سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کو اکثر رات کے وقت نماز مین مشغول دیکھا گیا۔ اسکا نام زاویۃ الخضر ہے مقصورۃ الصحابہ جو صحابہ کے بیٹھنے کی جگہ تہی زیارت گاہ ہے۔ مسجد اموی کے شرق شمال مین ایک اور مسجد ہے جس مین محراب اور مصلی بنا ہوا ہے۔ وہ سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کی مسجد کہلاتی ہے۔ مشہور ہے کہ یہان امام رضی اللہ عنہ دن رات مین ہزار رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تہے۔ اسی کے متصل ایک اور مقام پر پردہ پڑا ہے مشہور ہے کہ شہید کربلا کا سر مبارک اول یہان لاکر رکھا گیا تھا۔ اور بھی یہان کئی زیارات کے مقام ہین۔ ہمنے سب پر فاتحہ پڑہین۔ اور سب دوستون۔ اور عزیزون کے واسطے برآری مقاصد کی دعا کی۔ خدا قبول کرے۔ دمشق مین زیارت گاہون پر عموماً مساجد تعمیر کر دی گئی ہیں۔ اور مسجد صاحب زیارت کے نام سے منسوب ہے۔ سہ پہر کو ربوا مقام پر گئے۔ جس کا کلام پاک مین بہی ذکر ہے۔ یہان چند پہاڑ کے حصون سے پانی نکلکر سات نہرون کی صورت مین شہر سے گذرتا ہے۔ خشک اونچے نیچے پہاڑون کا ایک سلسلہ دور تک چلا گیا ہے اور اس کے دیکھنے سے قدرت خدا نظر آتی ہے۔ کہ یہ پانی کہان سے آتا ہے جو نہایت ہلکا اور ہاضم ہے۔ پہاڑ کی شرک کی جانب ایک حصہ پہاڑ ہی ایک کتبہ پانچہزار برس کا کندہ ہے جسکی زبان معلوم نہین کہ کیا ہے۔ کثرت پانی اور سبزہ زار کی وجہ سے یہ عجیب پرفضا مقام ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی پہاڑ پر اصحاب کیف سو رہے ہیں۔ یہ مقام شہر کے چوک سے تین میل سے زیادہ ہے۔ مگر برابر خوشنما آبادی اور سبزہ زار سے گلزار ہے۔

۲۴۔اپریل سنہ ۳۶ء دمشق۔ صبح کو ضروریات اور ناشتہ سے فراغت پاکر حاجی عبداللہ ہندی
معلم کے ساتھ اون کے مکان گئے۔ وہان سے محلہ سوق ساروجہ کے مدرسہ جامع الشامیہ مین گیے۔ جو ایک
مسجد مین ہے۔ لڑائی کے زمانہ مین اس مدرسہ کی اعلیٰ شاندار عمارت گولہ باری سے خراب ہوگئی۔ اس مدرسہ
کے رئیس الجمعیت حضرت مصطفیٰ ابک عبانی ہین۔ اسوقت طلباء کی تعداد ۸۰ ہے۔ لڑائی سے پہلے تین سو
تھی۔ قریباً تمام طلباء وہ ہین کہ جو لڑائی کے دوران مین یتیم ہوگیے ہین۔ یا غریب ہین۔ دس ٹیچر ہین اور
۱۹ پونڈ ماہوار خرچ ہے ایک پونڈ یعنی لیرہ برابر بارہ روپیہ کے ہے تعلیم مفت ہے۔ مختلف قسم کے
مسلمانون کے چندہ ون سے خرچ پورا کیا جاتا ہے۔ اگر آمدنی کم ہوئی تو رئیس الجمعیت بطور قرض اوسکو
پورا کرتے رہتے ہین۔ ہم نہایت اعزاز سے مدرسے کے دفتر کے کمرہ مین بیٹھائے گئے۔ حاجی عبداللہ ہندی
کی ترجمانی سے یا انگریزی مین تین اصحاب سے مختلف معاملات پر گفتگو کی کہ اسی درمیان مین ایک بچہ ہمارے
سامنے کمرہ مین آیا۔ اور اوسنے نہایت ادب سے ہم کو سلام کیا اور نہایت خوش الحانی سے عربی مین تقریر
کی وہ سلام کرکے رخصت ہوا کہ دوسرا بچہ سلام کرکے آیا اور عربی مین نظم نہایت خوش الحانی سے حفظ پڑھی
ایک تیسرے بچہ نے کلام پاک ناظرہ اور چوتھے بچہ نے حفظ تلاوت کیا جب رخصت ہوکر ہم صحن مسجد مین آئے
تو کل طلباء نے باقاعدہ کھڑے ہوکر بکزبان ہماری رخصت پر ایک عربی نظم پڑھی۔ تھوڑی سی قواعد
بھی ان بچون نے ہم کو دکھائی اور سب ٹیچر اور طلباء نے نہایت محبت اور تعظیم سے ہمین رخصت کیا۔ بعدہ
ہم انگلش کونسل خانہ گئے۔ تاکہ بیت المقدس کے واسطے پاسپورٹ پر تصدیق کرادین۔ اسسٹنٹ کونسل
جو مسلمان ہے۔ نہایت احترام سے ہم کو کرسی پر بیٹھایا۔ اور انگریزی مین چند سوالات ہم سے کیے۔ اور اپنی
مہربانی سے فوراً پاسپورٹ تصدیق کرکے ہم کو دیدیا۔ دو روپیہ فیس ہمسے لیے۔ بعدہ ملک ابن سعود کے کونسل خانہ
مین گیے۔ ہم بلاتکلف اوپر جانے لگے۔ چپراسی نے روکا ہمنے اطلاع کرنے کو کہا فوراً اوستے اطلاع کی اور ہم بلایے
گیے۔ کونسل۔ عرب ہین۔ جو صرف عربی جانتے ہین۔ مگر اون کا مددگار ایک مسلمان ہے اور انگریزی بھی جانتا
ہے۔ انگریزی ہمسے بات چیت ہوئی۔ کونسل اور ہمارے درمیان یہی صاحب ترجمانی بھی کرتے جاتے ہین۔ دونون
صاحب نہایت عزت اور اخلاق سے پیش آئے حسب رواج قہوہ ہم کو پیش کیگئی ہمنے انکار کردیا۔ کونسل نے
ہماری تصویر اور نام کا کارڈ طلب کیا۔ ہم نے سہ پہر کا وعدہ کیا۔ اونہون نے ہمسے فرمایا کہ آپ مکہ معظمہ مین
ملک کو دیکھیں ہم نے اونسے تعارف کرانے کی درخواست کی۔ اونہون نے ایک چٹھی نائب کونسل مکہ کے نام لکھکر

ہم کو دی اور فرمایا کہ تین دن مین ہم ڈاک سے ساتھ ایک چٹھی براہ راست بھی بھیج دین گے۔ ہم رخصت ہوئے تو فرمایا کہ چاء پی کر جایئے۔ فوراً چاء آگئی۔ چاء اور سگرٹ پی کر ہم رخصت ہوئے۔ کونسل اور مددگار دروازہ تک ہمیں چھوڑنے کرنے آنا چاہتے تھے لنصف راستہ سے ہم نے اُن کو باصرار رخصت کیا۔ کوئی فیس پاسپورٹ کی تصدیق کی نہیں لی گئی۔ یہاں سے ہم سلطان سلیم کی مسجد مین آئے جو فرانسیسی گولہ باری سے بہت کچھہ خراب ہوگئی ہے بڑی شاندار مسجد ہے مسجد کے صحن مین ہر تین طرف مسافرون کے قیام کے حجرے بنے ہوئے ہیں۔ ہر شخص بلا کرایہ قیام کر سکتا ہے ملک شام کے اوقاف نے دو ہزار پونڈ مسجد کی مرمت کیواسطے منظور کیا ہے کام شروع ہوگیا ہے۔ واپسی چوک مرجعہ کے قریب اخبار فتح العرب کے دفتر مین جاکر اڈیٹر سے ملے افسوس کہ وہ سوائے عربی۔ ترکی اور فرنچ کے اور کوئی زبان نہیں جانتے۔ حاجی عبد اللہ خادم کی ترجمانی کے ذریعہ ہم نے اون سے گفتگو کی اڈیٹر صاحب نے یکم مئی کے اخبار مین ہمارے اس ملک مین آنے کی خبر چھاپنے کو فرمایا۔ اس کے بعد ہم معلم کے ساتھہ حضرت **شیخ محی الدین**ؒ صاحب شہید کے روضہ پر گئے حضرت غوث الاعظم کے بعد ملک شام مین قطب ہوئے ہیں۔ آپ نے شامیون سے کہا کہ ”دینکم دینارکم قبلتکم نسوانکم معبودکم تحت قدمی“ یعنی دین تمھارا دینار ہے۔ اور قبلہ تمھارا عورتین ہیں۔ اور تمھارا معبود میرے قدمون کے نیچے ہے اسپر شامیون نے آپ کو قتل کر دیا۔ اوسوقت آپ نے فرمایا کہ جب شین مین سین داخل ہوگا تو میرا بدلا تم سے لیا جاوے گا۔ چنانچہ جب ش یعنی شام مین س یعنی سلطان سلیم کی حکومت ہوئی اور یہ واقعات سلطان کے علم مین آئے تو سلطان نے شامیون کا قتل عام کر کے بدلا لیا۔ اس کے بعد ایک پہاڑی حصہ پر تھوڑی دور پیدل چلکر ایک بہت بڑے شہر خموشان قبرستان مین پہونچے نبی ذو الکفل صحابہ قبر اربعین یعنی چالیس پیغمبرون کے مقامات پر فاتحہ پڑھی۔ اور اللہ جل شانہ سے تمامی اعزا و احباب کے واسطے دعا مانگی۔ وسیع پہاڑی کے اوپر ایک مقام ہمین بتایا گیا کہ جہان ہابیل نے قابیل کو قتل کیا تھا۔ اوس حصہ پہاڑ کا پتھر ابتک خون آلودہ ہے جس کے چند ٹکڑے ہم نے بطور تبرک لے لیے ہیں۔ دوری کی وجہ سے ہم اوس موقع تک نہین پہونچ سکے اسی پہاڑی پر ایک اور مقام بھی بتایا گیا کہ جہان اصحاب کہف سو رہے ہیں۔ ان دونون مقامات پر غار ہیں جس مین کچھہ نظر نہین آتا۔ دوسرے مقام پر بھی ہم بوجہ چڑھائی پہاڑ کے نہین جاسکے۔ یہین سے فاتحہ پڑھکر دعا مانگی۔ بعدہٗ دحیہ کلبی صحابی رسول اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کی شکل مین حضرت جبرئیل نبی کریم کے حضور مین وحی لیکر حاضر ہوتے تھے یہ تمام مقامات آبادی شہر کے قریب ہیں۔ **سعد بن وقاص** اصحاب جلیل القدر فاتح شام **محمد ایوب** جن کے بائین پیر کا پنجہ سات سو برس سے قبر سے باہر نکلا ہوا ہے۔ اور **محمد صالح** اون کے بھائی اولیاء کرام کے

مرقد پر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ واپسی پر حجاز ریلوے کا مدینہ اسٹیشن دیکھا یہ نہایت شاندار عمارت ہے جو حجاز ریلوے
کے خراب ہو جانے سے ویران پڑا ہے۔ یہاں کے تمام قبرستان اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک خاندان کا زر خرید کچھ حصہ
زمین کا ہے اور اوسکے اندر کی زمین کے حصہ میں تہ خانہ بنا کر ایک راستہ یعنی دروازہ رکھا گیا ہے۔ اور اوسپر ایک
بڑا پتھر ڈھک دیا گیا ہے جب کوئی میت ہوتی ہے تو اوس تہ خانہ کا منہ کھولکر اوسکے اندر لاش برابر رکھدیجاتی ہے
اور اوپر قبر کا نشان بنا دیا جاتا ہے اور عربی زبان میں کتبہ لگا دیا جاتا ہے۔ ایک تہ خانہ میں جس قدر جگہ ہوتی
ہے اوسی قدر لاشیں رکھدیجاتی ہیں۔ یہاں کی آبادی میں قریباً نصف مسلمان اور نصف میں یہود و نصاری ہیں
نکاح اور متعہ ہر طبقے سے بڑے گھرانے میں ہو سکتا ہے۔ ہم اپنے تھوڑے سے قیام میں شام کا بہت کم حصہ دیکھ سکے
لوکنڈے (ہوٹل) اور قہوہ خانہ وغیرہ یہاں بھی بہت کثرت سے ہیں۔ ہمارے خیال میں خفیہ اور پرائیوٹ طور
پر فواحش اور بدمعاشی یہاں بہت زیادہ ہے۔ بازاری عورتوں کا ایک بازار بھی ہے جس میں یہود و نصاری کی
رنڈیاں آباد ہیں۔ شام کو تماشبینوں کا میلہ لگا ہوتا ہے۔ شرابخوری شیر مادر سمجھکر قریباً عام طور سے کثرت
سے ہوتی ہے۔ تین سینما ہیں ایک عربی تھیٹر ہے۔ یہاں ۲ر دیکر داخل ہوتے ہیں۔ سینکڑوں مسلمان۔ یہود و نصاری
چھوٹی چھوٹی میزوں پر دو دو چار چار بیٹھکر نہایت آزادی سے شراب نوشی کرتے ہیں۔ شرم و حیا کا یہاں کوئی
واسطہ ہی نہیں۔ ساز ہندوستان جیسا نہیں ہے۔ ایک کے ہاتھ میں معشوق ایک کے ہاتھ میں دف اور دو تین
سازوں کے پاس اور قسم کے باجے! اسٹیج پر کل سازندے اور پانچ چھ نصرانی۔ ترکی۔ مصری۔ عربیہ۔ شامی یہودی
عورتیں نہایت دلکش لباس پہنے ہوئے ایک قطار میں بیٹھتی ہیں۔ ساز بجتا ہے۔ عورتیں گاتی ہیں اور ایک ایک
کرکے ناچتی ہیں۔ ہندوستان جیسا ناچ نہیں ہے۔ ایک نوجوان لڑکی حسینہ جمیلہ وہ وہ کرتب دکھاتی ہے جو نہ
ہندوستانیوں کے نٹ کرسکتے ہیں۔ نہ بارہ تالی بس یہی تھیٹر ہے اسی جگہ تھیٹر کے ایک حصہ میں ہر قسم کی خورد و نوش
کی چیزیں بھی فروخت ہوتی ہیں جس میں شراب اور اسکی ضروریات ہوتی ہیں۔

ہم اوپر یہ ذکر کرنا بھول گئے جس مدرسہ کا ہمنے ذکر کیا ہے وہ ہندوستانی مسلمانوں کی امداد کا بہت
زیادہ ضرورتمند ہے۔ کیونکہ اوسکے پاس اب مدرسہ کی عمارت نہیں ہے۔ یتیم اور مفلس بچوں کے واسطے
سب سے پہلی چیز یہی ہے۔ عمارت اپنی ہو تو چندہ سے مدرسہ کا خرچ بھی چل سکتا ہے۔ جیسا کہ اب تک ہو رہا ہے
ہم نے یہاں کے مشہور مقامات کے اپنے بعض احباب کیلیے فوٹو بھی لیے ہیں۔ یہاں مسلمان عورتیں سیاہ لبادہ
یہود۔ نصاری اور مسلمان مردوں میں کوئی امتیاز نہیں عموماً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی استعمال کی جاتی ہے

زبان سب کی عربی ہے۔ یہان سلطانی مجیدی اور اوسکے ٹکڑے یعنی چھوٹے سکے ابتک کثرت سے چلتے ہیں۔ اگرچہ
حکومت عراقیہ نے اونکی قیمت گھٹاکر نصف سے بھی کم کر دی ہے۔ سوریہ سکہ کم چلتا ہے اور اُن سکون کی تعداد و مختلف
اقسام بہت زیادہ ہے۔ ہر ملک کا نوٹ لیا اور دیا جاتا ہے اِس ملک مین آنے والون کو حاجی عبد اللہ ہندی اور
اون کے شریک کار عبد الرحمن اور محمد کاظم سے سعلمی کی خدمت لینا چاہیے اِن صاحبون کا حق الخدمت بھی دینا ضروری
ہے روزانہ اخبار کثرت سے شایع ہوتے ہیں۔ جو شام کو ہر جگہ بکتے پھرتے ہیں۔ اخباری مذاق یہان زیادہ معلوم
ہوتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی عورات عمدہ عمدہ لباسون مین نہایت آزادانہ ادہر بے باکانہ پھرتی ہیں۔ اور نہایت
خوشرو ہیں۔ یہان کے مکانات نہایت عالیشان ہیں۔ عمارات سب پتھر کی ہیں۔ مساجد عالیشان۔ قابل دید اور
کثرت سے اور نمازیون سے خالی۔ چار بجے کے بعد ہم اپنی تصویر کارڈ اور الاغلاق اخبار بغداد لیکر حجاز کی کونسل
مین گئے دونون صاحبون نے ہم کو استقبال کرکے لیا۔ اور تینون چیزین کونسل کو دیدین اور فوٹو کی پشت پر انگریزی
مین یہ عبارت اور اپنا نام لکھدیا (ہدیہ برائے کونسل) پاسپورٹ لیکر ہم رخصت ہوئے تو دونون صاحب
پھر دروازہ تک پہونچانے کو آنا چاہتے تھے۔ ہمنے بمشکل اون کو روک دیا۔ یہان گرمی نہ ہونے یا کم ہونے کی وجہ
سے مکانون مین صحن بہت کم ہوتا ہے۔ یہان کے باشندے محض زیبایش کی غرض سے دانتون مین سونا جڑ
داتے ہیں۔ اور ہر قوم کے لوگ متوسط اور اعلی درجہ کے ۳۳ چھوٹے دانون کی تسبیح فیشن کے طور پر ہاتھ مین لیکر ہلاتے
پھراتے رہتے ہیں۔ پڑھنا پڑھانا کچھ نہین مساجد اور مکانون مین غسلخانہ نہین ہیں۔ پانی کی ٹوٹیان ہر مسجد کے
باہر کے حصہ مین لگی ہوئی ہیں۔ اوسی سے استنجا اور وضو کرتے ہیں۔ حمام یہان کے بہت اچھے اور زیادہ ہیں۔
عراق کی طرح غلیظ نہین بازار مین نصاریٰ و یہودی حجامون کی دوکانین ہیں۔ جیب کترنے والے بدمعاشون
کی یہان بہت کثرت ہے۔ گدہے پر عمدہ چارجامہ لگاکر تمام لوگ سواری کرتے ہیں۔ غریبون کے ٹھہرنے کے
مکانون کو تکیہ کہتے ہیں۔ بڑی سڑک جو میدان سے سرایہ تک چلی گئی ہے اوسپر بڑا بازار ہے۔ اس کے شرق مین
سوق الخیریہ سوق البزوریہ سوق الحمیدیہ۔ سوق مدحت پاشا اور سوق النسوان کپڑے کا بازار
ہے جس مین عورتین خریداری کرتی ہیں۔ شامی کپڑے قسم قسم کے نہایت عمدہ ہوتے ہیں اور ارزان بھی۔ گھرون
مین تو ہاتھ کی کھڑاون پہننے کا عام رواج ہے۔ جا سوار یہان کی اصلی مشہور ہے نقلی بھی ہوتی ہے۔ زیتون کے پھلون
کا اچار یہان عام طور پر فروخت ہوتا ہے اور کھایا بھی جاتا ہے۔ اور چیزون کے اچار بھی ہوتے ہیں۔ مگر کھانے
کے قابل کوئی نہین ہوتا سب کچے اور بدمزہ ہوتے ہیں۔ یہان سردی کا موسم ہے۔ ہوٹل کے کمرہ کو بند کرکے ولایتی

مسہری کے گدّے پر لحاف اوڑھ کر سوتے ہیں۔

یکم مئی سنہ ۲۸ء راستہ بیروت۔ صبح پونے آٹھ بجے بذریعہ موٹر اپنے تین رفیق سفر کے ہم بیروت روانہ ہوئے ان مین سے ایک ناصریہ کے اور ایک بغداد کے اور ایک اپنے کو بصرہ کا بتاتے ہیں۔ فی کس [illegible] ہمنے کرایہ دیا۔ بیروت ۴۳ فرسخ ہے ۱۳۰ میل ہے ریل بھی جاتی ہے جو آٹھ گھنٹے مین پہونچتی ہے۔ کرایہ قریب [illegible] کے ہے ربوہ پہاڑ کے نیچے سے جہان سے ساتون نہرین جاری ہین ہم گذرے۔ ہماری موٹر پوری رفتار پر جا رہی ہے۔ کیونکہ سڑک صاف ہے۔ قریب نصف گھنٹہ تک آبادی کا حصہ ہمارے دونون جانب آتا رہا۔ کبھی دو نہرون کے درمیان سے ہم گذرتے ہین کبھی اس کے درمیان سے ریل کی پٹری بھی یہان تک نہر کے کنارے بل کھاتی ہوئی جا رہی ہے۔ کبھی ہمارے داہنے اور کبھی بائین پہلو پر ہے کبھی سر سے اونچی ہے اور کبھی پیرون سے نیچی ہے راستہ نہایت سبزہ زار خوشنما پھول پتے اور پانی کی کثرت سے نہایت گلزار قابل دید ہے۔ جابجا فوجی چوکیان آبادی کے حصے نہایت دلکش اس کے بعد پہاڑی میدان مین ہمارا موٹر چلنے لگا۔ چند منٹ کے بعد موٹر پہاڑی حصے مین بل کھاتا ہوا جانے لگا یہان ریل کی پٹری غائب ہو گئی۔ یہان بھی وہی حالت ہے کہ کبھی سڑک سے ہم اوپر اور کبھی سڑک ہم سے اوپر۔ سامنے کی جانب کوہ لبنان کا میلون تک برف سے ڈھکا ہوا حصہ جو تھوڑی سی بلندی کا ہے۔ دلکشی پیدا کرتا ہے۔ جنگلی انگور کے درخت ہمارے دونون جانب ہین۔ حد نگاہ تک ہر طرف سبزہ زار دل بہار۔ ہمارے ملک کے نینی تال سے بھی زیادہ پر لطف۔ موٹر جب پہاڑ کی انتہائی چوٹی پر جاتا ہے تو سیکڑون کوس تک۔ ہر چہار طرف کا منظر خوب لطف دکھاتا ہے۔ پہاڑی سڑک کا گھوماؤ حیرت مین ڈالتا ہے ڈٹس۔ سترول۔ انٹرول وغیرہ جس قدر دیہات دیکھے سامنے آتے جاتے ہین وہ نہایت خوشنما انگریزی وضع کے بنگلے نما کھپریل سے پٹے ہوئے ہین۔ ریل بھی سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی کہین کہین نظر آجاتی ہے کبھی ریل کی پٹری ٹنل کے اندر کبھی ہم اس سے اوپر اور کبھی وہ ہم سے اوپر۔ کبھی ہمارے داہنے اور کبھی ہمارے بائین۔ نصف راستہ پر چند منٹ قیام ہوا۔ یہان ہوٹل و دوکانین ہین ہر قسم کے کھانے پینے کا سامان مہیا ہے۔ یہان سے روانہ ہوئے تو برابر ہمارے پہلوؤن مین اور سامنے میلون تک آبادی و سبزہ زار چلا جا رہا ہے۔ پونے بارہ بجے لبنان کی میلون تک پھیلی ہوئی آبادی کا منظر قابل دید تو ہمارے سامنے آیا۔ اب پر لطف سین ہمنے کبھی نہین دیکھا۔ اسی کے ساتھ تھوڑے وقفے سے بیروت کی آبادی اور اسکے بعد سمندر کا سین نہایت دلچسپ نظر آتا رہا۔ سوا بارہ بجے ہم بیروت پہونچے۔ بازارون سے گذر کر مقام ساحت السرایا مین ہمارا موٹر ٹھہرا اور قلیون نے ہمارے اسباب کو اٹھا لیا۔ ہم منع ہی کرتے رہے نہ قلیون نے توجہ کی اور نہ ہمارے تینون

ساتھیون نے قریب کے ایک کوچہ مین ہوٹل شہبا مین ہم کو لے گئے جس کے مالک احمد حسن المالخی ہین یہ نہایت خوش طبع اور بامذاق جوان شخص ہین۔ للعہ روزانہ کے ایک کمرے مین ہم چار دن اُتر گئے۔ مختلف ملکون کے حجاج سے ہوٹل بھرا ہوا ہے۔ یہ جگہ شہر کا ایک وسطی حصہ ہے۔ چارون طرف بڑے بڑے بازار اور پر لطف سر بفلک عمارات موجود ہین۔ بالکل انگریزی وضع کا شہر و بازار ہے ہمارا خیال ہے کہ یورپ مین بھی انگریزی شہر و بازار اسی نمونہ کے ہون گے بڑی بڑی دوکانین نہایت خوش سلیقگی سے آراستہ اور لکھو کھا روپیے کے سامان سے بھری ہوئی ہین۔ سڑکین پتھر کی نہایت چوڑی پختہ اور صاف شفاف بجلی کی ٹرموے کی ڈبل لائن۔ دونون جانب پیدل چلنے کے فٹ۔ ہر طرف ہر وقت چھٹر کا دسے تر۔ آمد و شد کی بہ کثرت کہ ادھر سے اُدھر جانا مشکل نہایت ستھری اور پر رونق جگہ ہے۔ بندرگاہ تک شہر کی آبادی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ملک کے جہازون اور کشتیون کی کثرت سے آمد و رفت ہے ریلوے کا ایک اسٹیشن شہر مین ہے اور ایک عین سمندر کے کنارے یعنی بیروت مرفہ مین ہے ہوٹل شہر و بندرگاہ مین کثرت سے ہین۔ ایک قطار مین دوکانین بھی چلی گئی ہین۔ ملک شام کا یہ بہت بڑا بندرگاہ ہے ملال۔ حجاج کو یہان بھی گھیرے پھرتے ہین۔ بحری ملاح والون سے بہتر ہین۔ شہر سطح سمندر سے بہت بلندی پر ہے شہر کے نشیب فراز کے حصے و بازار سیڑھیون سے طے کیے جاتے ہین۔ شہر نہایت خوشنما آبادی۔ خوش وضع دوکانین بارونق۔ یہان کی آبادی مین جو کوئی لاکھ ہے تین حصہ یہود و نصاریٰ ہین۔ اور قریب ایک حصہ مسلمان ہین۔ طرز معاشرت و لباس سب کا یکسان ہے شناخت مشکل ہے۔ زبان عربی۔ فرنچ اور قدرے انگریزی استعمال کی جاتی ہے بعض جو عجمی ہین وہ فارسی بھی بولتے ہین۔ اور ہم انگریزی اور فارسی سے کام لیتے ہین۔ یا اشارون سے ہم کو اکثر ہندوستانی وضع اور لباس مین دیکھکر وہان کے عام لوگ بہت غور سے تکتے ہین اور بعض جگہ مسخری بھی اڑاتے جاتے ہین۔ فرانسیسی سکہ رائج ہے جس کے اقسام اچھی طرح ہم تو سمجھ بھی نہ سکے۔ پیتل نکل۔ اور چاندی سونے کے سکے ہین بعض سکون مین سوراخ بھی ہے۔ ہر ملک کے سکے اور ہر ملک کے نوٹ سے یہان تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ صراف اسی کام کو کرتے ہین۔ کچھ کمی ضرور ہو جاتی ہے۔ ہمنے اپنے جائے قیام کا پورا پتہ اور چوک سے شہر کے آخری حصون کے جہان تک ٹرم جاتی ہے نوٹ کر لیے ہین۔

سب سے پیشتر ایک ایرانی قلی کو ساتھ لیکر تخزومی کمپنی کے دفتر مین گئے جہان سے ہم کو اپنے طلائی لیرہ وصول کرنے ہین۔ جو بغداد مین امانت دیے تھے۔ منیجر دفتر نے ایک گھنٹہ مین دینے کا وعدہ کیا۔ واپسی پر بندرگاہ اور چند بازارون کی سیر کی اور وہ جہاز بھی دیکھا جو ۸ ذیقعدہ کو جدہ جانے والا ہے۔ اور جس مین ہم جانے کا ارادہ کر رہے ہین۔

اس کے بعد قہوہ خانہ میں بیٹھکر چائے اور شربت پیتے رہے ایک گھنٹے کے بعد جاکر کمپنی کے دفتر سے اپنے پیسے وصول
کیے۔ شام کو ٹرمیوے میں سوار ہوکر الظہر تک گئے۔ یہاں ہمارے بائیں جانب سمندر موجیں مار رہا ہے۔ اور سامنے
کوہ لبنان کی ڈھلوان سے چوٹی تک میلوں لمبائی و چوڑائی میں آبادی کا نظارہ نظر آرہا ہے شام کا سہانا وقت
اور یہ پرلطف سین عجیب بہار دے رہا ہے۔ کوہ لبنان جانے کے لیے اجازت کی ضرورت ہے۔ لبنان کی کل آبادی
یہود و نصاریٰ کی ہے۔ ممکن ہے چند مسلمان بھی ہوں ہمارے داہنی جانب پہاڑی سرسبز جنگل اور پانی کا سین
جس میں سے ریل گذر رہی ہے۔ ہمارے سامنے ہے کوہ لبنان کے مختلف حصوں پر جانے کے واسطے دس پندرہ بیس
تیس میل تک کی مسافت بذریعہ موٹر طے کرنی ہوتی ہے۔ مگر ہم کو یہاں سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ لبنان کی آبادی بہت
ہی عجیب بہت ہے۔ یہ مناظر قدرت حقیقت میں ضرور قابل دید ہیں۔ یہاں سے واپس آکر ہم پھر بازاروں کی گشت
لگانے لگے جدھر دل چاہتا ہے چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے پتے پر واپس آجاتے ہیں کبھی راستہ بھی بھول جاتے ہیں
اکثر کوئی نہ کوئی رفیق سفر ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں حسن صورت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں۔ کوئی مکان
دوکان یا جگہ ایسی نہیں کہ جہاں سائن بورڈ نہ لگے ہوں۔ کوئی در و دیوار بھی اس سے خالی نہیں۔ پہاڑی برف کثرت
سے عام طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اگرچہ موسم مثل دمشق کے سرد ہے۔ بڑی موٹریں ٹرک پر سے ہر وقت کوڑا صاف
کرتی رہتی ہیں۔ ہمارے ہوٹل کے قریب دارالامارہ ہے اور اس کے سامنے میدان میں تفریح گاہ بھی موجود ہے۔
جوتوں پر پالش کرنے والے پورے سامان کے ساتھ ایک ایک منٹ کے بعد ہر جگہ مل رہے ہیں۔ موزہ پہنے اور صاف
پالش کیا ہوا جوتہ استعمال کرنیکا عام دستور ہے۔ صفائی کے یہ لوگ نہایت دلدادہ ہیں۔ یہاں کے مکان اور کثرت
سے دوکانات منزل بنگلہ نما اور کھپریلی کی ہیں۔ سمندر کے کنارے بہت سے ہوٹل اور قہوہ خانہ ہیں جن کے
نیچے سمندر بہہ رہا ہے۔ اور بڑے لطف کی چیز ہیں اسی طرح سمندر کے کنارے کنارے دور تک آبادی کے بنگلے بنے
ہیں۔ ہر زبان کے اخبارات کثرت سے روزانہ شائع ہوتے ہیں۔ جو ہر کوچہ و بازار میں ہر وقت فروخت ہوتے
رہتے ہیں۔ اسی طرح یہاں کے مطبع و مطبوعہ کتب بھی مشہور ہیں۔ یہاں کے کالج اور مدرسوں میں بغداد و بصرہ
وغیرہ اور ایران تک کے طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مساجد کی تعداد کم ہے۔ ہمارے تینوں ساتھیوں کا نہ ہم سے
اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے مزاج ملتا ہے اور نہ یک جہتی کی صورت ہے ایک دوسرے کی برائی کرتے
رہتے ہیں۔ ہر شخص ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتا ہے۔ اسی ہوٹل میں کردستان کے اس فرقہ کے
لوگ بھی ٹھہرے ہوئے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔ مگر یزید کو ولی مانتے ہیں۔

۲ و ۳ مئی ۲۸ء۔ آج بھی سیر سپاٹا کرتے رہے شہر سے دوسری جانب البرج تک ٹریم میں
چلے گئے اسی راستہ میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا محدود قبرستان ہے اور باہر سے قبروں کی بناوٹ کچھ علیحدہ نشان
ہے شہر کے آخری حصہ النہر جہاں تک ٹریموے جاتی ہے ہمیں حسب ذیل معلوم ہوئے ہم گئے۔ فرلی شبات۔
النہر البط فوک۔ کلبہ امریکانی۔ البوابہ البرج۔ ممکن ہے اور بھی شہر کے آخری حصہ ہوں۔ الشیخ حسن حمزہ
معلم مکہ معظمہ سے ملاقات ہوئی۔ اُن کے ساتھ بندرگاہ پر خدیویہ ہوٹل میں آلو بخارے کا شربت پیا۔ وہاں
سے ایک سمندری ہوٹل و قہوہ خانہ میں جا کر کھانا کھایا۔ دوسرے کھیچ باقلے کے تخم خشکہ چاول عدس کی کس کھایا گیا
تھا۔ باقلہ کی پھلی یہاں اور عراق میں کیلے کی چھینا پھلی سے برابر ہوتی ہے۔ عراق میں چلیے کا فنجان آدھ آنہ کو اور ایک
آنہ کو۔ اور ملک شام میں ۲ ر ۳ ر کو مگر فنجان بڑا ہے آج بھی ٹریموے میں بیٹھکر بازاروں میں سیر کی۔ لسان الحال الاحرار
الف لیلہ۔ وغیرہ یہاں کے عربی اخبار ہیں۔ ریاض۔ اسکندریہ جہاز کا دوسرے درجہ کا ٹکٹ و کمپنی ترکی بھی ملتے ہیں روپے
کا جدہ تک معلم کی معرفت خرید کیا۔ شب کو بجلی کی روشنی سے یہاں عجب نظارہ ہوتا ہے۔

۴ مئی ۲۸ء۔ بیروت۔ آج سارا دن خرید سامان سفر میں ختم ہوا۔ شام کو ٹریموے میں بیٹھکر بیروت
کے مختلف حصوں کی سیر کی اور سحر کے وقت ہم اپنے ایک رفیق سفر حاجی عباس علی کے قرنطینہ میں داخل ہوئے جو
شہر و سمندر سے سب سے آخری حصہ میں ہے۔ نہایت عمدہ پختہ کمرے شیشہ دار بنے ہوئے ہیں۔ چہار دیواری
تاروں سے محفوظ ہے۔

۵ مئی ۲۸ء قرنطینہ بیروت۔ آج ۸ بجے شام کو تمام حاجیوں کے پاسپورٹ کی یہاں نقل لی
کی گئی۔ اور دمشق میں جن کے ٹیکہ نہیں لگا تھا ان کے ٹیکہ لگا رات کو آرام سے سوئے۔ سیکڑوں حاجی اس بڑے
قرنطینہ کے حصہ میں قیام پذیر ہیں۔

۶ مئی ۲۸ء۔ صبح سے تمام حاجیوں نے اپنے سامان کو دروازہ قرنطینہ پر لا کر جمع کر دیا ہے۔ جہاز
کمپنی کے اسباب کی گاڑیاں آرہی ہیں۔ اور بندرگاہ پر لیجا کر بے ترتیب ڈھیر لگا رہی ہیں۔ تمام اسباب لیجانے
کے بعد موٹریں اور فیٹن کمپنی کی طرف سے آئیں۔ اور مسافروں کو بندرگاہ پر لے گئیں سب نے اپنا اپنا اسباب
اس ڈھیر میں سے شناخت کر کے چھانٹ لیا۔ ہم نے بھی اپنا اسباب علیحدہ کر لیا۔ اور قلیوں کا انتظام کر کے جہاز
پر پہنچایا۔ یہ وقت نہایت احتیاط اور ہوشیاری کا ہے۔ نقصی نقصی بڑی ہوئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاز میں
چوری زیادہ کی جاتی ہے اسی حالت میں ہماری بعض چیزیں ضائع ہو گئیں۔ اس جہاز کا نام پاشا اسکندریہ

سکا سکنڈ کلاس ہمین پسند نہین آیا- ایک ایک پلنگ معہ بچھونے کے تھا- اور کوئی انتظام نہ تھا- ایک کمرے مین بارہ پلنگ تھے اور پھٹے اور یہ کمرہ نیچے کے حصہ مین تہا- اس وقت جہاز پر سے کوہ لبنان اور بیروت کا سین ایسا خوشنما منظر معلوم ہو رہا ہے جو قابل فوٹو کھینچنے کے ہے- ہمارے چارون طرف اسوقت سمندر موجین مار رہا ہے- جہاز اور کشتیان کثیر تعداد مین سمندر مین پھیلی ہوئی ہین- شہر کی کل آبادی ڈہلوان صورت مین میلون تک نظر کے سامنے ہے- عجیب دلفریب نظارہ ہے- قریب بارہ بجے کے جہاز نے لنگر اوٹھایا- اور ہمنے بھی بسم اللہ مجریہا و مرسہا پڑھکر خدا تعالی سے خیریت کی دعا کی- قریب ۱½ گھنٹہ تک ہمارے سامنے سے اونچی نیچی بنگلہ نما آبادی اور اسکے عقب مین کوہ لبنان کی آبادی کا حصہ گذرتا رہا- اس کے بعد آباد حصہ جہاز کی پشت پر دیر تک نظر آتا رہا- جہاز نے جس وقت لنگر اوٹھایا اسوقت ہوا نہایت تیز تھی اور جہاز کے جھوٹے پن انے وہ حرکت پیدا کر دی تھی کہ قریباً تمام مسافر دوران سر- قے متلی مین مبتلا ہو گئے تھے- شام تک یہی حالت رہی ہم بھی کسی قدر دوران سر کی شکایت سے- پلنگ پر لیٹے ہیں- رات بھی اسی حالت بے ہوشی اور تکلیف مین گذری ہے-

۷ رمئی سنہ ۲۸ء- راستہ یہ دن بھی سمندری بیماری مین گذر رہا ہے- نہ کچھ کھایا نہ پیا دل ہی نہین چاہتا قریب ۴ بجے شام کے جہاز کی حرکت مین کمی ہوئی- بہت سے لوگ باہر چھتری پر نکل آئے ہیں- داہنے بائین جہاز آتے ہوئے نظر آرہے ہیں- اور پورٹ سعید کا سین دور سے نظر آرہا ہے- قریب مغرب کے پائیلٹ نے آکر راستہ بتایا اور ہمارا جہاز بندرگاہ سے کچھ فاصلہ پر جاکر کھڑا ہو گیا- اسوقت مختلف کشتیان ہمارے جہاز کے چارون طرف نہایت آزادی سے دوڑتی پھر رہی ہیں اور پورٹ سعید کی عمارت روشنی اور لائٹ ہاوس کا میلون تک نظارہ سامنے ہے- بہت سے روشنی کے قمقمے جن کو بویا کہتے ہیں- پانی مین تیر رہے ہیں- سمندر کے دو حصے کرتی ہوئی کئی میل لانبی ایک دیوار بنی ہوئی ہے ہمارا جہاز جہان لنگر انداز ہے اسکے مقابل دیوار پر ایک اسٹیچو یعنی پتھر کا مجسمہ قد آدم کھڑا ہوا ہے- تحقیق سے معلوم یہ ہوا کہ بحر محیط یہان ختم ہو جاتا ہے- اس سے آگے راستہ نہین تھا ایک عرب سعید نامی نے اسکا ذمہ لیا کہ مین اس بحر کو دوسرے بحر سے ملاکر راستہ بنا دون گا- چنانچہ اوس نے اس اہم کام کو اپنے ذمہ لیا اور انجام کو پہونچایا اسی عرب سعید کا یہ بت ہے جو داہنے ہاتھ کے اشارہ سے آگے کو راستہ بھی بتاتا ہے- بہت رات تک یہ نظارہ ہمارے سامنے رہا یہ بھی معلوم ہوا کہ پورٹ سعید پر قریباً دنیا کے ہر حصہ کے جہاز آکر لنگر انداز ہوتے ہیں- پانچ چھہ گھنٹے یہان قیام کرتے ہیں- کیونکہ پورٹ سعید مین جو ایک نہایت رونق کی خوش منظر جگہ ہے بڑی کثرت سے کسٹم خانہ اور خوشنما کوٹھیان ہیں- اور تمام اہم

لوگ وہان جاکر شراب نوشی اور روسیاہی کرتے ہیں۔ چار پانچ گھنٹہ اپنی لغو تفریحات مین گذارکر جہاز کی روانگی سے پہلے واپس آجاتے ہیں پورٹ سعید بدافعالی کے لئے اس حصہ ملک مین مشہور جگہ ہے۔ یہ مصر کا حصہ ہے یہان یہود و نصاریٰ کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ اور انھین مین فواحشات کی کثرت بھی ہے کسی طریقہ سے روپیہ کماتا اور عیش و راحت سے اپنی زندگی گذارنا ان کا اصول ہے۔ شب کو ہم نے آرام کیا۔

۸ رمضی ۲۸ء۔ آج صبح جب ہم بیدار ہوئے تو ہمارا جہاز دریا کی کھاڑی مین چل رہا ہے جہاز کے دونو طرف تھوڑی عمارتین۔ بنگلہ نما ہیں۔ معلوم نہین کہ شب مین کس وقت پورٹ سعید سے جہاز روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر بعد نہر سویز مین جہاز داخل ہو گیا۔ اس کا پھاٹ معمولی دریا کی برابر ہے۔ جہاز کی رفتار نہایت آہستہ ہے۔ نہر سویز کے دونون جانب ڈھلوان پتھر کا پشتہ بھی بنا ہوا ہے۔ اور اوس کے بعد ریتیلا میدان پھیلا ہوا ہے۔ ایک جانب ریلوے لائن برابر چل رہی ہے۔ کہین کہین کچھ فاصلہ سے کوئی درخت یا پہاڑی خشک ٹیلے بھی نظر آرہے ہیں۔ ایک پائیلٹ راہ بر موٹر لانچ ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ جہاز کی رفتار اسقدر آہستہ ہے کہ گویا محسوس ہی نہین ہوتی۔ تمام مسافر جہاز کی چھتری پر تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ راستے مین کئی جہاز بھی ملے اور ریلوے لائن کی برابر موٹر ٹرین بھی آتی ملین۔ ایک موقعہ پر ہمارا جہاز ٹھہرا دیا گیا ہے اوس سے آگے ایک اور جہاز ٹھہرا ہوا ہے۔ جب دو جہاز سامنے کی طرف سے آتے ہوئے ہماری برابر سے نکل گئے تب ہمارے آگے کا جہاز اور ہمارا جہاز آگے پیچھے روانہ ہوئے۔ یہین ایک چھوٹا سا پارک نما ریلوے اسٹیشن بھی لب دریا ہے اور اوس کے سامنے کچھ فاصلہ پر تھوڑی انگریزی وضع کی آبادی ہے اسی دوران مین ایک مسافر ٹرین جس مین ۱۲ گاڑیان معہ انجن کے تھین ہمارے سامنے سے گذری مسافر بہت سے زیادہ ٹرین مین نہ تھے چند منٹ کے بعد سامنے سے ایک مال گاڑی آئی جس مین ٹیرول اور بوریان لدی ہوئی تھین اس مین ۱۳ گاڑیان معہ انجن کے تھین۔ یہ چھوٹی لائن معلوم ہوتی ہے پشتہ نہر سویز پر جابجا مرمت جاری ہے۔ مزدور جو کام کر رہے ہیں وہ حاجیون کو سلام کرتے ہین اور ہماری طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔ دوپہر کو ہمارا جہاز بندر اسمٰعیلیہ پر پہونچا جہان نہر کا پانی زیادہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ یہان کچھ درخت زیتون وغیرہ کے نظر آئے۔ باغات مین اسمٰعیلیہ کی آبادی بھی بنگلہ نما دلگین پتھر کی نہایت خوش منظر ہیں۔ تھوڑی دیر جہاز یہان ٹھہرا کنارے پر لائٹ ہاؤس اور پانی مین چھوٹے چھوٹے روشنی کے بوئے مختلف رنگ کے عجیب لطف پیدا کر رہے ہیں۔ موٹر لانچ جہاز اور مختلف اقسام کی کشتیان بھی اپنا منظر پیش کر رہی ہین۔ دو چار کھجور کے درخت عراق کے بعد یہان

نظر آئے۔ شب گذشتہ سے ہم ملک مصر مین سفر کر رہے ہیں۔ کنارے پر دونون جانب رتیلے ٹیلے برابر چل رہے
ہین۔ جب یہان سے جہاز روانہ ہوا تو ایک گھنٹے تک دونون جانب آبادی اور دریائی سامان کا ذخیرہ نظر
آتا رہا۔ جابجا ان رتیلے کنارون پر کوڑا اٹھانے کی ٹرین چلتی نظر آئی۔ چھہ گاڑیان ایک خچر کھینچے لئے جاتا ہے۔
یہ بالکل اوسی نمونہ کی گاڑیان ہین جیسی کہ جے پور مین کوڑا اٹھانے کی ٹرین چلتی ہے۔ ان مین کنارون پر سے ریتہ
ڈھویا جاتا ہے۔ یہان پر کنارہ سوئیز سے ریتے کی سطح بلند ہے۔ یہ بالکل ریتہ حصہ ہے دور تک کسی درخت
یا سبزہ کا نام تک نہین۔ کہین کنارے پر کچھہ درخت نظر آجاتے ہیں اسی موقع پر ایک مسافر ٹرین بھی سلتے سے
آتی ہوئی گذری۔ اب ریلوے لائن کنارے سے کچھہ ہٹ گئی ہے دو جہاز ہمارے جہاز سے آگے بھی چل رہے ہیں آتا
ہوا جہاز بھی ملتا ہے کشتیان تو برابر ادھر اودھر گشت لگا رہی ہیں نہر سوئیز بالکل خط مستقیم مین نہین ہے۔
کہین خمیدہ بھی چلی گئی ہے۔ نہر کا سنہ بھی برابر نہین ہے۔ بندرگاہون پر دو چار میل تک ہے۔ دونون جانب
صفا چٹ اونچا نیچا ریتیلہ میدان ہے۔ مگر برابر جابجا سوٹر لانچ جہاز اور کشتیان اور مزدور کنارون پر کام مین
مصروف ہیں۔ نہر کی صفائی پر یہ عملہ ہر وقت کام کر رہا ہے قریب ۳ بجے کے سوئز کی چوڑائی قریب ایک میل کے
ہو گئی کئی انگریزی بڑے جہاز بیروت جاتے ہوئے ملے۔ نہر کے دونون جانب سوائے ریتیلے میدان کے
اب کچھہ نہین ہے شب گذشتہ تک موسم نہایت سرد رہا مگر آج یکایک ایسا گرم موسم ہو گیا ہے کہ ہم کو سردی
کے تمام کپڑے اوتار دینے پڑے۔ خدا کا ہمپر یہ فضل ہے کہ ہمارے کمرے مین علاوہ ہمارے رفیق سفر اور دیگر
عرب مسافرون کے ایک عورت اور ایک مرد بمبئی کے بھی ہمارے رفیق سفر ہو گئے ہین۔ چونکہ ان سے ہم اردو
مین بات چیت کرتے ہیں اسی واسطے طبیعت زیادہ نہین گھبراتی۔ حاجی عباس رفیق نے بھی کچھہ اردو الفاظ
سیکھہ لئے ہیں۔ آج تیسرے دن بمبئی کے رفیق سفر کی شرکت مین ہم نے خشکہ اور آلو کا سالن خوب سیر ہو کر کھایا
جون جون جہاز سفر طے کر رہا ہے دن بدن ہماری دلی مسرت بڑھتی جاتی ہے۔ گویا ہم اپنے مقصد سفر حج کے
قریب ہوتے جاتے ہیں۔ خداوند کریم کا شکریہ ادا کرتے جاتے ہیں۔ کہ اس نے ہمیں رفیق بھی اچھے دیدیئے
ہیں۔ اس جہاز پر پانچ چھہ سو کے درمیان حاجی سوار ہیں بہ سوائے تین چار ہندیون کے باقی سب عرب ترکی اور حضرموت
بلاد کے لوگ ہیں۔ جو مختلف قسم کی عربی بولتے ہیں۔ لباس اور طرز معاشرت مختلف ہے۔ جہاز پر باجماعت نماز
بھی ہوتی ہیں۔ کلام پاک کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔ نہایت لطف ہے۔ قریب شام کے ہمارے بائین جانب کچھہ
مٹی کی پہاڑی چوٹیان اور ریتیلہ میدان نظر آنے لگا۔ گھاس کا نام تک نہین قریب مغرب دونون جانب کم

بلندی کے پہاڑی ٹیلے ہمارے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ کہ سامنے پورٹ سوئیز کا نظارہ نظر آنے لگا۔ چند بڑے جہاز سامنے سے آرہے ہیں۔ ہمارا جہاز ٹھہرالیا گیا۔ جب وہ نکل گئے تو پھر ہمارا جہاز چلنا شروع ہوگیا سامنے ایک مسافر گاڑی بھی جارہی ہے۔ کھجوروں کے باغات بھی پہاڑی دامن میں نظر آرہے ہیں۔ اب جیسے قدر ہمارا جہاز آگے بڑھتا جاتا ہے اوسی قدر نہر سوئیز کا بندرگاہ زیادہ خوش منظر معلوم ہوتا جاتا ہے قریب ۸ بجے شب کے کچھ فاصلہ پر پورٹ سوئیز کے سامنے پانی میں جہاز ٹھہر گیا۔ پورٹ سعید کی طرح پورٹ سوئیز کی عمارات اور روشنی کا نظارہ نصف سرکل کی صورت میں ہمارے سامنے میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ لائٹ ہاؤس مختلف رنگ کی روشنی کی جھلک الگ نظر آرہی ہے اس کے بعد ہم اپنے کمرے میں چلے گئے۔ ۱۰ بجے شب کے بعد جہاز نے یہاں سے لنگر اوٹھا دیا۔ اب کسی قدر رفتار بھی تیز ہے کیونکہ پانی گہرا ہی ہے اور چوڑائی میں زیادہ پھیلا ہوا ہے۔

۹ رمئی ۲۸ء - جہازی راستہ۔ صبح بیدار ہوکر ہم نے کمرے سے باہر نکل کر دیکھا تو ہم ریڈ سی یعنی بحر احمر میں چل رہے ہیں۔ دونوں جانب کنارہ نظر آرہا ہے اور اوسکی بعد سرخ پتھریلی زمین اور سنڈے پہاڑی ٹیلوں کا سلسلہ ہے اور ان ٹیلوں کے عقب میں آبادی بھی بتائی جاتی ہے۔ اسکی چوڑائی کئی میل تک ہے جسطرح کل نہر سوئیز ٹھنڈی تھی اوسی طرح آج بھی دریا نہایت ٹھنڈا ہے۔ جہاز نہایت سکون سے چل رہا ہے ہمارا سفر نہایت آرام سے ہو رہا ہے۔ کہیں ریڈسی کی چوڑائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور کہیں ہمارے قریب اس طرح پہاڑی سلسلہ بھی کہیں ہمسے دور اور کہیں قریب ہو جاتا ہے۔ شام تک برابر یہی سلسلہ رہا۔ یہاں تک کہ کہیں پہاڑی حصہ کنارہ پر آجاتا ہے۔ راستہ میں کوئی آبادی یا سبزہ یا دو چار جھونپڑے بھی نظر نہ آئے۔

۱۰ رمئی ۲۸ء - آج صبح سے چاروں طرف سوائے بحر احمر کے کوئی چیز نہیں۔ جہاز کی رفتار نہایت آرام دہ اور سکون کی ہے۔ جیسی کہ پرسوں سے شروع ہوئی ہے۔ جہاز آتے جاتے معلوم ہوتے ہیں۔ کل سے کوئی بندرگاہ اور آبادی بھی نظر نہیں آئی۔ آج سب حاجی صبح سے غسل کرنے اور احرام باندھنے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ **مقام میقات** آرہا ہے۔ جہاز اطلاع دے گا۔ جہاز نے قریب ۱۰ بجے کے سیٹی سے اطلاع دی۔ کل ہم خط بنو لکھ چکے تھے فوراً غسل کیا اور حج کی نیت کرکے احرام باندھ لیا اور لبیک کہکر دو رکعت نماز نفل احرام کی ادا کیں۔ خداوند عالم کا لاکھ لاکھ احسان اور شکر ہے کہ فرض ارکان حج سے پہلا فرض ادا ہوگیا۔ اوس پاک پروردگار کے فضل کا بھروسہ ہے کہ باقی مناسک حج بھی ادا ہوں گے انشاء اللہ ہم اپنے مقاصد میں کامیاب

ہون گے۔ اب ہم اپنے دلی مقصد کے قریب تر ہوتے جاتے ہیں۔ اور ولولہ بڑھ رہا ہے۔ جو حاجی کعبہ جا رہے ہیں۔ اون سب نے احرام باندہ لیا ہے اور جو مدینہ طیبہ جا رہے ہیں اونہوں نے احرام نہین باندھا ہے آج بھی نہایت سکون سے سفر ہو رہا ہے معلوم بھی نہین ہوتا کہ جہاز چل رہا ہے یا نہین۔ آج بھی جہاز سات ٹاپو سے ہوکر گذرا جو ہمارے برابر سے تھوڑے وقفہ اور فاصلہ سے گذر رہے ہیں۔ پانچ بجے شام کے بیچ سمندر میں جہان کہ چاروں طرف حد نگاہ تک سوائے پانی کے کچھ نہ تھا ایک بہت بڑا شاندار لائٹ ہاوس سفید پتھر کے چبوترے پر بنا ہوا تھا۔ جو دھوپ کے مقابل میں مثل شیشے کے چمکتا تھا۔ ہم کو وہ ایک اسٹیچو کی سی صورت نظر آتی تھی کیونکہ ہم تقریبًا دو میل کے فاصلہ پر تھا۔

۱۱ مئی ۳۲ء۔ وعدہ وصل چون شود نزدیک۔ آتش شوق تیز تر گردد۔

کل کو انشاء اللہ ہم جدہ ہون گے یہ خبر دل میں ولولہ مسرت پیدا کر رہی ہے۔ قربت کعبۃ اللہ شوق دید ابھار رہا ہے وہی بحر احمر ہے اور ہم ہیں۔ جہاز کی سست رفتاری سے پریشانی ہے آج بھی سمندر بالکل ٹھنڈا اور ساکن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو رابغ مقام نکل گیا۔ جہاز وہان نہین ٹھہرا ظہر کی نماز ساڑھے گیارہ بجے ہوئی ہے جنوبی جانب کو موسم کی حدت زیادہ ہو رہی ہے۔ آج صبح سے شام تک سوائے پانی اور آسمان کے کوئی دوسری چیز نظر نہین آئی نہ کوئی آبادی معلوم ہوئی نہ کنارہ نہ یہان کوئی جہاز نہ کوئی لائٹ ہاوس۔

۱۲ مئی ۳۲ء۔ آج کا دن بھی کل کی طرح گذرا اس کالے پانی میں کہیں سبز یا دامی پانی کے ٹکڑے نظر آ رہے ہیں۔ کہین بڑی مچھلیون کے جھنڈ کودتے ہیں اسکے علاوہ مختلف خیالات بھی پیدا ہو گئے ہیں کہ کہین جہاز راستہ تو نہین بھٹک گیا۔ نو بجے سہ پہر کو جہاز پر غل مچا کہ جدہ جدہ سامنے کی طرف دیکھا تو کنارہ اور عمارات نظر آنے لگین تمام جہاز پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لبیک پکارا جانے لگا اور کلام پاک پڑھا جانے لگا چار بجے جدہ کا پورا منظر سامنے آ گیا۔ جہاز رک گیا۔ پائلٹ آکر راستہ بتاتا ہوا آگے لیگیا اب جہاز بالکل بندرگاہ جدہ کے مقابل جا کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر نے جہاز کے مسافرون وغیرہ کا آکر معائنہ کیا اور کل صبح مسافرون کے اترنے کا حکم دیا مگر اپنی بیوی کو جو حمص سے آئی تھین اسیوقت اتار کر ایک موٹر لانچ مین لے گیا تمام مسافرون نے جو سامان جہاز سے اترنے کی غرض سے باندہ لیا تھا پھر کھول ڈالا کیونکہ شب جہاز پر گذاری تھی۔ کل جدہ کے ایک رخ کی عمارت سامنے سفید پتھر کا پانی کا ہمارے سامنے ہے جو قابل فوٹو ہے۔ عربستان۔ علوی۔ اور ایک اور جہاز بندرگاہ جدہ پر لنگر انداز ہین موٹر بان جو مسافرون کے لینے کو آئی تھین واپس ہو گئین۔ کئی دن سے ہمارے ورد

یہ دو شعر یاد آ رہے ہیں ؎

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

آرزو یہ ہے کہ تیری راہ میں
ٹھوکریں کھاتا ہمارا سر چلے

مدینہ آرام سے بسر ہوئی۔

۲۳ مئی ۱۹۲۸ء شام کی نماز سے ہم نے فرصت نہیں پائی تھی کہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں نے چاروں طرف سے آ کر جہاز کو گھیر لیا۔ اب کیا تھا طوفان بے تمیزی مچ گیا۔ ہم نے معہ تین آدمیوں کے ارادہ کر لیا تھا کہ اطمینان سے سیڑھی کے راستہ سے سب سے آخر میں اتریں گے۔ کیونکہ بہت سے مسافر رسیوں کے ذریعہ کشتیوں میں اتر رہے تھے اور یہ ایک خطرہ کی بات ہے۔ اور بے طرح اسباب کشتیوں میں پھینکا جا رہا ہے۔ ایک ہوا گرچھی ہوئی ہے ہمیں ایک چھوٹی کشتی روک لی ہے اس میں اطمینان سے آہستہ آہستہ اپنا سامان اتروا دیا۔ اور سیڑھی کے راستہ سے ہم چاروں اس میں آ کر سوار ہو گئے۔ بہت آخر میں ہماری کشتی چلی۔ مگر کئی کشتیوں سے وہ آگے نکل گئی۔ کیونکہ چھوٹی اور ہلکی ہے اور ہم کو بندر پر جا کر اتار دیا۔ وہاں پاسپورٹ دیکھے گئے۔ نام دریافت کیا گیا۔ اس کے بعد ایک اور دروازہ پر سے جہاں حاجیوں کا شمار ہو رہا ہے گزر کر ایک دوسرے دروازہ پر پہونچے جہاں ہمسے ہمارا معلم دریافت کیا گیا۔ اور ہم اوس معلم کے وکیل کے سپرد کر دیئے گئے وہ اپنے انتظام سے ہمیں قیام گاہ پر لے آیا۔ ہم چونکہ خدائے قادر کے توکل پر تنہا چلے ہیں اسواسطے خدا خود میرسان است ارباب توکل را۔ انشاء اللہ کل مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہونگے خدا نے یہاں تک تو پہونچا دیا ہے اب مقاصد کی کامیابی اوس کے ہاتھ ہے۔

۲۴ مئی ۱۹۲۸ء۔ آج مکہ معظمہ روانہ نہوسکے کیونکہ موٹر کار میں سوائے بستر کے اور کوئی سامان نہیں جاتا۔ باقی سامان اونٹ پر جا سکتا ہے اور یہ ہمنے منظور نہیں کیا۔ لاری موٹر میں سامان جاسکیگا اسواسطے آج حسین ابوزید اپنے وکیل سے طے کیا ہے کہ کل لاری میں سفر کریں تاکہ سامان بھی ساتھ جاسکے آج ایک مصری جہاز دو پہر کو یہاں پہونچا ہے کل شام بھی سیکڑوں حاجی بذریعہ اونٹ شغدف مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئے۔ اور بھی سیکڑوں اونٹ حاجیوں کو لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ افسوس ؎

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے ✻ حسرت آتی ہے یہ پہونچے میں رہا جاتا ہوں

چونکہ مین تنہا ہون اور تنہا اونٹ کا سفر ہو نہین سکتا اس واسطے مجبوراً موٹر کا سفر اختیار کیا ہے۔ اگر ایک بھی
میرا ہندوستانی بھائی میرا مددگار ساتھ ہوتا تو سنت طریقہ پر اونٹ کا ہی سفر اختیار کرتا۔ عراق جیسی حالت
یہان کی بھی ہے۔ بازار مسقف۔ قہوہ خانے کثرت سے بازار پر رونق یہان عموماً روٹی نان یا ویسی ڈبل روٹی کی قسم کے
کھائی جاتی ہے۔ اور یہی بازار مین فروخت بھی ہو رہی ہے توے کی یا تنور کی روٹی کہین دیکھتے ہین بھی نظر
نہین آتی۔ کل صرف ایک وقت ہم نے بازار مین کھانا کھایا جو نہین کھایا گیا۔ باقی دو وقت وکیل صاحب کے
ساتھ کھانا کھایا جو عربی قسم کا پھیکا تو ضرور تھا۔ مگر کھانے کے قابل تھا۔ اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ صبح کا ناشتہ اور
چاو بھی وکیل صاحب کی عنایت سے ہی مل رہی ہے۔ سوائے پینے کے باقی تمام ضروریات مین سمندر کا کھاری پانی
استعمال ہوتا ہے۔ آجکل میٹھے پانی کا ایک ٹین چار آنہ کو ملتا ہے کسی قہوہ خانے یا باورچی کی دوکان پر کھانا کھانے پر
پانی پینا چاہو تو آدھ آنہ دینا ہوگا۔ مفت پانی نہین ملتا۔ دوکان دار نہایت سخت بدگو اور بد اخلاق ہین مخصوص
حاجیون کے ساتھ اچھا سلوک نہین کرتے۔ تربوز۔ خربزہ یہان فروخت ہو رہا ہے۔ مگر نہایت گران۔ آٹھ آنہ
سے کم معمولی چھوٹا تربوز نہین آسکتا۔ جو ہمارے ملک مین فصل پر دو تین پیسہ کو آوے گا معمولی کلچہ نما نان پاؤ کی قیمت
ایک آنہ ہے کسی قہوہ خانہ مین اگر آپ بیٹھ جاوین گے تو چاء پینا لازمی ہوگا۔ ورنہ اٹھا دیئے جاؤگے۔ ایک چاء والی
مع فنجان کے آپکے سامنے رکھدیجاوے گی جس مین تین پیالی چاء ہوگی۔ چاندی کی دوانی یہان ڈیڑھ آنہ مین
چلتی ہے روپیہ ہمنے یہان بھنایا۔ تو سولہ آنے یعنی سولہ قرش ملگئے یا ایک دو پیسہ کم یہان کا سکہ جداگانہ ہے۔
ہم اپنی تنہائی کی وجہ سے نہ یہان زیارات کرسکے اور نہ یہان مشہور مقامات دیکھ سکے خود رو ہمنے گشت لگائی
بڑی بڑی عالیشان عمارات دیکھنے مین آئین۔ جن مین سے زیادہ تر حکومت کی ہین۔ کیونکہ ان پر پہرہ پڑ رہا ہے
عموماً عمارات پتھر کی ہین۔ آئس کریم یعنی برف اول تو یہان اچھا نہین بناتے دوسرے بہت گران فروخت
کیا جاتا ہے۔ جہان تک ہمنے اندازہ کیا کوئی چیز بھی ارزان نہین ہے۔ مسلّم مچھلیان تیل مین تلی ہوئی یا نار مین
فروخت ہو رہی ہین۔ مسجد مین بھی کھاری پانی وضو کو آدھ آنہ مین ملتا ہے۔ شہر بندرگاہ سے ملا ہوا ہے۔ یہان
بھی اردو زبان شاذ و نادر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایک الہ آباد کا حجام ہم کو یہان ملا جو برسون سے قیام
پذیر ہے یہان کے سرکاری دفاتر دیسی وضع کے ہین۔ عمارات کی ساخت کسی قدر ہندوستانی عمارت سے ملتی
جلتی ہے۔ باقی وضع کچھ جداگانہ ہے۔ یہان مساجد کا صرف ایک مینار ہشت پہل یا شش پہل قسم کا ہوتا
ہے مساجد بھی معمولی چٹائی کا فرش ہے اور صفائی بھی اطمینان بخش نہین۔ شہر جدہ کی تمام عمارات سفید

پتھر کی ہیں۔ شہر بالکل سفید ہے۔ مکانون کی بناوٹ ایسی رکھی گئی ہے کہ ہوا اسکا گذر زیادہ ہے۔ گرمی کی شدت
کی وجہ سے مکانون مین ہوادان بھی بنے ہوئے ہیں۔ مگر عام طور سے نہین۔ کباب قسم قسم کے بنائے جاتے ہین جن
کو ہم تو سوائے ایک دو قسم کے کھا بھی نہین سکتے۔ یہان کنوئین نہین ہین۔ بارش کا پانی جمع کر لیا جاتا ہے اور وہی
پینے کے کام مین آتا ہے۔ یہان گدہے بڑے اور خوب مضبوط ہوتے ہین۔ ٹھیلہ گاڑی جسپر پانی اناج وغیرہ کی
لدی ہوتی ہین گدہے کھینچتے ہین۔ پانی لانیکی گاڑیون مین بھی یہی کام کرتے ہین۔ عام سواری بھی یہی ہے شہر کی شہر
پناہ بنی ہوئی ہے اور دروازے لگے ہوئے ہین۔ وکیل صاحب کا کوفہ ہے اور جس دن کوئی جہاز حاجیون کا آتا ہے
اس دن خوب زور سے کام ہوتا ہے۔

۱۵ اپریل سنہ ۲۸ء - راستہ مکہ معظمہ۔ آج پھر موٹر پر تمام سامان کے ساتھ گئے پھر وہی سوال ہوا کہ بکس
موٹر پر نہین جا سکتا وکیل صاحب نے بھی اس بات پر زور دیا کہ چار آدمیون کی موٹر کار مین ہم مکہ معظمہ چلے جاوین۔
سامان پرسون صبح اونٹ پر مکہ معظمہ پہونچ جاوے گا۔ مجبوراً ہمنے اسکو منظور کیا نقدی اور دو ایک ضروری اشیاء
بکس مین سے ہم نکالنے لگے۔ چند اشرفیان جو ہمنے بکس مین ایک کونہ کو کپڑے باندھکر رکھدی تھین ہر چند ہمنے
چاہا کہ وہ ہمارے ہاتھ آجاوین تمام بکس ہاتھ ڈالکر نیچے سے ٹٹولا مگر نہ ملنی تھین نہ ملین۔ مجبوراً ہمنے خیال کیا کہ خدا کے
بھروسہ پر ان کو بھی چھوڑ دو۔ جب ہم بکس کا ڈہکنا بند کرنے لگے تو سب اوپر وہ رکھی ہوئی ہم کو مل گئین۔ یہ خدا
کی قدرت تھی کہ جب ہم بالکل نا امید ہو گئے اور اسکا بھروسہ دیکھا تو ہماری امید پوری ہو گئی۔ ہم نے بکس
بند کر کے اونٹ پر بھیجنے کو واپس کر دیا۔ خدا کا کرشمہ دیکھئے کہ دو تین دن تک اسباب اور بکس کے جانے اور نہ
جانیکی بحث رہی اور آخر کو مجبور ہو کر بکس چھوڑ ہی دیا۔ مگر جو وقت ہمارا موٹر روانہ ہونیوالا تھا تو یہ دوسرا قدرت
کا کرشمہ ہمنے دیکھا کہ وکیل صاحب کا آدمی جو بکس واپس لیگیا تھا بکس لیے ہوئے چلا آتا ہے اور موٹر پر لاکر بکس
باندھ دیا گیا۔ ہم اپنے کل سامان کے ساتھ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ نا امید اور مایوس ہونے پر ہماری امیدین
پوری ہو گئین۔ اول جس دروازے سے موٹر گذرنیوالا تھا موٹر ٹہیرا۔ راہداری کے پروانے دکھلائے گئے اور
شہر سے باہر نکلا۔ ہمنے دیکھا کہ چلتے ہوئے رستہ مین سیکڑون اونٹ لوٹ رہے ہیں اور اونٹ والے بدو
ننگے پاؤن اوس ریتے پر بے تکان پھر رہے ہین جسپر غالباً ہم تو ایک منٹ بھی پاؤن نہین رکھ سکتے۔ آبلے پڑ
جاوین۔ موٹر آگے بڑھا تو اور لوگون کو بھی ہم نے اوسی حالت سے پھرتے دیکھا۔ ریتیلی زمین پر موٹر چل رہا ہے جہان
موٹر کے پہیے دہنسے جاتے ہین۔ کئی میل کے بعد پتھر کی نہایت عمدہ سڑک پر موٹر آگیا۔ پھر ریتیلی زمین آگئے پتھر کی

ٹرک بنانے کو ضرور لگے ہوئے ہیں ایک موٹر تیار ہو رہا ہے ایک ٹرک کوٹنے کی مشین ٹرک کو [illegible]
حقیقت میں یہ کام نہایت قابل تعریف ہو رہا ہے اگر سرانجام پا جائے جس وقت مکہ معظمہ تک پختہ کی سڑک
بنجاویگی حجاج کو نہایت سہولت ہو جاویگی۔ اور یہ کام سلطان ابن سعود کا قابل یادگار کام ہوگا۔ اسیطرح اگر
مدینہ طیبہ تک پکی سڑک بنجاوے تو سبحان اللہ۔ جزائر [illegible] سبز گھاس اور پانی کا راستہ میں کہیں
نشان تک نہیں۔ اب ہمارے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے [illegible] خشک پہاڑی کا سلسلہ ہے بعض
پہاڑوں پر کچھ عمارات بھی بنی ہوئی ہیں راستہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بیسیوں اونٹ مرے ہوئے
برابر پڑے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ برابر مکہ معظمہ تک چلا گیا ہے اول پڑاؤ پر چند منٹ قیام ہوا۔ پانی وغیرہ
پیا دوسرے پڑاؤ پر تمام وہ اونٹ اور حجاج ہمیں قیام کیے ہوئے ملے جو کل شام جدہ سے چلے تھے۔ یہاں
ٹرک پار لگا ہوا ہے جو کسی قدر آباد ہے یہاں سے آگے چلکر موٹر کے ٹیوب خراب ہوگئے [illegible]
اسمیں بہت زیادہ دیر لگی تیسرے پڑاؤ پر بھی موٹر خراب ہوگیا یہاں پر اور بھی زیادہ ٹھہرنا پڑا۔ چاء پانی وغیرہ
پیا۔ اور یہاں ہی ظہر کی نماز ادا کی کچھ فاصلہ پر یہاں سے چلکر ہر دو جانب سفید ستون راستہ پر ہیں۔ یہ حرم
ہے اب ہم شاہنشاہی دربار کے صحن خانہ میں قدم رکھتے ہیں سر جھکائے عاجز و مسکین متواضع بنکر لرزتے
کانپتے تو یہ استغفار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَحَرَمُ رَسُوْلِکَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ
وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِکَ وَاَھْلِ
طَاعَتِکَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔ اب ہمیں [illegible] استغفار اور شوق [illegible]
موٹر پہاڑوں میں گھومتا ہوا جا رہا ہے کہ ڈرائیور نے بتایا کہ سامنے جبل نور ہے۔ اسکے بعد [illegible]
آواز دی اور کہا کہ اسکے نیچے حرم کعبۃ اللہ ہے اب ہمارا شوق اور بڑھنا شروع ہوا کہ تھوڑے دفعہ کے بعد
کچھ عمارات نظر آئیں۔ وہاں پر ذیل کی دعا ہمنے پڑھی [illegible]
پر سر اور آنکھوں کے بل چلنا زیبا ہے۔ بہتر ہے کہ یہاں غسل کر لیا جائے یا کم سے کم وضو۔ قہوہ خانہ میں پانی
ملتا ہے اس متبرک مقام کی حاضری کا ادب یہی ہے۔ اب چند منٹ کے بعد ہمارا موٹر شہر مکہ کے باہر پہنچ
گیا۔ اور ہمارے معلم کا آدمی ہم کو ملا کیونکہ جدہ سے روانگی کے وقت معلم کو بذریعہ تار اطلاع دیدی گئی تھی اسنے
اپنے انتظام سے ہمارا تمام سامان موٹر سے اتروا لیا۔ سواری کو گاڑی بھی موجود تھی۔ مگر ہمنے پیدل چلنا مناسب
سمجھا اور دو قلیوں پر اسباب لاد کر معلم کے ایجنٹ کے ساتھ پیدل چلدیئے۔ تقریباً دو ڈیڑھ میل پیدل بازار

ہیں گذرتے ہوئے سید امین عاصم مرحوم کے مکان محلہ مسفلہ پہونچے۔ یہاں پہونچکر تیسرا قدرت
کا کرشمہ یہ نظر آیا۔ ہم تمام راستہ یہ خیال کرتے آرہے تھے کہ خدا جانے ہمارا کہاں قیام ہوگا۔ ہم تنہا کیا
کریں گے۔ کہاں مکان تلاش کریں گے اور کسکو رفیق بناویں گے کیونکہ ہمارے پاس ایک دانہ کھانے کا ہے۔ نہ ایک
برتن پکانے کا ہے۔ مگر جس وقت ہم مدینہ پر پہونچے سب سے پہلے عبدالحی صاحب ہمارے عزیز اور قاضی
النعمان حسین صاحب مراد آباد کے ہم کو ملے۔ ہم فوراً ہی ان دونوں کو چپٹ گئے۔ ہماری خواہش سے زیادہ ہماری
تمنا پوری ہوتی گئی۔ گویا اپنے گھر میں آگئے۔ نو آدمیوں کی پارٹی یہاں ایک کمرہ میں قیام پذیر ہے۔ دسویں ہم
بھی اس پارٹی میں شریک ہو گئے چند منٹ ٹھہر کر سید عقیل صاحب نواسہ سید امین عاصم صاحب
معلم کے ایجنٹ کے ساتھ تازہ وضو کرکے حرم میں حاضر ہوئے طواف قدوم کیا مکہ معظمہ میں ہم پہونچنے پر
پہلے وقت کی پہلی مہمانی مطوف کی طرف سے ہوتی ہے کعبۃ اللہ کی بابت ہماری کیا مجال ہے کہ ایک لفظ بھی لکھ سکیں
یہاں کی شان شان خدائی ہے جسقدر تعریف اور برکات کا ذکر کیا جائے کم ہے۔ آج ہم اوس جگہ ہیں جو دنیا ء
اسلام کا قبلہ و کعبہ ہے اور تمام عمر سے ہماری آرزو تھی حجر اسود کے ٹکڑوں کو جو گیارہ کی تعداد میں لگے
ہوئے ہیں ہمنے بوسہ دیا اور خوب سیر ہوکر آب زمزم پیا۔ دو رکعت واجب تحیۃ الطواف نماز ادا کی۔ عصر کی
نماز پڑھی اور دل کھولکر گریہ وزاری کے ساتھ دعا مانگی اور غالب کا یہ شعر زبان پر آگیا ؂

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

خدائے عزوجل کا شکریہ ادا کیا اور معلم کے ساتھ صفا مروہ دوڑے چونکہ یہ بھی مقام قبول دعا ہے۔ یہاں
بھی دل بھر کر سب کے واسطے دعا مانگی۔ حاجیوں کی خدمت کرنا اور مناسک حج ادا کرانا معلم اپنا حق سمجھتے ہیں
اگر اُنسے یہ خدمت نہ لیجائے تو انکی ناگواری کا باعث ہوتا ہے۔ اسموقع پر کچھ سلوک کے بھی متمنی ہوتے ہیں۔ مجاورین
بیت اللہ سمجھکر روپیہ دو روپیہ سے انکی خدمت کردینی چاہیے۔ پڑھے سے پڑھا مولوی بھی پہلی مرتبہ یہاں
حاضر ہوکر معلموں کی اعانت کا محتاج ہوتا ہے۔ عوام کا تو پوچھنا کیا۔ دعائیں ہر شخص کو یاد کرنی مشکل ہیں۔ اور
معلموں کا کام یہی ہے انکو سب حفظ ہوتی ہیں۔ اب مغرب کا وقت آگیا۔ حرم میں جاکر جماعت سے ہمنے نماز
ادا کی۔ دنیا کے ہر حصہ کے لاکھوں آدمی جماعت میں ہیں۔ اسلامی شان کا عجیب بابرکت منظر ہے۔ آب زمزم
پیا۔ عشاء کی نماز بھی حرم میں باجماعت پڑھی۔ پھر آب زمزم پیا اور دعا مانگی۔

۶ مئی سنہ ۲۸ء اب مکہ معظمہ ہماری پنجگانہ نمازین حرم مین ہورہی ہین۔ صبح سات بجے ہم اپنے مرادآبادی دو رفیقوں کے ساتھ سید عبدالقادر صاحب شیبی کلید بردار خانہ کعبہ کے مکان پہ انکے نام کا خط لیکر باب الصفا گئے سید صاحب موصوف نے جو اخلاق محمدی ہمسے برتا اوسکی تعریف نہیں کیجا سکتی انھون نے شربت سے تواضع کی۔ داخلہ خانہ کعبہ کی ہمنے خواہش ظاہر کی۔ نہایت خندہ پیشانی سے پرسون کا وعدہ فرمایا بعدہٗ ہم حمیدیہ کی عالیشان عمارت مین دفتر خارجہ کے افسر فواد صاحب سے ملنے اور کونسل مصری کا خط دینے گئے معلوم ہوا کہ فواد صاحب جدہ گئے ہوئے ہیں اس ہفتہ واپس آجاوین گے۔ وہان کے اہلکارون نے ہمسے کہا کہ وہ اس خط کو جدہ ان کے پاس بھیجدین یا ہم فواد صاحب سے ٹیلیفون کے ذریعہ ملاقات اور بات کرلین۔ ہمنے انکار کردیا اور کہدیا کہ جب جدہ سے واپس آجائینگے ہم آنسے ملین گے۔ ہم نے اپنا پتہ نوٹ کرادیا اور لکھادیا کہ واپسی پر ہم کو اطلاع دیدیا۔ شام کو حاجی عبدالجبار صاحب کی دوکان پر گئے اور انسے ہمنے اپنے حوالہ کے روپیہ کے متعلق ذکر کیا۔ انھون نے فرمایا کہ جب چاہو روپیہ لیلو۔ یکمشت یا تھوڑا تھوڑا بضرورت:—

۷ مئی سنہ ۲۸ء آج صبح مدرسہ صولتیہ کے سالانہ جلسہ میں ہم معہ اپنی پارٹی کے گئے۔ جسطرح پر تقسیم انعامات کے ہندوستان کے مدرسوں میں جلسے ہوتے ہین وہی طرز عمل یہاں ہی۔ مگر سب کارروائی عربی زبان میں ہی ایک پنجابی مولوی صاحب مدرسہ نے اوس عربی کارروائی کا خلاصہ اردو مین بیان کیا۔ کیونکہ اس جلسہ مین ہندی احباب بھی شریک تھے۔ سب سے آخر مین ہمنے ایک اردو مین تقریر کی اور حاضرین سے مدرسہ کی امداد کے واسطے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے ایک مختصر ہدیہ مبلغ [illegible] کا نوٹ اول ہمنے پیش کیا اسکے بعد اور صاحبان نے بھی چندہ دیا۔ طلباء کو کثرت سے کتب معہ سند انعامات مین دی گئیں۔ دوران جلسہ مین چاء پانی اور پرتقال کی نہایت ٹھنڈے شربت سے تواضع کی گئی۔ بعد مغرب حاجی احمد سعید خانصاحب سوداگر بازار گنج مرادآباد کے یہان ہم نے دعوت کھائی۔ نہایت پرلطف صحبت رہی۔ اس دعوت مین مرادآباد کے آٹھ دس احباب تھے۔

۸ مئی سنہ ۲۸ء صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب پر ذیل کے مقامات اجابت دعا پر نہایت تضرع سے دعا مانگی اور ہر مقام پر دو دو نفل پڑھے۔ کیونکہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مقامات پر نماز ادا کی ہی میزاب رحمت کے نیچے خانہ کعبہ کے اندر آج داخلہ نصیب ہوئی۔ اور دین و دنیا کی مراد پوری ہوئی۔ پانچ دوگانہ نماز نفل ادا کی اور دیوار کو پکڑ کر اپنے دوستون اور عزیزون کے نام لیکر دعا مانگی عجب برکت کے

مقام ابراہیم کے پاس حطیم کے اندر مستجاب کے پاس یعنی موجودہ خانہ کعبہ کے دروازہ کی پشت جو باب کعبہ کے
سامنے۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔ قریب رکن عراقی کے جو درمیان حطیم اور دروازہ کے واقع ہی۔ حفرہ میں جو حضرت جبرئیل
علیہ السلام کی امامت کی جگہ کہلاتی ہی۔ یہ ایک گڑہا ہی خانہ کعبہ کے غسل کا پانی بھی اسی میں آملے۔ میزاب کے نیچے
رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان نزدیک رکن شامی کے اسطرح کہ باب عمرہ اسکی پشت ہو جانب رکن یمانی کے
جو آدم علیہ السلام کا مصلے ہے۔ آج جمعہ کی نماز میں حکومت کے بھی بہت سے آدمی ہیں۔ کئی جنازے حرم میں آئے۔ مگر
اسکا افسوس ہی کہ لاکھوں آدمی کی موجودگی میں دس آدمی بھی جنازہ کی نماز میں شامل نہیں ہوتے نہر زبیدہ خاتون
سے تمام مکہ معظمہ اور حاجی سیراب ہوتے ہیں جو شہر میں گھومتی ہوئی جاتی ہے مکہ مکرمہ میں چند کنوئیں بھی ہیں۔ جو
کھاری ہیں۔ کثرت سے یہاں کے معلمان کے ایجنٹ اور ملازمین کی بھی وہی حالت ہی جو نجف اور کربلا میں ہے
حاجیوں کی کوئی عزت اور وقعت نہیں کرتا پیسہ کی طرف توجہ رہتی ہے۔ جاہل اور غریب حاجیوں کو تو اسکا حج بھی
پوری طرح سے ادا کرنے نہیں دیتے۔ مگر بعض معلم اور ان کے ایجنٹ وغیرہ نہایت نیک دل اور اچھے بھی ہیں جن میں سے
ایک سید محمد عقیل صاحب نواسہ سید امین عاصم صاحب مرحوم ہیں۔ اکثر دوکاندار زیادہ تر بد اخلاق
اور معاملہ کے سخت پائے گئے۔

۱۹ مئی سنہ ۲۸ء مولوی محمد شفیع صاحب سے حرم میں ملاقات کی جو ایک بزرگ شخص ہیں اور بہت سی باتیں
مسائل کی انہوں نے ہمیں بتائیں۔ بازاروں سے کچھ تبرکات خرید کئے۔ کلیدبردار خانہ کعبہ سے سہ پہر کو نیاز حاصل
کیا۔ انہوں نے وہی اخلاق برتا۔ ہمنے ہندوستان کی بنی ہوئی چٹنی۔ مربہ۔ ایک گلاس چاندی چڑہا ہوا۔ اپنی تصویر
اور نام کا کارڈ ہدیۃ پیش کیا۔ الحمد للہ بڑی مسرت سے انہوں نے قبول کرلیا ہے کسیطرح نقد کچھ لینا پسند ہی
نہیں کیا۔ خدا کی شان ہی کہ موٹریں اب خانہ کعبہ اور حرم کے سامنے گھومتی ہیں۔

۲۰ مئی سنہ ۲۸ء آج سہ پہر کو خدا کے فضل سے نہایت پر لطف ابر اٹھا اور خفیف باران رحمت کا نزول ہوا اور دن
تک کی گرمی اور تپش کو سرد اور خوشگوار ہوا نے پر لطف کر دیا۔

۲۱ مئی سنہ ۲۸ء آج بھی سہ پہر کو باران رحمت کا وہی پر لطف سین رہا۔ حرم شریف میں طواف اور حجر اسود کو
بوسہ دیتے وقت کسی شخص کے کمر سے دو ہزار اور سات سو چالیس اور پانچ روپیہ چالاکی اور چابکدستی سے کتر کر
کاٹ لئے ہزار افسوس۔

۲۲ مئی سنہ ۲۸ء بعد نماز صبح جنت المعلیٰ گئے۔ یہ ایک زمانہ قدیم کا دامن کوہ میں قبرستان ہی۔ اس شہر خموشاں کی

حصے ہیں۔ اب ابن سعود کی حکومت کے زمانہ میں ہر حصہ کھنڈر کی صورت میں ہے۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قبریں تھیں اور ہیں۔ مگر اب کھدا ہوا پتھروں کا ڈھیر ہے۔ جو قابل زیارت مقامات تھے اب پتھروں کے ڈھیر سے بدل دیئے گئے ہیں۔ سب سے آخر حصہ پر ایک دیوار کھینچکر دروازہ مقفل کر دیا گیا ہے تاکہ اوس حالت میں بھی وہاں تک کوئی نہ جا سکے اور اصلی حالت نہ دیکھ سکے مقام عبرت ہے مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ کے مزارات بھی یہاں ہی ہیں۔ مگر لاپتہ یہ قبرستان اب قبرستان کی صورت میں نہیں ہے۔ بلکہ ایک بے ترتیب کھدے ہوئے میدان کی صورت میں ہے۔ بعض حصوں کی قبریں تو ایسی حالت سے کھود دی گئی ہیں۔ کہ کھائی جیسی صورت نظر آتی ہے۔ قبروں کا یہاں اب کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ صرف یہ خیال پر منحصر ہے کہ یہاں قبریں تھیں اور ہیں آج بھی سہ پہر کو کسی قدر ترشح ہوا۔ سہ پہر کو مصری اور جاوی حاجیوں میں سنگ اسود کو بوسہ دینے پر کچھ جھگڑا ہوا۔ پولیس اور حکومت کے آدمیوں نے دخل دیا۔ مصریوں نے ڈنڈے سے خوب ان کی خبر لی۔ یہاں تک کہ خون خرابہ ہو گیا۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ شہر مکہ معظمہ کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں حکومت نے اون کو سیاہ کر دیا ہے شمسی صاحب کلید بردار سے نیاز حاصل کیا۔ انہوں نے ایک چاندی کا چھلہ تبرک عنایت کیا۔ اعمدہ ہی اخلاق اور نفاست و تواضع کا برتاؤ کیا جو وہ اختیار کر چکے ہیں۔

۲۳ مئی ۲۸ء بعد نماز صبح جبل ابو قبیس پر گئے۔ جہاں کہ حضرت بلال رضی کی ایک مسجد ہے۔ وہ مسجد بھی مقفل پائی گئی۔ وہاں بھی کوئی حالات بتانے والا اور دکھانے والا نہیں ہے۔ اسی پہاڑ پر ایک موقع شق القمر کے معجزہ کا بھی کہا جاتا ہے۔ جا بجا اس پہاڑ پر عمارات کا کھدا ہوا پتھروں کا ڈھیر ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ جن مقامات پر یہاں قابل زیارت مکان تھے۔ جہاں کچھ لوگ نفل اور فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ اس بلند مقام سے کل مکہ معظمہ کا منظر نہایت خوشنما نظر آرہا ہے اور خاصکر حرم میں خانہ کعبہ کا طواف کرنے والوں کا سین نہایت پر لطف ہے۔ اس پہاڑ کے مقابل میں ایک نہایت عالیشان ترکی کے زمانہ کی ایک عمارت ہے جس کے ایک حصہ کو برباد کر دیا گیا ہے جس کے دیکھنے سے افسوس ہوتا ہے شریف کے رہنے کا مکان بھی سامنے نظر آرہا ہے۔ سہ پہر کو شدت سے پھر بارش ہوئی اور ایک جھال چھوٹے اولوں کی بھی پڑی۔ حاجیوں نے خوب اولے بین کر کھائے اور خوشی منائی حرم میں میزاب رحمت کا پانی پینے اور لینے کو مجمع رہا آج ڈاکٹر احسان اللہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے جدہ میں حاجیوں کی خدمت کیواسطے مقرر ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ظفر علی خاں صاحب اڈیٹر اخبار زمیندار لاہور بھی آئے ہوئے ہیں جو حکومت کے مہمان ہیں مولانا فاخر صاحب الہ آبادی حافظ محمد حلیم صاحب سوداگر کانپور مولانا سلیمان

اشرف صاحب۔ خان بہادر سید زین الدین صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ اور پروفیسر حمید صاحب بھی آئے ہوئے ہیں غرضکہ تمام دنیائے اسلام کے نیک بندوں کا آجکل مکہ معظمہ میں مجمع ہے آج خانہ کعبہ کو احرام بھی باندھا گیا ہے گویا ایک لٹھے یا خاصہ کا تھان غلاف خانہ کعبہ پر باہر کیجانب نیچے کے حصہ میں چاروں طرف لپیٹ دیا گیا ہے۔

۲۴ مئی سنہ ۲۸ء عصر کی نماز میں سلطان ابن سعود بھی حرم میں آئے اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کی۔ دو چار دس سپاہی بندوق لئے ہوئے محافظت میں کھڑے رہے۔ سعودی فوج میں لڑکے اور بڈھے پتلے اور دبلے اور معمولی جسم کے لوگ عموماً ہیں۔ تن و توش کے جوان ہٹے کٹے دیکھنے میں بالکل نہیں آئے۔

۲۵ مئی سنہ ۲۸ء آج جمعہ کی نماز میں حرم میں بڑی کثرت ہے کیونکہ یہ آخری جمعہ ہے۔ سلطان ابن سعود اور اُن کے صاحبزادے اور فوج بھی موجود رہی۔ بہت سے لوگوں کو سلطان کے دیکھنے کی آرزو تھی جو پوری ہوئی۔ حرم شریف سے روزانہ دو چار جیب کترے گانٹھ کترے پکڑے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ وہی ہیں جو حج کرنے کے بہانہ سے آئے ہیں۔ یہ مذموم کام سندھی۔ پنجابی۔ جاوی اور مصری پٹھان کرتے ہیں۔ آج مکہ معظمہ کی سڑکوں پر سیکڑوں لاری موٹر موٹر کار اور ٹمٹم دوڑ رہی ہیں۔ بعض اوقات راستہ چلنا دشوار ہے چونکہ منیٰ جانے کے واسطے اونٹ بھی شغدف سے بھرے ہوئے برابر جا رہے ہیں۔ معلم لوگ حاجیوں کو خلاف سنت اپنی آسانی کی غرض سے منیٰ روانہ کر رہے ہیں اور اپنے بوجھ کو کم کر رہے ہیں تمام راستے۔ سڑکیں۔ گلی کوچے شغدف سے بھرے ہوئے ہیں اور حاجی اپنی ضرورتوں کے واسطے شقدفوں کو تیار کر رہے ہیں۔ تاکہ دھوپ اور لو سے محفوظ رہیں۔ مکہ معظمہ اور اسکے باہر اب کوئی جگہ بھی دیکھنے کے قابل نہیں رہی ہے۔ کیونکہ تمام مقامات متبرکہ ابن سعود نے شہید کرا دیئے ہیں۔ نشان بھی کسی چیز کا باقی نہیں رکھا۔ صرف نام ہی نام باقی ہے کہ یہاں یہ مقام تھا اور یہاں یہ قبہ تھا۔ ہر جگہ شہید شدہ مقام کے پتھروں کا ڈھیر ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کہ معلم کا کوئی آدمی بھی کسی حاجی کو کسی مقام کا نام بتلائے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ان مقامات کے شہید کرنے سے یہاں کے بدمعاش لوگوں کے افعال کا سد باب ہو گیا ہے اس حصۂ ملک میں جو پہاڑ ہیں وہ سب منڈے جلے ہوئے اور سیاہ ہیں۔ یہ یہاں کی گرمی کا اثر ہے۔ تمام دوکاندار کل پرسوں سے منیٰ کو جا رہے ہیں۔ پانی کی قیمت روز بروز گراں ہو رہی ہے۔ بادل بھی برابر آ جا رہے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز یہاں مل رہی ہے گراں ضرور ہے۔ کیونکہ مانگ زیادہ ہے۔ آج ہمنے اور قاضی ایقان حسین صاحب نے طے کر لیا ہے کہ ہم دونوں بعد ادائے حج مدینہ طیبہ۔ مصر۔ بیت المقدس اور دمشق وغیرہ ہوتے ہوئے بغداد اور بصرہ جاویں گے جدہ کی کونسل سے تصویر والا پاسپورٹ ملنے میں بڑی دقت ہے۔ ورنہ اور بھی چند احباب اسطرف سے جانے کو آمادہ ہیں منشی احسان اللہ صاحب نائب کونسلر سے ملکر قاضی صاحب کے

پاسپورٹ کے متعلق ہمنے کچھ طے کیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں ایک محفوظ مقام پر لونڈیاں بھی فروخت کیجاتی ہیں مگر وہ جگہ مخدوش بتائی جاتی ہے۔ کیونکہ ہمارے قافلہ کے عبدالقادر صاحب زکوٹی اوس جگہ گئے تھے مگر گھبرا کر واپس چلے آئے۔

۲۶ مئی ۲۸ء۔ رات گذشتہ کئی ہزار حاجی بھی مکہ معظمہ پہونچے ہیں۔ انھوں نے آتے ہی آب زمزم اور طواف خانہ کعبہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ ہندوستان والوں کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے جس کونہ میں حجر اسود لگا ہوا ہے وہ تقریباً ہندوستان کے بالمقابل ہے اور اسی کے قریب داہنی جانب خانہ کعبہ کا دروازہ اور ملتزم اور وہ مقام ہے کہ جہاں حضرت جبرئیل نے امامت کی۔ اور اسی کے قریب مقام ابراہیم ہے اور یہاں ہی چاہ زمزم ہے۔

۲۷ مئی ۲۸ء۔ آج کی ڈاک سے بغداد اور ہندوستان کے دس بارہ خط ہمکو ملے۔ احبابوں اور عزیزوں کے حالات معلوم ہوئے۔ حاجیوں کے قافلے منیٰ کو روانہ ہو رہے ہیں۔ اور ہم بھی آج شب کو انشاءاللہ منیٰ کو روانہ ہو جائیں گے۔ حکومت کی طرف سے انتظامات اچھے بتائے جاتے ہیں۔ مگر ابھی تک حکومت کی طرف سے اس کا اعلان نہیں کیا گیا۔ کہ منیٰ اور عرفات وغیرہ مناسک حج ادا کرنیکی غرض سے جانے آنے کا فی اونٹ کیا کرایہ ہوگا۔ یہ معلوم ہوا کہ بعد واپسی حج کرایہ کا اعلان کیا جائے گا۔ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ حکومت نے اسکو پہلے سے کیوں نہیں اعلان کیا۔ اس میں کیا مصلحت رکھی ہے۔ جب کرایہ کا اعلان کیا جائے گا اوس وقت ہم اوس پر کوئی رائےزنی کر سکیں گے۔

۲۸ مئی ۲۸ء۔ شب گذشتہ ہمارے دس گیارہ آدمیوں کا قافلہ اونٹوں پر شقدف میں سوار ہوکر بعد مغرب منیٰ کو روانہ ہوگیا۔ وہاں ایک کمرہ لب سڑک چار گنی کو ہمنے تین دن کے لئے کرایہ پر لے لیا ہے۔ یہ صرف گرمی کے اثر سے بچنے کے لئے لیا گیا ہے۔ پورا دن وہاں گزرا۔ مسجد خیف حاجیوں سے بھری ہوئی ہے۔ تمام راستے اور مکانات بھی بھر گئے ہیں۔ ایک شفاخانہ بھی حکومت کی طرف سے ہے۔ اور مختلف حاجیوں کی طرف سے پانی کی سبیلیں لگی ہوئی ہیں۔ حکومت کی طرف سے بھی ایک سبیل لگی ہوئی ہے۔ ہم نے بھی ایک قافلہ کی طرف سے مشترکہ ایک سبیل لگائی ہے۔ منیٰ میں ایک بہت بڑا بازار لگا ہوا ہے۔ جس میں ہر چیز موجود ہے۔ مگر نہایت گران۔ پینے کا پانی پانچ چار آنہ کنستر مل رہا ہے۔ گرمی کی شدت لوگوں کو بیتاب کر رہی ہے۔ مختلف لوگوں نے منیٰ کے مختلف حصوں میں [illegible] چھوٹے پکے کنوئیں بنا رکھے ہیں اور اسوقت کے آنے سے پہلے ان کنوؤں میں نہر زبیدہ

پانی لاکر بھر لیا ہے اور وہی فروخت ہو رہا ہے۔ نہر زبیدہ بھی یہاں سے ہوتی ہوئی مزدلفہ اور عرفات
چلی گئی ہے۔ آج شب میں حاجیوں کے قافلے اونٹوں پیدل گدھوں اور گھوڑوں پر عرفات
کے میدان کو روانہ ہو گئے ہیں۔

۲۹ مئی عرفات کا میدان حشر کے میدان کا نمونہ ہے۔ ہم بھی سحر میں یہاں پہونچ چکے ہیں۔
نفسی نفسی ہے۔ دھوپ کی تیزی اور گرمی کی شدت نے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے۔ کچھ حاجیوں نے خیمے
کرایہ پر لیکر نصب کئے ہیں۔ کچھ شغدفوں میں بیٹھے ہوئے ہیں کچھ نے دھوپ سے بچنے کے لئے پردہ کی آڑ
کر لی ہے۔ جبل رحمت کے سامنے عرفات کا میدان شغدفوں۔ اونٹوں۔ گدھوں۔ گھوڑوں
شغدفوں اور ڈیرے خیمہ سے میلوں تک بھرا ہوا ہے۔ مسجد نمرہ میں خطبہ ہوا اور بعد نماز ظہر تمام حاجی مصروف
دعا اور ذکر واذکار ہو گئے۔ کیونکہ اس وقت سے غروب آفتاب تک نزول رحمت اور اجابت دعا کا وقت ہے
جبل رحمت پر کثیر تعداد حاجیوں کی تلے اوپر بیٹھی ہوئی ہے اور نزول رحمت کے انتظار میں مصروف دعا ہے
وہ عجیب پر لطف نظارہ قابل دید ہے یہاں بھی نہر زبیدہ حاجیوں کو سیراب کر رہی ہے۔ پانی کی قیمت دس
بارہ آنہ کنستر تک ہو گئی۔

بعد عصر شدت سے آندھی آئی۔ بہت سے ڈیرے خیمے ہوا میں اڑ گئے۔ گرد و غبار نے نہایت پریشان رکھا
اور سکون کے ساتھ عبادت بھی نہ کرنے دی۔ مگر ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس رحمت کی آندھی نے تمام
حاجیوں کے گناہوں کو اڑا دیا۔ اور میدان عرفات کو نزول رحمت سے بھر دیا۔ آندھی ختم ہونے پر تمام حاجی
اطمینان سے مصروف دعا ہو گئے۔ ہمیں یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ ہزارہا حاجی بعد عصر میدان عرفات سے روانہ ہو گئے
حالانکہ قبل مغرب فوراً بعد غروب روانہ ہونا چاہئے زیادہ تعداد حاجیوں کی بعد مغرب ایکدم روانہ ہو گئی۔ اس
روانگی کے بعد شب میں مزدلفہ تک وہ اژدہام تھا جس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ مزدلفہ میں پہونچکر
مغرب اور عشا کی نماز یکجا پڑھی۔ شیطانوں کے مارنے کی کنکریاں یہاں ہی سے چنی گئیں۔ کھانے اور پینے اور
ضروریات سے فارغ ہوکر پھر منیٰ کو روانہ ہو گئے۔ بہت سے حاجیوں نے وہیں قیام کیا کیونکہ سنت طریقہ یہی ہے
کہ رات بھر مزدلفہ میں رہکر صبح کو منیٰ میں آئے۔ مگر بدوی جن کے اونٹ ہوتے ہیں اور معلم ایسا نہیں کرنے دیتے
اونٹوں کو لیجاتے ہیں چنانچہ ہمارے قافلہ کے بھی کئی حاجی یہاں رہ گئے اور ان کے اونٹ چلے گئے انہوں
پیدل منیٰ پہونچنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ کیونکہ صبح کو بعد نماز اونٹوں کا ملنا ناممکن ہے۔ اس مقام پر چاروں طرف

پہاڑ کے نیچے ایک میلہ سا لگا ہوا ہے اور روشنی عجیب لطف دکھا رہی ہے۔

۲۳ مئی ۱۹۲۸ء منیٰ ہمارے وہ تین ساتھی طلوع آفتاب پر مزدلفہ سے پیدل چلکر منیٰ پہونچ گئے ہیں بعد اشراق سب سے پہلا کام ہم نے یہ کیا کہ بڑے جمرہ یعنی شیطان پر سات کنکریاں ماریں اور بسم اللہ اللہ اکبر الخ کہتے گئے۔ اسکے بعد سب حاجی ادھر مذبح کی طرف گئے۔ اونٹ۔ گائے۔ بکرا۔ دنبہ وغیرہ کی قربانیاں کیں۔ لاکھوں جانور اس موقع پر ذبح کیا ہوا لوٹ رہا ہے۔ گویا خون کی ندی بہ رہی ہے۔ اور جانور تڑپ رہے ہیں اور ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ گرمی نے بھی اس موقع پر اور شام تک انتہائی زور دکھایا۔ گرمی اور اوس منظر کی تاب نہ تھا کر ہم اپنی قربانی ایک رفیق کی سپرد کرکے واپس چلے آئے۔ آج سے منیٰ میں ہماری پارٹی کی طرف سے پانی کی سبیل لگائی گئی۔ اور اس موقع پر شدت گرمی کی وجہ سے صرف پانی ہی ضروریات زندگی میں ایک ضروری چیز ہے۔ بعد قربانی حلق یعنی حجامت کرائی اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر بھیجتے ہوئے تمام مناسک حج ادا ہونے پر احرام سے باہر ہوئے۔ آج شدت گرمی اور تیز ہونے بہت سے حاجیوں کو جاں بحق کر دیا۔ اگر کسی وقت ہم اپنی مکان کے دروازہ پر جو لب شہرک ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو حاجیوں کی لاش پر لاش جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ جس منظر کی ہم تاب بھی نہیں لا سکتے۔ ہزارہا حاجی غریب مفلس فقیر اور دیگر ملک کے بے خانماں آسمان کے سایہ کے نیچے دھوپ اور تپش میں بسر کر رہے ہیں۔ آج تین سو اسی حاجیوں کے انتقال کی اطلاع ہے۔ جس میں قریباً بہت زیادہ حصہ مذکورہ بالا حاجیوں کا ہے۔ حکومت کی طرف سے مریض حاجیوں وغیرہ کو شفاخانہ لانے کے واسطے موٹریں کام کر رہی ہیں۔ یہ انتظام حکومت کا قابل تعریف ہے۔ یہ تمام حاجیوں کی لاشیں مسجد خیف کے سامنے میدان میں جسمانی ملبوسات کے ساتھ لاکر اکٹھی کی جا رہی ہیں یہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ انکی نماز۔ کفن۔ دفن۔ کا کیا انتظام کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہم نے اوس موقع پر جانے اور دیکھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ نجدی۔ یمنی اور دیگر اس حصہ ملک کی جنگلی قوموں نے حاجیوں کے ساتھ جو سختی کا برتاؤ کیا وہ ضرور حکومت کی توجہ کے قابل ہے۔

۳۱ مئی ۱۹۲۸ء منیٰ میں آج بہت کثیر ازدحام ہے آج بھی قربانیاں ہو رہی ہیں۔ مگر قربانگاہ میں بدبو کی وجہ سے ایک منٹ بھی ٹھہرنا مشکل ہے۔ آج بھی اموات ہوئیں۔ مگر بہت کم۔ بعد عصر ہم نے تینوں شیطانوں کے سات سات کنکریاں ماریں اور وہیں سے ہماری پارٹی گاڑیاں کرایہ کرکے فی کس دو روپیہ کے حساب سے مکہ معظمہ حاضر ہوئی۔ اور قبل مغرب طواف الزیارت جو حج کا تیسرا فرض ہے ادا کیا

اور کُل پارٹی بعد مغرب پیدل منیٰ واپس ہو گئی۔

یکم جون ۲۸ء منیٰ۔ آج بھی پانی کی سبیلیں قایم ہیں۔ حاجیوں کی واپسی کئی دن سے جاری ہے۔ اور آج تو کوئی حد باقی نہیں رہی ہے۔ بعد ظہر بقیہ حاجیوں کی ایک دم روانگی ہونے سے نہایت پریشانی اور مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک قدم پیدل چلنا نہایت خطرہ کی بات ہے۔ اس موقع پر نہایت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ موتیں آج بھی ہوئیں مگر بہت کم۔ بعد عصر ہمارا قافلہ بھی پیدل روانہ ہو گیا۔ شغدفوں پر سامان لاد دیا اور جنگلی اونٹ والے بدوؤں کو سمجھا دیا کہ بڑے شیطان کے پاس کھڑے ہو جانا۔ وہاں ہی ہم سوار ہوں گے۔ بڑی مشکل سے تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں مار کر اونٹوں کا انتظار کیا۔ بہت دیر انتظار کرنے کے بعد ہمارے اونٹ سامنے آئے۔ اور بڑی مشکل سے اوس ہنگامۂ محشر میں اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ پھر بھی ہماری پارٹی کا ایک آدمی گم ہو گیا۔ اور اسکا اونٹ خالی واپس گیا۔ یہاں پہونچکر گم شدہ آدمی جو پیدل آیا تھا ملگیا۔

۲۔ جون ۲۸ء مکہ معظمہ صبح غسل کر کے ہم نے کپڑے بدلے **شیخ فواد حمزہ** سے ملنے عمارت حمیدیہ میں گئے وہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ فواد حمزہ آج نہیں آویں گے ایک مسعودی سپاہی کو ساتھ لیکر ہم محلہ بیر بلیلہ ان کے مکان پر گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ حکومت کے مکان کو گئے ہیں۔ ہم انگریزی میں ایک رقعہ اونکے نام کا لکھکر اُن کے مکان پر چھوڑ آئے۔ ہمیں آج یہ بھی معلوم ہوا کہ حکومت نے ایک کمیٹی میں یہ طے کر دیا ہے کہ فی اونٹ جو حج کے زمانہ میں عرفات وغیرہ گئے تھے چار انگریزی گنی لیا جائے۔ جس میں ایک گنی شغدف کے کرایہ کی اور ایک گنی حکومت کا ٹیکس اور دو گنی میں اونٹ والے کا کرایہ اور معلم یا ایجنٹ کا حق۔ عام طور پر یہ کرایہ بہت زیادہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ اگر پیشتر سے اس کرایہ کا اعلان کر دیا جاتا تو ہزار ہا آدمی پیدل جاتے یا گدھے اور گاڑی میں جاتے۔ اونٹ پر اتنا کرایہ دیکھ ہر گز نجاتے۔ مگر جب حج کا موقع ختم ہو گیا تو حکومت اعلان کرتی ہے۔ یہ کیا اصول ہے۔ اب سب مجبور ہیں۔ کیونکہ حکومت کا حکم ہے۔ اونیس ریال یعنی چھبیس روپیہ دو آنہ۔ ریال برابر ایک روپیہ چھ آنہ کے۔ یہاں سے جدہ تک ایک اونٹ کا کرایہ بھی واپسی بلا شغدف مقرر ہو گیا ہے۔ ابھی مدینہ جانے کے واسطے اونٹ اور موٹر کا کرایہ مقرر نہیں ہوا ہے یہاں ہر معاملہ گنی کی ہی بات چیت کیجاتی ہے۔ روپیہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ کئی دن سے آب زمزم پر تعدی جسمیوں کا تقسیم ہی حکی وجہ سے در زمزم بند کر دیا گیا ہے۔ دن رات میں چند گھنٹوں کے واسطے کھولا جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی قسم کی بیماری

یا دبا جیسوں پیشتر سے دوران حج مین اور اب تک نہیں ہوئی۔ لاکھوں کی تعداد مین قدرتاً جسقدر اموات
ہونا چاہئے تھیں وہ ہوئین اور شدت گرمی اور بے احتیاطی کی وجہ سی کچھ زیادہ ہوئین۔ صرف جہازوں کے
ذریعہ سے اس مرتبہ کل ایک لاکھ سات ہزار حاجی آئے۔ سال گذشتہ مین ایک لاکھ چھبیس ہزار حاجی آئے
تھے۔ نجد سے۔ یمن۔ مدینہ منورہ اور دیگر خشکی کے راستوں سے جو حاجی آئے ہین انکی تعداد ڈھائی تین لاکھ
کہی جاتی ہی۔ ۱۰۔ ذی الحجہ سے خانہ کعبہ پر نیا غلاف چڑھایا گیا ہے۔ جو بارہ تاریخ تک برابر ٹھیک کیا جا رہا ہی
یہ غلاف سیاہ ساٹن پر سیاہ ریشم سی کلمہ طیبہ کی بناوٹ کے ساتھ بنارس کے کاریگروں نے ۷ ماہ میں
یہیں تیار کیا ہی۔ مگر کمربند اور دروازہ کا پردہ جو زردوزی ہی وہ دہلی سے تیار ہو کر چند صاحبوں کے ساتھ
آیا ہے۔ آج ہمیں اطلاع ملی کہ کئی روز ہوئے کہ حطیم مین جو خانہ کعبہ کا ہی حصہ ہے کسی بدقسمت نے پاخانہ کپڑے
میں لپیٹ کر ڈالدیا۔

۳۔ جون ۲۸ء۔ آج بعد عصر قاری عبد اللطیف صاحب کے یہاں ناشتہ کیا
چاءپی۔ اسکے بعد شیبی صاحب کلید بردار سے ملاقات کی۔ اور بعد نماز مغرب شیخ فواد حمزہ افسر محکمہ
خارجہ نے ملاقات کا وقت دیا تھا۔ اُن سے ان کے مکان پر جا کر ملاقات کی۔ کونسل دمشق کا خط اُن کو دیا
اور سلطان ابن سعود سے ملاقات کے متعلق گفتگو کی۔
تمام مراتب طے کئے اور پرسوں صبح ۵۔ جون کو انہوں نے کہا کہ سلطان سے جا کر ملو۔ یہ بھی کہا کہ مین کل
پرائیوٹ سکریٹری کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیدوں گا۔ اور ایک خط تعارفی ہمیں بھی لکھکر دیدیا۔ نہایت
اخلاق سی بہت دیر تک ہمارے کہنے پر پرائیوٹ کمرہ مین آکر گفتگو کی۔

۴۔ جون ۲۸ء۔ آج بعد نماز صبح ہمارے پاس کے چند صاحب عمرہ لینے گئے اور پیدل
گئے آئے۔ مگر ہم سواری مین گئے۔ ایک روپیہ کرایہ دیا۔ واپس آکر طواف کیا۔ نفل پڑھے۔ اور صفا
مروہ کی دوڑ کی اور چہارم سر حلق کرایا اور احرام کھولدیا۔ آج بھی بڑی کثرت سے جدہ کو حاجیوں کی روانگی
جاری ہے۔

۵۔ جون ۲۸ء۔ آج صبح ہم سلطان ابن سعود سے ملنے حکومت کے مکان پر جو جنت المعلی
سے بھی آگے ہے گئے۔ سلطان کے پرائیوٹ سکریٹری شیخ ابراہیم معمر کو اپنا کارڈ اور وہ چٹھی بھیجی جو شیخ
فواد حمزہ نے تعارف کی ہم کو دی تھی۔ ہمنے دیکھا کہ فوجی اور جنگلی قبیلوں کے افسر تمام حکومت کے مکان

میں بھرے ہوئے ہیں جو پانچ پانچ سات سات کی تعداد میں سلطان کے پاس جا رہے ہیں قریب قریب دوپہر کے ہم بھی بلائے گئے اور چند صاحب بھی پہلے ہم سے جا چکے تھے۔ سلطان سے بقاعدہ اسلام ہمنے سلام علیک کی مصافحہ کیا اور ایک ڈبیہ مرادآبادی صنعت کا بہترین نمونہ الکٹرو ویلڈنگ مینا کار سلطان کو پیش کی اور ان کو ہمنے بتایا کہ یہ ہمارے شہر مرادآباد کی صنعت کا ایک نمونہ ہے بغداد کا ایک اخبار الاخلاق جس میں ہماری بابتہ ایک نوٹ چھپا ہوا تھا وہ بھی پیش کیا۔ دونوں چیزیں انہوں نے لے لیں ہمسے بیٹھنے کو اشارہ کیا۔ ہم قریب میں ایک سوفہ پر بیٹھ گئے۔ قہوہ ہم کو پیش کیا گیا۔ ہمنے پیا نہیں۔ پیالی منہ کو لگا کر چھوڑ دیا۔ پیالی واپس لیتے وقت خادم نے ہمکو حیرت سے دیکھا کہ جیسے پیالی میں وہ قہوہ دیکھا تھا ویسے ہی وہ واپس لے گیا۔ ہمنے اپنی اردو زبان میں کچھ کہا۔ سلطان غالباً اسکو بالکل نہیں سمجھے۔ انہوں نے ہمسے کہا کہ چیف سکرٹری کے پاس ہم جاویں۔ چنانچہ فوراً چیف سکرٹری ہم کو واپس لے آئے۔ سلطان نے کوئی ترجمان نہیں بلایا۔ اسی دوران ملاقات کے موقع پر ایک شخص نے شیبی یعنی خانہ کعبہ کا کلید بردار ہونے کے متعلق کچھ اپنے حقوق جتانا چاہے۔ سلطان نے اسکو دو خادم بلا کر نکلوا دیا۔ چیف سکرٹری نے باہر آ کر ہمسے دریافت کیا کہ جو کچھ آپ سلطان سے کہنا چاہتے ہیں وہ آپ ہمیں لکھوا دیں۔ چنانچہ محمد معنی مترجم بلوائے گئے انہوں نے ذیل کا ہمارا مطلب عربی میں لکھ لیا۔ یہ انگریزی بھی جانتے ہیں علیگڈھ میں کچھ تعلیم حاصل کی ہے ہمارا بیان یہ ہے جو ہمنے لکھوایا۔

"جب سے سلطان نے حجاز کی حکومت اختیار کی ہے۔ ہمارا خیال آپ سے ملنے کا تھا۔ اس مرتبہ حج کی غرض سے یہاں حاضری کا موقع ملا اور سلطان سے ملنے کی آرزو بھی پوری ہوگئی۔ جدہ اور مکہ اور یہاں کے انتظامی حالات ہمنے دیکھے مدینہ منورہ بھی جا کر ہم کو دیکھنا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم طائف بھی جا کر دیکھیں۔ اس صورت میں کل حجاز دیکھکر ہم کوئی رائے قایم کر سکیں گے۔ طائف اور مدینہ طیبہ جانے کے متعلق اگر حکومت ہم کوئی مدد دے تو ہمکو ان مقامات پر جانے میں سہولت ہوگی۔ بدوی قوم جو ہمیشہ سے لوٹ مار کی عادی تھی ہمنے دیکھا کہ حکومت نے انپر وہ دبدبہ قایم کیا ہے کہ تمام سے کانپتی ہے۔ راستے نہایت پرامن ہوگئے ہیں حکومت اگر پسند کرے تو چند اہم امور ہم اپنے اخبار میں لکھیں اور سلطان انپر توجہ فرمائیں۔ ہم اپنے اخبار کی ایک کاپی بھی سلطان کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ باقاعدہ تحریری اجازت ہمکو دیں۔ ہمارا اخبار ۳۰ سال سے مرادآباد میں جاری ہے۔"

اس کے بعد سرکاری موٹر کار میں ہم اپنی قیام گاہ پر واپس لوٹ گئے۔

۶۔ جون ۲۸ء۔ عبدالقادر شیبی صاحب سے جو تبرکات آب غسل خانہ کعبہ۔ غلاف اور موم بتی ہم لائے تھے وہ چار حصوں میں تقسیم کردی۔ سہ پہر کو ایک شخص کو ساتھ لیکر ہم مع اپنی دو ساتھیوں کے مسجد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور مکان حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دیکھنے گئے۔ اسکو بھی شہید کردیا گیا ہے اور دروازے بند کردیئے ہیں۔ یہانتک کہ اندر کے حصہ کا کوئی اندازہ نگاہ بھی نہیں کرسکتی مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ دیکھکر نہایت افسوس ہوا کہ یہ مقامات صرف خالی زمین ہیں۔ عمارت کا کوئی نشان تک نہیں۔ بکریوں کی مینگنیاں اور شغدف اس حصہ زمین کو گھیرے ہوئے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جہاں چکی تھی وہ بھی افتادہ زمین ہے۔ اور کوئی نشان کسی قسم کا باقی نہیں۔ چکی بھی کسی صاحب نے لیجاکر چھپادی ہے۔ جس مسجد میں ہمارے حضرت کفار کے خوف سے چھپ کر نماز پڑھتے تھے وہ صفا پہاڑی کے اوپر ہے اور وہاں ایک چاہ وغیرہ کی دوکان ہے۔

۷۔ جون ۲۸ء۔ آج مغرب کی نماز سلطان نے حرم میں پڑھی۔ اور طواف بھی کیا۔ اسوقت محلہ جیاد میں جہاں کہ غلاف کعبہ تیار ہوتا ہے۔ اس مکان میں تقریباً پچاس ہندوستانی اصحاب حکومت کی مہمانی کے دائرہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جس میں ظفر علیخان صاحب اڈیٹر زمیندار لاہور۔ مولوی عبدالقادر صاحب قصوری مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی وغیرہ بھی ہیں مدینہ منورہ اور جدہ کو بڑی کثرت سے قافلے جارہے ہیں۔ جدہ میں کسی قدر بیماری کی بھی خبر ہے۔

۸۔ جون ۲۸ء۔ آج جمعہ کی نماز میں بھی سلطان حرم میں شریک ہیں۔ فوجی سپاہی باڈی گارڈ بھی ہے حرم نمازیوں سے بھرا ہوا ہے۔ مگر پھر بھی بہت خالی ہے۔

۹۔ جون ۲۸ء۔ جب سے ہم یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ اکثر ایک وقت کھانا کھاتے ہیں تاکہ طبیعت اچھی رہے اور گرمی کی شدت بھی اجازت نہیں دیتی۔

۱۰۔ جون ۲۸ء۔ دارالقسوہ جو سرکاری بارک نما عمارت ہے وہاں جاکر مولوی ظفر علیخاں صاحب اڈیٹر زمیندار لاہور سے ملے ان کے ساتھ اور بھی چند صاحب ہیں۔ سرکاری مہمان کئی مکانوں میں مقیم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض مہمانوں کو رخصت کے وقت عطیات و انعامات بھی حکومت دیتی ہے۔

۱۱۔جون ۲۶ء۔ بعد نماز مغرب حرم میں ہز اگزالٹیڈ ہائنس میر عثمان علیخان صاحب بہادر والی دکن کے واسطے خاص مقاصد کی کامیابی کے لئے عربی اور اردو میں دعا مانگی گئی۔

۱۲۔جون ۲۶ء۔ شب گذشتہ کو اطلاع پہونچی کہ نجد میں سلطان عبد العزیز کے والد عبد الرحمن کا انتقال ہوگیا۔ ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ کثرت سے لوگ تعزیت کو سلطان کے پاس جارہے ہیں۔

۱۳۔جون ۲۶ء۔ آج کوئی خاص بات قابل دید نہیں ہوئی اونٹوں کے قافلے اسباب کے جدہ کو اور حاجیوں کے مدینہ منورہ اور جدہ کو جارہے ہیں۔

۱۴۔جون ۲۶ء۔ عصر کے وقت ایک چور کا جسنے خانہ کعبہ کے طواف میں گرہ کاٹی تھی۔ شفاخانہ میں بلا بیہوش کئے ہوئے پونچے سے ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ تا علاج شفاخانہ میں رکھا گیا ہے۔ مغرب کے وقت سلطان نے حرم میں نماز پڑھی۔ طواف کیا حجر اسود محفوظ کردیا گیا ہے۔ طواف بھی روک دیا گیا ہے۔ یہ بات ہمیں پسند نہیں آئی خانہ خدا اور حرم سب مسلمانوں کے لئے یکساں ہے سلطان اور فقیر کے درمیان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔

۱۵۔جون ۲۶ء۔ سلطان آج بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہوئے فوج باڈی گارڈ۔ اور پولیس موجود تھی۔ بعد نماز حمیدیہ کے سامنے سلطان کے دیدار کی غرض سے حاجی جمع ہوگئے۔ مگر سلطان موٹر میں سوار ہوکر شہر سے باہر حکومت کے مکانوں میں چلے گئے۔ تمام شائقین مایوس واپس آئے۔

۱۶۔جون ۲۶ء۔ مغرب کی نماز کے وقت ایک حبشی خادم حرم نے ایک مصری شخص کے بید مارا۔ چند مصریوں نے اوس غلام کو پکڑ کر خوب پیٹا۔ اور پکڑ کر شیخ الحرم کے پاس لے گئے اور کل واقعہ بیان کیا شیخ الحرم نے کہا کہ یہ سلطان کا خاص خادم ہے اسکو چھ ماہ کی قید ہوجاوے گی معاف کردو چنانچہ مصریوں نے معاف کردیا۔ قصہ فرو گزاشت ہوا۔

۱۷۔جون ۲۶ء۔ آج صبح کی نماز کے وقت ایک حاجی نے یا رسول اللہ کہا۔ ایک نجدی نے اسکو خوب پیٹا۔ اسپر ہنگامہ مچ گیا۔ نجدیوں کے نزدیک یا رسول اللہ کہنا جرم ہے۔

۱۸۔جون ۲۶ء۔ صبح حرم میں مکہ کے علمائوں کا بمقابلہ سلطان ایک جلسہ ہوا۔ حرم کے تمام دروازوں پر مسلح فوج کا پہرہ ہے۔ مقاصد جلسہ معلوم نہیں ہوئے۔ عصر کے وقت بھی ایک شخص نے حرم

میں یارسول اللہ کہا۔ نجدی اسکو پیٹتے پکڑ کر حمیدیہ لے گئے جو ملک فیصل کا اجلاس اور دفتری

۱۹ جون سنہ ۲۸ء۔ ہماری پارٹی کے چھ آدمی کل مدینہ روانہ ہو گئے۔ ہم چار آدمی مرادآباد کے مدینہ طیبہ جانے کا انتظام کر رہے ہیں تیرہ گنی فی کس مدینہ آنے جانے کا کرایہ بذریعہ موٹر ادا کر دیا گیا ہے۔ آج یہ بھی ایک خبر ہمنے سنی کہ کل دو بدوؤں کے ہاتھ اور ایک پیر کاٹا جاوے گا۔ انہوں نے مدینہ کے راستہ میں حاجیوں کو لوٹا ہے۔

۲۰ جون سنہ ۲۸ء۔ اطلاع ملی ہے کہ مولوی مشتاق احمد صاحب دہلوی اور اہلحدیث نجدی علماء میں کچھ بحث حرم میں چھڑ گئی نجدی علماء کو کچھ ناگوار ہوا۔ انہوں نے حکومت سے جا کر کچھ شکایت کی حکومت نے کسی عہدہ دار کو مولوی صاحب دہلوی کے مکان پر بھیجکر ان کو گرفتار کرا لیا۔ آج دو بوہرہ قوم کے حاجی مقام ابراہیم پر ہاتھ لگا کر سینے پر مل رہے تھے۔ نجدیوں نے خوب انکو پیٹا اور پکڑ کر حکومت میں لے گئے جہاں وہ چھوڑ دیئے گئے۔

۲۱ جون سنہ ۲۸ء۔ حرم میں جا کر نماز پڑھی اور کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

۲۲ جون سنہ ۲۸ء۔ آج سلطان جمعہ کی نماز پڑھنے حرم میں آئے ہیں۔ ہمارا سامان آج جدہ اونٹ پر جا رہا ہے۔ ہمنے اپنے رفیق سفر قاضی ابقان حسین صاحب کے واسطے جو مصر بیت المقدس شام اور عراق وغیرہ کے پاسپورٹ کی کوشش کی تھی۔ اسکی اطلاع آگئی۔ پاسپورٹ مل جاوے گا۔ خدا کامیاب کرے

۲۳ جون سنہ ۲۸ء۔ آج شب کے ۲ بجے حرم میں حاضر ہوئے کیا بابرکت وقت ہے۔ خدا کا فضل اور برس رہا ہے۔ طواف میں بھی محدود اصحاب ہیں حجر اسود کو بھی بوسہ دینے کا اطمینانی موقع ہے۔ اول دو طواف میں ہر شوط یعنی پھیرے پر ہمنے بھی حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور رکن یمانی کو بھی ہر دفعہ ہاتھ سے مس کیا واجب الطواف نماز ادا کی۔ ساڑھے تین بجے صبح کی اذان ہوئی۔ اور تھوڑے وقفہ کے بعد نماز باجماعت اول صف میں پڑھی اسکے بعد حاجی عبدالرزاق صاحب معلم کے ایجنٹ آگئے۔ ان کے ساتھ طواف الوداع کیا پھر واجب الطواف نماز پڑھکر جن جن مقامات پر دعا مانگنے اور نماز نفل پڑھنے کی ضرورت تھی اسکو پورا کیا۔ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے الٹے پاؤں باب الوداع تک واپس آئے اور راستہ میں بھی دعا رخصت پڑھتے گئے۔ حرم کے صحن سے باہر آکر پھر دعا مانگی اور حسرت و یاس کے ساتھ خانہ کعبہ سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر واپس گئے۔ درمیان ۹-۱۰ بجے صبح کے مولانا محمد سلیم صاحب خلف مولانا محمد سعید صاحب مہتمم

مدرسہ صولتیہ اور رجسٹرار صاحب مدرسہ ہمسے رخصتی ملاقات کی غرض سے تشریف لائے۔ ہمارے دو رفیق سفر نے مدینہ آنے جانے کا موٹر سے کرایہ بارہ گنی طے کیا۔ اور ہم دو نے صرف ایک طرف جانے کا موٹر کا کرایہ ساڑھے چھ گنی طے کیا کیونکہ ہمیں مدینہ منورہ زیادہ قیام کرنا ہے۔ اور [illegible] موٹر کی واپسی کا پابند ہونا پسند نہیں کیا۔ معلمی کے ۱۵ فی کس دلالی کے تین روپیہ فی کس زنجری کے ادا کئے اور اپنی طرف سے معلم صاحب کو کچھ پیش کیا۔ ایجنٹوں کو بھی حسب توفیق انعام دیا۔ ہمارے دو رفیق سفر بعد عصر روانہ ہوگئے۔ قریب مغرب ہم دونوں کے واسطے موٹر آئی۔ ہم روانہ ہوئے۔ مگر مکہ معظمہ سے نکلنے تک قریباً پندرہ جگہ موٹر رکی گئی۔ غرضکہ ۹-۱۰ بجے شب کے موٹر باقاعدہ روانہ ہوئے۔ نصف شب کو جدہ میں موٹر ٹھہر گیا تھا۔ شب وہان موٹر ہی مین گذارنا پڑی۔

۲۴ جون ۲۸ء شنبہ ۶ - جدہ - صبح کو جدہ سے روانہ ہوکر قریب ۹ بجے کے ہم جدہ پہونچے اور اپنے دونوں رفیق سفر سے جاکر مل گئے۔ اپنے وکیل سے ملے۔ اور ڈاک خانہ مین اپنی ڈاک کے متعلق نوٹس دیا۔ اسکے بعد منشی احسان اللہ صاحب نایب برٹش کونسل سے ملکر قاضی صاحب کے پاسپورٹ مصر و شام وغیرہ کے متعلق ان کو فوٹو دیا اور بات چیت طے کی۔ واپسی پر ایک روپیہ چار آنہ کا ایک تربوز بازار سے لیا شکر۔ برف خوب سیر ہوکر تربوز کھایا اور اسکا شربت پیا۔ مغرب کے قریب سلام کمپنی کے موٹر روانہ ہوئے۔ ہم چاروں بھی روانہ ہوگئے شہر سے نکلتے نکلتے حکومت کے دو تین مقامون پر موٹرین ٹھہرین۔ دیکھ بھال ہوئی۔ شہر سے باہر پٹرول پانی وغیرہ لیکر روانگی ہوئی۔ سمندر کا کنارہ ایک سمت مین ہے اور جہاز اور کشتیان اور سبزہ لطف دے رہے ہیں راستہ مین نماز مغرب ادا کی قریب ۱۲ بجے شب کے اول منزل قدیمہ پر موٹروں کا قافلہ ٹھہرا۔ نماز عشا ادا کی اور کچھ کھایا پیا۔ اور ریتہ پر کھلے میدان مین فرش بچھاکر صبح تک نہایت مسرت کے ساتھ آرام کیا۔ رات نہایت ٹھنڈی اور چاندنی کھلی ہوئی ہے۔

۲۵ جون ۲۸ء شنبہ ۶ - صبح کی نماز کے بعد یکے بعد دیگرے موٹروں کا قافلہ روانہ ہوگیا قریب دس بجے مقام مستورہ پر پہونچے۔ جہاں چھ دوکانین اور پھوس اور چٹائی کی جھونپڑیاں ہین اور یہ نام اس مقام کا ہمارے حضرت نبی کریم صلعم نے رکھا ہے۔ اس موقعہ پر کفار سے لڑائی ہو رہی تھی آنحضرت نماز مین مشغول ہوگئے۔ ایک عورت نے آپ کے دوران نماز مین کفار کا مقابلہ کیا اور شہید ہوگئی۔ بعد فراغ نماز حضور نے دیکھا کہ اس مقام کی ایک عورت کفار کے مقابلہ مین شہید ہوگئی ہے اور کچھ زیادہ حال معلوم نہین ہوسکا۔ آپ نے اس مقام

کا نام مستورہ رکھدیا اوس شہید عورت کی قبر بھی یہاں ہے۔ چند منٹ یہاں ٹھہر کر بعد ۱۱ بجے کے رابق پہونچے یہ اچھا قصبہ ہی مکانات بازار سب ہین۔ بدوی عورتین سمندری پیداوار کی عجیب و غریب چیزین فروخت کر رہی ہیں۔ اور نہایت ارزان ہے ہمنے بھی بعض چیزین قلیل مقدار مین خریدکین چاۓ پی تربوز۔ خربزہ۔ کھجورین خرید کر کھائین اور تھوڑا آرام لینے کے بعد روانہ ہوگئے قریب ۲ بجے کے بیر احسانی پڑاؤ پر قیام کیا۔ اسوقت دہوپ۔ تپش اور لوہ کی تیزی ناقابل برداشت ہی۔ ایک قہوہ خانہ کے اندر امن ملی۔ دنبہ کا گوشت لیکر پکوایا روٹی ساتھ تھی۔ خوب سیر ہوکر کھایا۔ ۴ بجے یہاں سے روانہ ہوکر ۹ بجے شام کو سفینہ پہاڑ پر ٹھہرے۔ یہاں بھی چند جھونپڑوں کی دوکانین اور مکانات ہیں۔ پانی ٹھنڈا ہونیکی وجہ سے خوب سیر ہوکر پیا۔ یہاں سے تھوڑے وقفہ کے بعد روانہ ہوکر مقام مسیجد پر پہونچے۔ یہ بھی ایک بڑا ڈپہ ہے حکومت کے آدمی اور مکان یہاں ہیں شبکو یہاں آرام کیا۔ اس مقام پر دونوں جانب کی آنے جانے والی بیسیوں موٹرین جمع ہوگیئں۔ کھلے ریتیلے میدان مین راحت سے شب گذاری۔

۲۶۔جون ۲۸ شنبہ۔ داخلہ مدینہ طیبہ بعد نماز صبح یہاں سی روانہ ہوکر بیر درویش پر چند منٹ قیام ہوا۔ یہاں کا سرد پانی پیکر ایسی طبیعت خوش ہوئی کہ جسکا اظہار ناممکن ہی۔ پانی کیا تھا آب کوثر تھا۔ اب مدینہ طیبہ قریب ہی اور آتش شوق بیتاب کئے ہوئے ہے۔ چند منٹ کے قیام کے بعد یہان سی جلد ہی روانہ ہوگئے قریب ۸ بجے صبح کے خدا کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ کے ریلوے اسٹیشن دروازے شہر پر پہونچے اس حصہ مبارک مین سبزہ زار بھی دلکو مسرور اور آنکھوں کو سرور پہونچا رہا تھا شہر مدینہ منورہ کے دروازہ کے اندر داخل ہوئے اور موٹر سے اترے معلمین اور ان کے ایجنٹوں نے مقام دریافت کیا۔ اور ہر ایک معلم نے اپنے اپنے ضلع کے حجاج لیلئے۔ اس مقدس زمین پر پہنچکر دل کی عجیب کیفیت ہی۔ گنبد خضرا اور مسجد حرم کے مینار اپنی طرف کھینچ رہی ہین اور تمام عمر کی مشتاق آنکھین اوس متبرک اور مقدس روضہ کے دیدار کا لطف اٹھا رہی ہین۔ ایک گاڑی مین اسباب روانہ کردیا گیا اور حرم محترم کے قریب بازار مین اسباب اتار دیا گیا۔ وہان سے ہمارے دو رفیق قیام کے لیے مکان دیکھنے گئے۔ اور ایک مکان باب جبرئیل کے قریب لے کر اسباب اٹھالیا اور مکان مین پہونچکر معلم کے ساتھ حمام مین جاکر غسل کیا۔ حمام نہایت نفیس عالیشان پتھر کی عمارت کا ہے کھیسے سے ملواکر غسل کرنے کی فیس ۲ع ہے خود نہانے کی فیس ۱۰ ہے غسل کی تمام ضروریات مہیا ہیں۔ یہاں سے کپڑے بدلکر اور خوشبو لگاکر با ادب باب جبرئیل سے روضہ مقدسہ اور حرم مین حاضر ہوئے

آج ہمنے اپنا وہ کرتہ پہنا کہ جو سنہ ۲۰ء میں ہمنے مخصوص اس غرض کے لئے نہایت تکلف بیل او ریانکری لگواکر ہندلیوں تک نیچا سلوایا تھا۔ اور اسکا ملاگیری رنگوایا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ جب مدینہ منورہ روضہ مبارکہ پر حاضر ہونگے تو پہلے اسی کرتہ کو پہن کر سلام کیلئے جائیں گے۔ مگر بدقسمتی سے سنہ ۲۰ء میں ہمارا سفر ناکمل رہا اکبر نامی جہاز جس میں ہم جارہے تھے آگ لگ جانے کی وجہ سے بمبئی لوٹ آیا تھا۔ آج ہمیں اس کرتہ کے استعمال کا موقع ملا اور ہماری مراد پوری ہوئی۔ اس سرزمین پر حرم اور روضہ مقدسہ جو انوار الٰہی ذرات برستے ہیں۔ اسکی تعریف کرنا ہمارے حد امکان سے باہر ہے۔ روضہ مطہرہ کے پہلو میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مزارات ایک ہی قبہ کے اندر ہیں۔ روضہ مبارک کی جالی پر اور حجرہ کو نیز ہر طرف دو دو سعودی جنگی پہرہ دار متعین ہیں۔ کوئی حاجی نہ جالی کو چھو سکتا ہے نہ بوسہ دے سکتا ہے۔ نہ سر لگا کر حجرہ کے جھانک سکتا ہے۔ معلم نے جہاں جہاں ضرورت تھی سلام پڑھایا۔ ظہر کی نماز ۲ بجے حرم میں ادا کی۔ دعا مانگی اور قیام گاہ پر واپس آئے۔ سوائے نماز عشاء کے چاروں وقت بعد نماز سلام پڑھایا جاتا ہے۔ اسی جالی اور قبہ کے اندر ایک سمت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ بھی بنا ہوا ہے۔ یہاں کا سرد اور مزے دار پانی بہشت بریں کی ایک نعمت ہی نہر زرقہ یہاں جاری ہے۔ جابجا نل لگے ہوئے ہیں۔ شہر مدینہ کی رونق حرم محترم کی عظمت و بابرکت شان دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم کیا اور ہماری زبان و قلم کیا جو ثنا وصفت کرسکے۔ بقول لیکہ تمام سمندر روشنائی بنجائے اور تمام درخت قلم بنجائیں تب بھی یہاں کی تعریف احاطہ امکان سے باہر ہے۔ یہ حبیب خدا کا مکان ہی جسکی خاطر باریتعالےٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اور اپنے حبیب کو وہ رتبہ عالی عطا فرمایا کہ جو نہ کسی کو ملا اور نہ آیندہ کسی کو ملے۔ کیونکہ آنحضرت خاتم النبین ہیں۔ یہاں کے باشندے نہایت خلیق۔ مسکین حلیم الطبع منکسر المزاج۔ اور متواضع ہیں۔ حرم میں مسجد نبوی کے حصہ میں جنت کی ایک کیاری ہے جس کا نام ریاض الجنۃ ہے غرضکہ یہاں کی ہر چیز قابل دید اور قابل زیارت ہے۔ جس طرف نگاہ اوٹھائیے نور ہی نور نظر آتا ہے جس سے طبیعت مسرور ہوتی ہے اس خطہ زمین پر سرسبزی اور شادابی بھی بیحد ہے۔

۲۷۔ جون سنہ ۲۸ء۔ آج مولانا علی حسن صاحب سے جن کے نام ایک خط تھا۔ ملاقات کی

اندرونی کے مکان میں اٹھکر چلے آئے، گویا اپنے گھر میں آگئے۔ مولانا موصوف بمبیت البصراوی زقاق الخیاطی باب السلام کے قریب رہتے ہیں۔ نہایت مہمان نواز اور متواضع ہیں۔ آپکی صحبت نعمت غیر مترقبہ ہے۔

۲۸ جون ۱۹۴۸ء۔ آج معلم کے ساتھ بعد نماز صبح جنت البقیع میں حاضری دی۔ یہ ایک صاف چٹیل میدان ہے۔ بیچ میں اسکے راستہ بنا دیا گیا ہے۔ تمام قبے اور کتبے جو یہاں تھے شہید کئے گئے ہیں وہ سب پتھر بے ترتیب حالت میں اوس راستہ کے دونوں طرف بطور منڈیر چن دیئے گئے ہیں۔ ۷۔ ۸۔ یا ۹ قبروں کے بطور چبوترہ نشان بھی بنے ہوئے ہیں جس میں ایک چبوترہ ازواج مطہرات کا بتایا جاتا ہے۔ سرہانے ایک ایک بالشت کے پتھر کے ٹکڑے اس غرض سے گاڑ دیئے گئے ہیں کہ گویا یہ نو مزارات کا ایک مزار ہے۔ اسیطرح ایک چھوٹا سا چبوترہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مزار بتایا جاتا ہے جو آنحضرت کے صاحبزادے ہیں۔ یہ ایک بچہ کی سی قبر معلوم ہوتی ہے۔ اسیطرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حلیمہ سعدیہ وغیرہ کے چبوترے نما مزاروں کے نشان ہیں۔ باقی اس جنت البقیع میں کسی قبر کا نشان تک بھی نہیں معلوم ہوتا۔ قریباً تمام قبرستان کو ہموار میدان کر دیا گیا ہے اس قبرستان کے جو دو حصے کرکے بیچ میں راستہ بنایا گیا ہے داخل ہوتے وقت داہنی جانب کا حصہ وہ ہے کہ جس میں پرانے اور متبرک مزارات ہیں اور جہاں کے قبے وغیرہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اور بائیں سمت کا میدان نیا قبرستان ہے۔ غرضکہ اس متبرک موقع کو دیکھنے سے دل پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے کہ تیرہ سو برس کے آثار قدیمہ اور مقدس مزارات سب شہید کر دیئے گئے۔ نام و نشان تک مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ خداوند عالم اون ہاتھوں سے بدلہ لے جنہوں نے یہ عمل کیا ہے اور جنہوں نے یہ حکم دیا ہے۔ سعودی حکومت کے دسترخوان کے بلاؤ اس کھلے ہوئے واقعہ پر بھی پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ معلم نے اون قبروں کے نشان پر لیجا کر کھڑا کیا اور سب جگہ سلام پڑھایا۔ دن کی گرمی اور تپش نے آج سہ پہر کو ہمیں بیمار کر دیا۔

۲۹۔ ۳۰ جون۔ و یکم جولائی ۱۹۴۸ء تا ۲ جولائی ۱۹۴۸ء۔ خالی۔ علالت رہی۔ تیسرے دن تپ دلرزہ کے دورے پڑے اور بخار ہر وقت رہا۔ ۲ جولائی کی دوپہر کو ہم معہ چند اصحاب کے دروازے میں علیل پڑے ہوئے تھے کہ ایک فقیر نے بے تحاشہ آکر دروازہ کھول دیا۔ اور عام طور پر سوال کیا کہ بابا کوئی کپڑا دو۔ ایک منٹ تک خاموشی کا عالم رہا۔ غیب سے ہمارے دل میں ایک خیال پیدا ہوا کہ ہم نے وہی کرتہ جو ہم پہنے

ہوئے تھے اپنے جسم سے اتار کر اسکو دیدیا اسکے بعد جاڑے کا دورہ رک گیا بخار بھی خفیف ہو گیا مگر چند دن بھی خفیف علالت میں گذری۔

۹۔ جولائی ۲۸ سنہ ء۔ آج ہماری طبیعت زیادہ اچھی رہی شام کو مولوی ضیاء الدین صاحب اور محمد سالم صاحب سے خود جاکر باب الرحمۃ میں ملے حرم میں حاضر ہوکر مغرب کی نماز ادا کی۔ گویا ہم بالکل اچھے ہوگئے۔

۱۰۔ جولائی ۲۸ سنہ ء۔ صبح مولوی سید احمد صاحب فیض آبادی سے ملاقات کی اور شام کو حرم میں حاضر ہوکر عشاء کی نماز تک حاضری دی۔ دعا مانگی۔

۱۱۔ جولائی ۲۸ سنہ ء۔ مولانا علی حسن صاحب اپنے میزبان کے ہمراہ حضرت سید محمد صاحب مدنی گوشہ نشین بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دعا کے طالب ہوئے جو انھوں نے دی اور یہ بھی فرمایا کہ کسی مقصد کی کامیابی کے لئے ہر پنجگانہ نماز کے بعد درود شریف پانچ سات مرتبہ پڑھنے کے بعد پانچ مرتبہ قل یا ایہا الکافرون اور دس مرتبہ آیۃ الکرسی اور پھر درود پڑھنے کے بعد دعا مانگی جائے۔ خداوند عالم مقصد پورا کرے گا۔

۱۲۔ جولائی ۲۸ سنہ ء۔ کو معلّم کے ایجنٹ اور رفیق سفر کے ساتھ سواری میں بعد نماز صبح شہر سے باہر باب شامی سے نکلکر جبل احد کے دامن میں امیر حمزہ اور عقیل شہید کے مزار پر حاضر ہوکر سلام اور فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی شہداء جنگ احد اور جبل احد پر بھی سلام پڑھا۔ اور دعا مانگی اسی مقام مسجد مسجد تیج میں دو نفل پڑھکر دعا مانگی تھی اور مسجد امیر حمزہ کا بھی شہید کرکے میدان کر دیا گیا ہے صرف نشان باقی ہے۔ یہاں بھی پہرہ موجود ہے۔ شہداء احد کے مزارات بھی شہید کرکے برابر کر دیئے گئے ہیں۔ اور قبرستان بتینہ کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی اندر بھی نجا سکے۔ اس حصہ میں زمین و نہر کا پانی لطف دے رہا ہے یہاں ہی بیر عثمانی پر پہونچکر پانی پیا۔ اور مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھکر روانہ ہوئے اور مسجد قبلتین کی زیارت کی اور دو رکعت نماز نفل یہاں بھی پڑھی۔ یہ مسجد وہ ہے کہ ہمارے حضور نبی کریم کے مبارک زمانہ میں ایک وقت کی نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی گئی ہے یعنی جماعت سے نماز بیت المقدس کی طرف جانب شمال ہو رہی تھی۔ کہ کعبہ اللہ کی طرف نماز ادا کرنے کی آیت نازل ہوئی۔ فوراً جماعت جنوب کعبہ اللہ کی طرف پھر گئی۔ اس مسجد میں دونوں محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ یہاں سے فارغ ہوکر مسجد فتح مسجد سلیمان فارسی

مسجد علیؓ ۔ مسجد حضرت عمرؓ ۔ و مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ۔ اور دو دو رکعت نفل پڑھے ۔ یہ پانچوں مساجد قریب قریب غزوہ خندق کے موقع پر ہیں ۔ مسجد فتح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے فتح کی دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی تھی ۔ پانچون مقام ماثورہ ہیں مسجد علیؓ کے نیچے تہ خانہ ہے جس میں برساتی پانی ۔ بیس گز گہرا جمع ہے باب عنبرہ جہاں سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے ہیں اور جہاں مدینہ ریلوے کا اسٹیشن ہے ۔ اسکے باہر کا حصہ وادی بطحا کہلاتا ہے ریل سے کینہ ہوجانے سے مدینہ شریف کے بہت سے حصے غیر آباد اور ویران پڑے ہوئے ہیں حضرت عبداللہ پدر نبی کریم کا مکان بھی شہر مین دیکھا جو جنوب ہے ۔

۱۳ جولائی شنبہ ۲۸ء صبح آٹھ بجے ایک گاڑی مین معہ اپنے رفیق سفر اور میزبان مولانا علی حسن صاحب کے مقامات متبرکہ کی زیارت کو باب حمام سے عوالی مدینہ اور پرانے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے ۔ شہر سے نکلنے پر بیر زردان دیکھا ۔ اس کنوئیں میں ایک یہودی نے بغیت حضور سرور عالمؐ پر جادو کر کے ایک پتلا دفن کیا تھا ۔ جس کا اثر حضورؐ پر ہونے لگا تھا ۔ ایک دن دو فرشتوں نے آپس میں بات چیت کی ۔ جس سے حضورؐ کو اس جادو کا حال معلوم ہوا ۔ اور کنوئیں سے اوس جادو کے پتلے کو نکلوایا اور اوس یہودی کو بلوا کر دریافت کیا کہ تم نے مجھپر جادو کیوں کیا تھا ۔ اوس نے جواب دیا کہ مین نے اسلئے جادو کیا تھا کہ آپ برحق اور سچے نبی ہین تو آپ پر اس کا راز افشا ہو جاوے گا ۔ اور اگر اسکے خلاف ہے تو میرے جادو کے اثر سے آپ مر جائیں گے ۔ حضورؐ نے اوس یہودی سے کوئی انتقام نہین لیا ۔ اور کنوئیں کو پاٹ دینے کا حکم فرمایا ۔ تیرہ سو برس سے میلا کنواں پاٹنے کو ڈالا جاتا ہے ۔ مگر آجتک کنواں پورا نہیں پٹ سکا ۔ یہ بھی حضور کا ایک معجزہ ہے ۔ اسکے بعد عوالی یعنی بلندی مدینہ میں جہاں عموماً ایک خاص قسم کے سیاہ فام شیعہ آباد ہین ۔ مسجد حضرت ماریہ میں حاضر ہوئے ۔ شاہ مصر نے حضور سرور عالم کو ماریہ اور شیری دو لونڈیاں بھیجی تھیں ۔ ماریہ حضور نے رکھ لی تھی ۔ اور شیری ایک صحابی کو عطا فرما دی تھی ۔ حضرت ماریہ کا یہاں قیام رہا تھا ۔ یہ دو منزلہ مکان تھا ۔ یہین حضرت ماریہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک صاحبزادے پیدا ہوئے تھے ۔ اسی مقام پر انھوں نے پرورش پائی تھی اور آنحضرتؐ یہاں تشریف لایا کرتے تھے اب یہ بطور مسجد کی صورت مین ہے ۔ اسکے بعد مسجد شمسی مین حاضر ہوئے ۔ جہاں ہمارے حضور سرور عالمؐ نے اول نماز جمعہ ادا فرمائی تھی ۔ بعدہ بیر عرش پر حاضر ہوئے جسکی بابتہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ بیر الکواں

ہے اسکا پانی پیا منہ ہاتھ دھوئے اسی کنوئیں کے پانی سے حضور کے ارشاد کے بموجب حضور کی وفات پر غسل میت دیا گیا تھا بعدہٗ غار مدسونہ پر پہونچے۔ جہاں کی مٹی ہر مرض کے واسطے خاک شفا ہے حضور صلعم کے زمانہ میں جب بخار پھیلا ہے تو حضور نے حکم فرمایا تھا کہ غار سونہ میں جاکر لوٹو چنانچہ اس عمل سے بیماروں کو شفا ہوئی۔ یہاں سے تھوڑی سی مٹی ہم نے بھی لے لی ہے۔ اسکے بعد بیر حُسنین پر حاضر ہوئے جو ایک کھجور کے باغ میں ہے۔ اس باغ میں خود حضور صلعم نے اپنے دست مبارک سے درخت لگائے ہیں۔ اس کنوئیں کے پانی سے غسل فرمایا ہے۔ وضو فرمایا ہے اور لعاب دہن اسمیں ڈالا ہے۔ یہاں کا بھی پانی ہمنے پیا اور سر پر ڈالا۔ اور مساجد بالا میں دو دو رکعت نفل بھی پڑھے۔ یہاں سے مسجد قبہ حاضر ہوئے۔ یہاں کے امام صاحب مسجد نے ہمیں مدعو فرمایا ہے۔ مسجد میں حاضر ہو کر نفل پڑھے۔

کیونکہ یہاں دو نفل پڑھنا ایک عمرہ کا حکم رکھتے ہیں۔ اسلام میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے جسکو مسجد طاقت الاسلام بھی کہتے ہیں۔ حضور عالم صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے اسکی بنیاد رکھی تھی۔ اوسوقت حضرت جبرئیل نے خانہ کعبہ اللہ کو لاکر آپ کے سامنے کردیا تھا۔ اسی مسجد کی ایک سمت میں **طاقت الکشف** وہ مقام ہے جہاں حضرت جبرئیل نے خانہ کعبہ آپ کے سامنے کیا تھا اور صحن میں **مبترک الناقہ** وہ مقام ہے۔ جہاں حضور کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔ نفل اور زیارت سے فرصت پاکر امام صاحب کے مکان پر حاضر ہوئے فوراً تازی کھجوریں پیش ہوئیں جو نہایت لطف کے ساتھ سیر ہو کر کھائیں۔ نماز جمعہ سے فراغت حاصل کرنیکے بعد دسترخوان بچھایا گیا جسپر حاجی **فضل الٰہی** صاحب و فدا محمد صاحب سوداگر وغیرہ چند صاحب اور بھی ہیں۔ عربی تکلف کھانا پیش ہوا۔ بڑے چینی کے پیالوں میں شوربے دار قیمہ میں نمکین سموسے بڑی تھالیوں میں نہایت باریک پرت کے پراٹھے۔ جن کے درمیان میں قیمہ انڈے اور سبزی پسی ہوئی بھری ہوئی ہے اور نہایت سرخ سکے ہوئے ہیں۔ ایک بڑی سینی میں مسلّم دنبہ کا پلاؤ یا بریانی۔ جسپر انڈا۔ پستہ۔ چلغوزہ اور بادام کی ہینگ چنی ہوئی ہے۔ اور نہایت مرغن اور ہر چیز نہایت مزیدار ہے۔ ہر چیز خوب سیر ہو کر کھائی۔ اور آرام کیا۔ اسے مکان کے قریب **بیر عرس یا بیر خاتم** ہے۔ یہاں بھی جاکر پانی پیا۔ یہ وہ کنواں ہے جس کی منڈیر پر حضور سرور عالم تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور جنت کی بشارت فرمایا کرتے تھے اسی کنوئیں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے آنحضرت کی انگشتری مبارک گر گئی تھی اور باوجود تمام پانی نکلوانے اور کنوئیں کا ریت چھنوانے کے بھی انگوٹھی نہیں ملی۔ قریب مغرب امام صاحب سے رخصت ہو کر

حاجی فضل الٰہی صاحب و حاجی فدا محمد صاحب کے ہمراہ انکے باغ کو روانہ ہوئے۔ کیونکہ وہ بھی دعوت دے چکے تھے۔ راستہ میں پرانا مدینہ دیکھا جو محض سیاہ پتھر کے ٹکڑوں کا دور تک ڈھیر پھیلا ہوا ہے۔ دو چار شیوہ آبادی کے مکان بھی نظر آئے۔ یہی پہاڑی راستہ غار کھلاتا ہے جو کعبۃ اللہ سے مدینہ منورہ کے قریب کا ہے۔ اسی مقام پر وہ مسجد بھی دیکھی جہاں انصار نے دو مہینہ تک برابر بیٹھکر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا تھا جبکہ حضور ہجرت فرماکر مکہ سے مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے اسکے بعد حاجی فضل الٰہی صاحب کے باغ میں پہونچے جو نہایت سرسبز اور کھجوروں کے خوشوں سے بھرا ہوا تھا۔ باغ کے بیرونی جانب ایک یہودی کے بختہ قلعہ کے کچھ نشان دیکھے جو حضور کے زمانہ سے پیشتر کا بنا ہوا ہے۔ اسی نواح میں ترکوں کے زمانہ کا بھی ایک قلعہ نظر آیا۔ باغ میں کنوئیں کے پانی سے جو مشین سے چل رہا تھا وضو کیا۔ اور نماز مغرب ادا ہوئی مختلف قسم کی کھجوریں صاحب باغ نے پیش بھی کیں اور درختوں سے ہمنے اپنے ہاتھوں سے بھی توڑکر اور خوب سیر ہوکر کھائیں۔ باغ اور اسکے تمام حصوں کی خوب چل پھر کر سیر کی۔ چار کا دور چلتا رہا۔ نماز عشاء باجماعت ادا ہوئی کھانا کھایا۔ اور باغ کے ایک حصہ میں چبوترہ پر فرش بچھا کر سبنے آرام کیا۔

۱۴ جولائی ۲۸ء۔ یہ دن بھی یہاں باغ میں گذرا۔ کھجور، ناشتہ اور دنبہ کے پلاؤ وغیرہ سے ہماری مہمان داری ہوئی چار نوشی کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

۱۵ جولائی ۲۸ء۔ ناشتہ اور تازہ کھجوروں کے کھانے سے فرصت پاکر قریب ۹ بجے صبح کے عربانہ یعنی گاڑی میں ہم روانہ ہوئے اور اس شرک پر کو واپس ہوئے جو مجزی پاشا نے چوڑی شرک باب قبا سے سیدھی بنوائی ہے۔ میزبان نے ایک لکڑی کے چھوٹے بکس میں کھجوریں ساتھ بھی کر دیں واپس مکان پہونچے۔

۱۶ جولائی ۲۸ء۔ آج مدینہ طیبہ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک لیموں چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا ہے۔ ورنہ چور کو جرمانہ اور ناک پر زخموں کی سزا دیجاتی رہی ہے۔

۱۷ جولائی ۲۸ء۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص کی گردن ماری جاوے گی۔ اوس نے ایک بخاری کے قتل کا اقدام کیا تھا۔ مگر وہ اچھا ہوگیا۔ اور اسکا شفاخانہ میں علاج ہوتا رہا۔ دولاری موٹر میں قزاق اور چور پکڑے ہوئے آئے ہیں۔ پہلے کے بھی چھ سات آدمی اسی جرم میں گرفتار اور حوالات میں۔ ابھی کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔

۱۸-جولائی ۱۹۲۸ء۔ بعد عصر ہمارے معلم عمر خاشقجی نے مع مولانا علی حسن صاحب کے ہماری دعوت کی عربی اور ہندی قسم کے سن دکھانے ہندوستانی طرز پر نہایت پرتکلف طریقہ سے مع پھلوں کے پیش کئے اور نہایت خلوص محبت و اخلاص سے کھلائے۔ بعد فراغت مسجد حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ میں حاضر ہوکر مغرب کی نماز ادا کی اور اسکے بعد مسجد الغمامہ جو ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عیدگاہ تھی اور مسجد سیدنا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور مسجد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوکر دو دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ یہ تمام مقامات ان حضرات کے رہنے کے مقام تھے۔

۱۹-جولائی ۱۹۲۸ء۔ آج ہمارے قیام کے مکان میں حاجی محمد اسحٰق صاحب ساکن کراچی کی طرف سے بعد ظہر صرف ہمیں سنت میلاد شریف ہوا۔ اور بعدہٗ حاضرین کی دعوت کی گئی۔ پچھلے سنیچر یعنی ۱۴-جولائی ۱۹۲۸ء کو بھی حاجی صاحب نے اپنے مکان قیام پر محفل میلاد منعقد کی تھی۔ اور ہم کو بھی مدعو کیا تھا۔ مگر ہم اوس دن حاجی فضل الٰہی صاحب کے باغ میں تھے۔

۲۰-جولائی ۱۹۲۸ء۔ بعد نماز صبح نجدی حکومت کے پہرہ حرم سپاہیوں نے ایک شخص کو پیٹتے ہوئے حرم سے باہر نکال دیا۔ اسکے متعلق بعض ہندی مسلمانوں کو کچھ کارروائی کرنے کا خیال ہوا ہے اسکے بعد ہم جنت البقیع میں حاضر ہوئے اور اوس کھنڈر اور شکستہ کئے ہوئے میدان میں جہاں کچھ نشان بعض مزارات کے بتا دئیے ہیں۔ فاتحہ پڑھی۔ بعد نماز عصر دو ہندی روضۂ مبارک کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے کہ پہرے کے نجدی سپاہیوں نے اُن کے ہاتھوں کو جھٹک دیا۔ اون ہندیوں نے بھی سپاہیوں کو کہنی سے جھٹکا دیدیا۔ اسپر سپاہی اون دونوں کو پکڑ کر پیٹتے ہوئے حرم سے باب السلام کے باہر محکمۂ تعزیری کے افسر کے پاس لے گئے دو آدمی اور بھی ہندی اُن کی سفارش میں گئے۔ افسر نے یکطرفہ سپاہیوں کا بیان لے کر چاروں کو حوالات میں دیدیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تمھارے ہاتھ کاٹ ڈالنے چاہئیں۔ اسی اثنا میں اور دو ایک آدمی آگئے اور افسر کو کہا کہ آپ کیا کرتے ہیں تمام ہندی بگڑ جاوینگے۔ اسپر دو آدمیوں کو لٹا کر آٹھ آٹھ بید کی سزا دیگئی تب اون چاروں شخصوں کی رہائی ہوئی۔ اس واقعہ سے ہندیوں میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ ہمنے ارادہ کیا ہے کہ ۲۳-۲۴-جولائی کو یہاں سے روانہ ہوکر مصر- بیت المقدس- حمص- حمان- حلب وغیرہ

کی زیارت کرتے ہوئے۔ شام۔ بیروت وغیرہ قیام کرتے ہوئے براہ بغداد و بصرہ ہندوستان کراچی کو روانہ ہوں ۔

۲۱۔ جولائی ۱۹۶۲ء۔ نجدی قاضی القضاۃ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ جو عبدالوہاب نجدی وہابی وہابیہ مذہب کے ہوتے ہیں۔ سرکاری حکومت کے مدرسہ مین قاضی صاحب تشریف لے گئے اور ایک طالب علم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اشف لنا کہنا کیسا ہے۔ طالب علم نے جواب میں کہا کہ شرک ہے۔ اسپر شیخ عبدالقادر صاحب جو مدینہ طیبہ کے مدارس کے ڈائرکٹر تعلیم ہیں اونہوں نے اوس طالب علم کو ڈانٹا اور کہا کہ یہ تو نے کہاں سے کہا کہ یہ کہنا شرک ہے۔ شرک نہیں ہے۔ اسپر قاضی صاحب اور ڈائرکٹر صاحب میں کچھ بات چیت رہی۔ غرضکہ قاضی صاحب کے مزاج اور مذہب کے یہ بات خلاف تھی۔ قاضی صاحب نے ڈائرکٹر کو موقوف کر دیا۔ اسکے بعد مولوی سید احمد صاحب فیض آبادی کے مدرسۃ العلوم الشرعیہ تیامی بلدۃ النخیل الیبریہ مین قاضی صاحب تشریف لے گئے۔ وہاں طلباء سے ذیل کے سوالات کئے۔ مسئلہ استویٰ علی العرش۔ حیات مبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسئلہ شفاعت۔ مسئلہ مذالنائب وغیرہ وہاں سے ان مسائل کے جوابات نجدی اور وہابی کے عقائد کے موافق ملے۔ قاضی صاحب خوش ہو گئے۔ اور طلباء مدرسہ کو کچھ وظائف دینی کا وعدہ کیا۔ اور اپنے عقاید کی کتابین بھی مدرسہ مین کچھ پڑھانے کو دین۔ اسکے بعد مولوی عبدالباقی صاحب کے مدرسہ النظامیہ فی العلوم الدینیہ مین تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب سے نصاب تعلیم دریافت فرمایا۔ مولانا نے فرمایا کہ کلام پاک احادیث اور اس کی ضروریات کی تعلیم دیجاتی ہے۔ خیریت ہوئی کہ یہاں اس قسم کے بے تکے سوالات نہیں کئے گئے اور قاضی صاحب واپس چلے گئے۔

۲۲۔ جولائی ۱۹۶۲ء۔ آج صبح ہم اپنے ایک رفیق کے ساتھ یہاں کا شفاخانہ دیکھنے چلے گئے رئیس الڈاکٹر جناب محمد بے خالد التحاشفجی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ یہ بات معلوم ہو کر بیحد ہمیں مسرت ہوئی کہ آپ مدینہ طیبہ کے ہی باشندے ہین اور شریف علی سابق حکومت نے ان کو ملک شام مین ڈاکٹری کی تعلیم کو بھیجا تھا۔ نہایت کامیابی کے ساتھ اس نوجوان نے اس تعلیم کو حاصل کیا۔ اور ابھی حال مین یہاں کے شفاخانہ کا چارج آپکے سپرد ہوا ہے۔ آپ فرانسیسی ورعربی زبان سے واقف ہین۔ ہمارے اور انکے درمیان ترجمانی کے واسطے آپنے اپنے اسسٹنٹ جناب ڈاکٹر محمد سعید صاحب کو بلا لیا ہے

یہ انگریزی سے واقف ہیں۔ ان کے ذریعہ سے تفصیلی طور پر بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد
دونوں صاحبوں نے شفاخانہ کے ہر حصہ کو ہمیں دکھایا جہاں تک ہمارا خیال ہے تمام حصوں کا انتظام
صفائی۔ مریضوں کی نگہداشت وغیرہ سب اچھی حالت میں ہے۔ ادویات کا اسٹاک نہایت کثرت سے
ہے اور معلوم ہوا کہ نئی ادویہ کا دوسرا اسٹاک ایک اور آرہا ہے۔ جو عنقریب میں آچکا ہے۔ ہمارے سامنے کئی
مختلف قسم کے مریضوں کو ملاحظہ کیا۔ علاوہ یہاں کے مریضوں کے ایک ہندوستانی مریض بھی شفاخانہ
میں ہم نے دیکھا۔ دونوں صاحبوں کو انسانی اخلاق اور ہمدردی سے بھی ہم نے متصف پایا۔ رئیس الداکٹر
صاحب پہلے مدینہ طیبہ کے باشندے ہیں جو اس عہدہ پر مامور ہوئے ہیں۔ باشندگان مدینہ۔ زائرین حجاج
اور پبلک بادشاہ کے اس انتخاب کو بنظر تشکر و استحسان دیکھتی ہے۔

۲۳-۲۴ جولائی ۲۸ء۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ہم برابر دیکھتے رہے ہیں کہ یا رسول اللہ
کہنے پر روضہ مطہرہ کے مواجہ میں۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے پر ہاتھ باندھکر باادب سلام پڑھنے پر حاجی
پیٹے جاتے رہے ہیں اور حاجیوں کے ساتھ سختی برتی جاتی رہی ہے۔ آج بعد مغرب یہی واقعہ ہمارے
سامنے اور خود ہمارے ساتھ گذرا۔ مواجہہ میں ہاتھ اٹھا کر ہم دعا مانگ رہے تھے کہ ایک نجدی سپاہی
نے ہمارے ہاتھ جھٹک کر نیچے کر دیئے۔ ادب کے خیال سے ہم خاموش ہوگئے۔

۲۵-جولائی ۲۸ء۔ آج ہمیں اطلاع ملی کہ جو ہندی یا رسول اللہ کہنے پر تعزیری افسر کے
سامنے لیجائے گئے تھے اور لٹا کر ان کے بید لگائے گئے تھے اور ہاتھ کاٹنے کی دھمکی دیگئی تھی۔
ان کو جدہ تک موٹر سے جانیکا کوشاں پروانہ راہداری فی کس تین گنی معاف کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ہندوستان میں
برٹش حکومت سے شکایت نہ کی جائے۔

۲۶-جولائی ۲۸ء۔ آج ایک چور بدو کا مصری دروازہ کے باہر صبح ایک طرف کا ہاتھ
اور دوسری طرف کا پاؤں پبلک کے سامنے کاٹا گیا ہے۔ اور بعدہٗ بغرض علاج خستہ خانہ یعنی شفاخانہ
بھیجدیا گیا ہے۔ آج ساڑھے پانچ گنی کرایہ میں ہمارے موٹر کا بھی واپسی جدہ تک انتظام ہوگیا ہے۔ کل بعد
مغرب انشاءاللہ ہم روانہ ہوں گے۔ جس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹا گیا ہے یہ راہزن تھا۔

۲۷-جولائی ۲۸ء۔ واپسی از مدینہ طیبہ۔ بعد نماز صبح جنت البقیع میں حاضر ہو کر ان
مزارات پر فاتحہ پڑھی جن کے کچھ نشان بجبر بنا دیئے گئے ہیں۔ بعدہٗ سید محمد صاحب مدنی گوشہ نشین

کی خدمت میں بغرض رخصت حاضر ہوئے۔ تین۳ وظائف لب نماز عصر جمعہ۔ اور تہجد۔ روزانہ
کے بتائے۔ اول یاحی یا قیوم۔ نصف شب ایک سو مرتبہ مخصوص اجابت دعا۔ دوم سبحان اللہ
والحمد للہ والا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۰
ننانوے مرتبہ آخر میں ایک مرتبہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۰ پنجگانہ نماز کے بعد
تیسرا۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی الہ وصحبہ وسلم ۰ اسی
یا سو مرتبہ بعد نماز عصر یوم جمعہ۔ بعدہ مولانا نائب حاجی علی حسین صاحب سے وہ درود لکھوائی کہ جس کے
پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے وہ یہ ہے۔

صلوٰۃ الحضوری صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وصاحبہ وبارک وسلم ۰

شب جمعہ یا شب دوشنبہ کو بعد نماز عشاء بطہارت کاملہ رو بقبلہ جائے نماز پر پڑھا جائے۔ اگر
سجدے میں ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ دو زانو نشست تعداد تلاوت ایک ہزار بار۔ بلاکم وکاست طلب حضور
وتصور حضوری۔ وذوق واشتیاق وحصول شرف زیارت حتی المقدور برابر متصل رہنے کی کوشش
رہے۔ بعد ختم تعداد اسی مقام پر اور اسے تصور میں داہنی کروٹ پر با طہارت سو رہے۔ واللہ الموفق
والمعین۔ اسکے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ کھانے پینے کے تماکو یا کسی نشی چیز کے استعمال کی عادت
نہو۔ اگر عادت ہو تو چھوڑ دینی چاہئیے۔ بعد نماز جمعہ معلم کے ایجنٹ حمزہ نے روضہ مبارک پر سلام
الوداعی پڑھوایا۔ ہمیں جدائی روضہ مطہرہ کے خیال سے رقت طاری ہوگئی۔ اسی حالت سے
دروازہ باب السلام تک واپس آئے۔ اسکے بعد عصر کی نماز بھی حرم میں پڑھی۔ اور سلام عرض
کرنے کا موقع مل گیا۔ بعد عصر موٹر خانہ پر معہ ایک رفیق کے آئے۔ بعد مغرب روانہ ہوگئے۔ یہاں
اسقدر کہنا اور ضروری ہے کہ ہم بارہ دن تک مدینہ طیبہ میں شدید علیل رہے تھے۔ تو ہمیں یہ
خیال تھا کہ ہماری چالیس وقت کی نمازیں حرم میں نہیں ہوئی ہیں۔ اور ہم سمجھتے تھے کہ نصف نمازیں
بھی پوری نہیں ہوئی ہیں۔ پہلے ایک کمپنی کو موٹر کا کرایہ دیدیا گیا۔ اسنے وعدہ کیا تھا کہ کل موٹر
روانہ ہوگی۔ دوسرے دن جب معلم کا ایجنٹ روانگی کا وقت معلوم کرنے گیا تو معلوم ہوا کہ آج
موٹر نہیں جائے گا۔ کل جائے گا۔ ہم خوش ہوئے اور خدا کا شکر بجا لائے کہ پانچ نمازیں ہماری
پڑھ گئیں۔ اسیطرح دوسرے اور تیسرے دن بھی اتفاق ہوا۔ اب ہمنے پانچوں وقت کی نماز

حرم میں پڑھنا شروع کردیں۔ گویا تین دن میں پندرہ نمازیں پڑھ گئیں۔ جس موٹر کمپنی کو ہمنے اپنا کارروپیہ دیا تھا اوسکی ٹال مٹول کی وجہ سے ہم بد دل ہوگئے اور کچھ پتہ نہیں تھا کہ اوس کا موٹر کب روانہ ہوگا۔ اس لئے چوتھے دن اوس سے روپیہ واپس لے کر دوسری کمپنی سے معاہدہ کیا۔ چوتھے دن کی پانچ نمازیں اور پڑھ گئیں۔ اوس کمپنی نے بھی یہ وعدہ کیا تھا کہ کل جمعرات کو موٹر چلے گا مگر صبح کو جب ایجنٹ معلم معلوم کرنے گیا تو معلوم ہوا کہ آج موٹر روانہ نہیں ہوگا۔ کل بعد نماز جمعہ کے روانہ ہوگا۔ پانچویں دن کی پانچ نمازیں ہماری اور حرم میں پڑھ گئیں۔ اور اب ہمارا وہ خطرہ دل سے جاتا رہا کہ چالیس نمازیں بھی ہماری حرم میں پوری نہیں ہوئی ہیں۔ چھٹے دن جمعہ کو بھی دو نمازیں ہماری حرم میں ہوئیں۔ اور اطمینان سے ہمنے سفر شروع کردیا۔ ایک خطرہ اور ہمارے دل میں پیدا تھا کہ جدہ پہونچنے پر اگر خدا نخواستہ یہ میل کا جہاز جو دس بارہ دن میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور آتا ہے اگر وہ ہمارے پہونچنے سے ایک دو دن پہلے چھوٹ گیا ہے تو آٹھ دس دن جدہ میں ٹھہرنا مشکل ہوگا۔ کیونکہ جدہ اچھی جگہ نہیں اور کوئی راحت کا سامان نہیں۔ مگر خداوند عالم کی اس میں مصلحت تھی کہ چھ سات دن تک موٹر والوں کی ٹال مٹول سے ہمیں مدینہ طیبہ میں ٹھہرنا پڑا۔ اور اس دوران میں اللہ پاک نے ہمارے اوس دوسرے خطرہ کے دفعیہ کے اسباب بھی مہیا فرمادیئے

۲۸ جولائی ۲۸ء۔ راستہ۔ شب میں ضرورت کے موافق بعض منزلوں پر قیام کرتے ہوئے آج شب کو منزل قدیمہ میں ۲ بجے پہونچے۔ صبح تک نہایت آرام سے زمین پر بستر لگایا اور تکان کی وجہ سے بےخبری کی نیند سوئے۔ اب ہر جگہ کے قہوہ خانے ویران پڑے ہوئے ہیں۔ آتے وقت تمام آباد تھے۔ ۳۲ دن میں ہم مدینہ طیبہ سے واپس ہوئے ہیں۔ حجاج کا کثیر حصہ جاچکا ہے

۲۹ جولائی ۲۸ء۔ جدہ بعد نماز صبح منزل قدیمہ سے روانہ ہوکر ساڑھے آٹھ بجے منزل دہبان پہونچے۔ ناشتہ کیا۔ کھجور۔ اور چائے پی اور تھوڑا آرام کرکے پھر روانہ ہوگئے۔ دس بجے صبح کے جدہ پہونچ گئے۔ اپنے وکیل حسین ابو زید کے یہاں قیام کیا۔ منشی احسان اللہ صاحب نائب برٹش کونسل سے ملکر اپنے رفیق سفر کا پاسپورٹ باوجود تعطیل ہونے کے دفتر سے منگوایا۔ منشی احسان اللہ صاحب نے ہی ہمسے یہ بھی فرمایا کہ کل جو سوئز کو جہاز جانے والا ہے اوسمیں مصر چلے جاؤ۔ یہ خدا کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے کہ ہم جدہ پہونچے ہیں اور جہاز ہمیں تیار ملتا ہے۔ حاجی عبدالغنی صاحب

پاس جاکر اپنے حوالہ کے روپئے۔ نوٹ۔ گنیاں لیں۔ بازار سے بردیمانی۔ یعنی یمن کی بنی ہوئی چادریں خریدیں۔

حالات ملک حجاز

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور جدہ میں جو کچھ ہم نے حکومت کے حالات۔ عمال حکومت کے واقعات رعایا کا حجاج کے ساتھ برتاؤ۔ معلمین کا سلوک۔ دوکانداروں کا طرز عمل وغیرہ دیکھا ہے یہاں ہم اوسکی تفصیل کرتے ہیں۔

قریباً ہر موقع پر نجدی بدو پہرہ پر متعین ہیں اور وہ حاجیوں کے ساتھ بجنسہ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں نو وارد وحشی گورے معزز سے معزز ہندوستانی کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ مثال ایسی موزوں ہے کہ اسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ ابن سعود کی حکومت کی باگ حقیقت میں دو آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ایک ان کے وزیر باتدبیر جو انپر حاوی ہیں۔ دوسرے قاضی القضاۃ جن کے حکم میں فوج کا بہت سا حصہ اور رعایا ہے۔ بغیر انکے ایماء اور مرضی کے اور رائے کے ملک کا کوئی انتظام نہیں کیا جاسکتا۔ اونکی مرضی کے خلاف بھی کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ابن سعود پران کا خوف طاری ہے۔ ان کا اثر بہت زیادہ ہے۔ حکومت نے حجاج پر مختلف مدوں میں اسقدر ٹیکس لگادیئے ہیں کہ جس کا اندازہ کم سے کم سولہ ۱۶ گنی ہندوستانی فی حاجی پڑتا ہے دو چار مدیں نمونتہً ہم یہاں دکھلاتے ہیں۔

جدہ سے مکہ تک جانیکا موٹر کا کرایہ فی کس عـ۵ ہے اسمیں سے قریباً نصف کے حکومت کا ہے ۸ عـ جدہ میں وکیل معلم کی فیس ہے۔ اوسمیں بھی حکومت حصہ دار ہے۔ مکہ میں عـ۵ معلم کی فیس ہے اسمیں عـ۵ حکومت کے ہیں ۳ عـ جو فی حاجی زمزمی کا ٹیکس ہے اوسمیں سے دو روپیہ حکومت کے ہیں۔ ایک روپیہ فی کس نہر زبیدہ کی فیس لیجاتی ہے۔ وہ بھی حکومت کے ہی پیٹ میں جاتی ہے۔ چار گنی جو عرفات آنے جانے کا اونٹ کا کرایہ ہے اوسمیں دو گنی حکومت کی ہیں۔ سب سے بڑا ٹیکس یہ ہے کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ جانے اور جدہ واپس آنے کا موٹر کا کرایہ

چاہے کسی مقدار میں موٹر کمپنی سے طے ہو۔ چھ گنی فی کس حکومت کی ہیں۔ اسی قسم سے چھوٹے موٹے
بہت سے ٹیکس ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ لکھوکہا گینان جو ہر سال حکومت کو حاجیوں سے حاصل ہوتی ہین
اُنسے حکومت حاجیوں کو کیا فائدہ اور آرام پہونچاتی ہے۔

مکہ معظمہ کی شہرکین راستہ ویسے ہی ناہموار ہین جیسے کہ غالباً ہمیشہ سے ہین۔ انکی مختلف ذرایع
سے یہ کوشش رہتی ہے کہ تمام حجاج جو حجاز مین آے ہین وہ وہابیہ کے عقاید کی پیروی کرین۔ انہین
اصول پر چلین کہ جو عبدالوہاب نجدی کے خود ساختہ ہین۔ اگر کسی حاجی کو کسی موقع پر وہ اپنے عقائد کے
خلاف کرتے دیکھتے ہین تو بے تکلف سپاہی سے خبر لیتے ہین اور اسکو پکڑ لیجاتے ہین۔ ذمہ دار عمال بھی
حکومت کے سپاہیوں کی طرفداری کرتے ہین۔ حاجیوں کی تکلیفات اور مشکلات کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتے
اگر کوئی حاجی کسی بات کی حکومت تک شکایت پہونچا بھی دے تو اوسپر ایسی بے توجہی کیجاتی ہے کہ
حاجی اپنے دوران قیام تک اپنی فریاد کو نہیں پہونچا۔ روزانہ وہ حکومت کے یہان نتیجہ معلوم کرنے
کو جاتا ہے۔ اور بے نیل و مرام واپس چلا آتا ہے۔ ہندی حاجیوں کی ترجمانی کے لیے کہ وہ اپنی زبانی
فریاد حکومت تک پہونچائین۔ ترجمانی کا بھی کوئی انتظام نہین ہے۔ ہمارا ذاتی تجربہ بھی ہو چکا ہے کہ
جب ہم ابن سعود سے ملنے کے لئے حکومت کے مکان پر گئے تو ہم ذاتی طور پر ابن سعود سے بھی تبادلہ خیالات
نہ کر سکے کیونکہ کوئی ترجمان نہ تھا اور حکومت نے اسکا کوئی انتظام نہین کیا تھا۔ اگرچہ ہمارا دل یہ چاہتا تھا
کہ ابن سعود سے زبانی بات چیت کرین کہ تبادلہ خیالات ہو۔ مگر ہم مجبور تھے۔ ہم نے یہ بھی اندازہ کیا کہ
سعودی حکومت ابھی تک مطمئن نہین ہے۔ اور اسکو برابر خطرہ ہے کہ مین حجاز کی بادشاہت پر قایم
نہین رہ سکون گا۔ آے دن تمام حجازی قبیلوں کے سردار جمع ہوتے رہتے ہین اور اونکو حکومت کے
موافقت کے سبق پڑھاے جاتے ہیں۔ ہمارے اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ہم نے عموماً
جدہ۔ مکہ اور مدینہ مین رعایا کو حکومت کی موافقت مین نہین پایا۔ مختلف زبانون سے مختلف
٩٩
قسم کی برائیان سنتے رہے جو حجاج ادائے فرض کے لئے جاتے ہین انمین سے بھی ننانوے
حکومت سے ناخوش واپس ہوتے ہین۔

حکومت نے ایک یہ بھی پروپیگنڈا پھیلا رکھا ہے کہ بعض ہندوستان کے اڈیٹران
اخبار۔ علماء۔ لکچرار۔ اور مختلف لوگوں کو اپنے دستر خوان کا بلاوا دیکر سونے کی سیپیان آنکھون پر باندھکر

کمر میں خنجر بندھوا کر کامدار جُبّے پہنا کر اور ہاتھوں میں طلائی گھڑیاں لگوا کر اپنی موافقت کے گیت گواتی رہتی ہے۔ تاکہ ہندوستانی مسلمان حکومت کے اندرونی اور اصلی حالات سے بے خبر رہیں اور فریضہ حج ادا کرنے کی غرض سے کثرت سے حجاز جائیں۔ حکومت اور عمّال اور کاروباری اصحاب کے ہاتھوں لٹیں۔ مگر حکومت کے حالات اور واقعات جو تارِ عنکبوت کی طرح ہیں پردہ خفا میں نہیں رہ سکتے جو حاجی تمام مشکلات کو برداشت کرکے اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ تو ضرور اصلی حالات پبلک کو بتاتے ہیں۔ چنانچہ اسکا نتیجہ یہ شروع ہوگیا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلہ میں قریباً بیس ۲۰ ہزار حاجی امسال کم آئے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر یہی لیل و نہار رہے تو دن بدن حجاج کی آمد کم ہوتی جائے گی۔ حکومت نے حجاز پر قبضہ کرنے کے ساتھ ہی ساتھ بہت سے لوگوں کی ملکات۔ جائداد اور مکانات۔ باغات۔ اور دکانات وغیرہ جبر یہ مدینہ طیبہ میں ضبط کرلی ہیں۔ انکی بابت کوششیں کیجارہی ہیں۔ درخواستیں لگائی جارہی ہیں۔ اپنا حق ثابت کیا جارہا ہے۔ مگر صدائے بر نخاست کا مضمون ہے۔ جو چیزیں اندرون ملک حجاز میں داخل ہوتی ہیں انپر ایسے سخت ٹیکس لگے ہوئے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ پچاس۔ ساٹھ ستر اور اسی فیصدی تک کا ٹیکس قایم ہے۔ کیا ان واقعات سے آیندہ کسی فلاح کی اُمید ہوسکتی ہے ذمہ دار عمال حکومت بھی بعض مدوں کی آمدنی میں نجی طور پر حصہ دار ہیں۔ حج کے زمانہ میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حاجی آندھی کے آم ہیں جتنے بٹورلے جائیں بٹور لینے چاہئیں۔ مگر کم بخت یہ نہیں سمجھتے کہ یہ واپس جاکر پھر ولی ملک ہمارے کارناموں کی بابت کیا اثر قبول کریں گے مدینہ منورہ کو اس حکومت کے دور میں یہ نقصان عظیم پہونچا ہے کہ وہاں کے باشندے۔ عام طور پر غریب۔ مفلس۔ محتاج اور ضرورتمند ہیں نہایت عاجزی سے ہر وقت اُن کا دست سوال پھیلا رہتا ہے۔ پہلی حکومتوں کے حکم سے جن لوگوں کو کچھ وظائف ملا کرتے تھے وہ بھی سعودی حکومت کے زمانہ میں بند کردیئے گئے۔ مدینہ منورہ کی رعایا جسطرح تباہ اور برباد ہوئی ہے وہ نہایت درجہ قابل افسوس ہے۔ رعایا ہر وقت حکومت کی بدعنوانیوں سے خائف رہتی ہے۔ اور کثرت سے۔ مکہ مدینہ اور جدہ کی عرب رعایا اس حکومت کی ناقابل برداشت سختیوں کی تاب نہ لاکر مصر و شام وغیرہ چلی گئی ہے۔ حکومت کی طرف سے جو احکامات صادر ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اخراجات گھٹانے کی کوشش کی جاتی ہے اور آمدنی بڑھانے کے وسائل مہیا کئے جاتے ہیں۔

تنخواہوں میں کمی کیجاتی ہے۔ ملازمین کی موقوفی ہوتی ہے۔ وظائف بند کیے جاتے ہیں یا کم کیے جاتے ہیں مگر نئی نئی قسم کے ٹیکس وصولیابی کے لئے قایم کیے جاتے ہیں مدینہ طیبہ میں فی کھجور کا درخت بھی جس میں پھل آتا ہو ایک روپیہ۔ ڈیڑھ۔ دو اور ڈھائی روپیہ تک ٹیکس لگا دیا جاتا ہے غرضکہ کوئی خردی چیز بھی ایسی نہیں چھوڑی جاتی کہ جس سے پیسہ نہ وصول ہوتا ہو۔

جدہ کی حالت سب سے بدتر ہے تمام قبرستان جہاں متبرک مزارات تھے۔ کھود کر پھینک دیئے گئے ہیں۔ نام ونشان تک باقی نہیں رکھا کوئی اصلاحی صورت پیدا نہیں کی گئی ہے۔ نہ حاجیوں کے آرام کے لئے کوئی خاص انتظام ہے۔ ڈاک کا انتظام نہایت بدترین ہے۔ ہمارا خود ذاتی تجربہ ہے کہ قریباً ڈیڑھ پونے دو مہینہ تک اپنی ہندوستان کی ڈاک جدہ کے ڈاک خانہ کی معرفت منگائی اور جب ہم ۳۲ دن مدینہ طیبہ میں حاضر رہکر جدہ واپس آئے تو ہمیں خیال تھا کہ اخبارات اور خطوط بہت کثرت سے ہمیں اکھٹے ملیں گے۔ مگر ڈاک خانہ میں جا کر جب معلوم کیا تو ہمیں ٹکہ سا جواب مل گیا اور ایک پرزہ تک ڈاک کا ہمیں نہیں ملا۔ حالانکہ ہم ہفتہ وار اپنے دوران سفر سے مکان کو دوست احباب اور دیگر ضروریات کے لئے خطوط بھیجتے رہتے تھے اور جواب کے لئے جدہ کا پتہ لکھتے تھے۔ ہندوستان پہونچنے پر ہم سے بہت سی شکایتیں کی گیئں کہ ہمنے جدہ کے خطوں کا جواب نہیں دیا۔ اس سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ ہماری جدہ کی ڈاک ضایع کر دیگئی۔ جلادی گئی یا کسی مصلحت سے ہمیں نہیں دیگئی۔ یا انتظامی حالت ڈاک خانہ کی خراب ہونے کی وجہ سے کہیں پھینک دیگئی اور کوئی پرواہ نہیں کی گئی۔ ایک یہ اصول بھی ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ تمام حجاز میں سعودی قرش کا سکہ چلتا ہے۔ مگر ڈاک خانہ کے محصول میں مصری قرش چلایا جاتا ہے جو قیمت میں زیادہ ہے۔

اسموقع پر یہ لکھدینا بھی ضروری ہے کہ منشی احسان اللہ صاحب نائب کونسلر برٹش گورنمنٹ جو جدہ میں رہتے ہیں حاجیوں کے لئے ایک رہبر کامل ہیں۔ حج کے زمانہ میں حاجیوں کے ساتھ جو مصروفیت رہتی ہے وہ نہایت قابل قدر ہے۔ حاجیوں کی راحت اور آسائشوں کے لئے جو جو تجاویز آپ کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ آپ کا برتاؤ حاجیوں کے ساتھ نہایت ہمدردانہ اور مخلصانہ رہتا ہے۔ ہر وقت باہر سے اور مکان کے اندر تک حاجیوں کا ہجوم آپ کے یہاں رہتا ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ سب کی ضرورتیں ہر وقت پوری ہوتی رہتی ہیں۔ تمام قسم کی معلومات آپ بہم پہونچاتے ہیں

نادار حاجیوں کو اُن کے وطن پہونچانے کے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں۔ اگر کسی کو اپنے جہازی ٹکٹ کے داموں کی واپسی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کام بھی آپ ہی کے ذریعہ سے باسانی ہو جاتا ہے۔ جہازی کمپنیاں اگر حاجیوں کے ساتھ میں بدسلوکی یا بے ایمانی کرتی ہیں تو اوسکا انسداد بھی آپ ہی فرماتے ہیں ضرورت کے وقت مفلس حاجیوں کے کھانے پینے کی ضروریات کی بھی کفالت فرماتے ہیں۔ غرضکہ آپ ہر خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ یہانتک کہ تعطیل کے ایام میں بھی آپ دفتر کھلوا کر حاجیوں کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ حکومت حجاز سے اگر کسی حاجی کو شکایت ہو تو اسکی منشی احسان اللہ صاحب کو اطلاع دینے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ خود کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ بہرشش رعایا کے آپ ہر طرح کفیل ہیں۔ خلیق ہیں۔ خوش طبع ہیں۔ قابل ہیں۔ متواضع اور منکسر المزاج ہیں۔ غرضکہ آپ ہمہ صفت موصوف ایک ہم۔ رہتی ہیں۔ اسی کے ساتھ ہمیں یہ کہنے میں بھی باک نہیں ہے کہ جو جاہل اور ناسمجھ حاجی منشی صاحب موصوف کو بیجا اور بار بار تکلیف دینا چاہتے ہیں اور ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوتے تو اپنا وقت عزیز ضایع ہوتے ہوئے دیکھکر اُن کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کو بھی تیار ہوجاتے ہیں۔ ہزارہا آدمیوں کی خواہشوں کا پورا کرنا منشی احسان اللہ صاحب کے ہی قبضہ میں ہے۔ جس حاجی کو وہ جس پوزیشن کا دیکھتے ہیں اسکے ساتھ ویسا ہی اعزاز برتتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تعلیم یافتہ اور اعلےٰ درجہ کے اصحاب کو جدہ میں ضرور ان سے ملنا چاہئے۔

ہمنے جہانتک تجسس اور غور کیا سلطان نجد نہایت نفس پرور اور شریعت کی آڑ میں شکار کھیلنے کا عادی ہے۔ اسکا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم سے زیادہ مضبوط اور کارآمد لٹھ وہ ہے جو ایک وہابی بدو کے ہاتھ میں ہو۔ جسکی تعلیم ہے کہ جو مسلمان نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس کی زیارت کرے اسکی داڑھی منڈوا کر اور اُلٹے گدھے پر بٹھا کر تشہیر کرنا لازم ہے۔ انکی تعلیم ہے کہ حقہ پینا حرام ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو وہ لوگ کافر جانتے ہیں۔ اور خود کو مسلمان۔ مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر قتل کرنا اور انکے مال پر قابض ہونا حلال ہے۔ مسلمانوں کی قبریں کھود دینا اور ہڈیاں نکالکر پھینکدینا کار ثواب ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ جو موذن قبل اذان باواز بلند رسول مقبول صلعم پر درود بھیجے وہ زنا کار عورت سے زیادہ گنہگار ہے اور واجب القتل ہے یہ وہی سلطان ہے کہ جس نے حضور سرور کائنات روحی فداہ کے روضۂ اطہر کو بندوقوں کا نشانہ بنا دیا۔ حکومت حجاز پر مسلط ہوتے وقت جو کچھ وعدہ وعید

کئے تھے وہ حباب برآب کی مانند ثابت ہوئے۔ ایرانی حکومت نے انہیں وجوہات کی بناء پر حکماً اپنی رعایا کو حجاز آنے کی ممانعت کردی ہی۔ غرضکہ اسی قسم کے بہت سے واقعات ہین جو وہان ہوتے ہین اگر انکو غور سے دیکھئے تو پتہ چلتا ہے۔ شیخ دلائل الخیرات سے اسکا حق غصب کرلیا۔ حجاز مین دلائل الخیرات کے پڑھنے اور بیچنے کی حکماً ممانعت ہے۔ وغیرہ۔

مکہ مدینہ اور جدہ مین عربی النسل خاص عرب کے باشندے بہت کم ہیں۔ مختلف حصوں کے لوگ کاروباری حیثیت سے یا کسی دوسرے سلسلہ مین وہان مقیم ہیں۔ ان کا برتاؤ حجاج کے ساتھ نہایت خوشگوار ہے۔ فریضہ حج ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکی ادائیگی کی غرض سے دنیائے اسلام کے لاکھوں آدمی ہرسال وہان جاتے ہین۔ اگر یہ فرض وہان کے لئے مخصوص نہ ہوتا تو شاید کوئی فرد بشر بھی اسطرف کو منہ نہ کرتا۔ منھ بھر کے کسی حاجی کو جواب دینا بھی اُن کے نزدیک گناہ ہی۔ ترش روئی اور سختی انکی عام عادت ہے پیسہ کمانے کی فکر نے اُن کے تمام عادات و اخلاق کو بیکار کردیا ہی۔ یہ ہم نہین کہتے کہ کلیتہً یہی حالت ہے بلکہ خال خال انمین بہترین انسان بھی ہین۔ جو حاجیون کا اوس ملک مین آنا باعث برکت سمجھتے ہیں اخلاق اور تواضع سے اُنکے ساتھ پیش آتے ہین۔ ہر قسم کی ان کی امداد کرتے ہین اُن کی ضروریات مین ان کی مدد دیتے ہین۔

مکہ معظمہ مین قریباً دو ڈیڑھ ہزار معلم ہین۔ جن مین سے دو تین سو کے قریب عرب ہین۔ باقی جاوی۔ بنگالی۔ بخاری۔ ہندوستانی۔ مصری وغیرہ ہین۔ ان سب معلمون کے دو دو چار چار ایجنٹ بھی ہین۔ عام طور سے حاجیون کو بھیڑ بکری سے بھی بدتر سمجھتے ہین۔ حج کے زمانہ مین خدائی فوجدار بنکر بیٹھتے ہین۔ حاجیون کی بات سننا گوارہ نہین کرتے۔ اگر کوئی شخص اپنی سخت ضرورت کو بیان پیش کرے تو غصہ کی صورت بناکر جھڑک دیتے ہین۔ غریب اور جاہل حاجی دست بستہ نہایت ادب کے ساتھ اپنی عرض و معروض کرنا چاہتے ہین۔ مگر پھر بھی درجہ قبولیت نہین ہوتا۔ بے پروائی کی شان انتہا سے زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہی۔ مسند معلمی پر بیٹھکر تحکمانہ لہجہ مین حاجیون پر حکومت کرتے ہین۔ اپنی قوت سے زیادہ بوجھ اٹھانا چاہتے ہیں۔ مگر اٹھہ نہین سکتا۔ حاجیون کے ساتھ بیجا اور بے جا سختیان اُن کے خیال مین جائز ہین۔ اگر کسی معاملہ مین اُن سے کہا جائے کہ ہم حکومت سے شکایت کرین گے تو وہ ذرا بھی اسکی پرواہ نہین کرتے اور کہتے ہین کہ ایک دفعہ نہین دس دفعہ شکایت کرو حکومت ہمارا کیا کرلے گی۔ حاجی اگر اپنا روپیہ یا کوئی سامان اپنا

معلم کے پاس امانت رکھواتے ہین تو اسکی واپسی نہایت دقت اور مشکل سی ہو سکتی ہی۔ کسی فارملیٹشن وضع ہونے کے بعد ایسے چند معاملے دوران قیام مین ہمارے سامنے آئے۔ کئی حاجیون کو معلم صاحب منی تک سے گئے اور واپس لے آئے۔ بعد اختتام حج جب اُن کو دوسرون سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا حج نہین ہوا اور انہون نے اپنے معلم سے شکایت کی تو کیا معقول جواب دیا جاتا ہی کہ جو روپیہ تمہارے پاس ہی وہ ہمین دے جاؤ۔ آیندہ سال ہم تمہارا حج بدل کر دین گے۔"

بعض حاجی اپنے عزیز احباب وغیرہ کی طرف سی حج بدل کے لئے روپیہ لیجاتے ہین اور وہ کسی معلم کے ذریعہ سے حج بدل کرانا چاہتے ہین تو ایک ایک معلم کئی کئی شخصوں کی طرف سے حج بدل ایک ہی وقت مین کرلیتا ہے اور اس کوشش مین رہتے ہین کہ دنیا بھر کے حج بدل ہمیں کو ملجائین۔ ہم ایک خاص واقعہ اس موقعہ پر اپنے بیان کی تصدیق کی غرض سے لکھتے ہین۔ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ تمام واقعات ہماری آنکھون کے دیکھے اور کانون کے سنے ہوئے ہین۔ جن کو جھٹلانے کی کوشش کرنا چاند پر خاک ڈالنا ہی۔

ایک واقعہ پچھلے سال سنہ ۲۷ء مین ہمارے مرادآباد محلہ گھیر سید خان سے ایک شخص حج کے لئے روانہ ہوئے۔ عمر اکبر خیاط کی معلمی مین مکہ معظمہ مین رہے۔ حج کے ایام مین منی گئے۔ قضاء الٰہی سے وہان فوت ہو گئے ان کا جو کچھ روپیہ پیسہ وغیرہ تھا وہ سب معلم صاحب کے قبضہ مین آگیا۔ اوس مرحوم کے وارثون نے ایک سال تک برابر یہ کوشش کی کہ کسی طرح سے معلم صاحب مرحوم کا روپیہ پیسہ جو انہون نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہی دیدین۔ مگر لیت ولعل ہوتا رہا۔ اس سال جبکہ ہم بھی وہان تھے۔ گھیر سید خان سے ایک شخص اللہ نور لاڈلے خان صاحب کے حج بدل مین مکہ گیا۔ وہ ہمارے ہی قافلہ مین تھا۔ ورثاء مرحوم کا ایک خط اکبر عمر خیاط معلم کے نام وصولیابی روپیہ کی بابتہ لیتا گیا تھا۔ وہ معلم صاحب کو اس نے جا کر دیا۔ معلم صاحب نے اسکا کوئی جواب نہین دیا۔ نہ روپیہ کی طرف ادائی۔ تقاضہ پر تقاضہ کیا گیا۔ ہمارے معلم کے ایجنٹ جن کا نام ہم اظہار کرنا نہین چاہتے۔ اُن کے پاس بھیجے گئے۔ مشکل سے ایک سو تیس روپیہ کا اقرار کیا۔ مگر ان کے دینے کا وعدہ پھر بھی نہ کیا گیا۔ جب اللہ نور اُن کے پاس جاتا یا کوئی دوسرا شخص تقاضہ کے لئے ہم بھیجتے تو اسکا یہ جواب ملتا کہ ہم مرادآباد روپیہ بھیجدین گے یا جب ہم مرادآباد آئین گے تو دیدین گے۔ کبھی یہ جواب ملتا کہ ہم تم سے واقف نہین ہین تمہیں کس طرح روپیہ دین۔ جب ہماری پارٹی تقاضہ کرتے کرتے تھک گئی اور ناامیدی کی حد تک ہم پہونچ گئے تو ہم نے شیخ المعلم کے پاس اس واقعہ کی اطلاع بھیجی۔ شیخ المعلم تمام مکہ معظمہ کے معلمون کا افسر اعلےٰ ہے۔ اُس نے اسقدر توجہ کی

کہ فوراً آپ نے آدمی اکبر عمر خیاط معلم کو بلانے بھیجے یہ واقعہ ہے کہ معلم صاحب کئی دن تک چھپے چھپے پھرے اور یقین علم ہو گیا تھا کہ ہم نے شیخ المعلم کو اس واقعہ کی اطلاع دیدی ہے۔ آخر کب تک چھپتے ایک دن شیخ المعلم کے سامنے جانا ہی پڑا۔ اُس نے اپنے فرائض کو اسقدر ادا کیا کہ ان کو کوئی سزا تو نہین دی صرف ہدایت کی کہ اس معاملہ کو جلد نمٹا دین۔ تب اُن کا دماغ کسیقدر درست ہوا اور روپیہ دینے کی طرف کچھ آمادگی پیدا ہوئی۔ جب ہمیں یہ اطلاع ملی کہ وہ روپیہ دینے کو آمادہ ہین۔ تو ہم فوراً خود اور ہمارا ایک رفیق سفر۔ بی سلے ایل۔ ایل۔ بی۔ ان کے مکان پر پہونچے۔ یہ وہ وقت تھا کہ حجاج مکہ معظمہ سے کثرت سے واپس ہو چکے تھے اور برابر قافلے واپسی وطن کی غرض سے جدہ یا مدینہ کو واپس ہو رہے تھے۔ دونون باپ بیٹین نے جس سختی اور خلاف انسانیت اور بد اخلاقی کا ترشروئی سے ہمارے ساتھ برتاؤ کیا اسکا گہرا نقش ہم کبھی نہین بھول سکتے قریب تھا کہ ہاتھا پائی یا جوتی پیزار تک کی نوبت پہونچے۔ مگر ہم نے اور ہمارے ساتھی نے انتہائی بردباری اور تحمل سے کام لیا وہ جو کچھ ہمین برا بھلا کہتے رہے اور سختی کا برتاؤ و بدگوئی کرتے رہے اوس سب کو برداشت کیا۔ کیونکہ ہمین روپیہ وصول کرنا تھا اور ارادہ کر لیا تھا کہ روپیہ لیکر ہی جائین گے۔ اس حالت مین بھی مختلف قسم کے حیلے حوالے انہون نے پیش کئے مگر ہم نے ایک بھی نہ مانا۔ آخر کلام ہم نے اُنسے ایک سو تئیس روپیہ وصول کیا

دوسرا واقعہ شاہ محمد وحید الحق صاحب قادری ضلع نیانگر ڈاکخانہ سنگری ضلع دربھنگہ کا ہے۔ یہ ایک ۶۰-۷۰ برس کی عمر کے شخص حرم مین ہمین بعد حج ملے اور انہون نے اپنی مصیبت کی داستان ہمین سنائی کہ ہم دونون میاں بیوی نے۔ منیٰ۔ مزدلفہ۔ عرفات وغیرہ جانیکے لئے اپنے معلم کے ذریعہ سے جس کا نام ہمین اسوقت یاد نہین ہے ایک اونٹ کا انتظام کیا ۵۰ علی الحساب اونٹ کے کرایہ کے اور آٹھ روپیہ خیمہ کے کرایہ کے میدان عرفات مین اسکو پیشگی دیدیے۔ عرفات تک ہم اونٹ پر گئے۔ وہان پہونچکر نہ ہمین معلم کا پتہ چلا۔ نہ جس خیمہ کا ہمنے کرایہ دیا تھا وہ خیمہ ہمین ملا۔ نہ واپسی پر ہمین اونٹ ملا۔ ہم دونون کو اس سخت موسم مین پیادہ پا گھسٹتے ہوئے معہ اپنے ضروری سامان کے مکہ واپس آنا پڑا۔ اب معلم اکتیس ۳۱ روپیہ کا ہم سے اور مطالبہ کرتا ہے۔ بجائے اسکے کہ ہمارے آٹھ روپیہ خیمہ کے کرایہ کے واپس دے جو ہم کو نہین دیا گیا۔ اور ہماری تکلیف کا ہم کو کوئی معاوضہ ملے اور الٹا ہم پر سختی کرتا ہے۔ اور مختلف طریقون سے روپیہ وصول کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم اگر اوس سے کہتے ہیں کہ ہمنے حکومت کو اطلاع کر دی ہے تو وہ اسکی کوئی پرواہ نہین کرتا۔ کچہری حمیدیہ مین یہ صاحب لے اس واقعہ کی ایک خود

بھی دے رہے تھے۔ کئی دن تک اُس کے جواب کو معلوم کرنے کے لئے جاتے رہے مگر کچھ جواب نہین مل سکا۔ ہم بھی اُن کے ساتھ دو ایک دن حمیدیہ کی عمارت مین گئے۔ اور معلوم کرنے کی کوشش کی کہ انکی درخواست پر کیا احکام صادر ہوئے۔ مگر کچھ پتہ نہین چلا۔ ہمنے اُنسے وعدہ کیا کہ ہم آپ کے معاملہ مین پوری کوشش کرین گے۔ چنانچہ اس کے لئے ہم ظفر علیخانصاحب اڈیٹر اخبار زمیندار لاہور سے ملے۔ دوران گفتگو مین کچھ اُن کا خیال معلوم کرنے کی غرض سے اور کچھ حقیقت کو لیئے ہمنے حکومت ابن سعود کی بدانتظامی کا ذکر کیا۔ پھر کیا تھا۔ اڈیٹر صاحب کے تیور چڑھ گئے۔ اور آپنے انتہا درجہ کی حکومت کی موافقت کا اظہار خیال کیا چونکہ ہمین ان کا اصلی خیال معلوم ہوگیا کہ وہ انتہائی موافقین مین ہین اور حکومت کے شاہی دسترخوان کے مزے اُڑا رہے ہیں۔ اسواسطے ہم نے اوس بحث کو زیادہ طول دینا پسند نہین کیا اور ہمنے یہ کہا کہ ہمارے سامنے اسوقت بھی ایک معاملہ درپیش ہے اور حکومت کوئی توجہ نہین کرتی۔ آپ ہی اس معاملہ کو طے کرا دیجئے۔ انھون نے وعدہ فرمایا۔ ہمنے واپس آکر شاہ صاحب کو اُن کی خدمت مین بھیجدیا۔ تاکہ وہ اپنا تفصیلی حال بیان کردین۔ ظفر علیخانصاحب نے ان کے تفصیلی حالات سننے کے بعد حکومت کے کسی بڑے شخص کو یا شیخ المعلم کو اس واقعہ کے متعلق کوئی چھٹی لکھی یا زبانی کہا۔ جس کا فوری یہ اثر ہوا کہ معلم صاحب بلائے گئے اور یہ فیصلہ کیا گیا نہ تم انہین کچھ دو اور نہ یہ کچھ تمہین دین۔ بہرکیف اس فیصلہ سے جو ظفر علیخانصاحب کی عنایت سے ہوگیا اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ شاہ صاحب کی جان آیندہ کے مطالبہ سے چھوٹ گئی۔ مگر ہماری سمجھ مین یہ فیصلہ نہین آیا۔ کیونکہ اس فیصلہ مین سراسر معلم کی رعایت کا پہلو رہا۔ کیونکہ شاہ صاحب نے جو آٹھ روپیہ خیمہ کے کرایہ کے دیئے تھے اسکے لئے ایک خردکے لینے کا بھی معلم کو کیا حق اور استحقاق تھا جبکہ عرفات کے میدان مین خیمہ نہین دیا گیا۔ دوسرے شاہ صاحب اور ان کی اہلیہ کو اوس کثیر الاجتماع اور شدت گرمی کے موقع پر جو واپسی پر پیدل آنے کی تکلیف معہ مزدوری سامان کے برداشت کرنا پڑی اسکی بابتہ معلم سے کیا بازپرس کی گئی اور اوس کو کیا سزا دیگئی اور شاہ صاحب کو کیا معاوضہ دلایا گیا۔

اور سنئے معلم لوگ جب آپس مین ملتے تھے اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھکر بات چیت کرتے تھے تو یہ بھی ذکر ہوتا تھا کہ اس مرتبہ حاجیون کی اموات کم ہوئین۔ کیونکہ جس قدر زیادہ تعداد مین حاجی مرتے ہین اُسیقدر معلمون کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔ اسمرتبہ زمانہ حج مین خدا کا یہ فضل وکرم رہا کہ سوائے ۱۰ ذی الحجہ کے باقی ایام

ایام میں کسی وبائی مرض کے نہونے اور موسم کی خوشگواری کی وجہ سے اموات بہت کم ہوئین یہ معلم لوگ سمجھکر اسی کا رزنار دتے تھے۔ صورت حالات یہ ہے کہ جب کوئی حاجی وہان مرجاتا ہے تو معلّم کا یہ فرض ہے کہ وہ مرحوم کی نقدی اور سامان سفر کو معہ ایک مفصل فہرست کے مرحوم کے رفیق سفر سے یا دوسرے آدمیون سے تصدیق کراکر حکومت مین داخل کردے۔ مگر ایسا ہوتا نہین۔ معلم لوگ اپنی نفع کی خاطر حکومت کو بھی دہوکہ دیدیتے ہین اور وہ یہ کرتے ہین کہ جب کسی حاجی کا انتقال ہوگیا تو اُسکے تمام نقدی اور سامان پر معلّم قبضہ کرلیتا ہے۔ اور وہ گویا اُسکے باپ دادا کی ملکیت ہوجاتی ہے۔ اس کے ساتھ حکومت کے اوس حکم کی بھی پابندی کیجاتی ہے۔ اور وہ اسطرح پابندی کیجاتی ہے کہ اگر مرحوم حاجی کے سامان مین سو فرض کیجیے کہ پانسو روپیہ نقد نکلے۔ معلّم یہ کرتے ہین کہ اگر مرحوم کے رفیق سفر کچھ موجود نہین تو اُن کو یا اور جو حاجی اُن کے یہان ہین۔ اُن کو یہ سمجھا دیتا ہے کہ اگر کل روپیہ و سامان حکومت مین داخل کردیا جائے گا۔ پھر وہان سے اسکی واپسی مشکل ہوگی۔ پانچ سات روپیہ اور معمولی کچھ کپڑا لتہ حکومت کے سامنے مرحوم کے رفیق سفر یا دوسرے حاجیون سے تصدیق کراکر حکومت مین داخل کردیا جاتا ہے اور تصدیق کنندگان کو یہ دہوکہ دیا جاتا ہے کہ یہ روپیہ اور سامان مرحوم کے ورثاء کو ہم خود بھیجدینگے۔ مگر حقیقت مین ایسا کبھی نہین ہوتا۔ اوس سب سامان کے وہ خود ہی مالک بنجاتے ہین۔ حاجی حج کرکے چلے آتے ہین۔ کوئی دعویدار ہوتا نہیں اگر کوئی دعویدار ہو بھی تو جہان مرحوم کا پانچ سات روپیہ یا دو چار کپڑے لتے مرحوم کے رفیق سفر یا دوسرے حاجیون کی تصدیق سے داخل ہین وہ وصول کرلین۔ اس سے زیادہ کا دعوی کرنیکا کوئی ثبوت ہی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ بقیہ سب کچھ معلّم کے پیٹ مین جاچکا ہے اور اسپہ کوئی ثبوت نہین اسی قسم کے معلمین کے بہت سے واقعات ہین جو عام طور پر حاجیون کے ساتھ کئے جاتے ہین۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ مثال کے طور پر چند واقعات ہمنے لکھدیئے ہین۔ یہ ہم کہنے کو تیار نہین ہین کہ تمامی معلّم ایسے خیال کے ہین نہین بعض معلمین نہایت نیک دل ہین متواضع ہین۔ خدمت گذار ہین۔ منکسر المزاج ہین۔ اپنی حاجیون کی عزت کرتے ہین۔ بعض اوقات اگر کسی حاجی کو کچھ روپیہ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی دیدیتے ہین اور اپنے حاجیون کی ہر ضرورت آرام اور تکلیف کا احساس کرتے ہین۔ اور ہر امکانی مدد کیلئے تیار رہتے ہین۔ ایسے چند نام ہمارے سامنے آئے۔ انمین سے ہم صرف اپنے معلّم کا نام لکھے دیتے ہین جن مین مذکورہ بالا صفات سے بھی زیادہ خوبیان ہین۔ سید امین عاصم مرحوم کا آپ نام لے لیجئے۔ مرحوم کے نواسہ سید عقیل علمی کیخدمت کو نہایت احتیاط اور خوبی سے انجام دیرہے ہین۔

اسکے برعکس مدینہ طیبہ کے متعلین ہیں کبھی کسی بات پر جھگڑا نہیں کرتے انکی معلمی کی فیس کچھ مقرر نہیں - جو آپ خوشی سے دینگے خوش ہوکر لینگے - نہ بے ایمانی - بدمعاشی اور دہوکہ وہی اُن کا شیوہ ہے - غرضکہ جسقدر اُن کی تعریف کیجائے وہ اُن کے اوصاف سے بہت کم ہے - حجاز کے دوکاندار جو بیسیل ہیں اُن کو بھی دن رات سوائے روپیہ کمانے کے اور کوئی دھندا نہیں ہے - عموماً حالت یہ ہے کہ اگر آپ کسی دوکاندار سے کوئی چیز لینا چاہیں تو اگر ہم اسکی منہ مانگی قیمت اسکو دیدینگے تب تو وہ خوش ہے - ورنہ وہ ناخوش ہے - اور ناخوشی بھی اس حد تک کہ بعض تو منہ پر بھلا - برا کہنے کو تیار ہو جاتے ہیں - مکہ اور جدہ دونوں جگہ کی یہی حالت ہے - ہاں البتہ مدینہ طیبہ ضرور اس سے مستثنی ہے - برساتی کیڑوں کی طرح حج کے زمانہ میں صدہا دوکانات عارضی طور پر کہل جاتی ہیں - ایک ایک معمولی پیسہ دو پیسہ شربت کا گلاس بیچنے والا بھی اوس زمانہ میں اسّی یا سو گنیاں کما لیتا ہے - یہ بھی ضروری ہے کہ ان دوکانداروں میں بعض نیک دل سلیم الطبع اور حجاج کی عزت و ادب بھی کرنے والے ہیں - مگر زیادہ تعداد بداسلوکی کرنے والوں کی ہے -

مکہ معظمہ میں ہر چیز ملتی ہے - پھل ترکاریاں وغیرہ ہر قسم کی طائف سے آتی ہیں - کرایہ مکانات کا سالانہ ہوتا ہے - ۳۰ ذی الحجہ کے بعد دوسرا سال شروع ہو جاتا ہے - حرم کے قریب کے مکانات کا کرایہ زیادہ ہے - یہاں پہونچکر وقت ضایع مت کرو - یہاں ایک نماز دوسری جگہ کی ایک لاکھ نمازوں کی برابر ہے - اپنا تمام وقت یہاں کی حاضری میں صرف کرو - کیونکہ بیت اللہ کی جانب نظر کرنا - اور کعبہ کی دیواروں کا دیکھنا بھی ستر نیکیوں کا سبب ہے - تلاوت کلام پاک - تسبیح و تہلیل - تحمید - جو کچھ بھی یہاں تمہارا عمل ہوگا وہ ایک لاکھ کی برابر محسوب ہوگا - صفا اور مروہ پہاڑوں کے درمیان بھی بازار ہے جسکو سوق الصفا کہتے ہیں - یہیں کوتوالی ہے - مکہ مکرمہ کی آبادی دو طویل پہاڑوں کے درمیان ہے - اسواسطے لمبائی زیادہ ہے کئی کئی منزل کے مکان یہاں ہیں - یہاں مختلف قسم کے لنگرخانے بھی ہیں - جہاں غربا یا فقراء بیوگان اور یتامی کھانا بھی کھاتے ہیں - اور گزر اوقات بھی کرتے ہیں - باب السلام پر کتب فروشوں کی بہت سی دوکانیں ہیں - یہیں کئی دوکانوں پر بیت اللہ کا غلاف اکثر اور ابرہ فروخت ہوتا ہے - ابرہ سیاہ خالص ساٹھن جیسے کپڑے کا ہوتا ہے اور اسپر کلمہ کشیدہ کیا ہوا ہوتا ہے - جو زیادہ قیمت میں ملتا ہے - اکثر معمولی گاڑھے وغیرہ جیسے کپڑے کا ہوتا ہے - اصل تبرک یہی ہے - کیونکہ بیت اللہ کی مقدس دیواروں سے سال بھر تک ملا اور اسطرح چپٹا رہتا ہے - نیک بندے کفن کے لئے اسکو خرید کر لاتے ہیں - اسمرتبہ ۱۲ گز کے حساب سے ہمارے ایک رفیق سفر

نے خرید لیتے ہیں۔ حاجی لوگ۔ گاڑھا۔ لٹھہ۔ خاصہ وغیرہ کے تھان یا ادھے ٹکڑے وغیرہ بھی اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ یا دھین سے خرید لیتے ہین۔ اور اسکو آب زمزم مین بھگو کر واپس لاتے ہین۔ فی ٹکڑہ یا تھان آٹھ آنہ زمزمی والے کو آب زمزم مین تر کرنے اور لانے کی مزدوری دیجاتی ہے۔ اگر آپ خود اس کام کو کر لین تو کوئی پیسہ نہین صرف ہوسکتا۔ مکہ معظمہ کا سوق ان ایسے نہایت بہترین اور پٹا ہوا بازار ہے۔ شامی قسم کا کپڑا لکھو کھا روپیہ کا یہان فروخت ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ مین متمول مسلمانون کی طرف سے بہت سی رباطین یعنی مسافرخانہ ہین جہان ملازمین سعادت مندے کے غربا ٹھہرتے ہین۔ مگر اب متولی ان کی ذاتی مالک ہین اور کرایہ پر کام مین آتے ہین۔ حرم کی باب الصفا کے متصل ڈاک خانہ ہے۔ لیٹر بکس مین خط ڈالے جاتے ہین۔ اور پوسٹ ماسٹر کے ہاتھ مین دیئے جاتے ہین ٹکٹ لفافہ بھی یہین سے ملتے ہین۔ پوسٹ کارڈ یہان نہین ملتا۔ ہان اگر سادہ پوسٹ کارڈ آپکے پاس ہو تو اسپر ایک آنہ کا ٹکٹ لگا کر آپ روانہ کر سکتے ہین۔ حجاز مین شیخ دلائل کے اختیارات دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت دینے کے سلطان ابن سعود نے سلب کر لئے ہین۔ اسی طرح یہ ہے کہ دلائل الخیرات کے پڑھنے اور فروخت کرنے کی بھی ممانعت ہے۔

روانگی مصر

۳۰ جولائی ۳۵ء روانگی طرف مصر۔ اپنے وکیل کی معرفت ساڑھے چار گنی مین۔ لنڈن نامی مصری۔ خدیوی میل کے جہاز کا تیسرے درجہ کا ٹکٹ منگایا۔ اور مفردریات سفر جلد جلد مہیا کرکے بندرجدہ پر پہونچکر ایک کشتی کرایہ کر کے جہاز پر سوار ہوگئے۔ کشتی کا کرایہ تین روپیہ ۳ سے ہمین دینا پڑا۔ کیونکہ جہاز کی روانگی کا وقت قریب تھا اور مسافر جہاز پہ سوار ہونیکے لئے گھبرائے ہوئے پھر رہے تھے دوپہر کو بارہ بجے جہاز نے لنگر اٹھادیا۔ اس جہاز پر ۲۵۔ ۳۰ حاجیون سے زیادہ نہین ہین۔ نبی کریم کی برکت سے صرف ایک شب ہم کو جدہ مین ٹھہرنا پڑا اور جس قدر وقت بھی ہم جدہ مین ٹھہرے بالکل مصروف رہے۔ ضروری کامون سے فرصت ہی نہین ملی نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کسی تکلیف کا احساس ہوا۔

۳۱ء جولائی ۳۵ء سمندری راستہ۔ صبح سات بجے سے سامنے دھندلی حالت مین ینبوع نظر آنے لگا ساڑھے آٹھ بجے بندر ینبوع کے سامنے قریبا نصف میل پر کھاڑی مین جہاز کھڑا ہوگیا آٹا اور گندم بوری اور سامان خورد ...

دو جرثقیل کے ذریعہ سے اوتارنا شروع کئے۔ چند مسافر یمبوع کی سیر کرنے کی غرض سے کشتی مین سوار
ہوکر کنارہ پر جا رہے ہین۔ ہم بھی ایک روپیہ کو آنے جانے کی کشتی کرایہ کرکے روانہ ہو گئے۔ کھاڑی یمبوع
کا سمندری بندر کا سین بھی خوشنما ہے۔ ایک اچھے بڑے قصبے کے مثل آبادی ہے۔ بازار لنبا ہے۔ اور
عمارتین خوشنما پتھر کی ہین۔ ہمنے بازار سے دو اوقہ۔ ایک اوقہ برابر ایک سو دس روپیہ کے گیارہ آنہ کی تازہ
کئی قسم کی کھجورین خریدی ہین۔ شکر اور مونگ پھلی لیکر اور اچھی طرح سیر کرکے جہاز پر واپس آگئے۔ جدہ سے
محمد عاشق صاحب شرکتہ العزیزیہ یہان تک ہمارے ساتھ آئے۔ کیونکہ یہ ہندوستانی لاہور کے باشندے
ہین۔ یہان سے ایک ہماری طالب علم حبیب اللہ بندر علوجہ تک ہمارے ساتھ ہو گئے۔ جو جامع ازہر مصر
یا دمشق مین مولانا شاہ بدرالدین صاحب کے مدرسہ مین تعلیم کی غرض سے جا رہے ہین۔ بعد دوپہر ایک بجے
جہاز نے یہان سے لنگر اٹھا دیا اور بحر احمر مین چلنے لگا۔ سمندر بالکل ٹھنڈا اور ساکن ہے۔ کسی قسم کا بھی کوئی
طوفان نہین ہے۔ یہان ابھی برسات کا موسم شروع نہین ہوا ہے سردی کے موسم مین برسات ہوتی ہے۔

یکم اگست ۳۰ء۔ راستہ۔ آج صبح سے ہماری داہنی جانب۔ زمین اور پہاڑ کنارہ پر نظر
آتے رہے۔ پونے دس بجے جہاز نے علوجہ بندر کے کنارہ قریب نصف میل کے کھاڑی مین لنگر ڈالا۔ دو مسافر
مع حبیب اللہ خان کے یہان اتر گئے۔ سعودی فوج کے کئی آدمی بھی اترے۔ تین گھوڑے عجیب ترکیب سے
اتارے گئے۔ گھوڑون کے پیٹ مین پٹی ڈالکر اور اسکے پیچھے سے کس کر پیٹھ پر رسی کے پھندے کو جرثقیل مین
ڈالکر گھوڑے کو لٹکایا گیا۔ اور اسطرح کشتی مین جہاز کے نیچے اتار دیئے گئے۔ علوجہ چھوٹے قصبہ کی صورت
مین ہمارے سامنے ہے۔ ہم اتر کر قصبہ دیکھنے نہین گئے۔ کیونکہ کل جو ہم یمبوع دیکھنے گئے تھے تو ہمارے
سامان مین سے ایک گلاس اور ایک شکیزہ اور ایک کنستر پانی کا کوئی صاحب چرا کر لے گئے تھے۔ جہاز
پر انڈا۔ سوکھی اور تازہ مچھلی۔ بکرے کی ران۔ مسلم دنبہ اور روٹی بکنے کو آ گئی ہے۔ روٹی اور انڈے ہمنے
بھی خرید لئے ہین۔ کنارہ برابر نظر آ رہا ہے۔ سہ پہر کو ہم ناشتہ کرکے ٹھنڈا پانی پینے کے خیال مین تھے۔ مگر صراحی
اور مشک کا پانی گرم تھا۔ مجبوراً ہم مشک کا پانی پینے کو تیار ہوئے۔ مردی از غیب برون آید و کاری بکند۔
ایک شخص ٹین مین پانی لئے ہوئے چلا آتا ہے۔ اور ہم سے کہتا ہے کہ یہ ٹھنڈا پانی ہے پیجئے۔ وہی شخص علوجہ
اتر گیا۔ اور وہ ٹین پانی پینے کے اپنے بھی چھوڑ گیا۔ ہمارا گلاس تو چوری جا ہی چکا تھا ہمنے انسے کام لیا۔

۲۔ اگست ۳۰ء۔ راستہ جہازی ملازمین سے دو ڈبل روٹی کی بجا برابر ایک ڈبل روٹی لیا

چھ لیموں سوا دو آنہ کو ایک چینی کا ڈبہ سات آنہ کو اور ایک اننّاس کے مربہ کا ٹین نو آنہ کو خریدا اور دو پہر کو کھایا۔ صبح سے دونوں طرف کنارہ نظر آرہا ہے دس بجے کوہ طور مقام پر جہاز نے لنگر ڈال دیا ڈاکٹر نے آکر مسافروں کا معاینہ کیا۔ چند سامان کے بورے اور خالی پیپے جہاز پر لادے گئے۔ کوہ طور کچھ فاصلہ سے ہے۔ مگر آبادی کنارہ پر انگریزی وضع کی کوٹھی بنگلوں کے دو حصوں میں نہایت خوشنما ہی دونوں آبادیوں میں قریبًا نصف میل کا فصل ہے۔ کھجور کے درخت اور مساجد بھی ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ وہی کوہ طور ہے یا بیت المقدس میں جو کوہ طور ہے وہ جلوہ حق کی جگہ ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لاکر بیہوش ہوگئے تھے۔ آج طوفانی و بارش زدگی کی حالت کا تمام جہازی ملاحین نے ریہرسل یعنی مشق کی چھ گھنٹے جہاز یہاں قرنطینہ میں رہا ۲ بجے جہاز یہاں سے چل دیا۔

بندرگاہ سوئز

۲۸ اگست ۱۹۳۷ء ۶ بجے صبح کے جہاز نے سوئز میں کنارہ سے دو میل کے فاصلہ پر لنگر ڈال دیا سوئز کے بندرگاہ اور آبادی کے علیحدہ علیحدہ منظر نہایت خوشنما ہمارے سامنے ہیں۔ بیسیوں جہاز لنچ اور موٹر کشتیاں کھڑی ہوئی ہیں۔ تین طرف پانی ہے اور ایک طرف پہاڑی سلسلہ ہے۔ ایک جانب ایشیا کا ساحل ہے اور دوسرا ساحل افریقہ کیجانب ہے۔ ڈاکٹر وغیرہ نے آکر جہازی مسافروں کو قطار میں کھڑا کرکے معاینہ کیا۔ پولیس بھی آیا۔ اور جو ضروریات تھیں وہ سب پوری ہوئیں بعد ۹ بجے کے نہایت آہستہ جہاز گھومتا ہوا روانہ ہوا۔ اور دس بجے بندر سوئز کے پلیٹ فارم پر آکر کھڑا ہوگیا۔ جہازی حمالوں کی یورش شروع ہوگئی اور ایک شخص محمد محمود الیاجو غالبًا قدس شریف کے انصاری مرد کے ایجنٹ ہیں لگ گئے اور ہم پر قبضہ کرلیا۔ قلی وغیرہ بلاکر ہمارا اسباب اتروایا۔ بیت المقدس میں انصاری کے یہاں قیام کی ترغیب دی۔ بندر کے پلیٹ فارم پر کسٹم والوں نے ایک ایک مسافر کی نہایت بے دردی سے اسباب کی ایک ایک چیز تک کھولکر دیکھی۔ اور محصولی اشیاء کو علیحدہ رکھکے محصول لیا جن کے پاس مجیدیاں سکہ زیادہ مقدار میں تھا وہ بھی روک لیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ بیت المقدس میں بھیجدی جائیں گی اندرون ملک مصر نہیں لیجاسکتے یا مجیدیاں کاٹ دیجاوینگی۔ کئی گھنٹے اسی قصہ میں صرف ہوئے۔ کیونکہ ہمارے رفیق سفر کے پاس جو ۶۸ مجیدیاں تھیں۔ انپر کسٹم والوں نے قبضہ کرلیا ہے۔ بعدہٗ قرنطینہ کے حمال نے بستر اور کپڑے کھلوا کر

انھین سے مجبور دینے کے قابل کپڑے نکالکر تھیلیون مین ڈالکر لے گئے - پھر تمام مسافرون کو ایک کمرہ مین لیجا کر بٹھا دیا گیا - مسافرون کو تمام بدن کے کپڑے اتارنے اور قرنطینہ کا ایک گھٹنے تک کا کرتہ پہننے کو دیا گیا پھر سب مسافر اسی ہیئت کذائیہ کے ساتھ اندر ایک کمرہ مین لیجائے گئے - جہان چند غسلخانہ بنے ہوئے تھے انھین کواڑ نہین تھے کھلے ہوئے تھے - بر اس کا گ لگا ہوا تھا اور سر کے اوپر فوارہ لگا ہوا تھا - جو کپڑے جسم سے اتارے گئے وہ بھی بخور مین دیدیئے گئے - تمام مسافر برہنہ ہوکر ان کمرون مین کھڑے ہوکر نہانے لگے مگر ہم دونون نے معہ اوس کرتہ کے غسل کیا جو وہان سے دیا گیا تھا - واپس آکر پھر اسی کمرہ مین بیٹھے - اور بخور شدہ پہننے کے کپڑے واپس کردیئے گئے جو پہنکر دوسرے کمرہ مین آئے - جہان بخور شدہ بستر وغیرہ ڈھیر مین پڑے ہوئے تھے - ہر شخص نے اپنے بسترے اسمین سے علیحدہ کئے اور اسباب کو درست کرکے موٹر کشتی اور دوسری کشتی پر لاد دیا - اور خود بھی سوار ہوگئے - کیونکہ تین یوم کا یہان بحری قرنطینہ ہے یہ کشتیان مصر کے ایشیائی ساحل پر بہت دور قریبًا ۳ - ۴ میل کے مسافرون کو لے گئین وہان کنارہ پر خود مسافرون نے اپنے سامان کو کشتیون سے اتارا اور اٹھا کر قرنطینہ کے کوارٹرز مین لے گئے - حکومت کا فرض تھا کہ وہ حمالون اور مسافرون کی آسایش کا انتظام کرتی - ہر شخص ان لکڑی کے جھونپڑون مین ٹھہر گیا جو اسی غرض سے ایک وسیع احاطہ کے اندر بنے ہوئے تھے - کانٹے دار تارون سے یہ احاطہ گھرا ہوا ہے اور پہرہ چوکی کا بھی کافی انتظام ہے - پکی بارکین بھی ہین - انمین پلنگ بھی ہین - مگر ان حصون کا کرایہ لیا جاتا ہے - قرنطینہ اور کرایہ مکان ایک عجیب بات ہے - ہر کوارٹر مین تین گدے لگے ہوئے ہین - پانی کا کافی انتظام ہے ایک دوکاندار بھی ہے جو ضروریات شہر سے لاکر مسافرون کے ہاتھ نہایت گران فروخت کررہا ہے - انگور - اور انجیر - اپنی خیال سے نہایت ارزان ہمنے بھی خریدے - اسی سلسلہ مین ہمنے دیکھا کہ ایک کوارٹر مین دو ہندوستانی اور ایک آفریدی پٹھان بھی مقیم ہین - ہم دونون نے انھین کی شرکت مین اپنا بستر لگا دیا ہے - یہ تینون شخص بلا پاسپورٹ یہانتک آگئے ہین اور یہان قرنطینہ مین روک دیئے گئے ہیں - پریشان ہوکر ایک شب کو یہ تینون یہان سے خشکی کے راستہ سے بھاگ بھی نکلے تھے اور ایک رات مین پیدل تین منزل کا راستہ طے کرلیا تھا - صبح کو ان کی تلاش مین ان کے نشان قدم پر دو اونٹ سوار روانہ ہوئے اور انکو پکڑ کر واپس لے آئے - جب کہ تینون شدت پیاس سے بیتاب ہوکر قریب نزع کی حالت کو پہنچ چکے تھے -

۴ - اگست ۲۸ء سوئیز کا بحری قرنطینہ - رات نہایت ٹھنڈی اور آرام سے گذری

جنگل میں منگل ہو رہا ہے۔ موسم نہایت خوشگوار ہے۔ پانی مدینہ طیبہ کی طرح یا شکیزہ میں ڈالنے سے دیر میں خوب ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اپنے دو پنجابی اور ایک پٹھان کی شرکت میں ترکاری اور سودا پکوا کر اور ان سے خمیری روٹیاں نہایت لطف سے کھائیں۔ انجیر کھائے۔ اس قرنطینہ کے مکان میں بیٹھے ہوئے دریا کی سیر کرتے رہے۔ دسیوں چھوٹے بڑے جہاز مختلف ممالک کے دنرات میں سامنے سے گذرے۔

۵۔ اگست ۱۹۳۵ء۔ رات کو شبنم نہایت کثرت سے پڑی ہے۔ ہم اپنے کمرے کے اندر بھی کمبل کے ساتھ سوتے ہیں۔ یہاں انگریزی ساؤ کن ساڑھے تانوے پیاسٹر کی ہے۔ ڈھائی پیاسٹر کا نقصان ہے۔ دوپہر کو ایک ڈاکٹر یہاں آئے اور تمام مسافروں کو جو ۲۵-۲۶ تھے ایک کمرہ میں بلا کر سینہ کا نشان دیکھا۔ زبان بھی دیکھی۔ اور بغل رانوں وغیرہ میں گلٹ دیکھکر پاس کیا۔ شام کو ہم ٹھنڈے اور سہانے وقت بر نہر سوئز کے کنارہ پر بیٹھکر مناظر اور جہازوں کی سیر کرتے ہیں اور خوشگوار ہوا کا لطف اٹھاتے ہیں یہ بڑا اب رنگا ہے۔

۶۔ اگست ۱۹۳۵ء۔ بری قرنطینہ۔ ۱۱ بجے صبح کے ایک موٹر لانچ معہ دو کشتیوں کے آیا۔ اور تمام مسافروں کو انمیں سوار کرا کے جہازی اسٹیشن پر لے گیا۔ جہاں ہم جہاز سے اترے تھے۔ یہاں ایک ایک شخص کی تصدیق کر کے پاسپورٹ دیئے گئے۔ اور قریب تین گھنٹے کے اس قصہ میں صرف ہوگئے۔ اسکے بعد سوئز کے شمالی حصہ میں سویم کے قرنطینہ کا اور حکم ملا۔ یہ بھی اسٹیشن سے قریب ۳ میل کے ہے اور سوئز کی آبادی سے گذر کر شمالی حصہ میں ہے جو پچھلے قرنطینہ کے مقابل میں عام طور پر نہایت خراب ہے۔ اسٹیشن سے موٹر کے ذریعہ تمام مسافر یہاں پہونچا دیئے گئے ہیں۔ یہ دراصل سوئز کا بڑا شفاخانہ ہے۔ یہاں کے اسسٹنٹ انچارج نے جو ایک مسلمان ہی ہمارے ساتھ یہ مہربانی کی کہ ایک نیا اور بڑا خیمہ۔ معہ پلنگ۔ گدے تکیے۔ اور میز وغیرہ کے ہم کو دیدیا اور بہت مہربانی سے پیش آئے۔ کیونکہ یہاں جو قرنطینہ کے رہنے میں کوارٹر بنے ہوئے ہیں وہ چاروں سمتوں اور اوپر سے سیٹ کے بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر طرح سے دھوپ اور تپش ہے شام کو ایک یورپین لیڈی سے جو شفاخانہ میں آئی تھی اور جس کو ہم نے اپنے خیمہ میں بلا لیا خوب بات چیت ہوئی محمد محمود دالبانے بندرسوئز پر اترنے کے دن سے اب تک ہماری ضروریات۔ تلی بھلے کھانے وغیرہ کی پوری کیں۔ یہ سرکاری بھروسہ کے آدمی کہلائے جاتے ہیں۔ ہوٹل والے بھی ہیں۔ ایجنٹ بھی ہیں بحری قرنطینہ میں جہازوں کی آمد و رفت کا نظارہ تھا اب اس بری قرنطینہ میں دنرات ریل کی سیٹی اور سکی آمد و رفت کا نظارہ

بعد مغرب تمام مسافروں کو بجبر پاخانہ کرایا گیا۔ اور اس کا امتحان لیا گیا۔ یہ جہاز کے تیسرے درجہ کے مسافروں کی مصیبت کا قصہ ہے۔

۷۔ اگست ۲۸ء۔ آج صبح خوب ابر ہے اور خاصی سردی ہے۔ دو دو ڈبل روٹیاں دونوں وقت کی معہ گوشت و ترکاری کے سالن کے حکومت کی طرف سے سب مسافروں کو مفت تقسیم کی گئیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ انچارج آف سوئیز ہاسپٹل تشریف لائے۔ خیریت دریافت کی۔ بعدہٗ یورپین لیڈی ڈاکٹرنی معہ اسسٹنٹ کے آئیں۔ بات چیت ہوتی رہی۔ دوپہر کو ایک ایک پلیٹ سالن گوشت اور ترکاری کی تقسیم کی گئی۔ اور شام کو دودھ کی خفیف میٹھی کھیر اور سالم لوبیا شوربے میں پکا ہوا دیا گیا اور ہر مسافر کا ٹمپریچر لیا گیا۔

۸۔ اگست ۲۸ء۔ اس قرنطینہ کے اندر باہر سے کسی کو آنے کی اجازت نہیں سوائے ملازمین کے۔ نہ یہاں سے کوئی مسافر باہر جا سکتا ہے۔ محمد عبدالغنی صاحب ہمارے مزاج پرسی کو آئے۔ بعدہٗ یورپین ڈاکٹرنی لیڈی صاحبہ جو بمبئی کی پاس شدہ ہیں معہ اپنے اسسٹنٹ کے آئیں۔ بہت دیر تک انگریزی میں مختلف معاملات پر دلچسپ گفتگو ہوئی۔

روانگی قاہرہ مصر

۹۔ اگست ۲۸ء۔ سوئیز سے قاہرہ کو روانگی۔ صبح سوئیز کے قرنطینہ سے خلاص ہو کر قریب کے ایک دوسرے شفاخانہ میں پہنچائے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے قریب ۹ بجے کے آ کر سب کو اجازت دی۔ اور سب مسافر پبلک ہیلتھ آفس کے شفاخانہ میں بھیجے گئے۔ قریباً ایک گھنٹہ وہاں صرف ہوا۔ پاسپورٹ کی ضروری نقل کی گئی۔ نام اور جانے کا مقام۔ اور جائے قیام دریافت کیا گیا۔ مگر ہمارے دونوں کے پاسپورٹ اس وجہ سے روک لئے گئے کہ ہمارے رفیق سفر کو جمرک یعنی چنگی خانہ میں مجیب بون کا فیصلہ کرنا تھا اور ان کو بیت المقدس بھیجنا تھا۔ ہم البا کے ہوٹل میں آ گئے برابر میں بیچ بازار میں سوئیز کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ ہم نے سوئیز کی چل پھر کر سیر کی۔ کیونکہ ہمارے رفیق جمرک گئے ہوئے ہیں۔ سوئیز بالکل انگریزی وضع کا شہر ہے۔ نہایت بارونق صاف ستھرا اور ہر قسم کے سامان سے بھرا ہوا ہے۔ قدم قدم پر انگریزیت کا اثر ہے۔ سڑکیں پتھر کی نہایت صاف شفاف پیدل کے لئے فٹ بنے ہوئے ہیں۔ جا بجا ناکوں پر پولیس تعینات اور راستہ بتانے والی۔ پھل اور میوہ جات

نہایت ارزاں ہمارے رفیق جنگی خانہ سے لوٹ کر آئے۔ قاہرہ جانے والی ریل کا وقت قریب ہی۔ دو چار ہی منٹ باقی ہیں۔ جلدی میں اسباب اٹھوایا اور اسٹیشن پر آ گئے۔ پاسپورٹ الباصاحب نے وصول کر کے قبضہ میں کر لئے ہیں مصر یعنی قاہرہ کے ریل کے ٹکٹ تیسرے درجہ کے ملعہم فی کس کے حساب سے لے گئے ہیں۔ وہ بھی الباصاحب کے قبضہ میں ہیں۔ ٹرین میں ہم اور الباصاحب سوار ہو گئے۔ اور ٹرین روانہ ہوئی یہ اپنی حساب کی غرض ہی ساتھ ہیں۔ صرف ایک وقت کے معمولی کھانے۔ ٹھیلے پر اسباب لانے۔ لیجانے جمرک میں موٹر پر کتے جاتے۔ قاہرہ تک ریلوے ٹکٹ اور انہی معمولی خدمات کے معاوضہ میں ساڑھے تین انگریزی گنی ہم سے وصول کیں ہیں۔ گیا دن دہاڑے ہمیں لوٹ لیا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاسپورٹ اور ریلوے ٹکٹ انہیں کے پاس ہیں اور حکومت کے اعمال نے ہمارے پاسپورٹ انہیں کو دیدیئے اور جب تک انہوں نے منہ مانگا معاوضہ ہمسے وصول نہ کر لیا اوسوقت تک ہمارے پاسپورٹ اور ریلوے ٹکٹ ہم کو نہیں دیئے۔ اس طرز عمل سی ہمیں یہ محسوس ہوا کہ حکومت کے عمال بھی ایسے دلالوں سے ملے ہوئے ہیں۔ سوئیز میں روزانہ ہوائی جہاز ہمارے سر پر چکر لگاتے ہیں۔ گیارہ بجے دن کے ہم روانہ ہو گئے۔ یہ مسافر گاڑی ہے ہر اسٹیشن پر ٹھہرتی ہے۔ گاڑیاں بڑی بڑی ہیں۔ انگور و تازہ انجیر کھانے سے طبیعت بھر گئی ہے۔ ٹریوے کی طرح ریل میں دو دو آدمیوں کے بیٹھنے کی ادھر اودھر بالمقابل بنچیں ہیں۔ بیچ کا حصہ بالکل خالی ہی۔ اسماعیلیہ اسٹیشن تک جہاں سوا دو بجے دوپہر کو گاڑی پہونچی ہی۔ ہمارے دونوں طرف افریقہ کا ریگستان حد نگاہ تک آتا رہا ہے۔ نہر سوئیز برابر کچھہ فاصلہ سے چل رہی تھی۔ کہیں کہیں اس طرف کا کچھ حصہ سرسبز بھی نظر آیا اسماعیلیہ بڑی جگہ ہے اور بڑا جنکشن ہے۔ کئی ٹرینیں آئیں اور گئیں۔ ہم نے بھی یہاں ٹرین بدلی۔ یہاں سی ہم ڈاک گاڑی میں بیٹھے جو نہایت تیز اور اسٹیشن چھوڑتی ہوئی جا رہی ہی۔ زقازیق سٹی جنکشن پہ تین بجے ٹرین جا کر ٹھہری۔ یہ بھی بڑی جگہ اور نہایت خوشنما انگریزی طرز کی آبادی ہے۔ یہانتک ہمارے دونوں طرف حد نگاہ تک سرسبز کھیت آتے رہے۔ یہ راستہ نہایت خوش منظر ہے۔ کیونکہ دریائے نیل سے جو نہریں نکالی گئی ہیں وہ اس حصہ کو سیراب کرتی ہیں۔ ٹرین کے اندر انجیر انگور۔ انڈا روٹی۔ شربت اور مختلف اشیا فروخت ہو رہی ہیں۔ اور اسٹیشنوں پر ہر قسم کی اشیاء دستیاب ہوتی ہیں۔ یہاں سی ٹرین روانہ ہو کر بنہا جنکشن پر جا کر ٹھہری راستہ نہایت خوش منظر سرسبز و شاداب دونوں جانب اسماعیلیہ سے مسلسل قریب قریب قریہ و قصبات و فوجی مقام ہیں۔ ایک یا آدھے میل کا بھی ایک دوسری آبادی سے فصل نہیں ہے۔

دیہات میں کچے مکانات ہیں کہیں کہیں جھونپڑی بھی نظر آرہا ہے۔ اس اسٹیشن پر فوج ترکی ٹوپی پہنے ہوئی قیام پذیر ہے جو غالباً کسی چھاونی کو جانے والی ہے۔ انجن سے لیکر آخر گاڑی تک مسافر چکر لگا سکتا ہے کیونکہ گاڑیوں کا بیچ کا حصہ بطور سرنگ خالی ہے۔ ساڑھے چار بجے شام کے ہم مصر یعنی قاہرہ اسٹیشن پر اترے یہ بہت بڑا اسٹیشن ہے اور نہایت پر رونق ہے۔ بارہ آنہ قلی کو دیکر اسباب باہر لائے۔ ایک ٹھیلے پر اسباب لادا اور خود بھی اوپر بیٹھ گئے کیونکہ اس غیر ملک میں اسباب کو علحدہ بھیجنا مناسب نہ سمجھا ہی ٹھیلے کا کرایہ عہ ایک روپیہ دو آنہ بڑی حجت کے بعد ٹھہرا ہے۔ سیدنا حسین علیہ السلام میں لوکنڈہ کاوب مصریہ میں جو حاجی اسماعیل کے نام سے مشہور ہے آکر قیام کیا۔ دو روپیہ بارہ آنہ روزانہ ہوٹل کا ایک کمرہ اول درجہ کا لیا۔ یہ تمام فرنیچر سے مکمل ہے۔ صرف کھانے کا انتظام یہاں نہیں ہے۔ ٹھیلے والے بدمعاش نے یہاں پہونچکر دو روپیہ چار آنہ کرایہ کا مطالبہ کیا جیسا کہ اس ملک کے بدمعاشوں کا دستور ہے۔ غرضیکہ اسکو قریباً دوگنی مزدوری دینی پڑی ہے۔ کیونکہ اس نے ہوٹل میں آکر غل مچانا چیخنا چلانا شروع کر دیا تھا اور سوا دو روپیہ کرایہ کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ قبل مغرب مشہد مقدس سیدنا حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے۔ یہ نہایت عالیشان کئی درجوں کی خوشنما عمارت ہے۔ ایک حصہ میں مسجد بھی ہے۔ عمارت پتھر کے بڑے بڑے ستونوں پر ہے۔ یہ ستون ایک ایک پتھر کے ہیں۔ کل عمارت مسجد اور روضہ قابل زیارت جگہ ہے۔

تمام روضہ کے حصہ میں اعلے قسم کے اونی قالین کا فرش ہے۔ سر مبارک کا مرقد ایک قبر کی صورت میں جالی کے اندر سبز غلاف پڑا ہوا ہے۔ جا بجا آیات کلام پاک منقوش ہیں اور سونے کا کام ہے۔ روضہ پر فاتحہ پڑھی اور باہر آکر بازاروں میں گشت لگاتے رہے۔ اسی دوران میں ایک دوکان میں جاکر مختلف قسم کی مٹھائیاں کھائیں بعدہٗ دوسری دوکان پر جاکر گوشت لے کر نمکین ستہ کیا۔ یہاں سبزی بھرکے کیلیان تیل کی پکاتے ہیں ان کو کباب بولتے ہیں۔ ہم کو یہاں کے مرد اور عورتوں نے نہایت غور سے دیکھا۔ ایک دوسرے کو اشارہ کرتی ہیں۔ کیونکہ ہماری شان ان ملکوں میں یہ ہے۔ بادامی عبا پاؤں میں شرعی سیدھا تنگ پاجامہ پہنے ہوئے۔ گھٹنوں سے نیچے تک کا کرتہ یا اچکن سر پر دوکلیہ لکھنؤ کی بیلدار ٹوپی اور گلے میں جے پوری یعنی سانگانیری چھپا ہوا انگوچھا اسی اثناء میں ایک دوکان میں محمد عبدالحفیظ الدین ابن عبد الشبیر المدنی ہم کو ملے۔ مجبوراً ہم کو اپنے پاس بٹھا کر مختلف قسم کی گفتگو کی انگور کھلائے اور وعدہ کیا کہ صبح میں ہوٹل میں آکر آپ کو یہاں کی زیارات اور تمام قابل دید مقامات دکھائینگا۔ اور کوئی معاوضہ

آپ سے نہیں لوں گا۔ اس سے پہلے ہم خود حیرت میں تھے کہ کس طرح یہاں کے تمام مقامات و زیارات
ہم دیکھیں گے۔ مرد از غیب بروں آید و کارے بکند۔

۱۰ اگست [illegible]ء قاہرہ یہاں کے اور سوئیز کے بڑے بازار لکھنؤ کے حضرت گنج اور فورٹ
بمبئی کا لطف دیتی ہیں۔ مدنی صاحب حسب وعدہ سات بجے صبح کے ہوٹل میں ہمارے پاس تشریف
لے آئے ہیں۔ یہاں موٹریں ٹیمپو کی طرح نہایت کم کرایہ پہ چلتی ہیں۔ دس بارہ آدمی بیٹھتے ہیں ایک آنہ
فی سواری ایک مقام سے دوسرے مقام تک کا کرایہ ہے۔ ہر موٹر پہ مقام لکھا ہوتا ہے کہ کہاں جانے والی ہے
مدنی صاحب کو ساتھ لیکر موٹر میں سوار ہو کر حضرت امام شافعی رحمت اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے یہ
مسجد کے ایک حصہ میں لکڑی کے ایک بڑے کٹھرے میں ہے۔ جس پر سونے کا کام ہو رہا ہے مختلف
رنگ کی منبت کاری بھی ہے۔ جا بجا کلام پاک کی آیات منقوش ہیں روضہ مبارک کی برابر دو اولیاء اللہ کے
اور بھی مزار ہیں۔ عجب پر انوار جگہ ہے۔ دو نفل پڑھے اور دعا مانگی روضہ کے تمام حصوں میں اعلیٰ قسم کے
قالین کا فرش ہے۔ بیسیوں آدمی قرآن خوانی اور دعا میں مصروف ہیں۔ بعدہٗ قلعہ محمد علی پاشا پر واپس
آئے۔ یہاں قلعہ کا ایک گائیڈ ساتھ لے کر جامع محمد علی پاشا کو دیکھا جو قسطنطنیہ کی مسجد ایا صوفیہ کے
ہو بہو نمونے پہ بنائی گئی ہے۔ در و دیوار سونے کی منبت کاری اور مختلف رنگوں کے بیل بوٹے پھول پتے
سے مزین ہیں۔ اسی کے ایک حصہ میں پاشا کا مزار ہے جس پہ فاتحہ پڑھی اس حصہ میں کل فرش اونی اعلیٰ
کے قالینوں کا ہے۔ مسجد کا گھنٹہ جو باہر لگا ہوا ہے۔ اور درمیان کا بڑا جھاڑ نپولین اپنی فلپ نے ہدیہ پیش
کیا تھا مختلف گنبد اور چھت جس میں شیشے بھی لگے ہوئے ہیں خاص صنعت سے بنائی گئی ہے۔ یعنی جو
آواز وہاں پر آپ کسی قدر زور سے دیں گے تو آپ کی آواز ختم ہونے پہ گونج سی وہی آواز پیدا ہوگی
قابل دید ہے۔ پاشا نے یہ مسجد ۱۸۳۰ء میں بنوانا شروع کی تھی ۱۸۱۱ء میں مصریوں نے ان کو قتل کردیا
۱۸۵۷ء میں ان کے بیٹے نے اسکو تکمیل کو پہونچایا۔ کلام پاک کی آیات ہر جگہ لکھی ہوئی ہیں۔ یہ پتھر کے
عالیشان ایک ڈول ستونوں پر استادہ ہے۔ قلعہ کے اندر ہی سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس
کی تعمیر کی ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے جو چاروں طرف سے بارہ دری نما بنائی گئی ہے۔ وہ اب
خستہ حالت میں ہے اور دروازہ بند ہے۔ پاشا مرحوم کا پیلس بھی جو قلعہ ہی میں ہے دیکھا اگرچہ آجکل یہ بھی
خراب حالت میں ہے۔ مگر پھر بھی ایک شاہانہ شان کا اور عبرت کا نمونہ ہے۔ پاشا کی بگھی جو لندن کی بنی

کی تصویرین بھی دیوار پر دیگئی ہین۔ چونکہ یہ قلعہ اور محل ایک پہاڑی بلندی پر ہے۔ یہان سے ایک آخر حصے سے کل قاہرہ اور اُس کے بیرونی حصون کا سین نہایت پُر لطف معلوم ہوتا ہے۔ جو میلون تک پھیلا ہوا ہی نیا پرانا قاہرہ اہرام مصری اور دور تک میدان کا منظر نظر آتا ہی۔ اس سے عالیشان۔ شہر کی وقعت اور وسعت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ ایشیائی شہرون مین یہ کیسا بڑا اور پر رونق شہر ہے۔ تمام عمارات عالیشان پتھر کی ہین۔ اس قلعہ مین دروازہ کے قریب ایک دیوار مین سفید پتھر کے سلطان صلاح الدین فاتح کے زمانہ کی دھوپ کے طلوع و غروب دیکھنے کی گھڑی بنی ہے۔ اب یہ قلعہ برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین ہی۔ اور گورہ شاہی محل و قلعہ ہے۔ بغیر پاس اور کچھہ خرچ کئے یہ مقام نہین دیکھے جا سکتے۔ کچھہ قرش خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ زندان حضرت یوسف علیہ السلام۔ قلعہ کے ایک بازو مین دو کنوان ہی جس مین عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے عشق کی وجہ سے قید کیا تھا۔ کچھ دور تک بتی روشن کرکے ہاتھہ مین ہاتھہ پکڑ کر سیڑھیون اور ڈھلوان حصے سے نیچے اوترنا ہوتا ہے۔ اسکے بعد وہ عمیق کنوان ہی جو سطح زمین سے دو سو اسی فیٹ نیچا ہے۔ اسکے تلے مین ایک جانب کچھ حصہ کھلا ہوا ہے۔ جس کے نیچے اسی قدر فاصلے سے پانی ہے۔ جیسے کہ ہندوستان مین بھی گہرے کنوئین کا پانی دور ہوتا ہے۔ گائیڈ نے دو تین پتھر اوپر سے پھینک کر ہمکو دکھایا۔ کہ اس کنوے کے نیچے اسقدر گہرائی پر پانی ہی۔ عجب عبرت کی جگہ ہے۔ سہ پہر کے وقت جامع سلطانی حسن دیکھی اور بھی کئی عالیشان جامع دیکھین۔ سب پتھر کی اعلےٰ درجہ کی عمارات ہین۔ بعدہٗ جامع سیدنا زینب علیہم السلام پر حاضر ہوئے۔ یہان سیدنا کا مزار بھی ہی۔ ایک جالی کے اندر قبہ بنا ہوا ہے۔ بعدہٗ مزار حضرت سیدنا فاطمہ پر حاضر ہوئے۔ یہ بھی مسجد کے ایک حصے مین پتھر کی عمارت قبہ دار ہے۔ ان تمام مقامات پر فاتحہ پڑھی چند منٹ قیام کیا اور دعا مانگی۔ خدا مقبول کرے۔ اس کے بعد موٹر مین سوار ہو کر چڑیا خانہ دیکھنے روانہ ہوئے۔ یہ شہر سے کئی میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستے مین دریائے نیل کے بڑے دو پل پر گذرنا پڑا جو نہایت عمدہ اور مضبوط قسم کے بنے ہوئے ہین۔ دریائے نیل کے کنارون پر دور تک ہین یعنی دور تک دونون کنارون پر مختلف قسم کی چھوٹی بڑی کشتیان بادبانی اور موٹر انجن وغیرہ کی پڑی ہین اور ان پر دیوالی کی ٹھہری یا جے پور کے جوہری بازار کی طرح نہایت خوبصورت انگریزی وضع کے رہائش کے مکان بنے ہوئے ہین۔ سخت گرمی کے زمانہ مین ان کے مالک یہان آکر رہتے ہین اور جہان چاہی اُن کشتی والے مکانون کو دریائے نیل مین لیجاتے ہین۔ چڑیا خانے پہونچکر دو ایک آنے کے ٹکٹ سے داخلہ ہوا۔ سیاہ اور بھورے

شیر۔ سوڈان کے جنگل کی بلیان نہایت خوبصورت چیتے کی طرح چت کبری۔ سوڈانی دریائی گھوڑا
محافظ نے اپنی ترکیب سے ایک محفوظ حصے مین اسکو پانی سے باہر نکالکر دکھلایا۔ پیٹھ سپاٹ۔
ہاتھی کے بچے کی طرح۔ رنگ بھورا مائل۔ بڑی بھینس سے بڑا۔ اوپر کا ہونٹ دونون طرف جبڑون تک
کو ڈھکے ہوے۔ منہ بہت چوڑا اور پھیلا ہوا۔ دانت چھوٹے بڑے موٹے ہموار کھونٹیوں کی طرح کھڑے
ہوے۔ معلوم ہوا کہ یہ خوفناک جانور ہے اور انسان کو سالم نگل جاتا ہے۔ محافظ نے اسکو گھاس کھلائی۔ کئی قسم
کے بن مانس انسان کی شکل کے جسم پر بال ہاتھ پاؤن بندر جیسے کو دیب یا رچ یہ ایک جانور ہے از قسم شیر سیاہ
جزائر ہند کا۔ پرند چھوٹے بڑے۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ اودے اور مختلف رنگون سے مزین افریقہ کے۔
ظرافہ۔ ایک چرند جانور اونٹ سے کسی قدر چھوٹا۔ مگر اسی وضع کی گردن لانبی۔ جسم پر گلابی مائل و سفید
داغ۔ طوطی سرخ۔ کالے۔ نیلے۔ مختلف رنگون کے اقسام کے اور چرند پرند بہت سی قسم کے تھے۔ یہ چڑیا خانہ قابل دید ہے۔ قاہرہ جدید
کی سیر کی جو قاہرہ قدیم کے ایک آخری حصے کی جانب نہایت باقاعدہ بالکل انگریزی وضع کے شہرون
کی طرح آباد کیا جا رہا ہے۔ جس قدر حصہ آباد ہو گیا ہے۔ وہ بھی میلون تک لانبا اور چوڑا نہایت باقاعدہ
اور خوشنما ترتیب دیا گیا ہے۔ سڑکین نہایت چوڑی۔ عمارات نہایت عالیشان۔ صاف ستھرا دلکش
اور پر رونق شہر ہے۔ نیا اور پرانا قاہرہ دونون ایک ہی سلسلے مین ہو رہے ہین۔ فوجی بارک بھی ہین
ہر سواری جاتی آتی ہے :۔

۱۱۔ اگست ۲۸ء۔ حضرت سیدنا سکینہ و حضرت نفیسہ علیہم السلام کے روضے جو
علیحدہ علیحدہ فاصلے پر مساجد کے حصون مین ہین حاضر ہوے۔ کل عمارت پتھر کی ہے۔ مزار جنگلون کے
اندر نہایت پرانوار ہین۔ تھوڑی دیر قیام کیا اور فاتحہ پڑھی۔ سیدنا حضرت نفیسہ کا روضہ مخصوص
اجابت دعا کی جگہ ہے۔ یہ دونون صاحبزادیان حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہین۔ عقب الخضرہ اور عبا۔
خان خلیل نہایت عالیشان اور پر رونق بازار چوک ہین۔ جہان سے چھ سات سڑکین مختلف سمتون کو جاتی
ہین۔ ٹریموے۔ موٹر۔ گھوڑا گاڑی۔ فٹن وغیرہ سواریان قدم قدم پر تمام حصون مین نہایت ارزان
ملتی ہین۔ اسباب لادنے کے ٹھیلون پر بھی مرد عورت سوار ہوکر پھرتے ہین۔ تمام بازاری سودا سلف
کی خریداری کا کام عموماً عورتین کرتی ہین۔ یہان کے عجائب خانہ کو دیکھا۔ فرعون کے زمانہ کے مختلف
رنگ کے پتھر کے قلمدان اور اسی سے بڑے بت معبود برتن۔ مختلف اشیا نرکیتے کندہ ہین جو عجیب نایاب

بیٹھا ہین - رنگین پتھر کی تصاویر جانورون کی اسٹیچو - اکثر اسٹیچو پر بھی کچھ کندہ ہین - زمانہ قدیم کی کشتیان - قبل
فرعون کی اشیار لکڑی کے رنگین اسٹیچو - میز ریجنبر کی بنی ہوئی - ممی سونے کے سلیپر وچیتہ قدیم بہترین
صندوق نما لکڑی و پتھر کی - شیشے کے بکسون مین ہر چیز لگی ہے - تاکہ نیچے کا رخ بھی نظر آوے - زمانہ قدیم
کے پلنگ - آرام کرسی نما - جامع ازہر اس کے بعد جاکر دیکھی - یہ ایک عالیشان مسجد ہے - جابجا چٹائیان
بچھی ہوئی ہین - جن پر طلبا مطالعہ کتاب مین مصروف ہین زمانہ امتحان کی وجہ سے درس بند ہے جامع ازہر کی
بہت سی شاخین ہین - جہان درس دیا جاتا ہے - ازہر کے اوقاف کی سالانہ آمدنی دو لاکھ پونڈ ہے
بعد وضع اخراجات پینتیس ہزار پونڈ سالانہ کی بچت ہے - جامع ازہر کا خزانہ معمور ہے جس سے حکومت
مصری - اٹالین اور امریکہ وغیرہ قرض لیتی رہتی ہین - تمام قسم کی تعلیم عربی زبان مین ہوتی ہے - چارون مذاہب
و عقائد کی تعلیم دیجاتی ہے - زمانہ موجودہ کی بھی کل تعلیم رسائنس - تاریخ جغرافیہ - الجبرا وغیرہ کی بھی
تعلیم دیجاتی ہے - شیخ الاسلام ازہر کا افسر اعلے ہوتا ہے - جو علما کے انتخاب سے لیا جاتا ہے - اسوقت
طلبا کی تعداد دس ہزار ایک سو پچاس ہے - اعلے علمائے متبحر ازہر تنتیس ہے - جن کا انتخاب بھی نفس علما ہی
کرتا ہے - موظفین ازہر کی تعداد تیرہ سو - غریب طلبا کی تعداد چھ سو چھیاسی ہے - اور ان کا نصاب تعلیم
نقہ - اصول - فقہ - حدیث - مصطلح الحدیث - التوحید - نحو - صرف - منطق - معانی - بیان اور بدیع
ہے - نظامی نصاب تعلیم مین مذکورہ علوم کے علاوہ - حساب - ہندسہ - جغرافیہ - طبیعات - کیمیا - ہیئت
جبر - علم وضع - علم قوافی والعروض - تاریخ وغیرہ ہین - غربا کے لئے ازہر کی طرف سے ستائیس دار الاقامے
ہین جن کو رواق کہتے ہین - مثلاً رواق ابن معمر - رواق الطبریہ - رواق الحنفیہ - رواق المغاربتہ -
رواق الحرمین - رواق الیمن - رواق الہنود - رواق صلیح - رواق سلیمانی - رواق جادہ - رواق چین
رواق الشوام وغیرہ - طلبا و مدرسین کی اوقات سے روٹیان مقرر ہین - ایک ایک عالم کی کئی کئی ہزار
روٹیان مقرر ہین - جو فروخت کر دیجاتی ہین - اسکے بعد ہم ایک جامع مین پہونچے - جہان ایک کار دار مدرسہ
کے طالب علم سے ملاقات ہوئی - بہت دیر تک تبادلہ خیالات اور لطف صحبت رہا - ہم نے مصر مین ابن سعود
کی حکومت کے خلاف صحیح واقعات کی بنا پر ایک تقریر کرنے کا خیال ظاہر کیا - تو ان سے معلوم ہوا کہ مصری
حکومت سعودی حکومت کے موافق ہے - مولانا محمد علی یورپ جاتے ہوئے چند گھنٹے یہان ٹھہرے تھے -
انہوں نے نجدی حکومت کے خلاف تقریر کی تھی اور پریس کو اپنا بیان دیا تھا - ان ایک تقریر کا کوئی اثر

نہین ہوا۔ بعدہٗ پنجاب کے ایک اڈیٹر صاحب یہان اس غرض سے آئے تھے کہ مولانا محمد علی کے خلاف تقریر کرین۔ اور سعودی حکومت کی برکات دکھائین۔ مگر ہم ہندی طالب علمون نے اُن سے کہا کہ غیر ملک مین غیر قوم کے سامنے اپنے ایک ہم وطن کے خلاف آپ کو کچھ نہین کہنا چاہئے۔ اور نہ سعودی حکومت کی موافقت کرنی چاہئے۔ چنانچہ انہون نے بین بین تقریر کی اور ان پہلوؤن کو اپنی تقریر مین چھوڑ دیا۔ پرسون وہ ہندوستان چلے گئے۔ سہ پہر کو شاہ فواد مصر کا ڈاکٹری تشریح خانہ مین جسم انسانی دیکھا جسمین انسان کے تمام جسمانی بیماریون کی حالت اور اس کے اسباب ماڈل کی صورت مین دکھائے گئے ہین۔ اور انسانی ہستی کا صحیح خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہندوستان کے میڈیکل کالجون کے ماڈل روم یا میوزیم مین تشریح جسم انسانی کے سامان ہین۔ عبرت کی جگہ ہے۔ جامع فلسطین جو مشہور مسجد ہے دیکھی۔ سرائے عابدین شاہی محل باہر سے دیکھا اندر جانے کی اجازت نہین۔ باہر سے کچھ زیادہ شاندار نہین ہے۔ نہ بہت زیادہ طول طویل ہے۔ حکومت کی شان شوکت ظاہری بیرونی حالت سے وقیع نہین معلوم ہوتی۔ عالیشان عمارات بھی نہین ہین۔ یک و دو منزلہ عمارات ہین۔ اس کے بعد کتب خانہ دیکھا۔ اعلیٰ اعلیٰ قسم کی کلام مجید شاہان قدیم کے خط کوفی و دیگر عجیب و غریب خط مین مطلا نہایت خوش قلم۔ تصاویر آئل پینٹنگ شاہان مصر قدیم سکہ ہر دہات کے۔ کتب باتصویر رنگین۔ البم شاہان ہندوستان۔ قدیم کتبے مختلف قسم کے خط کے اس کے علاوہ ہر علم و فن کی ہزار ہا کتب ایک ریڈنگ روم بھی ہے۔

۱۳۔ اگست ۲۸ء ۔ آج صبح ۷ بجے بذریعہ ٹریموے اہرام مصری دیکھنے کو گئے۔ جو قاہرہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہین۔ آنے جانے کا کرایہ آٹھ آنہ دیئے۔ نصف راستے سے نہایت تک آبادی ہی چلی گئی ہے اور جنگل سرسبز و شاداب ہے۔ بہت سے شخص اہرام دیکھنے ہمارے ساتھ ہین۔ ہر قسم کی چیزین فروخت کے لئے راستے مین ہمارے سامنے آرہی ہین۔ سب سے اول اس مقام پر گئے۔ جہان ابوالہول فرعون کے خدا کا مجسمہ پتھر کا ہاتھ پاؤن آگے پیچھے کو پھیلائے بیٹھا ہے۔ قدیم زمانہ کا یہان ایک معبد گاہ بھی ہے۔ جہان چند پیسے دیکر اندر گئے۔ یہ بالکل ریگستانی حصہ ہے۔ یہان ایک رہبر بھی ہمارے ساتھ ہے۔ چھ قبرین یہان ہین۔ جن کے ممی لیجا کر عجائب خانہ مین رکھدیئے گئے ہین۔ خالی پتھر کی قبرین ہین۔ اسی حصے کے ایک کونہ مین ہمین بتایا گیا کہ یہ کھودا گیا تھا تو جواہرات وغیرہ نکلے تھے۔ یہ موقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین ہزار برس پیشتر کا بتایا جاتا ہے۔ بعدہٗ اہرام کے موقعہ پر واپس آئے۔ یہ سب سخت پتھر کی بڑی بڑی چٹانون سے بنائے گئے ہین۔ اور اُن کی شکل

ہر چہار طرف سے یہ ہے △ بڑے اہرام کے نیچے کی لمبائی تین سو قدم ہے نا پی ہے - یہ چھوٹے بڑے باقاعدہ تین ہیں - دو ایک اور بھی اس قسم کے ہیں - جو پتھروں کا ایک ڈھیر سا معلوم ہوتے ہیں - بڑے اہرام کی اونچائی تقریباً ہندوستان کے دس بارہ منزلہ مکان سے زیادہ ہوگی - چاروں طرف پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں نہایت قاعدے سے لگی ہوئی ہیں - بڑا اہرام ایک جانب بیچ میں سے کھودا گیا تو پتھر کا دروازہ نکلا مگر وہ کھولا نہیں جا سکا - وہ حصہ چھوڑ کر اسکے قریب ایک طرف سے کھودا گیا ہے - اسکے اندر سے میتیں نکالی گئی ہے - ہم بھی دو موم بتیوں کی روشنی میں کچھ دور تک اہرام کے اندر گئے - سوائے بڑی چٹانوں کے تودے کے اور کچھ معلوم نہ ہوا - جہان تک ہم گئے اسکے پہلوؤں میں خالی جگہ نظر آئی جہاں سے میتیں نکالی گئی ہیں - یہاں گائیڈ مسافروں کو بہت دق کرتے ہیں اور چمٹتے ہیں یہ حصہ کسی قدر بلندی پر ہے یہاں سے گیارہ بجے واپس ہوکر مسجد دیکھی جو نقل حرم مکہ معظمہ بنائی گئی ہے - سلطان ابن احمد طالون نے یہ مسجد بنوائی ہے اور ملک منصور خان نے ۶۹۰ ہجری میں ممبر بنوایا ہے - جس پر کتبہ اور تاریخ لکھی ہوئی ہے - سہ پہر کو نئے قاہرہ میں لوناپارک جاکر دیکھا داخلہ کا ٹکٹ علیحدہ ہے - اور اندر مختلف کھیلوں کا ٹکٹ علیحدہ ہے - پارک کیا ہے گویا ایک کھیل کود کی جگہ ہے - اور محبت کے چھپے ہوئے لوگوں کے ملنے کی بھی اچھی جگہ ہے - پارک کے اندر سنک ریلوے - جگہ کہیں بلندی سے پانی کشتی کی دوڑ وغیرہ تفریحی سامان ہیں - مرد اور عورتیں آزادی سے تفریح کرتی ہیں - غرض یہ نہایت دلچسپ اور خوش منظر جگہ ہے - آج شب میں مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی محمد صدیق صاحب جامع ازہر کے ہندوستانی طلباء ہوٹل میں ہم سے ملنے آئے - کئی گھنٹے مختلف مسائل پر بات چیت ہوتی رہی - ہمیں اسکا افسوس رہا کہ جامع حضرت عمر ابن العاص - مزار حضرت لیث ابن سعدؓ - مزار شریف عبدالوہاب شعرانی اور کئی جامع دیکھنے سے رہ گئیں - صبح سے شام تک برابر سواری میں پھرتے ہیں - ملک مصر میں تعریفہ - اتنا قرش - خمسہ ملین - نصف پیاسٹر یا نصف قرش برابر ہے ایک پائی کے - قرش یا پیاسٹر برابر ہے ۲ ر ۲ پائی کے - شہر کی صفائی نہایت درجہ قابل تعریف ہے - تمام شہر کی تعمیر سمنٹ کی اور پتھر کاری کی ہوئی - تمام بازاروں اور سڑکوں پر دو طرفہ درخت لگے ہوئے - بیسیوں چوپڑ کے بازار ہیں - اور گلی کوچے سڑکوں کی دونوں جانب بالمقابل - بالکل انگریزی طرز کا شہر ہے - تمام در و دیوار اشتہارات اور پوسٹر سے لپے ہوئے - عربی زبان کے علاوہ گریک - فرنچ اور انگریزی میں ہر دوکان پر بورڈ لگے ہوئے ہیں - ہر سڑک کے دونوں جانب فٹ پاتھ پیدل چلنے والوں کے لئے

بنا ہوا ہے۔ سویز سے قاہرہ تک پینتیس پیاسٹر ریل کا کرایہ ہے۔ ویاد۔ انگور۔ انجیر۔ ناخی۔ سیب۔ کیلا
اور آلوچہ وغیرہ پھل نہایت مزیدار اور نہایت سستے۔ خربوزہ تربوز میٹھے مگر کسی قدر گران۔ اخبارات
روزانہ اور باتصویر رسائل بکثرت شایع ہوتے ہیں اور عام طور پر اخبار بینی کا مذاق بڑھا ہوا ہے۔ کوکب۔ البلاغ
الاہرام۔ المقطم وغیرہ یہاں کے اخبارات کے نام ہیں۔ عام طور پر اونچی ترکی ٹوپی۔ جھالر دار۔ استعمال ہوتی
غربا دوسری قسم کی سفید رنگین ٹوپی استعمال کرتے ہیں۔ عورتیں ہر عمر اور ہر خاندان کی لیڈیز فیشن ہیں ہیں
اونچی ایڑی کا لیڈیز شو پہنتی ہیں۔ ایک موٹی جالیدار یا نہایت باریک نقاب نصف گالوں کے نیچے ڈالے
ہوئے جسمیں تمام چہرہ خوب نظر آتا ہے۔ اور گلے کے نیچے کا حصہ سینے کے قریب تک کھلا ہوا عموماً سیاہ لباس
لیڈیز جاکٹ۔ بعض نوجوان اور جوان لڑکیوں کا رنگین لباس۔ برقعہ عموماً جینٹ دار سیاہ کپڑے کا جس میں
نقاب چہرہ لگا ہوا ہے۔ پوری ناک پر سے پیشانی تک سنہری زیور کی نلکیاں لگی ہوئی ہیں۔ جو نقاب میں ٹکی
ہوئیں۔ سر پر رومال بندھا ہوا۔ موزہ پہنے ہوئے۔ پنڈلیوں تک ٹانگیں کھلی ہیں۔ جوان اور نوجوان لڑکیوں کے
بال لیڈیز فیشن کے پیچھے دار اور پیشانی کے دونوں طرف تھوڑے رومال سے فیشن کے طور پر بال باہر نکلے ہوئے
بال زیادہ تر بھورے رنگ کے چھوٹی لڑکیاں لباس میں بالکل یورپین لڑکیاں معلوم ہوتی ہیں۔ چہرہ کا نقشہ
خوبصورت مگر خوبصورتی میں ملاحت اور نمکینی نادر ہے۔ رنگ نہایت سفید۔ گندم کے موافق۔ تمام
بازاری خرید و فروخت مردوں کے دوش بدوش خود کرتی ہیں۔ جو زیادہ فیشن ایبل ہیں۔ ذہن بیگ
بھی لٹکائے ہوئے ہیں۔ نہایت درجہ بیباک آزاد۔ شرم و حیا ان کے قریب بھی ہو کر نہیں نکلی ہے
مرد ہر عورت کا ہاتھ پکڑ کر۔ ٹریم۔ ریلوے۔ کار۔ اور گاڑی وغیرہ میں سوار کرا سکتا ہے۔ مرد عورت
ملے ہوئے۔ پہلو بہ پہلو سواریوں میں بیٹھتے ہیں۔ بات چیت کیجئے کوئی تکلیف نہیں۔ بعض کی آنکھ میلی
اور بعض کی سفید بے نمک اور چھوٹی۔ اسی بے پردگی کی وجہ سے ہماری تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصر میں فواحش
بکثرت ہیں۔ شراب خوری کی بھی انتہا نہیں۔ ہر قسم کے کھیل تماشوں تفریح گاہوں وغیرہ میں برابر عورات
بھی شریک ہوتی ہیں۔ گویا ان کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ ہم عورتیں ہیں۔ ہم کو مردوں سے شرم کرنی چاہئے۔ مرد
شرما جائے گا مگر وہ نہیں شرمائیں گی۔ نیا قاہرہ پرانے قاہرہ سے ہر بات میں سبقت لیجا رہا ہے۔ ہماری
رائے میں بمبئی۔ کلکتہ سے کچھ کم نہیں ہے۔ صرف بندرگاہ نہیں ہے یہی کمی ہے۔ آٹھ منزل تک مکان دیکھنے
میں آئے۔ دن کسی قدر گرم رات خاصی سرد۔ اسی وجہ سے غالباً کسی مکان میں صحن کی اجازت نہیں ہے

تمام عمارات انگریزی وضع کی ہین - ہمین تحقیق اور معتبر ذرایع سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکومت مصر کے ایک
عالیشان مکان کو گریک کمپنی نے ٹھیکہ پر لے لیا ہے - جہان روزانہ شب مین دو مرتبہ مادرزاد برہنہ فرنچ
عورتون کا ناچ ہوتا ہے - اول شو کا ٹکٹ پندرہ پیاسٹر ہے - اور دوسرے شو کا جو بارہ بجے شب سے
شروع ہوتا ہے - ڈیڑہ گنی ہے - اور جو چیز بھی آپ وہان لے کر کھانا پینا چاہین - اسکی قیمت بھی علیحدہ
علیحدہ ڈیڑہ گنی ہی لیجاوے گی - چاہے ایک آنہ کی آپ کوئی چیز کھائین یا دو چار دس گنی کی کوئی چیز آپ کھائین
یا نوش کرین - مثلاً پچاس روپیہ کی آپ شراب پی جائین دینا وہی ڈیڑہ گنی ہوگی - اسکے علاوہ فیس دینے پر
عورتین آپکے واسطے حاضر ہین - وہین تخلیہ کے کمرے بھی ہین - اسکے علاوہ مختلف بازارون مین کثرت سے
بازاری عورات مختلف ممالک کی آباد ہین جنہون نے مصریون کے اخلاق کو خراب کر دیا ہے - تمام مرد کوٹ
پتلون نکٹائی - قمیص وغیرہ استعمال کرتے ہین - اور بالکل انگریزی فیشن کے شیدائی ہین - داڑھی عام طور پر
اس ملک مین استرے کی نذر ہے - اور بعض کی مونچھین بھی ندارد ہین - ہماری داڑھی دیکھکر اکثر ہمسے سوال ہوتا تھا
کہ آپ مسلم ہین یا یہود - جب ہم مسلم کہتے ہین تو نہایت عزت سے ہمارے ہاتھ کو بوسہ دیا جاتا ہے اور اظہار مسرت
کیا جاتا ہے - بدمعاشی اور دہوکہ بازی بھی اس ملک مین بہت زیادہ ہے - اجنبی شخص کو نہایت احتیاط کی ضرورت
ہے - دوکاندار اجنبی اور مسافر دیکھکر خوب حجامت بناتے ہین - گرہ کٹ بھی بہت ہین - اس ملک مین داخل
ہونے پر ہر خدمت کا معاوضہ نہایت استحکام کے ساتھ پیشتر ٹھہرالینا چاہئے - ورنہ سخت نقصان اٹھانا ہوگا
ہزارہا قسم کا یہان سگریٹ عجیب وغریب تیار ہوتا ہے -

روانگی اسکندریہ

۱۲ اگست سنہ ۲۸ع آج پونے سات بجے صبح کے اکسپریس ٹرین سے ہم الگزانڈریہ یعنی اسکندریہ
روانہ ہوئے - مدنی صاحب ہمارے گائیڈ اسٹیشن تک آئے تمام ضروری خدمات انجام دین - ہم نے
بھی تین دن تک تمام اُن کے کھانے پینے کا خرچ برداشت کیا اور پچیس قروش نقد رخصت کے وقت انکو
پیش کئے - قاہرہ سے ٹرین چھوٹ کر صرف طنطنہ اسٹیشن پر جو جنکشن ہے ٹھہری یہ بھی بڑا شہر نظر آیا -
اسٹیشن شہر سے ملا ہوا ہے - جنگل نہایت سرسبز وشاداب اور نہرین دریائے نیل کی جا بجا جاری ہین کپاس
کی کاشت بہت کثرت سے اس ملک مین ہے - دس بجے کے قریب اسکندریہ کی سفید پتھر کی خوشنما عمارات

ہمارے سامنے میلوں نصف دائرہ کی شکل میں پھیلی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ درمیان میں کئی بڑے شہر قصبات
وغیرہ سب چھوٹتے چلے گئے ہیں۔ اسٹیشن پر ٹرین پہونچی کہ ہوٹلوں کے دلال مل گئے۔ ہم نے اپنے ٹھہرنے کے
ہوٹل کا پتہ بتایا۔ مگر وہ دوسرے ہوٹل میں لے آیا۔ مجبوراً ہم شارع میدان کے حمیدیہ ہوٹل میں سولہ پیاسٹر روزانہ
کے کمرہ میں ٹھہر گئے۔ دلال ہی نے قلی کئے گاڑی کی اور سب خرچ جو چاہا ہم سے لیا۔ اور اپنا حق المحنت بھی دس
قرش طلب کئے۔ مگر ہم نے پانچ دیئے وہ ممنون ہو کر چلا گیا۔ تین بجے ہوٹل کے وکیل کے ساتھ ایک بگھی کرایہ
کرکے مزارات پر روانہ ہوئے جو سب شہر میں قریب قریب ہیں۔ ہر مزار مسجد کے بازو میں ہے۔ جیسا کہ یہاں
کا قاعدہ ہے۔ جامع شیخ ابا عبری صاحب پر فاتحہ پڑھی یہ صاحب نقشبندیہ ہیں۔ مزار کے چاروں طرف دیوار
پر نقشبندیہ خوشخط لکھا ہے اور مسجد نہایت خوبصورت ہے۔ فرش قالین کا ہے۔ جامع یاقوت العرشی پر اور حضرت
شیخ ابو العباس مرسیؒ پر فاتحہ پڑھی۔ معمولی مساجد ہیں فرش قالین کا ہے۔ سکندر ذوالقرنین کے مزار پر حاضر
ہوئے جو کئی سیڑھیاں مسجد سے نیچے جا کر ہے۔ اسکندریہ انہیں سکندر کا آباد کیا ہوا ہے۔ بعدہ جامع حضرت
دانیالؑ میں حاضر ہوئے۔ یہ سطح مسجد سے بہت نیچے ہے۔ اور اسی کے برابر حکیم لقمان کی بھی قبر کا چھوٹا سا
چبوترہ ہے۔ ہم نے دربان سے دریافت کیا کہ اسقدر چھوٹی قبریں کیسی ہیں۔ اس نے کہا کہ قبریں اس سے بھی نیچی
ہیں۔ یہ صرف نشان بنا دیئے گئے ہیں۔ بعدہ بحر ابیض کے کنارے سواری میں ہوا خوری کی۔ اور اپنے ہوٹل
کے قریب اتر کر گاڑی کو رخصت کیا۔ اور سمندر کے کنارہ قہوہ خانہ میں بیٹھکر چائے پی جہاں کنارے کنارے
میلوں تک قریب نصف گز کے اونچی اور اسی قدر چوڑی پتھر کی دیوار بنی ہوئی ہے۔ مرد وعورت تفریحاً کثرت سے
سیر کناں ہیں اسکندریہ بھی دائرہ کی شکل میں سمندر کے کنارے آباد ہے۔ بہت پر لطف منظر ہے۔ بحر ابیض موجیں
مار رہا ہے۔ جہاز اور کشتیاں لنگر انداز ہیں۔ یہاں کا بھی طرز معاشرت اور اخلاقی حالت قاہرہ جیسی ہے۔ بالکل
یورپ جیسا شہر ہے۔ صفائی اعلی قسم کی ہے۔ شارع فرانسیہ کے قریب چوک نہایت اچھا اور پر رونق ہے۔ شبکو
ہم معہ اپنے رفیق کے پیدل بازاروں کی سیر کو روانہ ہوئے۔ مختلف قسم کے تازہ میوہ جات خریدے اور خوب
کھائے عام طور پر ہر جگہ ہم پر گہری نگاہ پڑتی ہے۔

۱۴ **اگست** ۱۹۲۸ء اسکندریہ صبح کو ہم نے یہ ترکیب کی کہ مختلف سمتوں کی ٹریموں میں
بیٹھکر تین گھنٹے تک دونوں نے شہر کے مختلف حصوں کا خوب چکر لگایا اور بارہ آنہ خرچ ہوئے۔ یہ بھی بالکل یورپین
وضع کا شہر ہے۔ قاہرہ سے بہت چھوٹا ہے۔ مگر نہایت پررونق اور بازاروں سے بھرا ہوا ہے۔ قاہرہ کے مقابلے

میں یہاں میوے جات سستے ہیں۔ مصر کے تمام شہروں میں قدم قدم پہ قہوہ خانہ ہیں۔ اور کھانے
پینے کے ہوٹل بھی ہر قسم کے کثرت سے ہیں۔ یہود و نصاریٰ بھی اچھی تعداد میں ہیں۔ سہ پہر کو معہ وکیل ہوٹل
یہاں کا چڑیا خانہ بذریعہ ٹرامویے دیکھنے گئے۔ ایک بڑا باغ نہایت اچھا دریائے نیل کے کنارے پہ
ہے جو نہایت سکون اور تفریح کی جگہ ہے۔ یورپین لوگوں کا غالباً یہاں کا کلب بھی ہے۔ بہت سی صاحب
تفریحاً عام کو یہاں جاتے ہیں۔ اسکے ایک کونے میں مختصر سا مختصر چڑیا خانہ ہے جو اسکندریہ جیسی
جگہ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں ایک بن مانس دوسری قسم کا دیکھنے میں آیا۔ ناک بھنی کے پھل
یہاں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور لوگ بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ ہر تفریحی جگہوں اور مختلف
موقعوں پر اس ملک میں بیت الخلا یعنی ادب خانہ بھی بنا ہوا ہے۔ جو جنٹلمین کاغذ سے استنجا کرنا چاہیں
اُن سے ایک آنہ فیس لیجاتی ہے ورنہ عام طور سے کچھ نہیں لیا جاتا۔ یہود و نصاریٰ یہاں بھی کثرت
سے [illegible] اچھے کاروباری لوگ ہیں۔ یورپینوں کا عمل دخل زیادہ معلوم ہوتا ہے اور لیڈیاں بھی کثرت سے
دیکھنے میں آئیں جن کو مصری لوگ معلوم ہوا کہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے مگر کچھ کر بھی نہیں سکتے۔ سایہ پوش
جیسا بھی لہراتا ہوا نظر آیا۔ تعلیم اور کل مصر میں برقی روشنی ہی یہاں بھی اخبار بینی کا شوق زیادہ ہے
بہت سے معتبر دار اخبار و رسالے نکلتے ہیں روضۃ الیوسف فکاہیہ رسائل ہیں اور وادی نیل وغیرہ اخبار
ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر میں عام طور سے عورتیں ایک یا دو جو مخصوص حماموں کی دوکانیں ہیں وہاں جاتی ہیں
اور بالکل برہنہ ہو کر جسم کے ہر حصہ کے بال منڈواتی ہیں۔ بے حیائی کی انتہا ہو گئی۔ غریبوں کے جھونپڑے
کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ فقرہ بھی خال خال نظر آئے۔ قاہرہ سے اسکندریہ تک تیسرے درجہ
کا ریل کا کرایہ ساڑھے انتالیس قرش دیئے گئے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن نہایت شاندار ہے۔ بعض جگہ
کی زبانوں سے مصری مناظر کے فوٹو اور ہندا ایک کے ٹکٹ ہم نے خریدے ہیں۔ یہاں بھی انگریزی وضع
کے جیسے بازار ہیں جو ہر قسم کے سامان سے بھرے ہوئے۔

روانگی قطرہ

۱۵ اگست ۲۸ سنہ۔ قبل نماز صبح اٹھکر اسباب ٹھیک کیا بعد نماز گاڑی منگا کر
معہ ہوٹل کے ملازم کے اسٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ ہوٹل کے مالک حاجی اسمٰعیل رشیدی اور وکیل دونوں اچھے

مسکین طبیعت کے شخص ہیں۔ وکیل ہوٹل کو بھی حق الخدمت ان کی طلب پر ایک روپیہ دیا۔ قنطرہ
تک ریل کا ٹکٹ تین سو اسی ملیم یعنی اڑتیس پیاسٹر کا خریدا ملازم ہوٹل کو بھی پانچ پیاسٹر انعام
دیئے۔ ساڑھے چھ بجے اکسپریس روانہ ہوگئی۔ ساڑھے نو بجے بنہا جنکشن پر ٹرین بدلنے کی
غرض سے اترے اور گیارہ بجکر چالیس منٹ پر جو ٹرین قاہرہ سے پورٹ سعید جانے والی تھی
اس میں سوار ہوکر اسمٰعیلیہ ہوتے ہوئے نہر سویز کے کنارے جاتے رہے۔ اس لائن پر بھی بڑے
بڑے مقامات۔ قصبات اور اسٹیشن آرہے ہیں۔ مگر اکسپریس کہیں نہیں ٹھہرتا۔ اس حصے میں بھی
افریقہ کا ریگستانی میدان ہی۔ ڈھائی بجے قنطرہ اسٹیشن پر پہونچے۔ یہاں کسٹم آفس ہے۔ ایک
لانبی ٹھیلے پر اور دوسرے ٹھیلے پر سپاہ اور مسافروں کا سامان لاد لیا گیا۔ اور نہر سویز میں کنارے پر ایک لکڑی کے
مکان کے صحن میں ٹھیلے لاکر کھڑے کر دیئے گئے۔ سب مسافر کمرے اور برآمدے میں پہنچ کر بیٹھے
سپاہی اور قلی وغیرہ بھی موجود رہے۔ یکایک گھڑ گھڑاہٹ کی آواز شروع ہوئی۔ اور وہ کل مکان مع
ٹھیلوں اور مسافروں کے نہر سویز کے دوسرے کنارے کی طرف چلنا شروع ہوگیا۔ اور چند منٹ میں
دوسرے کنارے پر پہونچ گیا۔ سامان چنگی کسٹم آفس میں لاکر رکھا گیا۔ ایک صاحب نے سرسری
طور سے سامان دیکھا اور مہربانی سے ہم کو ریلوے اسٹیشن قنطرہ پر جانے کی اجازت دے دی جو
قریب ہی تھا۔ ہم مع سامان کے اسٹیشن پر آگئے۔ قدس شریف یعنی بیت المقدس سے صرف ایک ٹرین
پانچ بجے شام کو یہاں آتی ہے۔ اور شب کے ساڑھے گیارہ بجے صرف ایک ٹرین جاتی ہے۔ ایک
مسلمان گارڈ اور سپاہیوں نے جبکہ ان کو معلوم ہوا کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں ہر کام میں مدد دی۔ اس ملک میں
داڑھی والے اشخاص سکھ سمجھے جاتے ہیں۔ ہم قنطرہ کی آبادی میں بھی گئے۔ جو ایک میل کے قریب ہے
مختصر آبادی مع چند دوکانوں کے ہے۔ راستے میں ریتے میں سے چند چھوٹی چھوٹی خوبصورت سیپیاں
ہمنے چن لیں۔ بیت المقدس کا ٹکٹ ریل چودہ روپئے آٹھ آنے کو ہمنے خریدا اور ساڑھے گیارہ بجے
روانہ ہوگئے۔

داخلہ بیت المقدس

۱۶۔ اگست ۲۵ء۔ صبح نماز کے وقت ایک اسٹیشن پر آنکھ کھلی۔ راستہ نہایت سرسبز

وشاداب سبزہ۔ پرتگال وغیرہ کے سیلون تک باغ۔ یورپین لوگوں کو گھوڑے۔ خچر اور شیفلات
زمین کو جوتتے دیکھا۔ نئی کالونیز آباد کی جا رہی ہیں۔ ساڑھے سات بجے لدا جنکشن پر ٹرین پہونچی
یہ نہایت اچھا شہر معلوم ہوا جنکشن بھی بڑا ہے۔ لبی طرف کو یہاں سے ریلوے لائن جاتی ہے۔ یہاں
سے ہم پلسٹائین ریلوے میں سوار ہوئے۔ دو اسٹیشنوں کے بعد ٹرین پہاڑ میں داخل ہوئی۔ اور سانپ
کی طرح بل کھاتی ہوئی پہاڑی گھاٹیوں میں چلنے لگی۔ دونوں طرف پہاڑی سلسلہ قدرت خدا کا عجیب
نمونہ ہے۔ دو گھنٹہ تک نہایت پر لطف پہاڑی سین نظر آرہے ہے انگور اور انجیر پہاڑی اسٹیشنوں میں
نہایت سستے اور کثرت سے فروخت ہو رہے ہیں۔ انگور تو معمولی تھے۔ مگر سبز انجیر جو مول لیکر کھائے
تو یہ معلوم ہوا کہ بالکل تازہ ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اور شب بھر برف میں لگے رہے ہیں۔ نہایت شیریں و خوشبودار
حقیقت میں بہشت کا میوہ ہے۔ اس پیچ دار راستے سے قریب دس بجے کے ٹرین نکلی تو اس مقدس
شہر بیت المقدس کی انگریزی وضع کی آبادی شروع ہوگئی۔ کہ جس کی حفاظت اور احترام کے لئے حضرت
عمر رض اور سلطان صلاح الدین کے عہد میں صلیبی لڑائیوں کے ذریعہ مسلمان خون کی ندیاں بہا کر اسپر
اسلامی جھنڈا اڑا چکے ہیں۔ جو نہایت آسانی سے بلا کشت و خون ترکوں کے قبضہ سے نکلکر دوسری
غیر قوم کے تسلط میں چلا گیا ہے۔ تاریخ گذشتہ کی یاد سے ہمارا دل بھر آیا۔ دس بجے بیت المقدس
قدس شریف۔ فلسطین پیلسٹائین یا جروشلم کا اسٹیشن آگیا۔ یہودی۔ نصرانی بھی بہت سے آتے
اسٹیشن معمولی ہے۔ موٹر اور گاڑیاں سواری کو موجود ہیں۔ ایک گاڑی لیکر ہم بھی زاویۃ الہنود پہونچے
جو شہر میں ہندیوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ ایک بڑے کمرے میں جو ہوادار ہے اور فرش پتھر کا ہے
تین پلنگ ہیں۔ ضروری فرش۔ میز۔ کرسی۔ پانی کے مٹ اور لیمپ وغیرہ سے آراستہ ہے قیام
کیا۔ دو ہندی شخص اور یہاں سکونت پذیر ہیں۔ محمد اختر صاحب ملتانی ایک سال سے مقیم ہیں اور
ٹیوشن سے اپنی روزی کماتے ہیں۔ اور دوسرے عبدالقادر صاحب لارکانی سندھ پندرہ سال
سے زوار کی خدمت کرتے ہیں۔ شیخ الزاویہ ناظر حسن صاحب انصاری تشریف لائے۔ آپ سہارنپور
کے محلہ شاہ ولایت کے ساکن ہیں اور پانچسال سے یہاں کی خدمت باقاعدہ انجام دے رہے ہیں۔
ہم وطنی کی محبت سے گھنٹوں تک مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ چاء اور کھانے کی بھی تواضع کی اور
دوران قیام تک انہیں کے مہمان رہے۔ بعد عصر عبدالقادر صاحب کو ساتھ لیکر حرم مسجد اقصیٰ اور صخرہ

پر گئے یہ ایک بڑی عالیشان پتھر کی چٹان ہے جسکی بابت کہا جاتا ہے کہ پہلے معلق تھی اور اب
وہ دیواروں پر رکھی ہوئی ہے۔ اسی کو تخت رب العالمین بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ روز حشر
معبود برحق یہیں عدالت فرماویں گے۔ یہیں میزان ہوگی اور یہیں حرم سے اسرافیل صور پھونکیں
گے اور یہیں ایک میدان کا نام وادی جہنم ہے۔ صخرہ شریف پر نہایت عالیشان قبہ ہے سلطان
عبدالملک ابن مروان نے ۷۲ھ میں بنوایا تھا۔ مصلے حضرت امیر حمزہؓ۔ حضرت داؤد ع حضرت
سلیمان ع حضرت ابراہیم ع حضرت یحییٰ ع اور حضرت زکریا پر حاضر ہوئے۔ حرم کے متعدد دروازوں میں سے
ایک کا نام جنت کا دروازہ ہے یہیں ایک دیوار میں بتایا گیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شمشیر ہے
جائے عدالت حضرت داؤد ع دیکھی جس پر بعد کو قبہ بنایا گیا ہے۔ قبر حضرت سلیمان ع پر فاتحہ پڑھی
مزدور گائیڈ جو ہمارے ساتھ میں دعا اور سلام پڑھاتے جاتے ہیں۔ حضرت سلیمان ع کے مکان پر حاضر
ہوئے۔ جو چار ہزار ستر برس کا ہے جس کے ایک حصہ کو باب توبہ اور ایک کو باب رحمت کہتے ہیں۔ اسی کی
پشت پر وادی جہنم ہے ایک جگہ محفوظ گوشہ میں بتایا گیا کہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک
کا نشان ہے جس کے اندر ہاتھ ڈالکر دیکھا صخرہ شریف ہی پہلے قبلہ تھا اور اسکی طرف نماز ادا کی جاتی
تھی۔ اسکے درمیان میں ایک بہت بڑا سوراخ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اسی سوراخ سے معراج میں تشریف لے گئے تھے اور مسجد اقصیٰ حرم کے ایک حصہ میں ہے جس پر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے۔ صخرہ کے تحت میں جاکر بھی سب حصے دیکھے اور مسجد اقصیٰ بھی نیچے جاکر دیکھی
جو اب جابجا سے کھدی اور غیر آباد خراب حالت میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ممبر بھی نہایت شاندار
اور خوبصورت لکڑی کا ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے آٹھ سو برس ہوئے بنایا تھا۔ اسمیں کہیں لوہے
کی کیل نہیں لگائی گئی۔ لکڑی کی کیلوں سے کام لیا گیا ہے۔ اور ابتک نہایت اچھی حالت میں ہے۔ مسجد کے
کچھ حصے زلزلہ وغیرہ کے اثر سے خراب ہوگئے تھے وہ حصے شہید کرکے نئے سرے سے بنائے گئے ہیں اور
چونہ کے گول۔ لانبے۔ بڑے اور چھوٹے دروازوں کی برابر تک پلیٹ بناکر اسمیں کھدائی کیجا رہی ہے۔
اور اسمیں مختلف رنگ کے شیشے لگاکر دیواروں میں لگائے جارہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ جو ساختہ حضرت
سلیمان علیہ السلام ہے اور حسین عالیشان پتھر کا ستون ہے۔ اور پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں لگی ہوئی ہیں
کہا جاتا ہے کہ اجنہ نے بنائی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا خلوت خانہ دیکھا۔ اقصیٰ اور حرم کے

کے بعض حصے کھودے جارہے ہین۔ جو اس زمانہ کی پرانی چیزین نکل رہی ہین وہ ایک قریب کے لمبے
کمرے مین بغرض نمایش رکھی گئی ہین۔ حرم مین شیر کین ہین۔ فٹ بال ہوتا ہے۔ صخرہ شریف کے
قبہ تک عام طور پر جوتہ پہنکر جاتے ہین۔ اور مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین مصلے تک جوتہ پہنکر جاتے
ہین۔ غرضکہ سب جگہ جوتہ پہنکر جاتے ہین یہ وہان کے مسلمانون کی ذہنیت ہے۔

۱۷ اگست ۲۸ء۔ صبح سلطان ابراہیم ادھم رح کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جو ایک
مکان کے اندر ہے فاتحہ پڑھی۔ اسکی برابر ایک نہایت وسیع غار ہے۔ جو پہاڑ کو کاٹ کر بنایا ہے۔ اسمین
ایک دروازہ اندر جانیکا ہے۔ یہ حضرت عزیر علیہ السلام کی رہائش کی جگہ ہے۔ غار مین پہونچکر لاکھون
من کے پہاڑ کی چھت دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے۔ یہ مقامات بھی قابل دید ہین۔ مزار بایزید بسطامی رح
پر حاضر ہوئے۔ ایک مکان کے اندر مسجد ہے۔ اسکے ایک گوشہ مین مزار ہے۔ اور مکان کے ایک دوسرے
حصہ مین انکی اہلیہ کا مزار ہے۔ دونوں پر فاتحہ پڑھی۔ جامع حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدس شریف فتح کرنے پر عیسائیوں کے بڑے کنیسۃ القیام کے قریب
یہ مسجد بنائی تاکہ عیسائی زیادہ زمین نہ گھیر لین۔ عیسائیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس
گرجا مین تین روز دفن رہے اور زندہ ہوئے۔ یہان حضرت عیسیٰ ع کی میت کو غسل دینے کی جگہ ہے
اور تصویر بھی لگی ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا نشان ہے جسکا عیسائی طواف کرتے ہین
اور شوال کے وسط مہینہ مین انکا بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ گویا انکا حج ہوتا ہے۔ قبر پر جو عمارت بنی ہے اسکے
چارون طرف طواف کرنے کی جگہ ہے۔ انکے حج کا زمانہ قریباً پندرہ دن تک رہتا ہے۔ اس زمانہ مین حضرت
موسیٰ علیہ السلام کا ایک میلہ حرم اقصیٰ مین ہوتا ہے جسکو سلطان صلاح الدین ایوبی نے قایم کیا ہے۔ بڑا ہجوم
ہوتا ہے اور یہ بھی پندرہ دن تک رہتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے اوپر کے حصہ مین انکی تصویر بھی
ہے۔ بی بی مریم ع کی بھی تصویر ہے۔ آسمان پر جاتے وقت کی بھی تصویر ہے۔ اسی گرجا مین رومن کیتھلک
کا بھی چرچ ہے۔ ایک کمرہ مین صلیب دینے کی حالت مجسمہ دکھلائی ہے۔ اٹالین لوگون کی نماز کی جگہ
بھی یہان ہے۔ موجودہ گرجا یونانیوں کا بنایا ہوا ہے۔ پتھر کی نہایت مضبوط اور عالیشان عمارت ہے
جسقدر تاریکی ہونے کی وجہ سے جابجا موم بتیان روشن ہین۔ یوحنا حواری کی قبر بھی یہان ہے جسپر
فاتحہ پڑھی۔ جسجگہ صلیب دیگئی بتلائی جاتی ہے۔ وہ جگہ بھی مخصوص ہے۔ قدیم زمانہ کی روغنی تصاویر

لگی ہوئی ہین وہ غار بھی دیکھا جہان صلیب پھینکی گئی تھی اور جہان سے برآمد ہوئی۔ یہان تصویر
معہ صلیب کے مجسمہ کی صورت مین لگی ہوئی ہے۔ مجسمہ بی بی مریمؑ شاہ فرانس کا بھیجا ہوا لگا ہوا ہے
صلیب گاڑنیکی جگہ معہ مجسمہ اور یہان بھی بی بی مریمؑ کی تصویر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت
سے بوجہ ایک معاہدہ کے اسکا کلید بردار ایک مسلمان چلا آتا ہے۔ یہودیوں کے رونے کی جگہ کہ
جو مسجد اقصیٰ کی ایک غربی دیوار ہے۔ یہ ہیکل سلیمانی کا حصّہ ہے۔ ہر جمعہ کی دوپہر سے سنیچر کی شام
تک روتے ہین کچھ پڑھتے ہین۔ برابر راستہ پر یہودی فقرا مرد و عورت بھی بیٹھے رہتے ہین جب
اُنکے مقدس علماء آکر کچھ پڑھتے ہین تو اوسوقت خوب رُلائی ہوتی ہے۔ اسکی بابت یون بیان کیا جاتا ہے
کہ بخت نصر نے اس مقام یعنی قدس شریف کو بالکل برباد کر دیا تھا۔ اور نشان تک باقی نہین رکھا
تھا اور یہودیوں کو پکڑ کر لے گیا تھا۔ بعدہٗ ستر سال کے بعد حضرت نحمیا علیہ السلام واپس لائے۔
اور راستے انکو یہان بھیجدیا۔ تو یہان کسیجگہ کا کوئی پتہ نہین ملتا تھا مسجد اقصیٰ کی پتھر کی دیوار کا حصّہ
انکو مل گیا تو وہان اپنی حالت زار پر خوب روئے۔ اور وہی رسم ابتک جاری ہے۔

کنیسہ کے ہر حصّہ مین ہم جوتہ پہنے پھرتے رہے۔ کوئی اعتراض نہین ہوا۔ پرانا قدس شریف شہر پناہ
کے اندر پہاڑی کے اوپر ہے کہین بیسیون سیڑھیان نیچے اترنا پڑتا ہے اور کہین اوپر۔ پانی پہاڑی
برساتی زمین دوز بڑے بڑے مثل گندم کے کھتوں کے ٹانکیون مین جمع کر لیا جاتا ہے۔ اور وہی کام
مین لایا جاتا ہے۔ کوئی کنوان۔ نہر۔ دریا بالکل نہین ہے۔ دن مین دھوپ مین کسیقدر تیزی ہے
صبح۔ شام۔ اور شب مین خاصی سردی ہوتی ہے۔ اس پرانے شہر کے بازارون مین گشت لگائی جو تنگ
ہین۔ اور ہمکین ہندوستان کے معمولی بازارون کا لُطف آیا۔ تنگی کی وجہ سے مجمع زیادہ معلوم
ہوا اور بازار بھرے ہوئے۔ نیا شہر باہر کیجانب آباد ہوتا چلا جارہا ہے۔ یہودیون کی آبادی اول درجہ
عیسائی درجہ دوم پر۔ اور مسلمان درجہ سوئم مین بلحاظ تعداد ہین۔ سیپ کا کام اور زیتون کی لکڑی کا
کام یہان کا مشہور اور قابل دید ہے۔ ایک تربوز لیکر کھایا۔ جو نہایت سرخ میٹھا اور مثل برف کی دبے
ہوئے کے ٹھنڈا تھا۔ پانی بھی ہر وقت سرد ہی ملتا ہے۔ جمعہ کی نماز۔ اور عصر کی نماز مسجد اقصیٰ مین ادا کی
اس کے قریب ایک لمبے کمرہ مین حرم کے اندر پرانی اشیاء نیز مٹی اور دیوارون پر باقاعدہ لگائی جا رہی
ہین جو مسجد اور حرم کے بعض حصّون کی کھدائی سے برآمد ہو رہی ہین انکا ۴ آنہ کا ٹکٹ لیکر دیکھا۔ ذیل

کی اشیاء قابل ذکر ہیں۔ سجادہ اور جبہ۔ سلطان سلیم۔ قدیم زمانہ کے ہر دھات کے اور پتھر کے
مختلف قسم کے سکے۔ جہرین صحابہ کرام رض مختلف وضع تلوار نما۔ پنجہ نما۔ چھوٹی بڑی خالد ابن
ولید اور دیگر صحابہ کرام کی تلواریں۔ بنی اسرائیل کے زمانہ کے برتن صحابہ کرام رض کے ہاتھ کے
لکھے ہوئے کلام مجید۔ اور سورہ یسین خط کوفی میں۔ ترکی بادشاہوں کے محتاجوں کو کھانا پکوا کر
تقسیم کرانیکی بڑی بڑی دیگیں۔ سلطان ابراہیم ترکی کے والد کا کرتہ جو دو آدمیوں کی برابر لانبا ہے
عبدالملک ابن مروان کی شمعدان۔ سلطان سلیم اور عبدالعزیز کے وقت کے لکڑی کے کھدے ہوئے
دروازے اور پتھر کی بہت سی اشیاء وغیرہ۔ یہاں سے شہر کے باہر آکر ایک موٹر کار چند مقامات پر
جانیکے واسطے کرایہ کیا۔ اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پائوں کا نشان ایک پتھر میں جا کر دیکھا جس کو
آخری نشان بتلاتے ہیں۔ یہاں ایک گرجا بنایا گیا تھا۔ سلطان صلاح الدین نے اسکو توڑ ڈالا جسکے
کھمبوں کے نشان باقی ہیں۔ بعدہٗ شیخ محمد العلمی کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ زمین کے نیچے تہ خانہ میں ہے
انکی اہلیہ کی قبر بھی اسی کے قریب ہے۔ آپ فوج اسلام میں علمبردار تھے۔ بعدہٗ جبل زیتون پر پہونچے
یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں زیتون کا جنگل تھا۔ اور اسی زمانہ کے یعنی دو ہزار برس
کے زیتون کے درخت ابتک موجود ہیں۔ جنکی جڑیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ درخت
پتھر کے ہیں ان درختوں کی قدامت کا جڑوں سے پتہ چلتا ہے۔ بلندی پر پہونچنے سے قدس شریف
سب ہمارے سامنے ہے۔ بحر لوط بھی پہاڑوں کے پیچھے لہریں مارتا نظر آیا۔ اسی پہاڑ پر جو قدس شریف
سے مشرق کیجانب ایک جنگل میں احاطے کے اندر صدہا قبریں۔ ہندو، مسلمان۔ اور سکھ سپاہیوں کی ہیں
جو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے جنگ میں کام آئے تھے۔ ہر قبر پر پتھر کندہ کیا ہوا لگا ہوا ہے رابعہ
علویہ جنکو رابعہ بصری بھی کہتے ہیں انکے مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھی۔ اربعین صحابہ کے جنگ
شہیدان پر حاضر ہوئے۔ سلمان فارسی رض جو سرور عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور
دوسرے صحابہ بھی جو تھے ایک مسجد کے حصہ میں انکے مزارات پر حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھی۔
یہاں سے واپس ہوکر قدس پہاڑ کے شمالی حصہ میں محلہ ذخرہ موشی میں حضرت عکاس صحابی رض
کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جو ایک مسجد میں ہے۔ یہاں سے محلہ حضرت داؤد علیہ السلام میں مسجد کے
ایک حجرہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے روضہ پر حاضر ہوئے جو حضرت سلیمان ع کے والد ماجد ہیں

ہر ایک جگہ فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ واپسی پر بیت المقدس شریف کے بازاروں سے گذرتے
اور آبادی کو دیکھتے ہوئے واپس آئے۔ نیا قدس شریف بالکل انگریزی طرز پر آباد ہو رہا ہے کوٹھی بنگلے عالیشان

۱۸ اگست ۳۸ء۔ آج صبح ایک موٹر کار لیکر ہم معہ اپنے رفیق اور عبدالقادر
رہبر کے شہر خلیل الرحمان کو روانہ ہوئے۔ جو قدس سے چھتیس ۳۶ کیلو میٹر یعنی ۲۴ میل ہے۔ راستہ
میں ساتویں میل پر قلعہ حضرت سلیمان علیہ السلام دیکھا۔ جو اب ویران اور شکستہ حالت میں ہے۔ سترھویں
میل پر کسقدر فاصلے سے علیحدہ علیحدہ پہاڑ کی چوٹیوں پر ہمیں بتایا گیا کہ ایک گاؤں حضرت متی ع کا
ہے۔ اور دوسرا گاؤں ان کے پسر حضرت یونس کا ہے۔ اور یہاں ہی دونوں حضرات کے مزارات ہیں
موٹر وہاں نہیں جا سکتی چڑھائی ہے۔ اسکے بعد خلیل الرحمان میں پہونچے۔ یہ نہایت اچھا اور پررونق
شہر آباد ہے۔ حرم کے باہر کے دروازہ تک صلاح الدین ایوبی کا تعمیر کردہ ہے۔ اور اصلی
دروازہ حرم سے کل عمارت حضرت سلیمان ع کی تعمیر کردہ ہے۔ جسمیں بڑی بڑی عالیشان پتھر کی
چٹانیں لگی ہوئی ہیں۔ مسجد نہایت عالیشان اور قالین کے فرش سے مکلف ہے۔ نہایت رونق
کی جگہ ہے۔ یہاں کل مزارات مسجد کے نیچے تہ خانہ میں بنے ہوئے ہیں۔ اور مسجد کی سطح پر ان مزارات
کے بڑے بڑے عالیشان نشان بنا دیے گئے ہیں۔ جنپر سبز رنگ کے غلاف۔ زردوزی۔ آیات
کلام پاک کشیدہ کئے ہوئے پڑے ہیں۔ پیشتر نیچے تہ خانہ میں جانیکا راستہ بھی تھا۔ مگر ایک شخص کی حالت
وہاں کی کیفیت دیکھکر خراب ہوگئی تھی اسوجہ سے حضرت سلیمان ع نے نیچے تہ خانہ میں جانے کا راستہ
بند کرا دیا ہے۔ حرم کے اندر ایک سوراخ گول ۴ - ۵ گرہ قطر کا ہے۔ جو نیچے تہ خانہ تک چلا گیا ہے
اسمیں زنجیریں لٹک رہی ہیں اور چار چراغ روشن ہیں۔ وہ سوراخ کھولکر ہمیں دکھایا گیا۔ ہمنے جہانتک
دیکھا تو تہ خانہ کا خلا معلوم ہوا۔ اور سوائے اسکے اور کچھ نہیں معلوم ہوا۔ مسجد کے اندرونی دروازہ
سے دونوں جانب حضرت براہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور انکی دوسری بیوی سائرہ
علیہ السلام کا مزار ہے۔ جن کے بطن سے حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ حضرت اسحٰق
علیہ السلام اور انکی بیوی افقہ کے مزار حرم اندر ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور انکی ثانی لائقہ
کا مزار ہے۔ ان سب پر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی۔ سب پر گنبد بنے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس
تہ خانہ میں بہت سے پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ واللہ اعلم۔ ایک جگہ ایک ٹکڑے پتھر پر حضور اکرم

آنحضرت صلعم کے قدم مبارک کا نشان دکھایا گیا۔ مسجد مین جو لکڑی کا کام منبر ہے وہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے بنوا کر دیا ہے۔ جسمین لوہے کی ایک بھی کیل نہین ہے حضرت سلیمان علیہ السلام سے بیشتر لیتا نیون نے بھی یہان کچھ تعمیر کرائی تھی۔ جسکی تاریخ یونانی زبان مین پتھر پر کندہ شدہ لگی ہوئی ہے۔ سب مزارات کمرہ مین محفوظ ہین۔ جالی کے باہر سے فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ مسجد حرم کا صدر دروازہ سلطان ملک منصور قلاون الصالح کا بنوایا ہوا ہے جو لکڑی کا ہے اور پانچسو برس گزر گئے ہین۔ ابھی تک نہایت اچھی حالت مین ہے۔ معلوم نہین کہ کیا لکڑی ہے۔ یہ دروازہ شہر غازہ مین بنوایا گیا تھا۔ ان زیارات سے فارغ ہوکر ایک ہوٹل مین کچھ کھایا پیا۔ انگور یہان پانچ آنہ کے قریب سوا دو سیر کے ملتے ہین۔ خوب سیر ہوکر کھائے۔ اور باندھکر مع ساتھیون کے ساتھ لائے۔ سولہ ۱۶ میل اسی راستہ پر واپس آنے پر شہر بیت اللحم مین اتر گئے یہ بھی انگریزی وضع کا شہر ہے۔ اور نصاریٰ کی آبادی ہے۔ کار وبار اچھا ہے۔ سیپ اور زیتون کی لکڑی کا کام نہایت اعلے سے اعلے تیار ہوتا ہے۔ یہان ایک بڑا اور پرانا کنیسہ ہے۔ اسمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے۔ آنکے ہنڈولے مین جھولنے کے اعلیٰ مقامات ہین۔ کھجور کے درخت اور پانی نکلنے کا بھی مقام ہے۔ جہان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ یہ گرجا قدیم عمارت کا نمونہ ہے۔ پیدائش کے وقت یہ پہاڑی غار تھا۔ بعدہٗ عمارت بنائی گئی ہے۔ اور مقامات مخصوص کردیے گئے ہین۔ یہان سے واپسی پر حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کا مزار لب سڑک ہے۔ وہان چند منٹ موٹر ٹھہرا کر فاتحہ پڑھی۔ یہ تمام راستہ نہایت خوش منظر پہاڑی ہے۔ سیلون تک انگور۔ انجیر۔ زیتون۔ اور سفرجل وغیرہ پھیلا ہوا ہے۔ کبھی ہما موٹر اوپر چڑھتا چلا جاتا ہے۔ کبھی نیچے اترآتا ہے۔ سڑکین سمنٹ اور تارکول وغیرہ کی نہایت صاف پالش کی ہوئی ہین۔ صخرہ شریف مین سیدنا حضرت ادریس ع حضرت زکریا ع کی محراب دیکھی جو بعد ولادت فرزند اجابت دعا کی جگہ ہے۔ پھر منارہ داؤدی بھی دیکھا۔ جانے مین پانچ قرش یعنی گیارہ آنہ خلیل الرحمان تک فی کس موٹر کا کرایہ دیا۔ قدس شریف مین تین سو زائد ہوٹل محض یورپ و امریکہ کے اصحاب کے قیام کے ہین۔ جو ہر طرح مکمل اور نہایت آرام دہ اور ہر قسم کی ضروریات سے آراستہ ہین۔ کیونکہ انکی آمدنی بہت کافی ہے۔ سولہ ۱۶ زاویے دنیا کے مسلمانون

کے قیام کے واسطے ہین مثلاً ترکی زاویہ - بخاری زاویہ مغربی زاویہ اور زاویۃ الهنود وغیرہ - اور زاویئے بھی اچھی حالت مین ہین - مگر زاویۃ الهنود بہت زیادہ اصلاح طلب ہے - اسکی آمدنی نہایت قلیل ہی جو اسکے اخراجات کو بھی اطمینانی حالت سے کافی نہین ہوتی ناظر حسن صاحب انصاری جو رئیس الزاویہ ہین وہ برابر کوشان رہتے ہین کہ یہ زاویہ بھی دوسرے زاویون کے مقابل ہیجاوے - مگر یہ کام بغیر روپیہ کے نہین ہو سکتا - کیا ہندوستانی اہل دل اپنے ہندوستانی آرام و آسائش کی غرض سے اسکی طرف کچھہ توجہ فرماوینگے -

روانگی یافہ

۱۹ - اگست ۲۸ء - دوپہر تک بازارون کی گشت لگائی سب کے کام کی کچھہ چیزین کل بیت اللحم سے خرید لی تھین - اور زیادہ آج شہر قدس مین ایک مسلمان دوکاندار سے خریدین - عصر کے وقت نیا اور پرانا یافہ دیکھنے بذریعہ موٹر کار روانہ ہوئے - شیخ الزاویہ ناظر حسن صاحب انصاری اور محمود ملازم زاویہ بھی ساتھہ ہین - یہان سے یافہ ۶۶ کیلومیٹر یا ۴۱ میل ہے - ۴ - ۵ میل پر ملومیہ لب سڑک ایک مقام آیا - جہان ہوٹل اور مخصوص مکان اس کام کے لئے ہین کہ جو شخص عیاشی کرنا چاہے وہان چلا جاوے کیونکہ بیت المقدس مین کوئی بازاری عورت نہین ہی - مگر پرائیوٹ چھپا چوری یہود و نصاری مین زنا کاری کی بہت کثرت ہی - پولیس برابر ایسی آوارہ عورتون کی تلاش مین رہتی ہے - چنانچہ اسوقت تین سو ایسی آوارہ عورتین جیل مین بند ہین جو یہود و نصاری ہین - اسکے متعلق قدس شریف مین سخت قانون ہی - مگر باب جلیبی بھی بہت زیادہ ہے - قریباً ۱۶ میل تک موٹر سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا پہاڑون مین اتار اور چڑہاؤ مثل ہمارے ہندوستان کے - شملہ یا نینی تال کے چلتا رہا - پہاڑی سلسلہ جو ہمارے دونون جانب ہی وہ عجب قدرت خدا کا نمونہ ہے - جا بجا جو راستہ مین دیہات آتے ہین وہ پتھر کے پختہ مکانات کے نہایت خوشنما ہین - اس مقام کا نام باب الواد ہے - سلطان صلاح الدین فاتح قدس کی فوجین اسی راستہ سے قدس شریف مین داخل ہوئی تھین - یہ قدیمی راستہ ہے - اب سڑک پالش کی ہوئی اور جا بجا خوش منظر آبادی ہو گئی ہے راستہ مین گندم کے کھیت پکے ہوئے اور کٹے ہوئے بھی نظر آئے - ۲۰ میل پر رملہ مقام آیا - جہان حضرت صالح علیہ السلام کا مزار ہے - نہایت صاف ستھرا شہر ہے - یہانکی آب و ہوا کی بہت تعریف

کہلاتی ہے۔ رملہ سے ۴۔۵ میل جانب جنوب وادی کا مزار ہے۔ یہ صلیبی جنگ کا میدان ہے جہاں مسلمانوں نے اسی سرزمین کو اپنے طیب خون سے سینچکر قدس شریف کو فتح کیا تھا۔ اور یہی موقع پچھلی جنگ عظیم کا بھی ہے۔ آگے چلکر اسی سڑک پر ایک اور مقام ہے۔ جہاں ہوائی جہازوں کا بیڑا رہتا ہے۔ مغرب کے قریب ہم یافہ کے نئے شہر میں جو بحر روم کے کنارہ آباد کیا جارہا ہے۔ پہونچ گئے کیا اچھا وقت ہے کہ سمندر زور شور سے موجیں مار رہا ہے۔ ہزاروں یہودی عورتیں اور مرد لب ساحل آزادی سے سیر کنان ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرستان کا ٹکڑا ہے۔ دس بارہ برس پیشتر یہاں ریتہ کے ٹیلوں کے میدان کے سوا اور کچھہ نہ تھا۔ آج بالکل یورپ کے شہروں کے نمونہ کا ایک عالیشان میلوں لمبا چوڑا شہر آباد ہے۔ ایک سو چالیس تصرف سڑکیں ہیں۔ جو پالش کی ہوئی ہیں۔ اکثر سڑکوں پر دونوں جانب فٹ پر درخت بھی لگائے گئے ہیں۔ اور بعض سڑکوں کے بیچ تھوڑا حصہ چھوٹا ہوا ہے۔ جہاں چمن لگایا جاوے گا۔ یہ شہر تو یورپ۔ امریکہ اور دنیا کے ہر حصہ کے یہودیوں کی امداد سے یہودیوں نے تیار کرایا ہے۔ ابھی نامکمل ہے اور اسوجہ سے کچھہ کام رک گیا ہے کہ حکومت ۳۰ فیصدی مسلمان اور نصاریٰ کا بھی اس شہر میں حق لینا چاہتی ہے۔ مگر یہودی اسپر رضامند نہیں ہیں۔ یہاں کا کل پولیس بھی یہودی ہے۔ تمام عورتوں کا لباس تو قطعی یورپین ہے رتی بھر بھی فرق نہیں ہے۔ رانوں تک برہنہ مردوں کا لباس بھی اسی قسم کا انگریزی ہے۔ یہاں نہ کوئی مسلمان ہے۔ نہ کسی مسلمان کی دوکان ہے۔ تمام شہر کی سڑکیں عورتوں اور مردوں سے بھری ہوئی ہیں نیا قاہرہ اسکندریہ اور نیا یافہ قریبًا ایک ہی نمونہ پر بنائے گئے ہیں۔ اور یورپ کے شہروں کے مقابل ہیں۔ ایک یہودی کی دوکان میں آئس کریم جاکر کھائی اور جب شربت طلب کیا تو اسکے ساتھہ کاغذ کی ایک نلکی دی کہ جسکے ذریعہ گلاس سے چسکی لگاکر شربت پیا جاتا ہے۔ مگر ہمنے تو گلاس کو منہ لگاکر پی لیا۔ یہاں کی سیر سے فارغ ہوکر ایک ٹیکسی کرایہ کرکے پرانے یافہ میں آئے۔ جو قریبًا دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک یہودی ہوٹل میں کھانا کھایا اور چند بازاروں کی سیر کرکے ایک ہوٹل میں ایک روپیہ فی پلنگ لیکر آرام کیا۔ یہ ہوٹل بھی یہودی عورت کا ہے۔ تمام فلسطین میں عمومًا یہود و نصاریٰ عورتیں ہی ہوٹلوں کی مالک ہیں دوکانداری کا کام بھی یہی کرتی ہیں۔ پیسہ کمانیکی غرض سے نہایت خلق اور خندہ پیشانی سے پیش آتی ہیں۔ بعض یہود و نصاریٰ دوکاندار یہ معلوم کرکے کہ ہم مسلمان ہیں۔ خود بھی مسلمان ہونیکے مدعی ہو گئے۔ سب کا طرز ایک سا ہے۔

۲۰۔ اگست سنہ ۲۸ء۔ صبحکو ضروریات سے فارغ ہوکر بازارون کی سیر کی جو تجارتی سامان سے بھرے ہوئے ہین۔ انصاری صاحب کوہاٹ کے ایک مسلمان چار قرش سے ملنے گئے اُس نے چار پلیٹ کی۔ ہمارے بے انتہا اصرار پر اُس نے قیمت نہین لی۔ ان ممالک مین کپڑے کے بازار بہت اعلےٰ ہین۔ یہان کے بعض اخبارات کے نام یہ ہین الصراط المستقیم۔ صوت الحق۔ یافہ۔ اسلامی۔ فلسطین یا ذکرسٹین۔ النمیر۔ الیرموک۔ حیفہ۔ الجامع العربیہ۔ مرآۃ الشرق بیت المقدس۔ قریب دس بجے کے ہماری پارٹی ایک اسپیشل موٹر کار کرایہ کرکے سیدنا علی ابن علیم کے روضہ کو روانہ ہوئے۔ آپ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ساتوین پشت مین کاملین سے گزرے ہین۔ یہ مقام یافہ سے تقریباً ۲۰ میل بحر روم کے کنارہ کسیقدر بلندی پر ہے کچھ راستہ پختہ ہے اوسکے بعد کچھ پہاڑی اور ریتلا راستہ اونچا نیچا ہے۔ موٹر کے آنے جانے کا کرایہ ۷۵ قرش طے ہوا ہے۔ اس راستہ مین پرتغال کے باغ بڑی کثرت سے ہین اور اسکی بہت بڑی تجارت نصاری کے ہاتھ مین ہے۔ یہان بھی ایک زاویہ ہے اور اسکے وقف کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔ چونکہ یہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے اسوجہہ سے ہر وقت یہ زاویہ اکثر فلسطین کے معززین سے بھرا رہتا ہے۔ جامع کے ایک محفوظ حصہ مین مزار ہے۔ فاتحہ۔ دعا۔ اور ظہر کی نماز۔ جب ہم فارغ ہو گئے تو شیخ الزاویہ جو نہایت با اخلاق اور با مذاق جامع ازہر کے تعلیمیافتہ ہین اوپر اپنے کمرہ مین لے گئے۔ جہان کھڑکیان لگی ہوئی ہین اور اُنکے نیچے بحر روم حد نگاہ تک موجین مار رہا ہے۔ نہایت خوش منظر موقع ہے۔ انکے ایک نائب بھی ہین۔ خوب پر مذاق باتین ہوتی رہین۔ کافی کے کئی دور چلے جس سے ہم محروم رہے۔ اسکے بعد نہایت عمدہ تربوز اور کھانا آگیا۔ جو دس بارہ آدمیون نے نہایت لطف کے ساتھ کھایا۔ ان ممالک مین بھی کھانے کے ساتھ تربوز کھایا جاتا ہے۔ ہنسی۔ مذاق اور پر لطف بات چیت ہوتی رہی شیخ الزاویہ نے دو ایک شعبدے دکھائے اُسکے جواب مین ہمنے بھی دکھائے۔ اور اُن شعبدون کے سیکھنے کی وجوہات بھی شیخ الزاویہ نے بتائین۔ وہان ایک عورتون کا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو کنواری اور بیاہی عورتون کو پھانس رہا ہے اور انکو شادی کرنے اور اُنکے شوہرون سے علیحدہ کر رہا ہے۔ اور وہ عورتین کہتی ہین کہ ہم مین روح القدس ہے۔ ان حالات کی تحقیق کے لئے شیخ الزاویہ مقرر کئے گئے ہین۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے اور اُن بدمعاش عورتون کے اندرونی حالات معلوم کرنے کی وجہ سے انھون نے

شعبدے سیکھے ہین اور ان عورتون سے ملکر انکی بدمعاشی کے حالات تحقیق کئے ہین جنکی تفصیلی رپورٹ حکومت کو بھیجنے کے لئے تیار کرلی ہے۔ ۲ بجے تک وہان قیام کرنے کے بعد ہم یافہ کو واپس ہوگئے۔ یافہ پہونچکر عصر کی نماز جامع مسجد مین پڑھی۔ بعدہٗ ہم دونون ایک موٹر کار مین قدس شریف کو روانہ ہوگئے۔ شیخ صاحب اور اُنکے ملازم کسی ضرورت سے شب بھر کے لئے وہین رہگئے۔ بعد مغرب ہم بیت المقدس پہونچگئے اور آرام کیا۔

پھر بیت المقدس

۲۱۔ اگست ۲۸ء۔ قدس شریف مین ایک خاص قسم کے سفید پسولیسے غضبناک عام طور پر ہین کہ جو تمام جسم کو نوچ ڈالتے ہین اور شب مین تو سونا نہایت مشکل ہے۔ غالبًا اسکی یہ وجہ ہے کہ ہر گھر مین برساتی پانی تہ خانہ مین جمع ہے۔ اسکی وجہ سے رطوبت پیدا ہوتی ہے اور اس رطوبت سے انکی پیداوار ہے بیت المقدس مین مسلمان بچے بھی نصاریٰ کے بچے جیسے نظر آتے ہین۔ سطح سمندر سے یہان کی بلندی چار ہزار فٹ بتلائی جاتی ہے فلسطین مین انگور کی پیداوار نہایت درجہ کثرت سے ہوتی ہے کوئی گھر خالی نہین کہ جہان انگور سے شراب نہ بنائی جاتی ہو۔ یہودیون کی دوکانون پر عبرانی زبان مین سائن بورڈ لگے ہوئے ہین۔ کیونکہ انکی وہی مادری زبان ہے۔ قدیمی عرب جو یہان آباد ہین انکے پاجامہ کی مہانی پنڈلیون تک ہے۔ یہ پرانا لباس ہے۔ آج کا دن قدس شریف کی سیر اور خریداری مین گذرا۔ مسجد اقصیٰ کا کچھ حصہ امتداد زمانہ اور زلزلہ سے کسیقدر خراب ہوگیا تھا اب اسکی نہایت اچھے پیمانہ پر مرمت کی گئی ہے اور اسی ہفتہ مین کام ختم ہوا ہے۔ اوس مرمت شدہ حصہ اقصیٰ کا افتتاح ۱۲۔ ربیع الاول کو میلاد شریف سے ہوگا۔ اور تمام دنیاء اسلام کے ہر طبقہ کے معززین اور سربرآوردہ اصحاب کو کثرت سے دعوت نامے بھیجے گئے ہین۔ یافہ بندر پر کل پرسون سے بذریعہ جہاز مہمانون کی آمد شروع ہونے والی ہے۔ کیونکہ کثرت سے موزین جہازی مہمانون کے انتظار مین ہین۔ ہم بھی اس موقع کے دیکھنے کے خواہشمند ہین اور ہمسے کہا بھی گیا ہے۔ مگر ہمارے رفیق سفر نہایت بے حس طبیعت کے ہین اور انکو واپسی کی جلدی ہے۔ اسوجہ سے ہم مجبوراً اس مبارک موقع کو چھوڑکر کل دمشق جارہے ہین۔ آج فی کس ایک انگریزی پونڈ دمشق تک کا کرایہ بھی ہوگیا

دیدیا ہے۔ جو صبح لانیکا وعدہ ہے۔ اس قلیل عرصہ مین بہت سے ضروری مقامات ہم نہین دیکھ سکے کیونکہ وہ دور دراز ہین اور ہمارے رفیق سفر جانے پر آمادہ نہین ہین بحر لوط یہان سے ساٹھ میل ہی جسکا پانی کڑوا ہے۔ اور کوئی دریائی جانور اسمین نہین ہی۔ اسکا پانی اسقدر بھاری ہی کہ کوئی چیز اسمین نہین ڈوبتی خوب گہرا ہے۔ اگر آدمی اسپر چت لیٹ جاوے تو ویسا ہی بہتا چلا جاوے گا۔ اگر بالقصد غوطہ لگائے تو پانی خود اوسکو اوپر پھینک دے گا۔ اسکے قریب ہی وہ شہر لوطی لوگون کا ہی جہان آسمان سے پتھر برسے تھے اور شہر تباہ ہو کر پتھرون کا ایک پہاڑ بن گیا ہے۔ اب اسکی کھدائی کی گئی ہی تو مکان اور دیوارین نکلی ہین۔ اسکے راستہ مین کئی مزار ہین۔ آج بازار سے سات آنہ کا ایک خربزہ بھی خرید کر لائے مزے مین قریبًا کابلی میٹھے سردے سے کم ہے۔ سردی کے زمانہ مین یہان کثرت سے برف گرتا ہے یہ موسم ان ممالک کے سفر کے لئے بہترین موسم خیال کیا جاتا ہے فلسطین مین سلطنت ٹرکی کی یادگارین۔ گورنمنٹ ہاؤس۔ کلاک ٹاور وغیرہ ابتک موجود ہین۔ جنکو دیکھکر پتھر کے دلو نپر بھی اثر ہوتا ہے۔ تاریخ کے ورق لوٹنے سے ایک عجیب انقلابی تصویر سامنے آکر مسلم دلکو بالکل حزین بنا دیتی ہے۔ قدرت خدا۔ ہر قسم کے سکّے اور نوٹ کا یہان صرافون سے تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ سکّے سونے اور چاندی کے ہون ڈاک کے ٹکٹ اور ہر قسم کے سکّے یہان کا جدا ہے۔ جبدن سے ہم یہان آئے ہین ہندی مسافرون کی برابر آمد و شد رہی ہے۔ دوران سفر مین بہت سے لوگ۔ پنجاب و افغانستان وغیرہ کے ایسے ملے ہین جو پیدل زیارات کرتے ہوئے ان ممالک سے گزر رہے ہین۔ اور مکہ۔ مدینہ جا رہے ہین کوئی ایک برس سے سفر کر رہا ہے کوئی اس سے کم و بیش مدت سے۔ یہ غربا کا اور بڑی ہمت کا طبقہ ہے۔ کئی کئی آدمی یکجائی کمر ہمت باندھے ہوئے ہین۔ بعض بہرا قوم کے پورے خاندان بھی ہمین ملے جو معہ اپنی بی بیون اور چھوٹے بڑے بچون کے نہایت اطمینان سے اس خالی زمانہ مین حجاز۔ اور مدینہ طیبہ کی زیارت کو جا رہے ہین۔ ان ممالک کا سفر کرنا ایک دو آدمیون کا کام نہین ہے۔ ۴۔ ۵۔ آدمی ہون۔ زبان ہی واقفیت ہو۔ خرچ کافی ہو بہت لطف آسکتا ہے۔

دمشق کو روانگی و داخلہ

۲۲۔ اگست سنہ ۲۸ء۔ بیت المقدس سے آج صبح کو ہماری روانگی ہے۔ ہماری روانگی

سے پیشتر حاجی اسمٰعیل صاحب سورتی مالک الکلوب مصریہ ہوٹل بھی تشریف لے آئے۔ اُن سے ملاقات ہوئی۔ قاہرہ یعنی مصر مین ہمنے انہی کے ہوٹل مین قیام کیا تھا۔ مگر یہ اُسوقت وہان موجود تھے قدس شریف اسقدر جلد چلے جاہمین افسوس ہے۔ سوا آٹھ بجے صبح کے ہم زاویہ سے موٹر مین سوار ہوئے موٹر اپنے مقام پہ آکر ٹھہرا۔ چار اور مسافرون کو بٹھایا۔ تیل وغیرہ لیا۔ اور ساڑھے آٹھ بجے ہمارا موٹر روانہ ہوگیا۔ موٹر بڑا اور ۵ سیٹ کا ہے۔ قدس شریف سے شمال کیجانب جب موٹر پہاڑ پر چلنا شروع ہوا تو تمام شہر کا منظر نہایت پر لطف ہمارے سامنے آگیا۔ دمشق تک برابر پہاڑ کے اُتار چڑہاؤ پہ موٹر چلتا رہا۔ سڑک اعلےٰ درجہ کی پختہ ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے پتھر کے پختہ مکانون کے دیہات اور انگریزی وضع کے کوٹھی بنگلون کی پہاڑیون پہ آبادیان اور سبزہ زار کا منظر ہمارے سامنے آتا رہا۔ اس راستہ پر بھی قدم قدم پہ موٹرون کی آمد ورفت اس ملک مین بھی ہے۔ خانہ بدوش جا بجا پہاڑی جنگلون مین یہان بھی خیمہ زن نظر آئے۔ آٹھ میل پہ رملہ کی آبادی اور ۱۱ میل پہ سڑک کے ہر دو جانب مقام بیرہ کی آبادی آئی۔ جا بجا پہاڑی ٹھڈ سے بھی پختہ آبادیان اور سبزہ زار نظر آرہا ہے۔ پہاڑون پر زیتون کا جنگل بھی میلون تک چلا گیا ہے۔ ۴۶ میل پر ایک شہر نابلوس ہمارے دونون جانب خوش منظر آیا۔ یہ ریلوے کا جنکشن بھی معلوم ہوتا ہے۔ کل مسلمانون کی بستی ہے اور نہایت رونق کی جگہ ہے۔ اس پہاڑی راستہ مین جو بیچ ارجار ہا ہے۔ داہنے بائین پختہ سڑکین بھی پھٹتی جاتی ہین۔ ریلوے لائن کبھی ہماری اوپر اور کبھی نیچے جارہی ہے۔ یہ پہاڑی حصہ خشک ہے۔ مگر بچے اور عورتین۔ پہاڑ پر سے پانی لاتی ہوئی بھی معلوم ہوتی ہین۔ اکثر جگہ تازے انجیر وغیرہ فروخت کرنے کے لیے بچے ہمارے موٹر پہ آتے ہین۔ ۲۰ میل پر تین انچ چھوٹی ڈلیان یعنی ٹوکرے بھرے ہوئے سبز اور اودے تازہ انجیر ڈیڑہ قرش مین ہم نے بھی خریدے۔ اور سب مسافرون نے نہایت لطف سے کھائے۔ نہایت مزیدار میوہ ہے۔ ۲۷ میل پر سڑک کے دونون جانب شہر حسینن آیا۔ نہایت پر رونق آبادی ہے۔ اسکے بعد پہاڑی میدانی حصہ اور سبزہ زار ۸۹ میل پر آفون لب سڑک بالکل انگریزی طرز کا ایک شہر آیا۔ اسمین کل یہودی آباد ہین ریلوے کا اسٹیشن بھی ہے۔ یہان کچھ منٹ قیام ہوا۔ موٹر مین تیل اور پانی وغیرہ ڈالا گیا۔ اس سے کچھ آگے بکلر لی ڈوریا بالکل انگریزی طرز کی ایک آبادی آئی۔ اسمین بھی کل یہودی آباد ہین۔ ہمارے اس راستہ مین کہین میدان اور کہین پہاڑی اُتار چڑھاؤ آرہا ہے۔ یہان سے پھر چڑہائی شروع ہوگئی ہے۔

نیچے کا میدانی آبادی کا حصہ نہایت لطف دے رہا ہے۔ مگر پہاڑ خشک ہی۔ ۹۳ میل پر ایک عالیشان شہر ناصرہ آیا۔ جو چارو نطرف پھیلا ہوا ہے۔ اسمین بھی یہودی آباد ہین۔ کچھ نصاریٰ بھی ہین۔ بالکل انگریزی طرز کا خوش منظر شہر ہے۔ اس حصہ کے لوگ ضرور خوبصورت ہین۔ کیونکہ بہت سے نمونہ سامنے آئے۔ سو میل پر کذکانہ ایک شہر آیا۔ جسمین یہود اور مسلمان برابر آباد ہین۔ یہان ایک آنہ کے نہایت اعلےٰ درجہ کے دو بہم انار خریدے۔ جو وزن مین تین پاؤ ہونگے۔ اور دو خربزے پانچ آنہ کے خریدے انار نہایت شاداب اور رسیلے۔ اُنکے توڑنیپر یہ معلوم ہوا کہ دانون مین خون کبوتر بھرا ہوا ہے۔ اور خربزے کابلی میٹھے سردے کے مزے کے۔ دور سے ایک عالیشان پہاڑ کے نیچے نیچے جھیل نظر آئی اور کنارہ پر شہر تبیریا کی انگریزی وضع کی آبادی ایسی خوش منظر ہے کہ سیری نہین ہوتی۔ یہان سب قومین آباد ہین۔ بلکہ ایک فرقہ شیاطین کا بھی آباد ہے۔ ایک سو پندرہ میل پر ہمارا موٹر تبیریا مین آکر ٹھہر گیا۔ کھانا کھایا اور نماز ظہر ادا کی۔ یہان سے روانہ ہونے پر کئی میل تک جھیل کے کنارے کنارے کسیقدر فاصلہ سے ہم چلتے رہے۔ پہاڑ کا سلسلہ چارو نطرف مثل نینی تال کی جھیل کے سرسبز وشاداب موجود تھا۔ اسکے بعد چڑہائی جھیل کے اوپر شروع ہوگئی۔ میلون تک جھیل کا خوش منظر سامنے دور تک نظر آتا رہا۔ پھر جھیل ہماری پشت پر ہوتی گئی۔ یہان پہاڑ پر سوائے گھاس کے کچھ نہین ہے بعض حصے بالکل ننگے ہین۔ ایک سو تینتیس ۱۳۳ میل پر چندمنٹ کو کسٹم آفس مین ٹھہر کر روانہ ہوگئے یہان سے ایک میل کے بعد ایک سڑک بیروت کو چلی گئی ہے۔ اس سے تھوڑی دور آگے چلکر دریائے عجرن پر موٹر ٹھہرا یہان جسر بنات یعقوب ہے اور فلسطین اور شام کی سرحد ہے دریا حد فاصل ہے۔ پہلے کنارہ پر پاسپورٹ جانچے گئے۔ یہان ایک پہاڑی ٹیلہ پر تھوڑی سی آبادی بھی ہے۔ جسر یعنی پل عبور کرنے پر ہم حکومت شام مین داخل ہوئے۔ یہان بھی پاسپورٹ جانچے گئے۔ ہمارا پاسپورٹ جسپر تمام ممالک کی تصدیق تھی۔ اور ایک اور صاحب کا پاسپورٹ روک لیا گیا اور کہا گیا کہ فلسطین واپس جاکر حکومت شام کی تصدیق کرا کر آؤ تب جاسکتے ہو۔ ہمارے ڈرائیور نے ہم دونون کو مشورہ دیا کہ یہ انکا کچھ لینے کے لئے کرامین ہے۔ ایک گنّی دونون صاحب دے کر خلاصی کرائین۔ چنانچہ دس ۱۰ روپیہ دیئے تب پاسپورٹ ملے اور روانہ ہوئے۔ یہان سے ہم پہاڑ کی بہت بلندی پر چڑھ گئے۔ یہان میلون کا پہاڑی میدان آگیا۔ اب تمام پہاڑون کے حصے ہم سے بلندی مین

یہان بلندی کی انتہا تھی اور جوار کے کچھ کھیت نظر آئے۔ ایک نالہ صاف ٹھنڈے پانی کا بہتا ہوا ملا۔ خوب پانی پیا۔ پہاڑ کے اوتار پر لب سڑک آنیترہ مقام کی آبادی آئی۔ یہان اسباب دیکھا گیا۔ مگر کچھہ دق نہین کیا گیا۔ یہان سے بیسیون میل کے پہاڑی میدان پر موٹر چلنا شروع ہو گیا کہین غیر آباد اور کہین سبزہ۔ ایک مقام ساسہ آیا جو سرسبز ہے۔ ٹرکی کے زمانہ کا یہان ایک منہدم شدہ قلعہ بھی ہے۔ یہان سے آثار شروع ہو گیا۔ اور ایک پہاڑی ندی بھی بہتی جا رہی ہے۔ نہایت سرسبز حصہ شروع ہو گیا ہے۔ غرضکہ مغرب کے وقت ہم دمشق مین صالحیہ محلہ کیطرف سے پونے چار ماہ کے بعد پھر اسی شہر مین داخل ہوئے اور دار الفرح ہوٹل ہی مین قیام کیا۔ اب یہ ہوٹل دوسری جگہ ایک اور مکان مین آگیا ہے۔ پہلے یہ ہوٹل ایک بہترین بازار مین تھا۔ وہ کل بازار پچھلے مہینون مین آگ کی نذر ہو گیا۔ حاجی عبداللہ سندی خادم ہوٹل مین ہم کو مل گئے۔ اُن کو ساتھ لیکر بازارون کی سیر کی۔ یہان کی اعلیٰ قسم کی مٹھائیان عمدہ عمدہ قسم کے مربے اور ہر قسم کے پھل لے کر کھائے۔ استنبولی خربزہ بھی سات آنہ کو لیا جو کابلی سردے کے مزے کا میٹھا تھا۔ چونکہ سفر کی تکان ہے اسوجہ سے ہم اب سو رہے۔ قدس شریف سے شام ۲۳۰ کیلو میٹر ہے۔

۲۳ اگست سنہ ۲۸ء۔ آج ہم حاجی عبداللہ سندی خادم کے بیٹے محمد کے ساتھ ڈاکخانہ گئے۔ اور ہندوستان کی روانگی کو جو ڈاک تیار کی تھی وہ روانہ کی۔ ڈاک خانہ اور ٹریمبے مین سوائے سونے کے سکہ کے اور کوئی نہین لیا جاتا۔ باقی ہر جگہ ترکی مجیدی۔ عثمانی گنی۔ اور ہر ملک اور ہر قسم کا نوٹ اور سکہ جو چاندی سونیکا ہو بڑے شوق سے لیا جاتا ہے۔ شامی کپڑے کے بازارون مین گشت لگایا۔ اور یہان کی خاص مصنوعات کا کپڑا خریدا۔ بعدہ عبداللہ سندی کے ساتھ جناب مولانا بدرالدین صاحب کی خدمت مین بغرض قدمبوسی حاضر ہوئے جو ملک شام کے بہترین اور بزرگ ترین لوگون مین ہین۔ آپ اسوقت حدیث کا درس دے رہے تھے ہمارے حاضر ہونے پر ملاقاتی کمرہ مین آٹھکر آئے۔ بہت دیر تک معلم کی ترجمانی کے ذریعے سے گفتگو ہوتی رہی۔ اور نہایت اخلاق محبت اور اسلامی جوش سے ہندوستانی مسلمانون کے حالات معلوم فرماتے رہے۔ ہم نے خواہش دعا ظاہر کی اور بعض اپنے مقاصد عرض کئے۔ تو فرمایا کہ مین آپ کو ایک وظیفہ لکھہ دونگا وہ پڑھا کیجیے۔ اور ہندوستان مین مسلمانون کو بھی بتلائے۔ بعدہ سید اظہار حسین صاحب

پنشنر ڈپٹی کلکٹر ضلع سارن کے مکان پر جا کر اُن سے ملاقات کی۔ کیونکہ پچھلی مرتبہ کربلائے معلےٰ سے لوٹتے
اور یہاں شام میں ملاقات ہوئی تھی۔ انھوں نے پچھلے سال یہاں ایک شامی بیوہ لڑکی
سے شادی کر لی ہے اور ستمبر میں اپنی بیوی کو اپنے وطن لیجانے والے ہیں۔ یہاں ہر قسم کے
میوہ جات گدھوں۔ خچروں۔ تھیلوں اور ٹوکروں میں لدے ہوئے۔ گلی کوچوں اور بازاروں
میں پھرتے ہیں۔ اور دو دو چار چار پیسے سیر بکتے ہیں۔ انگور اتنا سستا ہم۔ ۵ قسم کے ہم کھاتے۔
آڑو اور انجیر اسقدر بڑے دیکھنے میں آئے جو کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ہرے تازہ پستے جو
حلب سے آتے ہیں عجب چیز ہیں۔ غرضکہ خداوند تعالےٰ کی بخشش بہا نعمتوں سے یہ خطہ
بھرا ہوا ہے۔ خربوزہ۔ تربوز بھی کثرت سے اور خوش ذائقہ ہیں مگر کسیقدر گراں ہیں۔ ٹرامیوے میں
بیٹھکر آخیر اسٹیشن مہاجرین تک سیر کی۔ شب کو ایک ہوٹل میں کھانا کھایا۔ دو آنہ کے انگور
۳۔ ۴ قسم کے لئے جو تین آدمیوں سے بھی نہیں کھائے گئے۔ راستہ میں کراچی کے ایک
ہندو سیٹھ سے ملاقات ہو گئی۔ بازار میں محمد کاظم خادم سے ملاقات ہوئی۔ بعدہٗ اُن کے
بھائی عبدالرحمن ہندی مل گئے۔ جنھوں نے ایک قہوہ خانہ میں بمبئی کے ایک سیٹھ سے ملاقات
کرائی۔ اسی پر بس نہیں کراچی کے ہندو سیٹھ پھر مل گئے۔ اور ہمارے قیام گاہ پر ہمارے
ساتھ آئے اور مختلف مسائل پر دس بجے شب تک گفتگو ہوتی رہی۔ سلجھے ہوئے خیال کے آدمی
ہیں۔ صبح آنیکا وعدہ کیا ہے۔ اور خاص مسائل پر گفتگو کریں گے۔ انکا کاروبار۔ مصر
اسکندریہ۔ شام۔ قدس۔ حلب۔ بغداد۔ وغیرہ شہروں میں پھیلا ہوا ہے۔ اخروٹ بھی
اس ملک میں بڑی کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ ۴۔ ۵ آنہ کا ایک اوکہ قریب ڈھائی سیر پختہ
کے۔ آئس کریم اعلےٰ قسم کا دو آنہ کا اسقدر ملتا ہے کہ پیٹ بھر جائے۔

۴۔ ۲۸ اگست سنہ ۶۔ آج محمد کو ساتھ لیکر بذریعہ موٹر موضع مزرہ کو گئے
جو آٹھ میل ہے۔ وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پیدائش کا مقام ہے۔ ایک مسجد کے ایک حصہ میں
محفوظ ادبا تہ خانہ کی صورت میں ہے۔ مسجد میں چار رکعت نفل پڑھے۔ جسکا یہاں بہت بڑا ثواب ہے
یہاں سے مخالف سمت۔ ۴۔ ۵ میل پر دوسرا گاؤں مزہ ہے وہاں قبرستان کے ایک حصہ میں
حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کا مزار ہے۔ اسپر فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی

راستہ میں دحیہ کلبی کا مزار ہے۔ یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور اکثر انہی کی شکل میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سرور کائنات صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ یہاں بھی فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی ۱۲ بجے مسجد عامری میں جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی اور بازاروں کی سیر کی۔ یہاں کا تربوز بھی لے کر کھایا۔ جو شیریں اور نہایت خوش رنگ تھا۔ صبح جب ہم زیارات کو نکل گئے تھے تو معلوم ہوا کہ ڈپٹی اطہار حسن صاحب اور کراچی کے ہارون سیٹھ ہم سے ملنے ہوٹل میں آئے تھے۔ سہ پہر کو بھی ہمنے شامی کپڑے وغیرہ کی خریداری کی۔ ڈپٹی صاحب دوسری مرتبہ پھر ملنے کو ہوٹل میں آئے۔ قریب ایک گھنٹہ کے لطف صحبت رہا۔ شام کو ہم مولانا بدرالدین صاحب سے ملنے انکے مکان پر گئے مگر ملاقات نہیں ہوئی حاجی عبداللہ خادم نے وہ دعا ہمکو لاکر دی جو مولانا نے وعدہ فرمایا تھا اور وہ دعا یہ ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ العَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ یَا رَبِّ کُلِّ شَیْئٍ بِقُدْرَتِکَ عَلَیَّ کُلِّ شَیْئٍ اِغْفِرْلِیْ کُلَّ شَیْئٍ وَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْئٍ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ العَلِیْمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَتَمُّ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ سُبْحَانَہٗ وَعَلَیْہِ اَجْمَعِیْنَ مغرب کے بعد ہم ہوٹل میں آرہے تھے کہ راستہ میں مولانا محمد یحییٰ الملکبی الحسینی امام دار الحدیث مدرسہ وخلیفہ مولانا بدرالدین صاحب ملاقات ہوئی جس وقت ہم مولانا بدرالدین صاحب سے ملنے گئے تھے تو یہ وہاں موجود نہیں تھے۔ ہمارے واسطے دعا لکھنے کو مولانا نے انکو حکم دیا تھا اس وجہ سے آپ کو ہمارے یہاں آنے کا علم ہوا اور ہمارے ملنے کو یہانتک تکلیف گوارا کی۔ ہم انکو ہوٹل میں لائے۔ اور انکے نام کا ایک خط جو مدینہ سے ہم لائے تھے انکو دیا۔ بہت دیر تک عبداللہ خادم کی ترجمانی سے بات چیت ہوتی رہی۔ انھوں نے ازراہ محبت واخوت اسلامی بہت اصرار فرمایا کہ ہم ہوٹل سے اٹھکر انکے یہاں چلے آویں۔ ہم نے عذر کیا اور کہا کہ صبح ہم بیروت جارہے ہیں۔ انکے زیادہ اصرار پر ہم معہ حاجی عبداللہ خادم کے قریب رات کے دس بجے انکے مکان پر گئے۔ انگور، ناسپاتی، شربت، چاء، بسکٹ وغیرہ سے تواضع کی اور بہت بڑی محبت سے بات چیت فرماتے رہے۔ انہوں نے طرابلس

شام حمص - حما اور حلب وغیرہ کے متعلق اپنے شناساؤن کے نام لکھکر ہم کو دیئے۔ اور تعارف کرانے کے واسطے مہر اسپر لگادی۔ شیخ عبداللہ صاحب الافغانی سے ہماری ملاقات کرائی جو عالم ہین۔ اور ہجرت کر کے یہان چلے آئے ہین اور دارالحدیث مین مقیم ہین۔ غرضکہ سچی اسلامی حمیت اور اخلاص سے برتاؤ کیا اور بار بار اصرار فرماتے رہے کہ دو چار یوم ہم انکے یہان مہمان ہوتے۔ جب ہم رخصت ہوے تو ہمارے انکار کرنے پر بھی شہر تک ہمین پہونچانے آئے۔ ہماری قیامگاہ تک حاجی عبداللہ خادم ہمارے ساتھ آئے۔ ہمنے عبداللہ خادم کو انکا حق الخدمت دیکر رخصت کیا۔ کیونکہ کل صبح بیروت جانے کے لئے فی کس چار روپیہ مین موٹر کرایہ کر لیا ہے یہان دن مین گرمی اور شب مین خاصی سردی ہے۔

روانگی بیروت و داخلہ

۲۵ اگست ۲۸ شنبہ۔ صبح ۸ بجے بذریعہ موٹر کار ہم بیروت کو روانہ ہوئے۔ اب راستہ مین پہاڑون پر برف جما ہوا نہین ہے۔ جیساکہ آتے وقت ہمکو نظر آیا تھا۔ ہان انگور۔ سیب۔ انجیر اور دیگر میوہ جات کے درخت پھلون سے لدے ہوے کثرت سے ہین۔ ۱۲ بجے بیروت لوکندہ شہیل جسمین ہمنے پیشتر قیام کیا تھا جا کر ٹھہرے۔ یہان حلب کے ایک نوجوان ہمکو مل گئے۔ جو انگریزی۔ فرنچ اور عربی خوب بولتے ہین۔ اور اپنے گھر سے خفا ہو کر بغرض کاروبار چلے آئے ہین۔ انکا نام محمد بحث ہے انکا کھانا دونون وقت کا ہمنے اپنے ذمہ کر لیا ہے۔ اور برابر ہمارے ساتھ رہتے ہین جامع مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین گئے یہان حضرت یحیی علیہ السلام کا جسم مدفون ہے اسکی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔ وہین مسجد کے ایک حصہ مین محفوظ و مقفل موئے مبارک ہے جسکی زیارت صرف رمضان مین ایک مرتبہ کیجاتی ہے۔ باہر کمرہ سے اوس جگہہ کو دیکھا جاتا ہے جہان موئے مبارک ہے تعدہ بیروت کے بندرگاہ کی سیر کی جہان دسیون جہاز لنگر انداز ہین وہان ایک شخص ہمکو ملا جو کہ باخرہ اسکندریہ جہاز پر جبکہ ہم جدہ جا رہے تھے جہازی کا کام کرتا رہا۔ اور اب ایک دوکان کرتا ہے اس نے ہمکو پہچان کر ہمارا بوسہ لیا اور بڑی محبت سے اپنی دوکان پر بٹھایا۔ پھر ٹریمبے مین سوار

ہوا اس موقعہ پر گئے جہان کوہ **لبنان** کا کل منظر بالکل سامنے آجاتا ہے۔ بازارون مین سیر کرتے رہے۔ پھل۔ میوہ جات کھائے اور ہوٹل مین کھانا کھایا۔ لیمنٹ برف پیا خوب لطف رہا۔

۲۶۔ اگست ۱۹۳۸ء - بیروت مین ہمکو امریکن کالج دیکھنے گئے جہان ہر قسم کی تعلیم دیجاتی ہے۔ اتوار کیوجہ سے کالج بند تھا مایوس واپس آئے۔ **مدینہ** سے ایک صاحب کے نام ہم خط لائے تھے انکی دوکان پر تلاش کرنے گئے۔ اُنکے ملازمین وغیرہ ملے۔ وہ خود موجود نہ تھے۔ خط ہم دے آئے۔ اور کہہ آئے کہ دوپہر کو ہم ہوٹل مین انکا انتظار کرینگے اسکے بعد کھانا کھایا اور خربزہ تربوز۔ انگور اور تازہ لپتہ جو **حلب** سے آتا ہے اور نہایت مزیدار ہوتا ہے خوب سیر ہوکر کھائے۔ **حلب** کے واسطے ایک ایک عثمانی **لیرا** یعنی گنی مین فی کس موٹر کیا **محمد بہجت** نے ایک خط لکھکر حلب کے واسطے ہمکو دیا۔ جسکے ذریعہ سے وہان ہمکو ہر قسم کی آسائیان ہوجائین۔ **بیروت** مین ہم دوبارہ محض اپنے رفیق سفر کی وجہ سے آئے۔ مگر یہان پہونچکر انہون نے ہمارے تمام پروگرام کو خراب کردیا۔ تمام وہ مقامات جو مدینہ منورہ سے یہانتک برابر یہین طے کرتے چلے آئے تھے کہ **بیروت** سے **طرابلس۔ بعلبک۔ حمص۔ حما۔ حلب** اور **موصل** جاوینگے یہان پہونچکر سب جگہ جانے سے انکار کردیا۔ اور خرچ کی کمی بتائی۔ یہان سے سیدھے۔ حلب اور وہان سے بغداد چلنا طے ہوا۔ دمشق مین خریداری کے وقت انہون نے اپنے سفر کا بالکل خیال پس پشت ڈالدیا تھا۔ رفاقت چھوڑی نہین جاتی۔ اوسی پروگرام پر عمل کیا جاے گا جو انہون نے طے کیا ہے کیونکہ ہم **مدینہ طیبہ** مین روانگی کے وقت اُنسے کہہ چلے ہین۔ کہ ہم آپ کی راے کے ہر طرح پابند رہینگے۔ اس سفر کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھی انجام بین نہین ہین۔ اور کسی بھی چیز سے دلچسپی بھی نہین لینا چاہتے۔ نہایت بچھی ہوی اور بے حس طبیعت کے شخص ہین۔ ہر بات پر بحث کرنے کو تیار رہتے ہین۔ یہان سے انہون نے ایک ٹکیس لگادیا ہے کہ جو ہم مین سے موٹر ڈرائیور کی برابر بیٹھے وہ دوسرے کو فی روپیہ ایک آنہ ٹکیس دے جس کرایہ مین کہ موٹر ہوا ہو۔ کیونکہ ہم **سفرنامہ** کی غرض سے نوٹ کرنے کو اور ڈرائیور سے راستہ مین ہر ایک چیز کے معلوم کرنے کو اسجگہ بیٹھا کرتے ہین۔ سہ پہر کو ہم ایک موٹر کے ذریعہ قریبًا ۲ میل لب بحر اسپین مزار **حضرت عبدالرحمٰن** امام الاوزاعی پر گئے۔ یہان آدمیون کے چالیس قرش جو قریبًا ایک روپیہ کے ہوتے ہین ایک طرف

کیے دیئے یہاں قرش کی قیمت بہت کم ہے۔ شہر سے باہر نکلنے پر ایک خاص قسم کے درختوں
کے جنگل میں سے گزرے جو ۸۔۱۰ گز تنہ کے بعد چھامنڈہ دار اور مثل جھاؤ کے درخت کے ہیں
سڑک کے دونوں طرف قریب قریب یہ درخت کھڑے ہوئے عجیب لطف دے رہے ہیں۔ یہ مزار
بھی مسجد کے ایک حصہ میں ہے۔ فاتحہ پڑھی۔ اور بھی چند قبریں یہاں ہیں صاحب مزار بزرگ ولی اللہ گزرے
ہیں۔ یہاں ۳-۴ مکان تو پختہ ہیں اور باقی جھونپڑے نما۔ زمین پر لکڑی کے تھم قایم کرکے تختوں سے
بنائی گئی ہیں اور ہر چہار جانب چٹائیاں لگائی گئی ہیں۔ یہ آبادی کنارہ پر دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ سمندر
کی موجیں جو کنارہ یا پتھروں سے ٹکرا کر اچھلتی ہیں وہ عجیب لطف کا سین پیدا کر رہی ہیں۔ حد نگاہ
تک سامنے پانی ہی پانی ہے۔ بہت سے آدمی اور بچے ان موجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور
نہا رہے ہیں۔ ہم بھی کنارے کے فاصلہ پر بیٹھ کر یہ سین دیکھنے لگے۔ ایک موج نے ہم تک آکر بھگو دیا اور ہم کو
اپنی جگہ سے اٹھا دیا۔ کنارہ بھی ڈھالو رہتا ہے اور باہر بھی کئی قسم کا رہتا ہے۔ جسمیں گھونگھے سیپیاں
وغیرہ کثرت سے پڑی ہوئی ہیں۔ بہت سے مرد اور عورتیں اس موقع پر ہیں اور برابر آمد و شد لگی ہوئی
ہے۔ سورج کے غروب ہونیکا منظر سمندر میں نہایت پرلطف معلوم ہوا۔ مغرب کے قریب پچاس پیاسٹر
میں ہم ایک کرایہ کے موٹر میں واپس ہوئے۔ تھوڑا فاصلہ چلکر اسمیں پنکچر ہو گیا۔ تو دوسرے موٹر
میں آئے اور بجائے پچاس کے چالیس پیاسٹر یعنی قرش دیے۔ چوک برج میں آکر بجلی کی روشنی
کی عجیب بہار دیکھی جو دکانوں اور ہوٹلوں میں ہو رہی ہے۔

روانگی حلب و داخلہ

۲۷۔ اگست سنہ ۲۸ء۔ سات بجے صبح کے ہم بیروت سے حلب کو روانہ ہوئے۔ شہر سے
باہر نکلنے پر بھی آبادی چلی گئی ہے۔ ایک طرف ہمارے کوہ لبنان کی آبادی کا منظر ہے اور دوسری
طرف سمندر کا بیروت کے باغات بھی اسی سلسلہ میں سڑک کے دونوں جانب دور تک ہمارے ساتھ
چلے رہتے۔ اس راستہ پر بھی طرابلس۔ الشام۔ جبیر خرطوم بھی کھلتے ہیں وغیرہ سے موٹروں
کی آمد و شد نہایت کثرت سے ہے۔ لبنان کی آبادی کا حصہ ختم ہو کر پہاڑی سلسلہ چل رہا ہے

سمندر کا کنارہ اب ہمارے برابر مل گیا ہے۔ ریلوے لائن کو بھی کہین کہین ہم کراس کر رہے
ہین اور کہین برابر چل رہی ہے۔ کیلے کا بن بھی میلون تک یہان ہے۔ حلب تک راستہ
برابر پہاڑی آتار چڑہاؤ کا ہے۔ آباد سرسبز شاداب بھی ہے ایک مقام جو نظر آیا نہایت اچھی
اور بڑی آبادی لب ساحل ہے جو پہاڑ تک پھیلی ہوئی ہے۔ سڑک کے دونون جانب آبادی
کا سلسلہ ہے۔ کئی میل تک نہایت دلکش سین قابل فوٹو ہے۔ ایک جانب سمندر لہرین مار رہا ہے
اور جانب پہاڑی سلسلہ لطف دکھا رہا ہے۔ اب ہم پہاڑ کی بلندی پر بالکل لب ساحل چل رہے
ہین۔ راستہ پیچ دار ہے انگور و انجیر پھیلا ہوا ہے۔ آبادی کا سلسلہ بھی ہمارے ساتھ برابر چل رہا ہے
اسکے بعد لب سڑک مختصر آبادی نیروَل کی آئی۔ لب سڑک مکان کے کھلے ہوئے صحن مین تین
عورتین لوہے کے بہت بڑے توے پر جو یہان ہوتے ہین بڑی بڑی چپاتیان پکا رہی ہین طبیعت
بہت للچائی۔ کیونکہ اس سفر مین چپاتی دیکھنے کو بھی نہین ملی اسکی آبادی متفرق طور پر ہے اسکے
بعد مقام خنفا کی آبادی آئی۔ یہ آبادی انگریزی وضع کی بنگلہ نما کھپریل کی ہے۔ یہان ہی ماہی گیر
بادبانی کشتیان سمندر مین گھومتی نظر آ رہی ہین تھوڑی تھوڑی آبادی تھوڑے تھوڑے فاصلہ
پر برابر ہے۔ ہم برابر لب ساحل پہاڑ پر چل رہے ہین۔ اس حصہ مین انجیر و زیتون زیادہ ہے نہر
ابراہیم کے نام کا ایک شہر آیا بڑی سرسبز اچھی آبادی ہے پہاڑ کی بلندی سے سمندر کا سین
زیادہ پرلطف معلوم ہو رہا ہے ایک آبادی شکم نام کی آئی اچھی اور بڑی جگہ ہے۔ قریبًا
ایک میل کے بعد ایک مقام عنفا آیا یہ بڑا اچھا قصبہ معلوم ہوتا ہے۔ یہان تھوڑا قیام
ہوا۔ یہان سے روانگی پر پہاڑی میدان مین میلون زیتون پھیلا ہوا ہے۔ بعدہٗ ایک اور
مختصر آبادی آئی اس راستہ مین جو پرلطف منظر ہمارے سامنے آ رہے ہین انکا الفاظ مین
خاکہ کھینچنا ناممکن ہے۔ آگے چلکر طرابلس الشام کی آبادی جو پہاڑ کی بلندی سے دور تک لب
ساحل پھیلی ہوئی ہے آئی نہایت بارونق اور بہت بڑا شہر ہے۔ یہان کا قبرستان بھی قابل
دید ہے جو لب سڑک ہے بالکل انگریزی طرز کا شہر ہے۔ شاید انڈے کی پیداوار بہت زیادہ
ہے۔ کیونکہ بہت سے صندوقون مین پیک کئے جا رہے ہین۔ اسکے بعد ایک اور مقام آیا۔ اس کی
متفرق آبادی بھی دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہان پیاز بڑی کثرت سے لادی جا رہی ہے اور سڑک کے

دونون طرف دُور تک ڈھیر لگے ہوئے ہین جو اس سے پہلے ہمارے دیکھنے مین نہین آئی ہے۔ اب پہاڑ کسی قدر فاصلہ پہ ہوتا جاتا ہے اور میدانی حصہ آتا جاتا ہے۔ دوسری طرف ساحلی سمت رہے ہے۔ یہان جوار کی کاشت بڑی کثرت سے ہے۔ اب ساحل بھی فاصلہ پہ ہوتا جارہا ہے۔ مگر جنگل نہایت سرسبز ہے۔ یہان ایک مسلمان کی دوکان ہی۔ اسپر ہمارا قیام ہوا اور یہ معلوم کرکے وہ خوب خوش ہوا۔ اب ہمارے چارونطرف منڈا پہاڑ ہے آگی چڑھائی پہ جارہی ہین تل کلخ ایک مقام ریلوے اسٹشن آیا۔ یہان بھی ایک مختصر اور اچھی آبادی ہے یہان تھوڑا قیام ہوا۔ ہمنے انگور لیکر یہان کھائے۔ یہان سے روانہ ہوئے سبزہ زار میدان ہے اور چارونطرف پہاڑ ہے۔ کہین کہین دیہات بھی آتے جارہے ہین۔ یہان کا پہاڑی سلسلہ مٹی آلود اور خشک ہی۔ تقریبًا ایک گھنٹہ کے بعد پہاڑی بلندی سے نیچے کیجانب نیلے پانی کا ایک پرلطف سین دور تک دکھائی دیا۔ حمص شہر کی آبادی بھی دھندلی سامنے نظر آنے لگی ہے۔ ان تمام ممالک میں موٹرین ہمارے اور شہر کے بیچ بازارون مین سے گزرتی ہین۔ حمص کے قریب نہایت وسیع پہاڑ میدان سکڑون میل کا واقع ہے۔ شہر کی آبادی باغون اور سبزہ زار اور پانی سے گھری ہوئی ہے ایک بجے حمص آگیا۔ موٹر گیرج مین ٹھہر گیا۔ ہم فورًا بازارون سے گزرتے ہوئے ایک بڑی عالیشان مسجد مین پہونچے اور ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہمنے اپنے ایک رفیق سفر حج کی تلاش کی جبکہ ہم بیروت سے جدہ جارہی تھے اور وہ بھی جہاز مین سوار ہوئے تھے اور اونھون نے اپنا پتہ ہمکو بتلادیا تھا۔ ایک رہبر تے اونکے مکان تک پہونچا دیا۔ اطلاع کرنے پر وہ فورًا باہر آئے اور ہمکو چمٹ گئے۔ بوسہ دیا اور بہت خوش ہوئے۔ فورًا پردہ کراکر مکان کے اندر لیجاکر ڈرائنگ روم مین بٹھادیا اونکے چچا صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی۔ کھانے کو اور دو چار روز ٹھہرنے کو بہت اصرار کیا۔ ہمنے مجبوری ظاہر کی۔ ہماری طلب پر وہ ایک بادیہ بھرکر پانی لائے جو نہی سرد۔ خوش مزہ اور خوشبودار تھا۔ جو ہم سب پی گئے۔ بڑے انگور کے دو خوشے لاکر ہمکو پیش کئے اور موٹر تک ہم کو رخصت کرنے بھی آئے حمص نہایت خوبصورت صاف ستھرا اور پررونق اور آباد شہر معلوم ہوا۔ وسعت بھی زیادہ ہے۔ بازار ڈھکے ہوئے اور پٹے ہوئے ہین آب و ہوا صحت بخش ہی انگور کی پیداوار کثرت سے ہے۔ یہان کی مسجدین آباد اور نمازیون سے بھری ہوئی ہین۔ غرضکہ نہایت اچھی اور قابل دید جگہ ہے۔ ہم موٹر مین سوار

ہوکر مزار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئے ۔ جو ایک جامع مین ہے انکی برابر
انکے صاحبزادہ کا مزار ہے ۔ ہمنے فاتحہ پڑھی ۔ مسجد نہایت بارونق اور بڑی ہے ۔ یہان سے روانگی
کے بعد آمردی یہ کوئی قصبہ ہے جسکی تمام عمارات سفید گنبد نما ہین ۔ پہاڑ سے نیچے تک آبادی
پھیلی ہوئی ہے ۔ حمص سے میدانی حصہ شروع ہوگیا ہے ۔ پہاڑ بہت فاصلہ سے ہوتے جارہے
ہین ۔ اسکے بعد ایک پہاڑی ٹیلے پر راستہ نامی آبادی آئی مکانات پختہ ہین ۔ ان تمام مغربی
ممالک مین مسجد کا ایک مینار ہوتا ہے ۔ ایک پہاڑی دریا آس نامی پل پرسے ہماری موٹر گزری
یہ بھی دلکش سین ہے اور چڑھائی ہے ۔ اس کے بعد پہاڑی میدان آیا زمین مٹیالی اور کھیت بھی ہین
اس حصہ ملک کا حسن بھی نہایت دلکش اور قابل تعریف نظر آیا ۔ یہ سب خدا کی ادنیٰ قدرت کا نمونہ
ہین ۔ دیہات گنبد دار ہین اسکے بعد شہر حماۃ کی آبادی آگئی ۔ یہان کا شہر خوشنما لب سڑک دور تک
پھیلا ہوا ہے ۔ شہر پر رونق اور بڑا ہے ۔ ہمنے بازار مین قیام کیا ۔ شربت پیا ۔ فرنی کھائی ۔ یہان سے
روانگی پر پہاڑی چکر طے کرتے ہوئے پہاڑی میدان اور سبزہ زار کا سین سامنے آیا ۔ اسیخون
ایک قصبہ گنبد نما آیا ۔ اسکے بعد ایک اچھا قصبہ معرا آیا ۔ اسمین حکومت کا بھی مکان بنا ہوا ہے
یہان سے روانہ ہونے پر پیچ دار آمار چڑھاؤ شروع ہوگیا ۔ پھر ایک قصبہ خان سبیل آیا پھر قصبہ
صدیق سامی پھر شام کو قصبہ سراے آیا ۔ اسکے بعد پہاڑی سلسلہ غائب سبزہ زار زمین کا نظارہ
سامنے ہے ۔ ساڑھے سات بجے حلب جسکو الپو بھی کہتے ہین ۔ پہونچگئے ۔ اوٹیل فرات مین قیام
کیا جو بازار مین اچھے موقع سے ہے ۔

۲۸ ۔ اگست ۵۸ء ۔ حلب ۔ صبح اٹھکر محمد صالح صاحب سوداگر کی تلاش مین نکلے ۔ جو
شام السوق محلہ مدینہ مین دوکان کرتے ہین ۔ وہان پہونچے اسوقت تک دوکان نہین کھلی تھی ایک
صاحب نے اسکے قریب ہمکو بٹھالیا ۔ اس عرصہ مین انکے صاحبزادہ محمد سمیع صاحب آگئے دوکان
کھولکر نہایت عزت سے ہمکو بٹھایا اور جو خط ہم مرادآباد سے حاجی محمد اکبر صاحب سوداگر ظروف
کا انکے والد کے نام لے گئے تھے ۔ انکو دیا ۔ تھوڑی دیر مین انکے بڑے بھائی محمد نذیر صاحب تشریف
لے آئے وہ ہمارے ساتھ اول جامع حضرت ذکریا علیہ السلام گئے ۔ ہمنے مزار پر فاتحہ پڑھی
مسجد نہایت عالیشان اور اعلیٰ قسم کے قالین کے فرش سے آراستہ ہے جامعہ حلویہ سلطان محمد

ابن سلطان ابراہیم کی بنوائی ہوئی ہے یہ دیکھی۔ زاویتہ العرب الکیانیہ دیکھا۔ مزار قاضی الحاجات شیخ عبداللہ الغاری۔ شیخ محمدؒ منصور پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھیں۔ جامعہ عثمانیہ دیکھی جہاں مدرسین و طلبا کے رہنے کے بھی ہر سہ طرف مکان بنے ہوئے ہیں۔ یہاں سے گاڑی کرایہ کر کے شہر کے باہر ایک بڑے قبرستان میں گئے جہاں بہت سے صالحین اور اولیا اللہ کے مزار ہیں فاتحہ پڑھیں۔ اُس قبرستان کے پاس ایک باغ میں گئے جو پستے کا ہے۔ مالک باغ نے تھوڑے تھوڑے تازہ پستے ہم سب کو دیئے اور چلتے وقت ایک ایک گچھا پستوں کا بھرا ہوا تازہ توڑ کر ہم کو دیا۔ اصل کھانے کے پستے پر جو ایک سخت پوست ہوتا ہے اسپر بھی ایک نرم پوست ہوتا ہے جسکی رنگت سفیدی اور گلابی مائل ہوتی ہے اور مزے میں کسی قدر ترشش اور خوشبو مثل تازہ انبہ کے مول کے یا کچی انبیا کے ہے اسپر کے دونوں نرم اور سخت پوست علیحدہ ہو جاتے ہیں اور تازہ نرم بڑا پستہ نکل آتا ہے۔ خوب کھائے اور جیب میں بھر لئے۔ اس کا درخت مثل دیسی چھوٹے انبہ کے درخت کی برابر ہے اور پتے بھی بالکل انبہ جیسے ہیں۔ مگر چوڑے زیادہ اور لانبے کم واپسی پر راستے میں ایک ولی اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے جو ایک مکان کے اندر ہے۔ اُس کے دوسری طرف ایک بڑا پتھر رکھا ہوا ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جامع سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ میں حاضر ہوئے یہاں نجف اشرف کے روضہ کی نقل رکھی ہوئی ہے۔ اور شیخ محمدؒ نقشبندی کا مزار ہے فاتحہ پڑھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جامع سیدنا حضرت ذکریا علیہ السلام میں بعد نماز ظہر میلاد نبی کریم ہوگا۔ کیونکہ بارہ ربیع الاول ہے وہاں گئے مسجد جو بہت لانبی اور اندر سے تین درجوں کی ہے مسلمانوں سے بھری ہوئی ہے اور باہر صحن کا حصہ بھی بہت سا گھرا ہوا ہے اب محمدؐ صالح صاحب سوداگر خود ہمارے ساتھ ہیں ہم صحن مسجد میں باہر بیٹھ گئے ایک صاحب عربی زبان میں ذکر میلاد فرمار ہے ہیں گلاب پاشی ہو رہی ہے۔ تھوڑے وقفے سے کُل حاضرین تین تین مرتبہ درود شریف بآواز بلند پڑھتے جاتے ہیں۔ آدمیوں کی اَشد لگی ہوئی ہے ختم میلاد شریف پر اگرچہ کچھ تقسیم نہیں ہوا۔ مگر پھر بھی کئی ہزار آدمیوں کی تعداد تھی یہاں سے محمد صالح صاحب ہم کو اپنے ساتھ دُکان پر لائے اور مجبور کر کے اُس ملک کے مذاق کا

کھانا ہم کو کھلایا کھانا غالباً بازاری ہے۔ مگر اچھا ہے۔ تربوز اور انگور بھی ساتھ ہیں جو نہایت مزیدار ہیں۔ بعدہٗ محمد نور صاحب کے ساتھ جاکر مزار سید احمد بخاری اور اُنکی دونوں اہلیہ اور مزار شیخ خلیل تیار پر فاتحہ پڑھیں۔ یہ سابقین میں سے ہیں جامع عدلیہ دیکھی جو صرف ایک بہت بڑے گنبد کی ڈاٹ کی ہے جامع بحرمیہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ یہاں سے واپسی پر محمد نور صاحب ہی نے زیتون کا تیل اور پستہ ہمیں خرید کرلا دیئے جو ہم نے منگائے تھے۔ بعدہٗ حلب سے سیدھے بغداد جانیکے واسطے فی کس دو عثمانی گنی ہیں (ایک گنی برابر ۱۸ روپیہ) لاری میں اول کی دو سیٹ ہم نے لیں۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر ایک موٹر کار ایک گھنٹہ کے واسطے ڈھائی مجیدی میں (مجیدی برابر ایک روپیہ کے) کرایہ پر لی اور اُس کے ذریعہ تمام حلب کی سیر کی۔ افسوس ہے کہ ہمارے رفیق سفر گھٹنوں کے بل گرے جارہے ہیں۔ ناتجربہ کار ہیں۔ مزاج میں وطن جانے کی جلدی بھی ہے اسواسطے ہمارا ابھی پروگرام اُن کے ساتھ ختم ہو گیا۔ رفاقت سفر چھوڑی نہیں جاتی۔ یہ کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ باوجودیکہ بی۔ اے ایل۔ ایل بی ہیں۔ مگر اِن کی کسی مستقل رائے کا ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہوسکا ایسی رفاقت سے ہماری پریشانی بڑھتی جا رہی ہے موصل کا جانا بھی انہیں کی وجہ سے چھوڑنا پڑا۔ مزاج میں خودداری زیادہ ہے ہم سب باتوں کو برداشت کرتے جارہے ہیں۔ ہوٹل میں قدم رکھتے ہی ہم نے اُنکو بارہ آنے اُس ٹکیس کے بھی دیدیئے ہیں جو موٹر میں ڈرائیور کی برابر کی جگہ پر بیٹھنے کے اُنھوں نے لگائے تھے۔ ہم اپنے سفر کے واسطے کچھ پھل۔ روٹیاں اور انڈے وغیرہ خرید رہے تھے کہ محمد سمیع اور اُن کے دو بھائی محمد بہاؤالدین اور محمد جمیل ہمکو مل گئے۔ سامان ہوٹل میں رکھکر اُن کے ساتھ پیدل ہوا خوری کو چلدیئے شہر کے پُررونق اور آباد حصہ میں فٹ پر جہاں کئی سینما۔ قہوہ خانے۔ اور بازار ہے جاکر بیٹھے۔ آئسکریم وغیرہ کھایا بڑی چہل پہل ہے۔ اس موقعہ پر اچھی تفریح ہوئی اور خوب لطف آیا۔ ایک دنیا کے سیاح عبدالرحمان صاحب سے ملاقات ہوئی جو انسبن کے رہنے والے ہیں نوے سال کی عمر ہے اُن کے حالات نہایت دلچسپی سے سُنے حلب میں بہت سے اَرمنی ترکِ وطن کرکے آباد ہو گئے ہیں مسلمانوں کی آبادی بھی خاصی ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی ہیں ہم یہاں کے لوگوں کے لئے ایک عجیب چیز ہیں۔ شہر نہایت پُررونق اور نہایت

بڑی جگہ ہے۔ سڑکیں پتھر کی پالش کی ہوئی اور کہیں چوبچے کی بازار نہایت بھرے ہوئے پر رونق آباد انگریزی وضع کے بھی ہیں اور معمولی بھی۔ پانی کی یہاں زیادتی نہیں ہے۔ بجلی کی روشنی ہے مغرب کے بعد کا وقت یہاں تفریح کا ہے عورتیں بھی ادھر ادھر پھرتی ہیں قابل دید ہے ان تمام ممالک میں نہایت چربی دار گوشت کھایا جاتا ہے یہاں مجیدی خوب چلتی ہے۔ بازار کثرت سے بکی ڈالوں کے پٹے ہوئے ہیں

۲۹۔ اگست۔ آج صبح پانچ بجے ہم روانہ ہونیوالے تھے موٹر ہوٹل پر لانے کا وعدہ تھا نو بجے تک ہم انتظار کرتے رہے جب موٹر نہیں آیا تو ہم خود گئے تو دیکھا کہ جو لاری ہمارے واسطے تجویز کی گئی ہے اسمیں سامان کی بوریاں لادی جارہی ہیں صرف ہمارے واسطے شوفر کے برابر کی جگہ ہے ہم نے انکار کر دیا کہ ہم اس سامان کے موٹر میں نہیں جانے کے یہ بھی کہا کہ قبل از شمس پانچ بجے موٹر لانیکا وعدہ کیا تھا کیا ابھی تک پانچ نہیں بجے اُس کا ذبے کہا کہ عربی پانچ بجے کا وعدہ کیا تھا ہم وہاں سے واپس ہو گئے نصف راستے پر ہم پہونچے ہیں کہ وہ ایک کار لیکر آیا تا کہ ہم اُسمیں بیٹھکر اور اپنا اسباب لیکر گیرج یعنی موٹر خانے آجاویں ہمنے انکار کر دیا ہم سید محمد صالح کی دکان پر پہونچے اُنسے سب قصہ بیان کیا اُن کے دو صاحبزادے محمد جمیل و بہاؤالدین ہمارے ساتھ گیرج آئے۔ نہ اُس بے ایمان نے موٹر بدلنے کا وعدہ کیا اور نہ پچیس ۲۵ روپیہ جو ہم نے پیشگی کرایہ میں دیئے تھے واپس کئے۔ ہم پولیس کمشنر عبداللہ آفندی الاتقاری حلب کے دفتر میں گئے اور کل واقعات معہ پچیس روپیہ کی رسید کے اُن کے سامنے پیش کئے اُنہوں نے مالک گیرج کو طلب کیا بہت دیر تک بحث رہی آخر میں ہمنے واپسی روپیہ کا مطالبہ کیا کمشنر صاحب نے اُس سے کہا اُس نے روپیہ دینے سے انکار کیا۔ کمشنر صاحب نے اُسی وقت اُسکو حوالات میں دیدیا اور حکم دیا جبتک روپیہ واپس نہو بند رہو اور ہماری سفر کے واسطے ایک دوسرے گیرج والے کو بلا کر انتظام کر دیا اور پچیس روپیہ بھی اُسی کو دینے کو کہدیا جو شام تک اُسکو ملگئے ہونگے۔ ہمارے سفر کے لئے سات گنی عثمانی میں دو منزل بغداد تک ایک عمدہ کار میں طے ہو گئیں اس قصہ میں ایک بجے کا وقت ہو گیا اور جبریہ مجبوراً آج کا دن بھی گذارنا پڑا۔ ان ممالک کے موٹر والے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں اجنبی شخص کو

ان ممالک میں بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ پولیس کمشنر نے اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے
جو ہمارے ساتھ مہربانی کی وہ قابل تعریف ہے۔ محمد صالح صاحب کے دونوں صاحبزادے
ہمکو باوجود ہمارے انکار کے اپنی دکان پر واپس لے گئے اُن کے والد صاحب نے یہاں کے
مذاق کا عمدہ کھانا ہمکو کھلایا کھانیکے بعد کئی قسم کے انگور اور خربزہ کھایا ہمسے رخصت ہوتے وقت
فرمایا کہ شام کو ہمارے مکان پر چلنا۔ واپس آکر ہمنے ہوٹل میں آرام کیا قریب پانچ بجے کے
محمد نور صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ والد صاحب قریب موٹر خانے میں اپکا انتظار
کر رہے ہیں۔ ہم اُن کے ساتھ موٹر خانے گئے وہاں سے ایک موٹر لیکر محمد صالح صاحب
معہ محمد سمیع و محمد نور صاحب کے اپنے باغ کو لے گئے جو شہر کے باہر ہے وہاں سے واپسی پر
قریب مغرب اپنے مکان پر لے آئے مکان نہایت خوش سلیقگی سے یہاں کے طرز معاشرت کے
لحاظ سے نہایت اراستہ ہے اور ہمارے بیٹھنے کے واسطے کھلی چھت پر خاص طور سے انتظام
کیا گیا ہے۔ یہاں تھوڑی دیر قیام کے بعد نیچے زنانے مکان میں لے گئے صحن میں نہر و نہر
اقسام اقسام کا پر تکلف کھانا اور میوہ جات چنے ہوئے ہیں۔ بعد فراغت طعام پھر چھت پر
آکر بیٹھے سگرٹ وغیرہ پیے۔ ایک چھوٹا ریشم کا رومال ریشم سے کڑھا ہوا ہدیتہً انہوں نے
ہم کو پیش کیا اور فرمایا کہ دو گھنٹے میں آپ کے واسطے تیار کرایا ہے۔ کل جسوقت ہمنے اُن کی
دکان سے ستائیس روپیہ کا کپڑا خریدا تھا تو ایک چھوٹے رومال کی بھی ہمکو اپنے نواسے کیلئے
تلاش تھی جو موجود نہیں تھا۔ ہمارے نواسے کے واسطے انہوں نے یہ رومال دیا اس کے بعد
ایک شادی میں ہمکو اپنے ساتھ لے گئے ہمکو بھی اس ملک کی شادی دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ خانہ
عروس میں گیس کے ہنڈوں کی روشنی ہے کرسیاں اور آرام کرسیاں مہمانوں کے بیٹھنے کے
واسطے ہیں ان تمام ممالک میں یہ دستور ہے کہ دولہا براتیوں کے ساتھ نہیں آتا ہر مہمان کی
آمد پر اہلاً و سہلاً کی نہایت خندہ پیشانی سے آواز دیجاتی ہے اور مہمان کے بیٹھنے پر قہوہ۔ سگرٹ
برف کا پانی اور حقہ پیش کیا جا رہا ہے اور ایک ڈونگے میں کئی قسم کے خشک مربے کے
ٹکڑے ہر ایک کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں ایک ایک ٹکڑا ہمنے بھی اٹھا لیا جو یہاں کا
قاعدہ ہے۔ تمام شرائط نکاح اور مہر وغیرہ طے کرنیکے بعد قاضی صاحب جلسے میں تشریف

لائے جانبین کے گواہوں کو بلاکر سوالات نکاح کئے اور خطبہ نکاح پڑھکر دو کرسیوں پر
اپنے مقابل دولہا اور دلہن کے باپ کو بٹھایا دونوں کو شرائط اور مہر وغیرہ بتاکر انہیں سے
ایجاب قبول کرایا گیا بعدہٗ فاتحہ۔ اس کے بعد کئی رنگ کے مختلف قسم کے شربت کا دور شروع
کردیا گیا کہ ایکدم سے زنانے مکان میں سے عورتوں کے چیخنے کی آوازیں آئیں معلوم ہوا
کہ دولہا کیطرف کی عورتوں نے نکاح کی خوشی کے نعرے لگائے ہیں پھر حقہ سگرٹ وغیرہ
پیش کیا گیا اور مہمان رخصت ہونا شروع ہو گئے ہر مہمان کو دروازہ پر نہایت تکریم گلاب دیا
گیا دولہا تین دنکی بعد آویگا اُسی دن برات کا کھانا ہوگا اور غالبًا رخصتی بھی ہوگی۔ وہاں سے رخصت
ہوکر محمد صالح صاحب تو رخصت ہو گئے محمد سمیع اور محمد نور صاحب ہمارے ساتھ اگر گذشتہ شب
والے مقام پر ایک دوسرے قہوہ خانے میں بیٹھ گئے وہ بڑے اصرار سے چاء منگاکر پلائی
کچھ دیر یہاں تفریح کرتے رہے۔ نہایت درجہ چہل پہل ہے۔ یہاں سے ایک گاڑی میں
سوار کراکر ہمکو ہوٹل تک پہونچاکر نہایت اخلاص سے رخصت ہوئے۔ ہمارا صبح کا وقت
جسطرح کوفت سے کٹا تھا۔ اسی طرح یہ شام کا وقت نہایت لطف سے گذرا اسوجہ سے یہاں
میں بھی کئی مزارات پر فاتحہ پڑھیں۔ حلب میں صالحین اور اولیاء اللہ کے کثرت سے
مزار ہیں۔ بڑے بڑے قبرستان ہیں اور ہر قبر پر کھڑے پتھر کا لمبائی میں کتبہ لگا ہوا ہے
ارمنی جو یہاں جلاوطن کرکے آ گئے ہیں یورپیا جیسی طرز معاشرت کے معلوم ہوتے ہیں۔
کل صبح غالبًا ہماری روانگی ہے۔

۳۰۔ اگست ۲۸ء شنبہ۔ صبح کو موٹر ہوٹل پر آگیا اور ہم معہ اسباب موٹر خانے
روانہ ہوئے۔ ہوٹل والے نے بھی کسی قدر حجت کی جسکی وجہ سے ہوٹل کے کرایہ میں
ایک مجیدی زیادہ دینی پڑی اور موٹر خانے میں پہونچنے پر ہر گھنٹہ ہمکو روانگی کی اطلاع
دیجاتی رہی مگر شام تک ہم روانہ نہیں ہو سکے۔ کمشنر پولیس کو بھی اس دوران میں ہم نے اطلاع
دی اور انہوں نے بھی برابر سپاہی بھیجکر تاکید کی مگر ان موٹر والے حرام زادوں پر کوئی بھی اثر
نہیں ہوا شب کو وہیں ایک ہوٹل میں ایک مجیدی دیکر آرام کیا۔ گویا آج کا دن موٹر خانے
میں ہم مقید رہے اور روانگی کا کوئی بھی انتظام نہو سکا۔

روانگی بغداد

۱۳- اگست ۱۹۳۵ء - حلب - آج بڑے تقاضوں اور پولیس کمشنر کی تاکید سے بعد نماز جمعہ روانگی ٹھیری - موٹر پر اسباب انتہا سے زیادہ لادا گیا چار آدمیوں کا فورڈ کمپنی کا چھوٹا موٹر تھا چار مسافر بیٹھ بھی گئے - اب موٹر والوں میں آپس میں کچھ جھگڑا شروع ہوا یہ انکی بد معاشی تھی یہانتک کہ ہر مسافر سے زیادتی کرایہ کا سوال کیا گیا اور مجبوراً نصف نصف عثمانی لیرہ بڑھانا پڑا ورنہ آج بھی روانگی ملتوی اور اسباب کھلنے لگا بہت حجت کے بعد نصف لیرہ ہم دونوں نے بھی بڑھا دیا گویا ہمارا اڑتالیس روپیہ فی کس کرایہ ہوگیا - خدا خدا کر کے بعد نماز جمعہ دو بجے ہم بسم اللہ پڑھتے روانہ ہو گئے - شہر کے باہر نکلتے پر ہمنے دیکھا کہ سلسل زیتون کے باغات ہیں پہاڑی راستے کا اتار چڑھاؤ اور میدان - اس راستے میں بھی تھوڑی تھوڑی بناوٹ کی آبادی کے دیہات آرہے ہیں - چار بجے ایک مختصر سی آبادی آئی اس کے بعد بنجر بالا - رتیلا اور خشک میدان شروع ہوگیا - آج سے ہم نے ڈرائیور کے برابر کی سیٹ اپنے رفیق سفر کو ہمیشہ کیلئے دیدی ہے اور کہدیا ہے کہ اس جگہ کے آپ ذمہ دار ہیں - ہم دوران سفر میں اب نہیں بیٹھیں گے مگر وہ اپنی کمزور طبیعت اور ناتجربہ کاری سے اس جگہ پر قائم نہیں رہ سکے جبکہ ہمنے ان کو سب سے پہلے اس جگہ پر بٹھا بھی دیا تھا انکی اس ٹکیس بندی کی نیت نے یہ اثر کیا کہ شوفر کے برابر کی جگہ ہمنے تو خود ان کے لئے چھوڑ ہی دی تھی مگر وہ بھی اُس جگہ کو نہ لے سکے اس کی تفصیل ہم متفرقات میں لکھیں گے قریب مغرب پھر پہاڑی نہایت سخت اُتار چڑھاؤ آدھے گھنٹے تک اُتار رہا پھر حد نگاہ تک میدانی سلسلہ آگیا - سات بجے شام کو **ابوحریرہ** مقام جاکر قیام کیا یہاں ایک خام احاطے میں چند کوٹھریاں بنی ہوئی ہیں احاطہ محفوظ اور بڑا ہے وہاں آرام کیا بدوؤں نے جو غالباً یہاں کے مالک ہیں ہمارے سونے کے واسطے گدے اور تکئیے زمین پر بچھا دیئے - ہوا کی تیزی نے ہمپر ریتے کی نچھاور کرنا شروع کردی شب کے گیارہ بجے تاروں بھری چاندنی رات میں ہم وہاں سے روانہ ہوئے نصف مجیدی فیکس قیام کی بدّ کو دی گئی یہاں سے پھر وہی پیچ دار راستہ شروع ہے -

یکم ستمبر ۲۸ء۔ راستہ۔ کبھی ہم پہاڑ کی بلندی پر چل رہے ہیں اور کبھی نیچے اتر آتے ہیں راستہ نہایت خراب مگر مثل پختہ سڑک کے نہایت خشک۔ کہیں کوئی کھیت دور دور دیہاتی آبادی کہیں جھاؤ و جنگلی گھاس کا بن۔ کبھی دریائے فرات ہمارے ساتھ پہلو بہ پہلو اور کبھی ہم سے علیحدہ۔ نو بجے صبح کے مقام **دیرز ور** جو ایک بڑا آباد شہر ہے پہونچے یہاں فرانسیسی قونصل نے چار گھنٹے بعد ہمارے پاسپورٹ دستخط کرکے واپس دیئے گمرک خانہ یعنی کسٹم ہاؤس میں بھی اسباب کی جانچ ہوئی۔ بمشکل بعد ایک بجے کے یہاں سے روانہ ہوئے۔ قریب ڈھائی بجے کے **میادین** ایک قصبہ آیا۔ یہاں کے بچوں نے ہمارا تماشہ بنایا یہاں سے ایک خربزہ خرید کر کھایا جو نہایت لذیذ ہے۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہوگئے۔ اب سیکڑوں میل کا ایسا پہاڑی میدان آیا جو بلند بھی ہے اور جہاں چھوٹے بڑے پتھر ایسے بکھرے ہوئے ہیں جیسے کسی نے پتھروں کا کھیت بونیکو باقاعدہ بکھیرے ہیں۔ پانچ بجے شام کو دریائے فرات کے کنارے بلندی پر **شہر مدائن** کے کھنڈرات میں سے گذرے ایک عمارت قلعہ کی بھی معلوم ہوتی تھی یہ نوشیرواں کسرا کا شہر تھا اس کے بعد نیچے میدان میں ہم چل رہے ہیں۔ کچھ سرسبز حصہ بھی ہے اب ایک چھوٹی آبادی صالحیہ آئی جو دو ہزار برس کی قدیم آبادی شہر بغداد سے بھی پیشتر کی ہے۔ کچھ دیر یہاں قیام کیا۔ یہاں سے روانگی پر سیکڑوں میل کے ایک لق و دق خشک میدان سے گذر کر مغرب کے وقت قصبہ **ابوالکمال** میں پہونچکر قیام کیا۔ پاسپورٹ اسیوقت ایک سرکاری آدمی ہم سے لیگیا۔ شب کو یہیں آرام کیا۔

دوسری ستمبر ۲۸ء۔ راستہ۔ آج صبح آٹھ بجے پاسپورٹ واپس ملے ہم فوراً روانہ ہوگئے تھوڑی دور چلکر حدود عراق میں داخل ہوگئے۔ نو بجے مقام **قائم** گمرک کی چوکی ملی یہاں بھی پاسپورٹ دیکھے گئے اور اسباب کھول کر دیکھا گیا۔ یہاں کے افسر گمرک نے ہمیں حجاج سمجھکر ہمارا تھوڑا اسباب معمولی حالت سے دیکھکر اجازت دیدی۔ ورنہ بڑی زحمت اٹھانی پڑتی۔ یہاں سے دس بجے روانہ ہوگئے۔ خشک پہاڑی۔ میدانی۔ اور اتار چڑھاؤ کا پیچدار راستہ ہے۔ دریائے فرات ہماری ایک

سمت میں پہاڑوں میں گھومتا ہوا کبھی ہماری برابر کبھی نیچے اور کبھی اوپر چلا جا رہا ہے۔ دو
تین حکومت عراق کی چوکیاں راستہ میں آئیں۔ پانچ چار منٹ قیام ہوتا گیا۔ ڈھائی بجے سہ پہر کو
مقام آنا پہونچے۔ یہاں میلوں پیشتر سے کھجور کے باغات شروع ہو گئے ہیں۔ نہایت سرسبز و
شاداب مقام لب دریائے فرات ہے۔ باغات میں بھی مکانات بنے ہوئے ہیں۔ شروع میں
دریا کے اندر ایک پہاڑی چھوٹی پر قلعہ بھی بنا ہوا ہے۔ نہایت خوش منظر جگہ ہے۔ سبزی کے
کھیت کے لطف دکھا رہے ہیں۔ اور آنکھوں کو تراوٹ پہونچا رہے ہیں۔ یہاں ابھی تک
درختوں میں کھجور خام ہے۔ یہاں بھی برائے بیت کسٹم کے خانے میں اسباب دیکھکر رہائی دیدیگئی
اور ایک ایک فارم ہر شخص کو اُس کے اسباب کے متعلق لکھکر دیدیا گیا پاسپورٹ بھی دیدیئے گئے
ہمارے پاسپورٹ پر داخلہ عراق کی دوبارہ تصدیق کرانیکے پانچ روپیہ لئے گئے یہیں قیام ہوا
یہاں کے کل مکانات عموماً خام اینٹ کے بنے ہوئے ہیں۔ قہوہ خانے آباد ہیں۔ معمولی کھانا
جو قہوہ خانے میں ملا وہ لیکر کھایا قیمت کسی قدر زیادہ دینی پڑی۔ اِدھر اُدھر پھر کر سیر کی ایک ہوٹل کی
چھت پر چھ آنے فی کس دیکر پلنگ معہ بستر لیکر آرام کیا۔

۳۔ ستمبر ۲۸ء کل حکومت نے آگے جانیکی اجازت نہیں دی۔ اسواسطے صبح
سات بجے روانہ ہوئے دو ڈیڑھ میل تک ٹوٹی پھوٹی آبادی کھجور کے باغات لب دریائے
فرات آتے رہے پھر وہی ناہموار پتھریلا پہاڑی راستہ شروع ہے قریب نو بجے کے ایک مقام
حدیدہ آیا۔ پولیس عراق کی تین چوکیاں راستے میں آئیں۔ دریائے فرات ساتھ ساتھ چل رہا ہے
یہ مقام بالکل لب دریا ہے۔ نہایت اچھا منظر اور سبزہ زار لطف دے رہا ہے چند منٹ یہاں
قیام ہوا۔ ڈیڑھ بجے ایک قصبہ ہیٹ آیا یہاں کھانا لیکر کھایا۔ یہ مقام نہایت سرسبز ہے۔
کھجوروں کے باغات دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور اُن میں کھجوروں کے خوشے لٹکتے ہوئے
نہایت خوشنما معلوم ہو رہے ہیں۔ خربزہ بھی لیکر کھایا چند منٹ قیام کے بعد روانہ ہو گئے۔
چند میل تک راستہ خراب پتھریلا اور ناہموار آتا رہا پھر پتھریلا پختہ میدان آگیا۔ بعد چار بجے کے
رمادی مقام پر قیام ہوا یہ وہی جگہ ہے جہاں سے ہم پچھلی اپریل میں کعبۃ اللہ جاتے وقت
گذرے تھے۔ یہ ایک عمدہ اور پر رونق قصبہ ہے بازار اور عمارات سب آباد ہیں۔ یہاں بھی

پاسپورٹ دیکھے گئے شب کو ایک ہوٹل میں بارہ آنے فی کس دیکر رات بسر کیا اور یہیں کھانا کھایا۔ حکومت نے آگے جانے کی اجازت نہیں دی۔ آبادی اور بازار کی سیر کی ایک مسجد نہایت شاندار دیکھی یہاں مسجد کی چھت پر اذاں دیجاتی ہے۔

بغداد شریف

۴ ستمبر ۲۸ء داخلہ بغداد۔ صبح سات بجے روانہ ہوکر ساڑھے نو بجے **فلوجہ** مقام پر پہونچے جو لب دریائے فرات ہے یہاں ایک بجے تک اس وجہ سے قیام کرنا پڑا کہ ہماری موٹر کا شوفر اپنا پاسپورٹ ریگاڈی بھول آیا تھا وہاں تار دیا گیا ایک موٹر کے ذریعہ سے آیا تب روانہ ہوے۔ یہاں پانچ آنہ دیکر حجامت بنوائی۔ دریائے فرات میں نہائے کیونکہ پانچ دن کے سفر سے نہایت کثیف ہوگئے تھے انگور لئے جو بدمزہ تھے ایک ہندوستانی مسلمان کے ہوٹل میں جاکر کھانا کھایا یہاں سے روانہ ہوکر تین بجے بغداد کے کسٹم آفس میں آگئے وہاں پھر کل اسباب کی دکھائی ہوئی پھر روانہ ہوکر بغداد کے دریائے دجلہ کے پرانے ترکی کے زمانے کے پل پر ایک گاڑی دو روپیہ میں کرایہ کر کے نئی سڑک میدان کے مقام پر ہوٹل القمر میں آکر آٹھ آنے روپیہ فی کس کرایہ پر قیام کیا۔ اور کپڑے بدل کر سب سے پہلے انجمن جمعیۃ الاسلام کے دفتر میں آکر آغا ذوالفقار علی صاحب سے ملے۔ یہاں ہندوستان کے تین خط ہمکو ملے جس سے اطمینان ہوا۔ آغا صاحب کے ساتھ کوتوالی جاکر انجمن کے صدر اور سکریٹری صاحب سے ملاقات کی اور پھر انجمن واپس آئے۔ تھوڑے وقفے کے بعد وہ دونوں صاحب بھی انجمن کے دفتر میں آگئے۔ ان کے اصرار پر ان کے ساتھ جاکر ہوٹل کا کرایہ دیکر اسباب اٹھالائے اور بابو شہاب الدین صاحب کے مکان میں جو گلی نمبر ۱۷ میں ۱۲ نمبر کا ہے قیام کیا۔ مکان سب طرح آراستہ ہے کیونکہ انکی اہلیہ بغداد میں کسی دوسری جگہ گئی ہوئی ہیں اور مکان خالی ہے۔

۵ ستمبر ۲۸ء۔ ہمارے مکان کے پڑوس میں کلکتہ کے ایک صاحب مختار رہتے ہیں

جو بہ سلسلہ ملازمت یہاں مقیم ہیں۔ صبح انکا ملازم عبداللہ جو مرادآباد محلہ کسرول کا رہنے والا ہے
ہمارے پاس آیا اور کہا کہ بابوجی آپ کو چاء پینے کو یاد کرتے ہیں۔ ہمنے انکار کر دیا کہ ہم چاء کے
عادی نہیں ہیں اس کے بعد ہم مکان میں قفل ڈالکر باہر جانیوالے تھے کہ وہ پھر آیا اور اسنے کہا
کہ چاء تیار ہے پیتے جایئے۔ ہم نے پھر انکار کیا مگر اُس نے اصرار کیا ہم وہاں گئے بابو صاحب
ملے بہت اخلاص سے پیش آئے۔ اور فرمایا جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو آپ عبداللہ
ملازم سے کہدیں میں اب دفتر جاتا ہوں آپ چاء پئیں۔ ہمنے چاء پی جسکے ساتھ انگور مکھن
اور روٹی بھی تھی۔ اس دوران میں بابو شہاب الدین صاحب بھی دفتر جاتے ہوے ہمارے
پاس تشریف لے آئے اور ہماری ضروریات معلوم فرمائیں۔ اور عبداللہ ملازم کو ہماری راحت
رسانی کے متعلق ہدایات دیں ہمنے کہا کہ ہم تو خود آپ کے دفتر کو آنیوالے تھے۔ انھوں نے کہا کہ
شوق سے آیئے۔ وہ دفتر کو چلے گئے۔ ہم بعدہ سیر کناں سرویکے دفتر میں پہونچے ہم نے
اُن سے کہا کہ ہمکو تھوڑے سادے کارڈ منوا دیجئے تاکہ ہم ہندوستان کو خط لکھیں جو اس
ہفتے کے میل میں روانہ ہوجاویں۔ ان تمام ممالک میں سرکاری حکومت کی طرف سے
خط وکتابت کے واسطے صرف ٹکٹ ملتے ہیں ٹکٹ دار کارڈ یا لفافہ نہیں ملتا۔ کارڈ دو آنے
محصول میں ہندوستان جاتا ہے۔ اور لفافہ وار خط تین آنے میں۔ چنانچہ انہوں نے
پچاس ساٹھ کارڈ اسی وقت منوا کر ہمکو دیدیئے اور چند تختے بلاٹنگ کے دیدیئے۔ وہاں سے
ہم سید ارشاد احمد صاحب کے دفتر میں گئے اور اُن سے ملکر باب الاعظم میں واپس آکر
ایک فٹن چھ آنے میں کرایہ کی اور روضہ مبارک حضرت غوث الاعظم پر حاضر ہوئے۔ روضہ بند تھا
ایک سابقہ شناسا خادم سے ہمنے روضہ کھلوانیکی کوشش کی اور ہم عزیزالرحمان صاحب بنگالی کے
پاس جاکر بیٹھ گئے۔ بعدہ روضہ مبارک پر حاضر ہوکر کچھ دیر تک فاتحہ پڑھی اور دعا مانگی وہاں سے
پھر سواری لیکر پرانے ترکی بازار میں آئے اور سیر کی۔ آج دوپہر کا کھانا سید ارشاد احمد صاحب کے
یہاں ہے اور شام کا آغا ذوالفقار علی صاحب کے یہاں۔ یہ ہم بھول گئے کہ روضہ اقدس سے واپسی پر ہم
نقیب الاشراف صاحب کے ملنے کو چلے گئے وہ کہیں باہر گئے ہوے تھے تھوڑی دیر میں واپس تشریف لا کر
اور ہمکو دیکھکر بہت خوش ہوے۔ بہت دیر تک جہاز اور دیگر معاملات کے متعلق بات چیت فرماتے رہے۔

اُنہوں نے ہم سے کہانے کو بھی فرمایا۔ ہمنے اپنا پروگرام سامرہ شریف اور موصل جانیکا بتایا۔ قریب دوپہر کے ہم واپس آگئے۔ ایک اور دو بجے کے درمیاں میں سید ارشاد احمد صاحب دوسرے واپس آئے اور ہمکو اپنے مکانپر لیگئے نہایت مکلف کھانا کھلایا بابو شہاب الدین صاحب بھی شریک کھانا تھے ساڑھے تین بجے تک سلسلۂ گفتگو جاری رہا کہ آغا ذوالفقار علی صاحب آگئے اُنہوں نے ہمکو ہناڈی جانیکی دعوت دی جہاں وہ ایک ٹی پارٹی میں مدعو تھے۔ ہم بھی اُسی میں مدعو کئے گئے تھے۔ پھر ہم بھول گئے کہ نقیب الاشراف صاحب کے یہاں سے ہم اخبار دبدبہ سکندری رامپور کے دو پرچے آخری اپنا سفرنامہ دیکھنے کو لے آئے تھے اُسمیں قاضی امداد حسین خاں صاحب رئیس مراد آباد کے انتقال کی خبر درج تھی اُسکو پڑھکر ہمیں اور رفیق سفر کو بیحد رنج اور افسوس ہوا۔ اور ہمارے رفیق سفر نے ایکدم تمام سفر کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اور پرسوں جمعہ کے میل سے روانگی کا قصد کر دیا۔ اس کی اطلاع ہمنے اپنے احباب اور اراکین انجمن کو کی سب صاحبوں کو افسوس ہوا ممبران انجمن نے ہمارے بغداد پہونچنے پر ہمسے اصرار کر کے ہمیں اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ ہم سفر کے ضروری مختصر حالات اور خصوصیت سے ابن سعود اور حجاز کے حالات و معاملات پر انجمن میں ایک تقریر کریں جو اس جلسی کی اطلاع یابی وغیرہ کا انتظام کر رہے تھے مجبوراً ہمنے بھی یہی طے کیا کہ ہم بھی اسی میل سے ہندوستان چلے جاویں۔ کیونکہ ہمارے رفیق سفر ناتجربہ کار ہیں ہمیں یہ پسند نہیں آیا کہ تنہا اُنکو جانے دیں۔ اسوجہ سے تمام آئندہ پروگرام ملتوی کر دینا پڑا۔ آغا ذوالفقار علی صاحب کے ساتھ چار بجے بسواری موٹر ہم ہناڈی پہونچے۔ یہ ہماری برٹش گورنمنٹ کا فوجی کیمپ ہے جو بارہ میل کے گرد میں ہے۔ اول موٹر کے ذریعہ تمام کیمپ کی سیر کی آغا صاحب ہر ایک مقام کو بتاتے رہے ٹی پارٹی میں شریک ہوئے۔ یہ مخصوص اصحاب کا بے تکلف جلسہ ہے منظور احمد صاحب کو ایک درجہ کی ترقی ملی ہے اُس کی خوشی میں یہ جلسہ کیا گیا ہے۔ ہم سے خواہش کیگئی کہ ہم حجاز کے متعلق حسیثم دید حالات مختصراً بیان کریں۔ چنانچہ ہمنے ایک مختصراً تقریر میں حکومت کی حالت۔ حاجیوں کے ساتھ برتاؤ وصولی ٹیکس کی مدات۔ جنت المعلے۔ اور جنت البقیع کی کیفیت اور مقامات مقدسہ۔ اور آثار قدیمہ کے شہید اور انہدام وغیرہ کا بیان کیا۔ حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اور سب اصحاب نے ہم سے مصافحہ کیا۔ اور بھی چند سوالات کئے جنکے ہمنے کافی جواب دیئے۔ اور یہ بھی کہدیا کہ اگر کسی صاحب کو

کچھ اور دریافت کرنا ہو تو ہم سے دریافت فرمائیں۔ وہاں سے پھر ایک موٹر لیکر واپس بغداد ہوئے۔ آغا صاحب کے مکان پر آکر کھانا کھایا۔ بعدہٗ روضہ غوث الاعظم پر حاضر ہوئے۔ مسجد میں نماز عشاء ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ اور وہاں سے ایک عربانہ یعنی گاڑی لیکر سید ہے مکان آئے اور آرام کیا۔ انجمن کے عہدیدار اصحاب ہمارے تمام ضروریات اور کاموں میں مددگار رہیں۔

۲۰ ستمبر ۳۶ء۔ محمد یعقوب صاحب ہمارے پڑوسی نے آج بھی چاء وغیرہ ہماری قیام گاہ پر بھیجی۔ آپ پانسو چھ سو کے ملازم ہیں کمشنر عراق کے غالباً پیشکار ہیں اور کلکتہ کے رہنے والے ہیں۔ آج ماڈ برج کے پار ہندوستانی حجام کی تلاش میں گئے دکان تو ملی مگر معلوم ہوا حجام کہیں گیا ہے دو گھنٹے میں آویگا۔ وہاں سے سید ہے گاڑی لیکر باب الشیخ پہونچے اول نقیب الاشراف صاحب کی خدمت میں رخصت ہونے گئے مختلف مسائل پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی پھر انھوں نے ایک تقریر کی جسکا مفہوم یہ تھا کہ نصاریٰ یہود۔ پارسی۔ مسلمان وغیرہ جو کنیسا میں عبادت کرتے ہیں یا بت کی پرستش کرتے ہیں یا آگ کو پوجتے ہیں یا مسجد میں نماز پڑھتے ہیں وہ سب مختلف صورتوں میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرتے ہیں ہمکو سب کی خدمات کرنا چاہیے ہم چونکہ سادات ہیں ہمکو کوئی تقریر کی ضرورت نہیں۔ ہمسے اپنے یہاں قیام کو بھی فرمایا ہمنے عرض کردیا کہ کل سے جا رہے ہیں شربت۔ پانی۔ سگرٹ کی تواضع ہوتی رہی۔ غرضکہ جو تقریر احادیث اور کلام اللہ شریف کی آیات کے حوالے سے فرمائی وہ نہایت دلچسپ اور بہترین تقریر تھی بعدہٗ فرمایا کہ کل جمعہ کی نماز یہاں روضے پر پڑھو اور کھانا میرے ساتھ کھاؤ ہمنے انکا شکریہ ادا کرکے دعوت قبول کی پھر فرمایا کہ چلو مدرسہ دیکھو جو تعمیر ہو رہا ہے بذات خود ہمارے ساتھ تشریف لائے اور روضہ مبارک اور صدر دروازہ کے درمیانی حصے میں وہ عالیشان عمارت اوپر نیچے سے ایک ایک کمرہ بتا کر ہمکو دکھائے اور فرمایا کہ یہ کمرہ کتب خانے کا ہے۔ یہ مطالعہ طلباء کا ہے۔ یہ درس گاہ ہے وغیرہ وغیرہ عمارت نہایت صاف ستھری ہوا اور روشنی کا خیال رکھتے ہوئے تیار کیجا رہی ہے۔ ہر کمرہ کا فرش پچہ کاری کا علیحدہ علیحدہ نہایت خوبصورت ہے۔ یہ فرمایا کہ ایک کلام مجید اورنگ زیب کے قلم کا کتب خانہ میں ہے جسکو صاحب القران **اورنگ زیب** نے خاص خانقاہ غوث الاعظم کے واسطے وقف کردیا ہے اور اپنے قلم سے اسپر لکھ دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اور بھی بادشاہوں کے مرسلہ مصحف اعلیٰ قسم کے ہیں

واپسی پر دروازہ روضہ سے ہم رخصت ہوے اور عرض کیا کہ تھوڑا وقت یہاں صرف کرنا ہے اور فاتحہ پڑھنی ہیں۔ روضے پر جو کھلوایا گیا تھا فاتحہ پڑھیں۔ بعدہ عزیز الرحمن صاحب بنگالی نے جو گیارہ برس سے توکل علی اللہ ہجرت کرکے یہاں ایک حجرہ میں مقیم ہیں ملاقات کی۔ حالات حجاز انھوں نے بھی دریافت فرمائے۔ اور **نواب علے سارنگ** و **ریلا چہاز** کے نام ایک خط انھوں نے لکھکر دیا جسمیں اُن دو روپیہ اور خط کی رسید بھی تھی جو اپریل میں ہنسے لاکر صاحب موصوف کو دیئے تھے۔ یہاں سے واپسی پر آٹھ آنے میں ایک خربزہ تین سیر وزنی خریدا۔ یہاں خربزہ تربز کی فصل شباب پر ہے۔ دونوں پھل نہایت کثرت سے ہیں اور مزہ دار بھی ہیں کھجور اور انگور بھی بہت ہے۔ سہ پہر کو ہمارے رفیق آغا صاحب کے ساتھ امام اعظم۔ کاظمین اور دیگر زیارات کی غرض سے چلے گئے جہانکہ ہم آتے وقت اپریل میں ہو آئے تھے۔ اور ہم بابو **شہاب الدین** صاحب سپروائزر فوٹولیتھو سیکشن سروے ڈائرکٹریٹ کے ہمراہ بازار چلے گئے جہاں سے ترکی ٹوپیاں وغیرہ خریدکیں واپس آکر تھوڑے قیام کے بعد سید **ارشاد احمد** صاحب آگئے اُنکی ہمراہی میں دفتر انجمن چلے گئے مغرب کے وقت ہمارے رفیق بھی واپس آگئے ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے۔ نو بجے شب تک مختلف مسائل پر بات چیت ہوتی رہی۔ وہاں سے اُٹھکر وہ دونوں صاحب رخصت ہوے اور ہم واپس آئے۔

۲۸ ستمبر ۳۷ء **بغداد**۔ صبح کو **قصبۂ سلمان** جہاں سلمان فارسی کا مزار ہے **طاق کسریٰ** اور بھی دو مزار ہیں ایک موٹر چھ روپیہ میں کرایہ کرکے معہ ملازم انجمن کے بطور رہبر حاضر ہوے جو بغداد سے چالیس میل ہے۔ **سلمان فارسی** کا روضہ بھی ایک مسجد کے حصے میں ہے۔ یہ مسجد **حضرت امام حسن علیہ السلام** نے بنوائی تھی اور یہاں چندے قیام بھی فرمایا تھا اسوجہ سے اس کو مقام امام حسن کہتے ہیں۔ یہاں ایک حیدرآبادی صاحب سے ملاقات ہوئی جو روضۂ مبارک پر کسی مقصد براری کی غرض سے چھ ماہ سے مقیم ہیں اور ابھی اُن کو اور ٹھہرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ قصبہ لب دریائے **دجلہ** ہے۔ اسی قصبہ کے ایک جنوبی ایک میل فاصلے سے عبداللہ بن جابر انصاری صحابی اور خدیفۃ الیمانی کے دو مزار ایک ہی مقام پر ہیں یہاں بھی حاضر ہوکر فاتحہ پڑھیں۔ درمیان راستہ میں واپسی پر **طاق کسریٰ** دیکھا

یہ ایک بہت بڑا اور بہت اونچا حال ہے جو اینٹ کی عمارت ہے۔ جابجا سے یہ عمارت پھٹ گئی ہو آثار گزروں کے ہیں جسکی وجہ سے پھٹے ہوے حصے رُکے ہوے ہیں اسمیں جابجا چھوٹی طاق بھی بنے ہوے ہیں۔ کسی حصے کی مرمت بھی کیگئی ہے۔ ضرورت ہے کہ آثار قدیمہ کو قایم رکھا جاوے اور اسکی ضروری مرمت کیجاوے۔ ورنہ چند عرصہ میں بالکل نام ونشان بھی مٹ جاویگا۔ اس عمارت کے چاروں طرف فاصلے سے لکڑی کے کھم استادہ کرکے لوہے کے تاروں سے احاطہ کردیا گیا ہے عجب کس مپرسی کیحالت میں ہے۔ گیارہ بجے یہاں سے واپس ہوکر باب الشیخ جامع میں پہونچے نماز جمعہ روضہ مبارک کی بغل میں ایک حجرہ میں جہاں نقیب الاشراف اور دیگر معززین بھی اُن کے ساتھ ہیں نماز ادا کی بعد فاتحہ ہم نقیب الاشراف صاحب کے یہاں کھانے پرجانیوالے تھے کہ ایک خادم دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ نقیب صاحب یاد کرتے ہیں ہم اُس کے ساتھ گئے۔ بہت سے معززین شہر اور حکام موجود تھے۔ نہایت مکلف اور آراستہ کمرہ تھا۔ مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ بعدہٗ دوسرے کمرہ میں کھانیکی میزوں پر سب صاحب گئے کھانے نہایت اعلیٰ قسم کے۔ پینے کے واسطے پانی کے علاوہ دہی کی لسی بھی برف پڑی ہوئی موجود تھی جو یہاں گرم موسم میں عموماً پی جاتی ہے۔ کھانیکی میزوں پر تربز نہایت سرخ اور میٹھا۔ خربزہ ترشا ہوا اور اعلیٰ قسم کے کئی قسم کے انگور بھی موجود تھے کھانیسے فارغ ہوکر پھر ڈرائنگ روم میں آگئے۔ نقیب صاحب برابر ہمسے مخاطب رہے نہایت اخلاق اور خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے رہے۔ اپ نے فرمایا کہ روضہ مبارک کے عقب میں ایک بہت بڑا قطعہ زمین کا ہے جو خرید لیا گیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اُس حصے میں ایک شفاخانہ بنایا جاوے اور مفت دوا دیجاوے۔ مریضوں کے رہنے کے واسطے بھی پلنگوں کا انتظام کیا جاوے۔ اور یہ شفاخانہ عام ہو نہ کہ مخصوص درگاہ کے واسطے اس بڑے کام کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہے اگر میری زندگی نے وفا کی اور امداد غیبی ہوگئی تو میں اپنی زندگی میں اس کام کو ختم کرنا چاہتا ہوں اُسمیں سے کچھ حصہ مدرسہ کے کتب خانے کی توسیع میں بھی لے لیا جاویگا اور کتب خانے کی عمارت بھی عالیشان ہو جاوے گی۔ وغیرہ۔ جب ہم رخصت ہونے لگے تو چند قدم دروازہ تک رخصت کیا اور بخیریت وطن پہونچنے کی دعا دی اور فرمایا کہ ہز ہائنیس نواب سر سید محمد حامد علی خان صاحب بہادر رامپور سے بہ احترام وبا ادب

ہمارا سلام پہونچا دینا۔ اڈیٹر صاحب اخبار دبدبۂ سکندری اور صاحبزادہ جانی صاحب سے بھی سلام کہنا اور جو کوئی بھی ہمارے متعلق حال دریافت کرے اُس کو بھی سلام پہونچا دینا۔ دبدبۂ سکندری اخبار کی دو کاپیاں جو وہاں سے دیکھنے کو ہم لائے تھے فرمایا وہ واپس دیدیجئے آپ کے سفر کی یادگار ہمارے پاس رہے گی۔ آدمی ساتھ فرما دیا۔ یہ بھی فرمایا کہ آپ کو یہیں قیام کرنا چاہئیے تھا۔ واپس مکان آکر ہمنے سامان کی درستی کی اور شیخ محمد یعقوب صاحب سے ملنے چلے گئے۔ وہیں پر سید ارشاد احمد صاحب ناشتہ لیکر آ گئے اور بابو شہاب الدین صاحب اور آغا ذوالفقار علی صاحب بھی آ گئے۔ شہاب الدین صاحب کی ڈیوٹی ہمارے ساتھ لگائی گئی۔ دو حمالوں پر سامان لدوا کر دجلہ کے پرانے ترکی زمانے کے پل پار آکر ایک گاڑی میں مع سامان سوار ہو کر ریلوے اسٹیشن پہونچے وہاں آغا صاحب اور میر صاحب اور دو اور انجمن کے ممبر ہمیں رخصت کرنے آگئے تھے سید صاحب مکھن اور جام کا ڈبہ اور دو ڈبل روٹیاں اور لے آئے۔ سوا چھ بجے شام کے میل ٹرین روانہ ہو گئی۔

بصرہ و فرنگی جہاز

۸ ستمبر ۲۵ء۔ سوا بارہ بجے دوپہر کو ہم مارگل اسٹیشن پر پہونچے۔ رائے صاحب سی۔ جی سوبارو انسپکٹر مسافران و زیارت عراق ریلوے سے ملے۔ یہ ایک مدراسی شخص ہیں مگر نہایت خلیق اور مسافروں کی خدمت کرنے والے انکو آرام پہونچانیوالے اُنکی ضروریات کا انتظام کرنیوالے ہیں یہ مارگل بصرہ ریلوے اسٹیشن پر تعینات ہیں۔ اُنہوں نے ہندوستان جانے کی تصدیق کرانے کی ہدایت ہمکو کی فوراً بذریعہ موٹر عشائر بصرہ میں جاکر اور پانچ روپیہ فیس دیکر پاسپورٹ تصدیق کرایا جہاز پر اسکی تصدیق اور جہاز کا ٹکٹ بھی اُنہیں کی معرفت لیا گیا ۔۔۔ کو قلیوں کا انتظام بھی رائے صاحب نے فرما دیا اور ہم باطمینان جہاز پر سوار ہو گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب ہم ہندوستان سے بصرہ آئے تھے تو بھی وریلا جہاز ہمکو ملا تھا جہاں گنر سارنگ اور چند مسلمان کام کرنے والوں سے تعلقات ہو گئے تھے ہمنے اپنا کل اسباب گنر کے کیبن میں رکھدیا صرف بستر و سب سے اوپر کے ڈیک پر لگا لیا۔ راستہ کے خرچ کے واسطے کچھ روٹیاں۔ کھجور کے پیکٹ تربز اور

خربزہ بھی خرید کر رکھ لئے مگر جہاز پر لانگری سے جو مسلمانوں کا ہے کراچی پہونچنے تک کھانیکا فی کس چھ روپیہ ٹھیکہ دیا۔ ایک دن گوشت اور ترکاری اور دال اور اچار اور پراٹھا دونوں وقت ہمکو دیگا اور دوسرے دن بجائے گوشت ترکاری کے مرغی دیگا۔ گرم گرم تازے آٹے کے پراٹھے اور عمدہ سالن سے دونوں وقت روٹی باطمینان کھاتے ہیں۔ جو سامان ہمارے ہمراہ ہے وہ بھی کام میں لا رہے ہیں اور خلاصیوں وغیرہ کو تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ عراق میں زوار کو آتے وقت چند باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ تکلیف کا سامنا اور مشکلات پیش آویں گی۔ تماکو کسی قسم کا۔ دوا انگریزی۔ یونانی۔ ویدک وغیرہ کسی قسم کی ہمراہ نہیں لانا چاہئے۔ کھانے پینے کا سامان بھی بالکل ساتھ نہیں چاہئے۔ یہاں خورونوش کی تمام اشیا ملتی ہیں اور ارزاں ملتی ہیں۔ کپڑا بھی سستا ملتا ہے۔ تماکو اور دوا عراق میں داخل نہیں ہو سکتیں اور کسٹم پر بڑی مصیبت اٹھانی پڑتی ہے کبھی کبھی جہاز کسٹم سے بہت فاصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے تو اُسوقت زوار کو اسباب اُٹھانے اور کسٹم لیجانے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے ضعیف العمر مرد عورت کی جو حالت ہوتی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ کیونکہ کسٹم تک معہ سامان پیدل آنا مشکل ہوتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ عراق گورنمنٹ سے طے کرے کہ ہمیشہ جہاز کسٹم کے مقابل کھڑا کیا جاوے تاکہ ہندوستانی زوار کو تکلیف نہو۔ ریلوے کی طرف سے مارگل اسٹیشن پر ایک مسافر خانہ بنا ہوا تیار ہے۔ حاجی بچو علی سیٹھ خوجہ جج کیٹی بمبئی کے ممبر نے اپنے نام کی یادگار کے طور پر مارگل اسٹیشن پر ہر قسم کے زوار کے واسطے ایک عمدہ مسافر خانہ بنوانا منظور کیا ہے نہ کہ مخصوص خوجہ کے واسطے۔ رائے صاحب کی ذات مسافروں کے واسطے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ دنیا انکی تعریف کرتی ہے۔ پانچ بجے جہاز نے لنگر اُٹھایا اور ہمنے بھی بسم اللہ مجریہا الخ کہا **محمرہ** آٹھ بجے جہاز پہونچا دو گھنٹے وہاں کھجور لادی گئی **عبادان** اور **فاؤ** **شب** میں نکل گئے۔

۹ ستمبر ۱۹۳۶ء دوپہر کو جہاز **بوشہر** کے مقابل کئی میل دور سمندر میں کھڑا ہو گیا بیسیوں کشتیاں کھجور کے بوروں کی لدی ہوئی آگئیں شام تک جہاز پر لدائی ہوئی۔ غرضکہ بارہ بجے شب تک کھجور لادی گئی اُس کے بعد جہاز روانہ ہوا۔ دوپہر سے اور شب کے نو بجے تک اسیشتی تکی

گرمی اور ہوا ابند تھی کہ پسینہ کسی وقت خشک نہوا۔

راستہ

۱۰۔ستمبر ۲۸ء تا ۱۱۔ستمبر۔ دو دن برابر ہمارا جہاز نہایت ٹھنڈے سمندر میں چلتا رہا جسکے سبب کسی قسم کی کوئی بھی تکلیف نہیں ہوئی بعض وقت تو قطعی حرکت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ۱۱ کی شب میں ہوا نہایت تیز اور سرد ہو گئی جسکی وجہ سے کچھ حرکت رولنگ کی شروع ہو گئی۔ شب میں کمبل اوڑھنے کی ضرورت ہوئی ۹ تاریخ کی شدت گرمی کا یہ بدلہ تھا۔

۱۲۔ستمبر ۲۸ء۔ آج صبح جہاز اپنے راستے سے ہٹا ہوا چل رہا ہے کہ سیکنڈ انجنیر کو محسوس ہوا اور اکثر مسافروں نے بھی اس بات کو محسوس کیا۔ فوراً چیف انجنیر اور دیگر بڑے بڑے جہازی ملازم مشین پر معہ خلاصیوں وغیرہ کے آ گئے اور بہت دیر تک مشین کی خرابی کو درست کر کے جہاز کو اسکے اصل راستہ پر ڈالا۔ ایک یہودی مالدار صاحب تو بہت پریشان ہو رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔ آج دن بھر نہایت تیز سرد ہوا چلتی رہی بادل بھی قریباً دن بھر محیط آسمان رہے۔ جہاز میں آج رولنگ کی حرکت بوجہ ہوا زیادہ رہی۔ آج ہمیں اطلاع ملی کہ جہاز کے معلم (کپتان) دو یم کل ڈیک پر سے گذر رہے تھے کہ ایک غریب مسافر کے سامان سے ٹھوکر لگی صاحب بہادر نے اپنی فرعونیت کے زعم میں اُس کا سامان سمندر میں پھنکوا دیا۔

ذیل کی دعا لفظ بلفظ عرفات کے میدان میں اور تمام دیگر مقدس مقامات پر حوالے سے مانگی خداوند عالم قبول فرمائے۔ یہ دعا ایک حاجی صاحب کی لکھی ہوئی ہمارے ساتھ ہے۔

۲۸ء میں جب میں حج کو جا رہا تھا اسوقت لکھکر دے گیا تھا دوبارہ بھی اس سفر میں ساتھ ہے

وھو ھذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا اے برتر و بزرگ تو سمیع اور علیم ہے۔ تیری ہی ذات کیلئے دنیا کی تمام تعریفیں مخصوص ہیں آسمان و زمین چاند و سورج عرش و کرسی سب ہی پر تیری حکومت ہے اور سب ہی تیری تعریف اور تسبیح میں مشغول ہیں

خالق السموٰت والارض تیرا ہی لقب ہے۔ بیشک لاشریک ایک تیری ہی ذات ہے۔ سبوح قدوس مالک السموٰت والارض ہے کسی ریگستان کا ذرہ کسی نخلستان کا پتہ بلا تیرے اشارے کے جنبش نہیں کر سکتا۔ تیرا علم اور تیرا حکم عام ہے تو ہی ہے کہ تو نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر تمام کائنات عالم کو اس کا خدمتگار بنایا وسخر لکم ما فی السموٰت والارض تیرا ہی سچا ارشاد ہے خداوندِ دو جہاں تو احکم الحاکمین و سلطان السلاطین ہے۔ تیرے ہی قبضۂ قدرت میں کائناتِ عالم ہے تو نے جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے وتعز من تشاء وتذل من تشاء پر ہمارا ایمان ہے توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء تیری ہی شان ہے۔ تو غفور و کریم اور رؤف رحیم ہے۔ پردہ پوشی صفت ستاریت تیرے ہی ساتھ خاص ہے۔

تیرے الطاف و عنایات بے پایاں ہیں جنکا احاطہ قدرت انسانی سے باہر کہ وہ غیر متناہی ہیں۔ دیکھتے ہوئے تیری خدائی پر ایمان ہوا ہے۔ آج تیرے ہی فضل و کرم تیری ہی عنایت و رحم سے ہم جیسے روسیاہ و بدکار کو بھی یہ دن نصیب ہوا (تیرے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ اور اسکی زیارت نصیب ہوئی) تیری تجلی گاہ تیرے حرم محترم تیرے حبیب جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش گاہ حرم محترم کعبہ معظمہ کی زیارت ہوئی (آج تیرے حبیب کی آرامگاہ پر سر نیاز رکھکر اور ذات اقدس کے توسل و طفیل سے تیری درگاہ بے نیاز میں جو کچھ عرض و معروض ہے اسکو قبول فرما) آج اس حرم محترم کا جو دنیا کے مجرموں کو پناہ دینے والا جو دارالامان ہے اس کا عروہ پکڑ کر اور اسیکو شفیع و سفارشی بنا کر اسی کے طفیل اور توسل سے تیری درگاہ بے نیاز میں جو کچھ عرض و معروض ہے اسکو قبول فرما ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ہ

یہ سچ ہے کہ ہم بدکار روسیاہ ہیں نافرمان و ناہنجار ہیں تیرے احکام کی پابندی نہیں ہو سکی۔ تمام عمر نافرمانیوں اور بدکاریوں میں گذری۔ یہ سچ ہے کہ تیری نعمتوں کی بے قدری کی تیرا شکر ادا نہیں کیا گیا۔ یہ سچ ہے کہ تجھے بھلا کے پھر تیری جناب میں دعا نہیں کیا۔ یہ سچ ہے کہ ہم ہر طرح خطا کار و عاصی ہیں مگر گناہ میرے بے پایاں و بے حد ہیں یا تیری رحمت۔ کریم تو ہی بتا بے حساب کرکے مجھے تو ستار العیوب ہے ہماری کالی کرتوتوں پر پردہ ڈال۔ تو غفور ہے ہمیں معاف کر۔ تو رحیم ہے ہم پر رحم کر تو کریم ہے کرم کی بارش فرما۔ اس میں کلام نہیں تو جبار و قہار اور منتقم ضرور ہے مگر تیرے جبر و قہر کا نشانہ تیرے انتقام کی تاب ہم جیسے عاجز و لاچار نہیں لاسکتے ان صفات کا اظہار ان نافرمانوں کیلئے ہے جنہوں نے بغاوت و سرکشی کی ہو جو تیرے ہمسر بنے ہوئے ہوں یا کسی دوسرے کو تیرا مثل مانتے ہوں۔ ہم گنہگار ہیں خطا کار ہیں مگر سرکش و باغی نہیں ہیں۔ عملی حکمی قصور ہوئی مگر تیری توحید دل سے نہیں نکلی۔ بھٹکے پھرے مگر تیرا آستانہ نہیں چھوڑا بھاگے پھرے مگر مرجع تجھی کو سمجھا۔ آج تیرے حرم میں ہیں اپنے سایۂ عاطفت میں لے لے۔ آج تیرے آستانہ پر سر ہے ہمیں نواز لے۔ ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے اسپر شرم و ندامت ہے تیرے رحم و کرم پر نظر ہے۔ تیرے ایک اشارہ میں بیڑا پار ہے۔

مدتوں کے بھٹکے آج منزل مقصود پر پہونچے ہیں جو کچھ عرض کریں اُس کو سن اور اجابت کے مرتبہ سے فائز فرما۔ ہمارا
بادشاہ اسلام تیری زمین میں تیرا خلیفہ اسلام کا حامی مذہب کا مددگار وقار اسلام کا رکھنے والا۔ و بیضہ اسلام کا محافظ شہنشاہ ترکی
عبدالوحید خاں اُسکو باقبال باجاہ و جلال بنا اُسکو شرائع اسلام کا پابند حدود اللہ کا محافظ مقامات متبرکہ کا نگراں بنا۔
یہ سچ ہے کہ تیری ذات بے پرواہ ہے تجھے آل عثمان و آل عمران قریش و سادات یہانتک کہ گبر و مجوس سبھی برابر ہیں مگر پھر اتنا
فرق ہے کہ مسلمان تیری توحید کے قائل ہیں تیری ذات کے والہ و شیدا ہیں۔ تو ہمارے خلیفۃ الاسلام سلطان قسطنطنیہ کو برسوں ہر مصیبت سے
محفوظ رکھ اور ہمارے نائب خلیفۃ المسلمین امیر ابن امیر سلطان امان اللہ خان غازی بالی الاحت و خداوند افغانستان کو بااقبال
اُن کے جھنڈے اسلام کو بلندی دے حقوق اللہ و حقوق العباد پر مستحکم کر دے۔ اور ہمارے شہنشاہ ہند مالک تاج برطانیہ عظمیٰ و شاہ انگلستان
حضور جارج پنجم کو باجاہ و جلال با دولت و اقبال عرصہ دراز تک سایہ گستر رکھ اُن کے قلمرو میں اسلامی شان کے مطابق مذہبی بات اسلامی کی
قدر پیار فرما کہ اُنکی مملکت و حکومت میں ہزاروں اور لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُنکی دولت کے ارکان و زرا
و امرا ہندان حکومت کو توفیق دے کہ وہ عدل و انصاف سے رعایا کے نگران رہیں۔ اسلامی جذبات کا احساس رکھیں اسلام و مسلمانوں کی انہیں
خواہشات جو ہیں جہاں حکام مسلمانوں کا خیال اور اسلامی جذبات کا خیال رکھتے ہیں اُنکی عمروں اور اُنکی دولتوں میں اضافہ فرما۔

یا اللہ العالمین مجھ جیسے روسیاہ نادم و شرمسار کی بھی عرض سن کہ حامی ملت والدین سلطان ترکی اور حامی اسلام
والمسلمین مالک رنگ کابل اور مددگار مسلمین حضور شہنشاہ ہند و بادشاہ دکن اعلیٰ حضرت حضور نظام حیدرآباد اور ہز ہائینس نواب سید
حامد علی خاں بہادر والی رامپور سلطان جہاں بیگم ہز ہائینس والیہ بھوپال۔ نواب صاحب بہادر ابراہیم علیخاں صاحب رئیس ٹونک
امام بخش خاں بہادر رئیس خیرپور سندھ و اُنکے وزیر ابراہیم علیخاں۔ نواب صاحب بہادر والی بہاولپور۔ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ۔ احمد علیخاں بہادر
نواب صاحب جاورہ۔ اور دیگر والیان ملک مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھ۔ جذبات اسلامی مہک کرتے ہوئے اسلام کا حامی و مددگار
بنا۔ اُنکو باقبال رعایا پرور کر۔ اُن کی عمریں دراز ہوں اُن کی رعایا اُن سے خوش اور دشمن پامال ہوں اور جب بموجب تیرے ارشاد کے
إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ اس کا وقت آئے تو تیرے حبیب کریم
علیہ التحیۃ والتسلیم کے نام اور محبت میں خاتمہ بالخیر ہو۔ کہ دنیا کیطرح آخرت میں بھی صاحب تخت و تاج ہیں۔ آمین۔

اے میرے معبود حقیقی اے بے دیکھے پہچانے ہوئے تو میری عاجزانہ عرض کو سن لے اور رحمت سے صاحبزادہ عبد الصمد خاں
صاحب بہادر چیف سکریٹری ریاست رامپور خلف الرشید جناب عبد السلام خانصاحب سابق سیشن جج بہادر۔ صاحبزادہ سعادت علیخاں صاحب
ہوم سکریٹری رامپور۔ نواب عبد السلام خانصاحب۔ صاحبزادہ سجاد علیخاں صاحب۔ مہر شاہ خانصاحب۔ قمر شاہ خانصاحب۔ صاحبزادہ عبد المجید

خاں صاحب۔ حاجی ہادی حسن خاں صاحب پرائیوٹ سکرٹری۔ حاجی عظمت اللہ خاں صاحب منیجر فیکٹری۔ صاحبزادہ محمود میاں پرائیویٹ سکرٹری
حافظ احمد علی خاں صاحب۔ مولوی عبد الجبار خاں صاحب فرخی۔ چھوٹے خاں صاحب حاکم صدر۔ محمد نبی خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس
منشی محمد علی خاں صاحب خوشنویس۔ امراؤ دولہا خاں صاحب جمیل خاں صاحب۔

مرادآباد کے ہمارے احباب قاضی شوکت حسین خاں صاحب۔ قاضی عصمت حسین خاں صاحب۔ قاضی امداد
حسین خاں صاحب۔ قاضی سلطان حسین خاں صاحب۔ قاضی شرافت حسین خاں صاحب۔ مرزا علی رضا صاحب۔ میر سید
محمد صاحب۔ مولوی متقی صاحب۔ مولوی نجم الدین صاحب۔ مرزا سلطان بیگ صاحب۔ بابو مرتضیٰ خاں۔ مولوی محمد یعقوب وکیل
مولوی محمد محسن وکیل۔ مسعود الحسن بیرسٹر۔ قاضی عبد اللطیف صاحب۔ محمد یوسف عرف نوشہ۔ محمد سلطان۔ شفیع الدین خاں۔ رفیع الدین
خاں رفیع۔ ڈاکٹر ذاکر حسین۔ شرافت حسین۔ شیخ رحمت اللہ۔ منشی احمد حسن۔ منشی شوکت حسن۔ شیخ منظور حق۔ حافظ
عزیز رحمن خاں صاحب عرف چھٹو۔ منشی اسحاق بیگ۔ مولوی عمر دراز بیگ۔ نواب تقی الدین خاں۔ ماسٹر ابرار حسن۔ عابد علی
شہادت امر[?]۔ قاسم علی مختار۔ حاجی عبد السلام۔ حاجی عبد الباری۔ حاجی محمد ابراہیم۔ حاجی محمد اکبر۔ حاجی اسمعیل۔ حافظ نہال
الدین۔ منشی ممتاز حسن مختار۔ مسٹر ابو الحسن بیرسٹر۔ حاجی نصیر احمد۔ قاضی سراج الاسلام مختار۔ شیخ شفیع احمد عرف
ننھے[?]۔ قاضی مسعود الحسن وکیل۔ مولینا مرتضیٰ حسن صاحب۔ حکیم محمد اسحاق۔ مولوی منظم علی۔ مولوی سید محمد مدرسین مدرسہ امدادیہ
مرادآباد۔ قاضی احتشام الحق۔ حکیم طفیل حسن۔ مولوی محمد حسین۔ مولوی فضل حق اور جملہ طلبائے مدرسہ امدادیہ۔ مولوی محمود حسن خاں
مولوی محمد ظہیر الدین صاحب۔ مولوی قدرت اللہ صاحب۔ مولوی محمد حسن صاحب مدرسین مدرسہ مسجد شاہی اور اسکے جملہ طلباء۔ سجاد احمد خاں
قیصری بیگم۔ نواب بیگم۔ مشتاق احمد خاں۔ شفاعت احمد خاں۔ نواب جانی صاحب اور انکی بیگم۔ مولوی عبد الواحد خاں ڈپٹی کلکٹر۔
کنور عبد الکریم خاں ڈپٹی کلکٹر۔ کنور محفوظ علی خاں ڈپٹی کلکٹر۔ حاجی عبد الرشید۔ یعقوب ابراہیم کتب فروش۔ نظیر احمد اسمعیل
مقوگر[?]۔ مولوی نور الحسن عرف نوشہ۔ مولوی ضیاء الحسن عرف ننھے۔ میاں حافظ عبد الرحمن صاحب توکلی۔ مولوی دائم علی صاحب
شہر امام۔ مولوی قاسم علی۔ مولوی محمد یعقوب علی خاں وکیل۔ شیخ اشفاق حسین۔ شیخ ذاکر حسین۔ منشی فضل محمد۔
احمد اللہ خاں۔ حکیم ظہیر الدین صاحب۔ ماسٹر جلال الدین۔ مفتی اصغر شاہ۔ مفتی احمد رضا۔ منشی بشیر احمد تحصیلدار۔ حکیم ہدایت علی۔
حکیم امام الدین۔ احمد خاں۔ قاضی ابرار احمد۔ قاضی عبد الغفار۔ منشی امداد اللہ۔ منشی عبد المجید۔ منشی ظہیر الدین مترجم کچہری۔
مولوی شاکر علی کانونگو[?]۔ حاجی تاج الدین۔ حاجی عبد الستار۔ شیخ معشوق علی۔ محمد جان تحصیل اکاؤنٹنٹ[?]۔ شیخ عبد الرزاق۔
جمال الدین پنشنر تحصیلدار۔ حاجی نبی بخش بخشی والوں کا خاندان۔ مولوی احمد حسن سب جج مرحوم کا خاندان۔ مرزا
شفیع بیگ۔ مولوی یعقوب علی ناظم[?] شمسی۔ منشی سمیع اللہ پنشنر شکار۔ محمد عمر۔ عبد الغفور۔ عبد الشکور۔ محمد حسن دندان ساز اور

انکی صاحبزادی حافظ سجاد حسین سوداگر شیخ عبدالسلام مولوی عبدالسلام منظم علی بیرسٹر تفضل حسین مشتاق حسن سپرنٹنڈنٹ محمد احسن منشی
احمد حسن منشی پنشنر تحصیلدار عبدالمجید ٹھیکدار عبدالمجید عبدالحق عالم علی ہدایت اللہ شیخ نصیر حسن عبدالقیوم خاں ضیاء الدین عنایت حسین ٹھیکدار
سلطان حسن قاضی سبیر علی۔ قاضی مظہر قیوم مولوی معین الدین مولوی نعیم الدین حاجی معین الدین۔ قاضی محی الدین خاں ضیاء الدین
احمد خاں ڈاکٹر حمید ظفر خاں اور ان کے برادر امین الدین پنجابی جلال الدین نغمہ۔ چھوٹے رفیع عبدالحمید کاتب امتیاز محمد خاں افتخار حسین عمری
محمد مسعود انظامی احمد حصول و عقل علیم دین حکیم عبدالکریم اور انکا خاندان نصیب اللہ ٹھیکدار مولوی صدیق حسن اور انکا خاندان ممتاز علیخاں
عباس علیخاں عبدالکریم خاں احمد سعید خاں اسد اللہ خاں حاجی مرتضیٰ علی حاجی محمد یونس مرزا رضا علی مرزا باقر بیگ مرزا رشید علی بیگ
مرزا کلب علی بیگ شیخ امداد حسین انکے بیٹے اور میاں شیخ الٰہی بخش اور انکا خاندان مولوی بو علی بخش نجیب اللہ کا خاندان اور مولوی محمد صدیق صاحب مولوی
فاروق محمد یوسف عرف نبی حافظ امان علی سید ابن حسن میر محمد حسین۔ الٰہی بخش خدا بخش حافظ منظور علی لطیف احمد احمد علی سید سبط نبی
عرف اچھے میاں فخر الدین صاحب شریف احمد نظامی مختار محمد قدرت اللہ سید حسین خدا اُسکو علم نصیب کرے اور سعادت دارین نیاز علیخاں
کتب فروش امرتسر شفیع احمد کو تفکرات دنیوی سے نجات اور خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ محمد حسین سوداگر چچا محمد سعید صاحب قصائی سوداگر سید جمال شاہ کو حج بیت اللہ
پہونچا اور خاتمہ بالخیر کر۔ میاں قصائی عبدالعلی بمبئی منشی عبدالعزیز آنولہ۔ ہاشم بھائی حسین بھائی بمبئی عبدالوحید بشیر احمد مرادآباد۔
شاہجہانپور کے ہمارے احباب خان بہادر مولوی اشفاق حسن خاں منشی اکرام حسن خاں منشی سلطان حسن خاں منشی اسرار حسن خان
منشی نور الحسن خاں منشی ظہور الحسن خاں منشی فخر الدین خاں مولوی محمد اسمٰعیل کا خاندان مولوی ممنون حسن خاں صاحب۔
شیرکوٹ کے منگل خاں صاحب ظہور الدین خاں ظہیر الدین خاں
پیلی بھیت کے۔ خان بہادر عبدالحق خاں صاحب مرزا حسن علی بیگ چندا بی اور اسکی والدہ قاضی مشتاق حسین کیو عبید اللہ خاں
دہرم پور کے۔ منصوری کے مشتاق حسین سنیٹری انسپکٹر احسان اللہ خاں کوتوال ڈاکٹر ایم۔ اے شاہ انکی والدہ اور بھائی منشی احمد حسن
ٹھیکدار حبیب حسن بلا مسرے ویسٹر منظیم الدین مولوی عبدالکریم۔ شیخ انو خاں۔ شیخ محمد ایوب شبیر حسن سوداگر شیخ حبیب اللہ شیخ بدر الدین مولوی
عاشق حسین انجنیر بشیر الدین سوداگر مولوی محمد سعید مولوی دوست محمد خاں رشیدی۔
امرتسر کے شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پریس منشی عبدالعزیز مالک وکیل میر کرامت اللہ کشمیری۔
اجمیر شریف کے مولوی معین الدین صاحب اور انکی مدرسہ کے مدرسین میر نثار احمد صاحب مستونی خانقاہ مولوی محمد یونس۔
مختلف مقامات کے ہمارے خصوصی جناب بیگم بھوپال کے تینوں صاحبزادے منشی منصب علی مولوی محمد امین صاحب مولوی محمد حسن۔ احمد
محمود آباد خلیل الرحمن چکن فروش منشی گوہر علی ٹھیکدار فقیر محمد میاں خان قوم افغان محمد اللہ خاں بشارت حسین مولوی مسعود علی مولوی
محمد سلیمان مولوی ابوالظفر مولوی عبدالحق الٰہ آبادی صاحب مولوی عبدالغنی ناظم ندوہ مولوی عبدالشکور صاحب حکیم اجمل خاں صاحب ڈاکٹر انصاری سید محمود حسن

منشی حلیم الدین انکا خاندان منظور حسن مولوی ابراہیم نومسلم ظہور الحسن گل حسن خان خیر پور مقصد الحسن مرادی ڈاکٹر ضیاء الدین پروفیسر سید محمد علی
سکرٹری صاحبزادہ آفتاب احمد خاں خواجہ عبد المجید اور انکا خاندان ڈاکٹر عبد الرحمن حافظ صاحب ڈیوڑھی حاجی موسیٰ خاں رئیس دتاولی
ڈاکٹر ابرار حسین آگرہ حاجی اسمعیل خاں صوفی قادر علی خاں حافظ منظور احمد محمود حسین شیخ عبد الرزاق سہارنپور نواب عاشق حسین خاں سنبھل
قاضی مطلوب حسین مہدی حسن نواب عبد المجید خاں حسنپور اور انکا خاندان مولوی عبد الحفیظ مولوی قیام الدین بچھرایوں انسپکٹر سید رضا علی
انکے بچے سید فوجی حسین سید نظیر حسن کندرکی حلیم الدین احمد خاں بلاری علی بن حامد تحصیلدار ٹھاکردوارہ حامد حسن تحصیلدار امروہہ
جاورہ نواب شوکت جہاں بیگم صاحبزادی گوہر آرا جہاں بیگم صاحبزادی عالم آرا بیگم معین الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر منشی مشتاق احمد اشتیاق احمد
انہیں ہے جو ملت بیاگی ہیں انکو پہنچ سکے اور دو میں عطا فرما جو زندہ ہیں انکو تکمیل و کرشمہ سے اقبال کمال انکو دلی صدہ کا سیابی دے انہی اولاد کی حبیب کی نجیب کا شیدا ہے
اے بیچون بیچگون، اول و آخر قبلہ میرے تمام سلمان عمر رشید رسید علی جالب حکیم رضا منشی محبوب عالم منشی محمد یعقوب یاجو
مولوی خلیل الرحمن بجنوری حسن نظامی دہلی ڈیٹر الکبیا ویدیہ سکندری سیٹھ اور انکا خاندان اشفاق حسین منا فضل حسین ڈیٹر الرید حکیم بریم محمد جعفر
الطاف النبی ملک و ستور محمد دین کشمیری گزٹ ایڈیٹر حقیقت اور تمام ہمیشہ کو سیاسی کی حمایت اسلام کی توفیق دین و دنیا میں اور سرخرو اور جمیلہ خبر کرے تمام ہندوستان کے
ملک اور قوم کے بہی خواہ لیڈر اور جملہ مسلمین و مسلمات و مومنین و مومنات کو مذہب اسلام پر ثابت قدم رکھ اور انکے جہاں کی مصیبتوں سے بالخصوص ہمکو محفوظ رکھ اور انکو دلی مقاصد پورے فرما۔ انکو

کراچی ۱۳ ستمبر ۱۹۲۸ء خدا کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ہم آج صبح سات بجے بخیریت ہندوستان کے بندر کراچی پہونچکر
جہاز سے اتر کر اٹھ بجے کسٹم آفس میں گئے کسٹم افسر کی مہربانی سے ہمیں جلد فرصت ملگئی۔ دو روپیہ میں ایک موٹر کرایہ کرکے گارڈن کو آئے ہیں یہاں مکرم
جناب فقیر محمد درہ خاں صاحب ٹھیکدار کے مہمان خانہ میں جاکر قیام پذیر ہوئے۔ دوپہر تک ہم نے اپنا فاضل سامان مرادآباد بھیجنے کو بک کرایا
کیونکہ ہم قیام کرتے ہوئے اور پنجاب کے احباب سے ملتے ہوئے وطن پہونچیں گے۔ ایک بگھی لیکر معہ پیکٹ سامان اور محمد حسین صاحب کے جو ہمارے مہربان کے
بھانجے ہیں ریلوے پارسل آفس میں گئے اور بکس کی بلٹی بنوائی جو بریڑھ بن تھا نیسر روڈ پر یوسف علی کریم جی کی دکان پر جاکر عبد اللہ قادر صاحب سے ملے جن سے
اس سفر میں آتی مرتبہ جہاز اور بغداد میں ملاقات ہوگئی تھی انھوں نے تحفہ پاوڈر کے تین بکس ہم کو عنایت کئے بعدہ صدر ڈاکخانہ آکر وہ تمام خطوط۔
رجسٹری پیکٹ وغیرہ جو چار دن تک جہاز پر لکھے تھے روانہ کئے غرضکہ تین گھنٹے تک گھومتے رہے۔ شام کو ایک موٹر کار ۲ گھنٹے پر رفیق سفر نے
کرایہ پر لی کیونکہ وہ شام ہی کو مرادآباد جانیوالے ہیں۔ تمام شہر کی سیر کی۔ صدر بازار گئے جو بالکل انگلش فیشن کا نہایت صاف ستھرا اور خوبصورت
بازار ہے ہوا بندر گئے جو شہر سے تین چار میل ہے۔ یہاں آج ماوس کا ہندو کا میلہ بھی ہے۔ یہ موقع لب سمندر ہے بہت سے کوٹھی کوٹھی بنگلے اور مکانات
رؤسا نے قیام اور ہوا خوری کی غرض سے یہاں بنوالیے ہیں۔ لب سمندر پلیٹ فارم بہت اچھا بنا ہوا ہے اور سمندر میں دور تک ایک پتھر کا بہت
اچھا خوبصورت پل بنایا گیا ہے جسمیں چار پانچ مرتبہ مثل لا اماباغ لا ہمکی سیڑھیوں سے اترنا پڑتا ہے۔ جابجا بنچیں بیٹھنے کو بچھی ہیں پل کے نیچے کا حصہ تیلا ہے
اسکو پانی نہیں ہے جوار بھاٹے کے وقت میں پانی آجاتا ہے۔ آخر پل میں ایک بہت کھلا ہوا کمرہ بنا ہوا ہے اسکے بعد چند قدم کے فاصلہ پر سمندر ہو جاتی ہیں

دنیا میں عزت و آبرو اور آخرت میں جنت الماوا ملے۔ اس سبب کے بعد اپنی نہایت پاکستی جو گنہگار ہوں اسی ملوث اور نا زمانہ ہونیکی مجسم تصویر ہوں نہایت شرم و ندامت سے تیری
حضور میں قبا ورحم کا طالب ہوں کیسی ہی سہی تیرا عاجز ہی بندہ لاچاری اسی نے تیرا تحفہ تو ہے مانگنے پر نظر فرما اور اپنے دریائے رحمت کا ایک قطرہ عطا ہو اسے کرم کا ایک چھینٹا لطف

مار رہا ہے ہوا خوری سیر و تفریح کیواسطے بہترین اور خوش منظر جگہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مغرب کے بعد گیارہ بجے تک بد چلن اور اوباش لوگ پل کے خالی حصہ پر
ادھر ادھر خوب سیاہ کاری کرتے ہیں۔ اور منھ کالا کرنیوالوں کے واسطے یہ اچھا موقع ہے۔ یہاں فورٹ منرو کا نام کو میلہ ہوتا ہے عجیب و غریب بینڈ سے سپاہی اور کی
اشیا یہاں فروخت ہوتی ہیں چڑیا گھر شوق سے شہر سے جیٹی پید ہیں۔ آج شب کو پنجاب میل سے ہمارے رفیق سفر مراد آباد کو روانہ ہو گئے۔

۱۴ ستمبر ۲۸ء۔ بعد نماز جمعہ ٹیکسی میں سوار ہو کر معہ محمد حسین کے بازار گئے کچھ ضروریات سفر خریدیں اور ایک ٹوکری میں
انگور انبہ سردہ ناگ کی شربتی بمبو کیلہ وغیرہ راستہ کیواسطے خرید کیں۔ ڈاکخانہ میں جا کر میر خیرپور سندھ ہوم ممبر اور بشارت حسین زیدی کو کل شب کو
خیرپور کو سندھ میل سے خیرپور پہونچنے کے اطلاعی تار دیئے اور چند خطوط پوسٹ کئے بازار میں گشت لگائی اور حاجی اسحاق و حاجی سلطان سے
ملنے میٹھادر بازار گئے ان دونوں حاجیان سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ مگر معلوم ہوا کہ ابھی نہیں آئے۔ ساڑھے چار بجے مکان واپس آئے تو معلوم ہوا کہ
ہمارے میزبان ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور ایک موٹر انھوں نے ہمارے سیر کرانیکو کسی دوست سے منگائی ہے ضروریات و نماز عصر سے فارغ ہو کر معہ میزبان محمد حسین کے
موٹر میں سوار ہو کر کراچی سے جانب جنوب **منگا پیر یا مگر پیر** قصبہ کو روانہ ہوئے جو دس میل ہے شہر سے نکل کر ایک غریبوں کی آبادی آئی معلوم
ہوا کہ یہاں ایک قوم **ذکری** رہتی ہے جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر کافر ہیں۔ نماز کے یہ لوگ منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ کلام مجید میں چالیس پارہ تھے
جن میں سے دس پارے ہمارا ذکر تھا نکال ڈالے گئے ہیں عورتیں اور مرد ملکر ہو ہو کر کے ناچتے ہیں۔ مزدوری پیشہ ہیں۔ دس میل پہونچکر منگا پیر کی زیارت پر حاضر
ہوئے یہ تقریباً سو برس کا ایک بزرگ کا مزار ہے فاتحہ پڑھی اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کا سلسلہ ہے یہ مزار اور مسجد کسیقدر بلندی پر ہے۔
نیچے اتر کر مزار کے عقب میں ایک چھوٹا سا تالاب ہے جسکی لمبائی چالیس پچاس گز ہوگی اور چوڑائی بیس پچیس گز ہوگی۔ یہ تالاب چاروں طرف سے
احاطہ ہے گز بھر اونچی دیوار محیط ہے اسکے اندر ڈیڑھ دو سو مگر یعنی ناکے پانی میں اور کنارہ پر زمین میں لوٹ رہے ہیں دیوار کے باہر سے لوگ
انکو کھڑے ہو کر دیکھتے ہیں ان سب کا ایک سردار ہے جسکو مور صاحب کہتے ہیں جب ان کو کھانے کو دیا جاتا ہے تو اول مور صاحب کو دیا جاتا ہے اگر اس نے
کھا لیا تو دوسرے بھی کھا لینگے اگر اس نے نہیں کھایا تو کوئی مگر نہیں کھائیگا۔ گویا انکو کھلانا بھی منت ہے اگر مور صاحب نے منہ پھیر لیا تو معلوم
ہوا کہ منت قبول نہیں ہوئی دوسرا بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت وغیرہ ڈالا جائیگا۔ ان کے مارنے کی ممانعت ہے۔ ان کے محافظ یا کھلانیوالے
کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس احاطہ یا تالاب میں چلا جاوے تو یہ مگر خاموش رہینگے اگر تنہا کوئی آدمی جانا چاہے تو ممکن ہے۔ اپنی خلقی عادت پر ہونگے
اور حملہ کرینگے۔ یہاں سے تھوڑی دور آگے چلکر گرم پانی کے چشمے زمین سے نکل رہے ہیں اس قصبے کے لوگ ہر کام میں اسی پانی کو
استعمال کرتے ہیں جا بجا حوض اور نالیاں بنا دی گئی ہیں۔ جذامی بھی وہاں رہتے ہیں ایک چار دیواری کے اندر مخصوص وقت پر انکے غسل
کرنے کو حوض بنا دیا گیا ہے۔ کئی جگہ چشمے جاری ہیں اور ہر جگہ پانی حوضوں میں لیا گیا ہے۔ ہندو مسلمان۔ مرد اور عورتوں کے
نہانے کے علیحدہ علیحدہ حوض اور جگہ بنائے گئے ہیں یہی پانی پیا جاتا ہے۔ پانی خفیف سا بو میلا ہے ایک چشمے کا پانی بہت گرم ہے اور دوسرے کا
اس سے کم گرم ہے مگر وہ بھی خوب گرم ہے اسکو ٹھنڈا پانی کہتے ہیں یہاں حوضوں میں لوگ نہاتے ہیں۔ گرمی کی دیگ تک بھی نہیں چشمے چلے گئے ہیں یہاں

بھی حوض بنا دیے گئے ہیں دن رات پانی نکلتا رہتا ہے۔ زمین کے نیچے یا حوض کی ایک سمت سے
یہاں ڈاک بنگلہ بھی ہے جسکا روپیہ قیام کا کرایہ ہے متمول لوگوں نے چند مسافر خانے بھی بنوا دیے ہیں جن میں شخص بلا کرایہ ٹھہر سکتا ہے
یہاں سے واپس ہو کر جانب مشرق روانہ ہوئے کراچی سے دس میل پر پہلا ریلوے اسٹیشن **ڈرگ** ہے۔ یہاں ہوائی جہازوں کا کیمپ ہے
جسمیں بنگلے اور بارکیں بنی ہوئی ہیں میدان بہت وسیع ہے۔ کلکتہ بمبئی وغیرہ یا دوسرے مقامات سے جو جہاز آتے ہیں انکے قیام کے لیے
مقام ناگزیر ہے یا ہوائی جہازوں کا کل عملہ و مرکزی مقام ہے۔ اسی میدان میں بانگ ایک مکان ۸۰۰ فٹ لانبا اور دو سو فٹ
اونچا اور ڈیڑھ سو فٹ چوڑا ولایتی ڈاک کے جہاز کے قیام کے واسطے بنایا گیا ہے اور اسمیں ایک لاکھ دس ہزار پونڈ میں انگلینڈ کی ایک کمپنی کو
ہوائی جہازوں کی اسٹیشن بنانیکا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ اسی اسٹیشن میں ایک چبوترہ کئی سو فٹ اونچا بطور پلیٹ فارم بنایا جاویگا جسکے
برابر میں کا ہوائی جہاز معلق آکر کھڑا ہوگا۔ ڈاک و مسافر وغیرہ اتر جانے پر اسکی گیس وغیرہ نکالی جاویگی تب زمین پر اترا دیگا۔ ولایتی ڈاک
چار پانچ یوم میں انگلینڈ سے کراچی پہونچا کریگی اور یہاں سے تمام ہندستان میں تقسیم کیجاویگی۔ ابھی ٹھیکہ کا کام شروع نہیں ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ اپریل ۲۹ء
یا ۱۹۳۰ء میں سب کام مکمل ہو کر ڈاک کی آمد و رفت شروع ہوگی۔ یہاں سے پانچ میل آگے چوتھے ریلوے اسٹیشن **ملیر** پہونچے یہیں ایک
مسجد میں نماز پڑھی مغرب کی۔ یہ بھی ایک معمولی قصبہ ہے۔ برف پیا اور ہوا خوری کی۔ ساڑھے آٹھ بجے دوسرے راستے سے پچاس ساٹھ میل
پھر کر واپس آگئے۔ کراچی کا پانی کھاری ہے۔ ۲۶ میل سے ایک ندی سے پانی لیا گیا ہے۔

روانگی خیرپور سندھ

۱۵ ستمبر ۲۸ء۔ صبح دس بجے معہ محمد حسین کے ہم روانگی کی غرض سے اسٹیشن روانہ ہونے کو تھے کہ ہمارے میزبان نے
کارخانہ کے کوارٹر سے جو ایک بہت بڑا باغ ہے اور جسمیں سے نصف میزبان کا ہے ایک قسم کا پھل جسکو بادام بولتے ہیں کچا پپیتہ دانے توڑ واکر معہ ناشتہ کے
ہمارے ساتھ کر دیے۔ انٹر کلاس کا خیرپور کا ۱۳ روپے کو ہمنے ٹکٹ لیا گیٹ پر ایک آئے یہ بابو کی مہربانی سے اسباب تول پر رکھا گیا۔ کچھ زیادہ
ہونے پر ۲ محصول کے دینے پڑے ہمنے بھی خوشی سے اسٹیشن ماسٹر کا شکریہ ادا کیا۔ کوٹری میل سے ہم روانہ ہوگئے کئی برساتی ندیاں
آگے جو خشک تھیں۔ سندھ میں عرب کا خاصہ ہے جنگل بالکل بنجر تھا اور دیگر جنگلی درختوں سے کہیں کہیں بھرا ہوا۔ ریتیلا میدان۔
شور میں بھری ہوئی چلی جا رہی ہے دریا کثرت سے گاڑی کے اندر آتا رہا۔ سوا دو بجے حیدرآباد سندھ کی آبادی نظر آئی۔ یہ اسٹیشن سے ملی ہوئی ہے
نہایت خوشنما منظر ہے کیونکہ یہاں ہر مکان کی آخری منزل کی چھت تک خاص قسم کے ہوادان بنے ہوئے ہیں۔ گرمی یہاں زیادہ ہوتی ہے یہ ہوادان اسلئے مکانوں کی
ٹھنڈک پہونچانے کیلئے بنے ہیں۔ یہاں اپنے دوست ماسٹر عبدالوہاب خان کو اطلاعی خط بھیجا تھا ٹرین اسٹیشن پہونچنے پر آپ ملے دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اور ایک مرد

ہمارا خط لیکر آئی اور یہ بھی کہا کہ پاشا صاحب کا تین سال ہوئے کہ انتقال ہوگیا اُنکی بیوی نے ہمکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ دو تین دن تک یہاں ٹھہریں ہمنے افسوس ظاہر کرتے ہوئے شکریہ کیساتھ معذرت کی بہت دیر تک گفتگو رہی ۔ مرحوم سنہ ۱۱ء کے دہلی دربار میں شامل جماعت سندھ کیطرف سے تمام مسلم اخبارات کی قائم مقام ہوکر گورنمنٹ آف انڈیا کے مہمان تھے ۔ انکی ساتھ باندی آئی تھی ۔ افسوس سے رخصت ہوئے ۔ آٹھ بجے شب کے ٹرین سے خیرپور اسٹیشن پر پہونچے ہمنے بہت ملال پایا کہ سید صاحب یا حامد علی صاحب صدیقی یا بیگم مسز صاحبہ کا یا کلرک کوئی آدمی آیا ہو تو وہ ہمکو پہچان سے مگر کوشش کارگر نہ ہوئی اور جاری ہوسکی ساتھ حیرت بھی کہ کوئی بھی اسٹیشن پر نہیں آیا کیونکہ ہم اطلاعی تار دیچکے تھے جب ہم ٹکٹ دیکر باہر نکلے تو ایک شخص ملا اور اسنے ہمارا نام دریافت کرکے کہا کہ گاڑی بگھی آپکے واسطے آئی ہے اور لال بنگلہ آپکے قیام کو تجویز ہوا ہے ہمنے خدا کا شکر ادا کیا اسی شخص سے معلوم ہوا کہ مسٹر صاحب دو ماہ سے بھوپال گئے ہیں اور بشارت حسین سیدی کا پندرہ دن ہوئے انتقال ہوگیا ۔ یہ سنکر افسوس ہوا ہم بگھی میں سوار ہوکر لال بنگلہ پہونچے اسباب وغیرہ اُترواکر اسی سواری میں ہم ڈاکٹر راجہ خاں کے پاس چلے گئے تاکہ انکو ہمارے آنیکی اطلاع ہوجاوے وہاں سے حامد علی صاحب صدیقی سے جاکر ملے جو ایک قابل ترین شخص ہیں اُنکے ساتھ امجد اللہ خاں صاحب نائب دیوان سے جاکر ملے جنسے ہمارے قدیمی خاندانی تعلقات ہیں

خیرپور سندھ

۱۶ ستمبر ۲۸ء ۔ صبح حامد علی صاحب کے یہاں گئے وہاں چاء وغیرہ پینے کے بعد اُنکے ساتھ گل حسن خاں صاحب منتظم کیمپ شاہی سے جاکر ملے جنسے ہمارے پہلے سے دوستانہ تعلقات ہیں ہمارا تار انہیں کے پاس صحیح پہنچا تھا اور ہماری مہمانی وغیرہ کا انتظام صاحب موصوف ہی نے کیا ہے ۔ معلوم ہوا کہ ہز ہائنس کوٹ ڈیجی ہیں اُنھوں نے کہا کہ میں آج سوار کے ذریعہ آپکی اطلاع بھیجتا ہوں اور آپکے ہاں جانیکی اجازت منگاتا ہوں اُسوقت آپ کوٹ ڈیجی جاویں ۔ اور جو ضرورت ہو مجھے اطلاع دیں سہ پہر کو لنچ تمام کرنیکے ہم سید حامد علی صاحب کے مکان پر گئے انکو ساتھ لیکر امجد اللہ خانصاحب نائب وزیر سے ملنے چلے گئے بعد مغرب جلدی واپسی ہوئی حامد علی صاحب ہماری قیام گاہ تک آئے اور کچھ دیر قیام فرمایا مختلف دلچسپ بات چیت ہوتی رہی ہمنے یہی ارادہ کیا کہ کل ہم کوٹ پیر صاحب کو دیکھ آویں

روانگی و داخلہ کوٹ پیر صاحب

۱۷ ستمبر ۲۸ء خیرپور ۔ ڈاکٹر راجہ خاں صاحب نے ہمارے ساتھ کوٹ پیر صاحب جانیکیلئے ملازم دیا ۔

اسی کے ذریعہ ایک ٹمٹم صرہ جھروزہ واپسی درجہ دوسرے روز واپسی پر کرایہ کر کے صبح ہم روانہ ہو گئے۔ راستہ اول تو کچا رتیلا۔ دوسرے کچھ تیسرے جا بجا پانی بھرا ہوا جو بھی ایسا ناہموار کہ ہر موقع پر یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ٹمٹم ٹوٹ جاویگی۔ دنیا میں اس سے بدتر راستہ نہیں ہو سکتا۔ خیر ہم قبل دس بجے پیر گوٹ صاحب پہنچے اور پیر صاحب کے مہمان خانہ میں جاکر اتر گئے۔ مہتمم مہمان خانہ ہمارے شناسا دین محمد صاحب معلوم ہوا کہ چلے گئے ہیں اب نبی بخش صاحب ہیں مگر وہ اسوقت موجود نہیں ہیں۔ ہم ٹھہرے ہی سید علمدار حسین صاحب ٹیوٹر صاحبزادہ پیر رحیم شاہ صاحب پرنس آف گنگری پیر گوٹ سے ملاقات ہوئی انہوں نے بہت اخلاق سے برتاؤ کیا اور اپنا مہمان بنانے کا اصرار کیا ہمنے انکی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اُن کی ہدایت کے بموجب ہم در دولت پیر صاحب پر گئے اور اسید علی۔ نبی بخش اور دربان کو تلاش کیا اور تبرکات حجاز پیر صاحب کیواسطے لے گئے اور ایک خط بھی پیر صاحب کے نام لکھکر لیگئے تھے۔ نبی بخش مہتمم مہمان خانہ ہم کو وہاں مل گئے۔ تمام اشیا پیر صاحب کی خدمت میں بھیجدیں اور زبانی بھی اُنسے کہدیا کہ ہم شام کو واپس جاوینگے پیر صاحب سے ملاقات کا وقت معلوم کرتے آیئے۔ انھوں نے ہمارے قیام اور ضروریات کے انتظام کے واسطے ایک آدمی ہمارے ساتھ کر دیا اس نے مہمان خانہ کی ایک کمرہ میں ہماری راحت کا انتظام کر دیا ہم قیام پذیر ہو گئے ہماری واسطے کھانیکی تیاری کا حکم دیا گیا اس کے بعد نبی بخش ہمارے پاس آئے کہ تمام اشیا پیر صاحب کو پہونچادی گئیں ملاقات کا وقت چار پانچ بجے کے درمیان شام کو مقرر ہوا ہے اسکے بعد آپ واپس جا سکیں گے اور یہ بھی کہا کہ میں بھی آپکے ساتھ خیر پور چلونگا۔ اگر آپ خفا نہوں تو میں چلوں۔ ہمنے جواب میں کہا کہ آپ شوق سے چلیں ٹمٹم میں ایک سیٹ خالی بھی ہے۔ ہمیں یہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ پیر مردان شاہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ بڑے بھائی سیف اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ دونوں بھائیوں میں سخت مخالفت ہو گئی ہے۔ رنگ بدل گیا ہے۔ پانچ بجے نبی بخش صاحب نے اطلاع دی کہ کل صبح سات بجے پیر صاحب سے ملاقات ہوگی۔ میں اسوقت خیر پور جا رہا ہوں اعظم علی شاہ سے کہدیا ہے وہ ملاقات کرا دینگے۔ شام کو ہم صاحبزادہ احمد علی شاہ اور اُنکے ٹیوٹر وغیرہ کے ساتھ ایک باغ میں شکار کی غرض سے چلے گئے۔ جنگلی کبوتر شکار ہوئے ہم بازار گھومنے اور دین محمد سے ملنے چلے گئے۔ راستہ میں دین محمد صاحب سے ملاقات ہوئی اُنھوں نے کہا کہ میں مہمان خانہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں پہلے یہ مہتمم مہمان خانہ تھے مگر نہیں آئے۔

گوٹ پیر صاحب

۱۸ ستمبر ۲۸ء ہم آٹھ بجے تک منتظر رہے کہ کوئی بلانے آویگا مگر جب کوئی نہیں آیا تو ہمنے اپنے آدمی کو اعظم شاہ کے بلانیکو بھیجا وہ آئے اُن سے ہمنے کہا کہ ہم واپس جانیکو بیٹھے ہیں۔ پیر صاحب نے سات بجے ملاقات کا وعدہ کیا تھا جاکر اُنسے

معلوم کیجئے تاکہ ہم واپس چلے جاویں۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ جواب لائے کہ پیر صاحب نے کہا ہے کہ آپ اول مرتبہ آئے ہو دوسری مرتبہ آپ جب آویں گے تو ملاقات ہوگی جب یہ جواب ہمکو ملا تو ہمنے ہر چیز سے انکار کر دیا اور سواری منگا کر روانہ ہو گئے۔ اسوقت صبح کا ناشتہ بھی ہم نے صاحبزادہ کے ٹیوٹر کے ساتھ کھایا۔ معلوم ہوا کہ موجودہ سجادہ نشین صاحب زیادہ قابل اور مردم شناس نہیں ہیں سات دن رہکر آج تک نانا بھی واپس گئے انسے بھی ملاقات نہیں کی یہ بھی انکے نانا ہیں کہ جنہوں نے ولیعہد کے بیٹے کا حق غصب کرکے اپنی ترکیب سے ان کو گدی نشین بنا دیا۔

واپسی خیرپور سندھ

۱۸ ستمبر ۲۸ء۔ قریب بارہ بجے کے ہم خیرپور واپس آ گئے۔ اور لال بنگلہ میں اپنی قیام گاہ پر پہونچ گئے شام کو سوار ہو کر نائب وزیر صاحب۔ حامد علی صاحب اور ڈاکٹر راجہ خان صاحب سے ملاقات کی۔ گل حسن خان صاحب کے یہاں گئے معلوم ہوا کہ وہ کوٹ ڈیجی صبح گئے ہیں۔ ڈاکخانہ میں جا کر اپنی ڈاک کے متعلق نوٹس دیا۔ آج شب میں ہوم ممبر صاحب بھی آ جاویں گے

۱۹ ستمبر ۲۸ء۔ خیرپور بعد نماز صبح چند خطوط لکھے اسکے بعد منشی حامد علی صاحب آ گئے۔ انکے جانیکے بعد ہم ہوم ممبر خان بہادر سر اسرار حسن خان صاحب بہادر سے ملنے اور فاتحہ پڑھنے چلے گئے کیونکہ انکی لڑکی کا جو سلطان حسن خان صاحب تحصیلدار فیروزآباد ضلع آگرہ کی بیوی تھیں ۲۹ جولائی کو انتقال ہو گیا۔ شام کو ہم معہ اظہر علی صاحب و حامد علی صاحب کے سوار ہو کر اسٹیشن چلے گئے۔ ہوم ممبر صاحب بہت معمولی طریقہ سے ہم سے ملے۔ سید محمد جمیل صاحب سے بھی ہم ملے۔ یہ وہ بھی آئے ہوئے ہیں۔ ماسٹر محمد حسن صاحب معہ ایک دوسرے ٹیچر کے شام کو ہم سے ملنے آئے۔

۲۰ ستمبر ۲۸ء۔ خیرپور۔ نائب وزیر صاحب سے ملے اور گل حسن خان صاحب کے پرائیوٹ سکریٹری سے معلوم ہوا کہ گل حسن خان صاحب ابھی تک کوٹ ڈیجی سے واپس نہیں آئے ہیں جواب کے انتظار میں ہیں۔ یہ بھی خبر ہے کہ آج میر صاحب بھی یہاں آ گئے ہیں آج شام کو نائب وزیر صاحب نے ہمیں کھانے پر مدعو فرمایا ہے۔ اس سال ہمکو برسات کا موسم کہیں نہیں آیا۔ آج سہ پہر کو یہاں ایک چھالا پڑ گیا۔ صبح سے بادل تھے۔ اور شام تک ابر برابر رہا۔ صبح حامد علی صاحب بھی ہم سے ملنے کو آئے۔ افسوس کہ یہاں تفریح کی جگہ نہیں شام کو اور شب میں بھی کچھ بوندیں پڑیں۔ شام کو ہم سوار ہو کر قصبہ لقمان چلے گئے جو کہ لوئی اسٹیشن سے قریب ہے۔ یہاں گنواری وضع کے لکڑی کے پائے۔ ڈبے اور بچوں کے کھلونے وغیرہ یہاں کے لحاظ سے اچھے بنتے ہیں۔ بازار بھی چھوٹا سا ہے۔ ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہے۔ واپسی پر حامد علی صاحب کو ہم اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ آ گئے۔

۲۱ ستمبر ۲۸ء خیرپور۔ رات ہمکو معلوم ہو گیا تھا کہ گل حسن خان صاحب کوٹ ڈیجی سے آگئے ہیں ہم انسے
ملنے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ صبح شکارپور چلے گئے اور دو ایک صاحبوں سے ملتے ہوئے ہم ہوم ممبر صاحب سے ملنے گئے اور یہ خیال معلوم ہو کہ
کہ ہز ہائی نس ہمارا انتظار کر رہی ہیں ہم نے واپسی کا ارادہ کیا۔ ہوم ممبر صاحب کے دولت کدہ پر بہت دیر بیٹھے رہے اپنے واپس جانے کی اطلاع کا
ایک تار انکو بھیجکر قیام گاہ پر چلے آئے۔ انھوں نے ہمکو اطلاع دی کہ میں کوٹ جا رہا ہوں لیکن چونکہ مجھسے ملنا ضروری ہے اسلئے شام کو واپس آؤنگا۔ شام کو واپس
آکر موٹر بھیجکر ہمکو بلایا اور ہمسے فرمایا کہ ابھی مت جائیں ہمیں بھی تمہارے متعلق کوشش کرلوں تم تین دن ٹھہر جاؤ اور کل شب کو کھانے پر بھی
مدعو فرمایا۔

۲۲ ستمبر ۲۸ء خیرپور۔ صبح ڈاکخانہ گئے اور پیر سید خمیس علیشاہ صاحب گمبٹ سے اپنے چند مریدین
کے تشریف لائے انکو ہماری ملاقات سے بہت دلچسپی ہوئی۔ کھانا بھی ساتھ کھاتے رہے وہ عمل بھی ہمنے انکو بتائے اور اجازت دی انکے
مریدین بھی ہمارے بہت معتقد ہو گئے انکو بھی انکی ضرورت کے موافق کچھ بتایا۔ شام کو خیرپور سندھ کے مقابل ایک اور قصبہ ہے اسکی سیر کرنے چلے گئے۔ ایک
اور پیر فتح محمد صاحب ضلع سکھر کے آئے ہوئے ہیں انھوں نے بھی ہمسے کچھ دریافت کیا انکو بھی ہم نے بتا کر اجازت دی۔ پیر صاحب گمبٹ آٹھ بجے
شب کو ہمسے رخصت ہوئے اور واپس گمبٹ چلے گئے اور بہت اصرار سے ہمکو کہا کہ پھر کبھی ادھر آؤ تو گمبٹ ہمارے پاس ضرور آنا ہمنے وعدہ کرلیا۔
بعدہ ہم ہوم صاحب کے یہاں کھانے پر چلے گئے۔ اختر عادل صاحب جج بھی کھانے پر موجود ہیں۔
پھر ہمسے شعر سننے کو کہا۔

۲۳۔ ستمبر ۲۸ء خیرپور۔ صبح ہماری سواری آچکی تھی کہ ڈاکٹر راجہ نفع صاحب جو یہاں کے شفا خانے کے انچارج ہیں تشریف
لائے پھر ہم انکے ہمراہ ہو کر شفا خانہ گئے اب شفا خانے کی حالت بہت بہتر دیکھی۔ ہر حیثیت سے اب شفا خانہ شفا خانہ ہے۔ وہاں سے ہم ماسٹر محمد حسن صاحب سے
ملنے انگلش اسکول گئے وہاں وہ اسوقت تک نہیں آئے تھے مکان پر جا کر ان سے ملاقات کی۔

۲۴۔ ستمبر ۲۸ء خیرپور۔ صبح نائب وزیر صاحب اور حاکم علی صاحب سے ملے اور ہوم ممبر صاحب کو ایک اطلاعی تحریر بھیجدی۔ ہوم ممبر
صاحب نے جیسا کہ وعدہ کیا تھا نہ خود بلایا نہ ہماری تحریر کا جواب دیا اسلئے بیکار ہمکو تین چار روز ٹھہرکر ہمارا وقت خراب کیا۔ ہم اپنے احباب سے
رخصت ہوئے۔

روانگی لاہور

۲۵ ستمبر ۲۸ء۔ صبح پانچ بجے پنجاب میل سے لاہور کو روانہ ہوئے ۱۵ عہ انٹر کے ٹکٹ کے اور
عہ اسباب کا محصول دیا۔ شب کے آٹھ بجے لاہور پہنچے انارکلی میں قیام کیا۔

۲۶ ستمبر ۳۶ء لاہور۔ علی الصباح ہم موچی دروازہ حکیم غلام نبی مرحوم کے یہاں گئے انکے صاحبزادہ مظفر حسین سے ملے پندرہ برس پیشتر مرحوم کی زندگی میں ہم انہیں کے کمرہ میں ٹھہرے تھے جبکہ طالب علم تھے نہایت اخلاق سے ملے قدیمانہ مراسم کا خیال رکھتے ہوئے برتاؤ کیا۔ ایک آدمی ساتھ کر دیا ہم دفتر اخبار وطن میں فاتحہ خوانی کو گئے کیونکہ مولوی انشاء اللہ صاحب کا بھی انتقال ہو گیا تھا مرحوم کے صاحبزادہ **فتح اللہ** سے ملے اور تعزیت کی رسم ادا کی۔ وہاں سے گوال منڈی دفتر اخبار **انقلاب** میں غلام رسول صاحب مہر اور سالک صاحب سے ملنے چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ دونوں صاحب مکان پر ہیں ایک آدمی ساتھ لیکر مہر صاحب کے مکان پر پہونچے وہاں دوچار صاحب اور بھی موجود تھے۔ حجاز، مصر، شام، فلسطین اور عراق کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ ڈھائی تین گھنٹے نہایت دلچسپ بات چیت اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ مہر صاحب نہایت قابل۔ وسیع نظر رکھنے والے تجربہ کار اور خوش مذاق شخص ہیں یہ ہماری پہلی ملاقات تھی۔ مہر صاحب نے جو برتاؤ محبت آمیز ہم سے کیا ایک اجنبی ہونیکی حیثیت میں وہ بہت زیادہ قابل قدر ہے۔

ہمارے سفر کے حالات بہت شوق سے سنے۔ آپ حاجی بھی ہیں۔ اپنا روزانہ پرچہ نیر اعظم کے معاوضہ میں اپنی خاص عنایت سے بھیجنا منظور فرمایا۔ مگر آجتک پرچہ نہیں بھیجا۔ حفیظ الرحمن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ علی گڈھ کالج کی جوبلی پر آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ آپ یہاں بھی ہمارے رہبر رہے۔ مہر صاحب سے ہم رخصت ہوئے کیونکہ وہ ایک جگہ ہمکو اور جانا ہی اور تین بجے امرتسر روانہ ہونا ہے۔ ہم اخبار تہذیب نسواں کے دفتر میں پہنچے۔ مولوی سید ممتاز علی صاحب اور حمید علی صاحب معلوم ہوا کہ کشمیر وغیرہ ہیں سید امتیاز علی صاحب سے اور منظور علی رامپوری کاتب سے ملاقات ہوئی یہاں سے بھی ہم نہایت خوش رخصت ہوئے حفیظ الرحمن صاحب نے اسکے قریب ایک دوکان میں ہمکو ایک پتھر کی قبر دکھائی جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ **قطب الدین ایبک** آخری بادشاہ کی قبر ہے جو **چوگان** کھیلنے میں گھوڑے سے گر کر قضا کر گیا تھا۔ یہاں سے ہم سیدھے پیسہ اخبار میں آئے اگرچہ ہم کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ مولوی محبوب عالم صاحب کشمیر گئے ہوئے ہیں مگر ہم نے اپنی وضع داری کے خلاف سمجھا کہ ہم ان کے دفتر میں جا کر حالات و خیریت نہ معلوم کریں۔ مولوی صاحب کے صاحبزادہ عبد المجید صاحب سے ملاقات ہوئی انھوں نے ہمارا وہی احترام کیا جو انکو کرنا چاہئے تھا۔ بااصرار مجبور کر کے کھانا کھلایا۔ اتفاق وقت کی بات ہے کہ ایک عرصہ دراز کے بعد یہیں مولانا صلاح الدین صاحب سے ملاقات ہو گئی جو قدیم ہمارے مکرم ہیں اور جو نہایت قابل شخص ہیں اور چند بہترین کتب کے مولف و مصنف و مترجم ہیں حفیظ الرحمن صاحب مکان چلے گئے اب ہم ان کے مکان پر گئے وہ بھی کھانیکے انتظام میں تھے۔ یہ معلوم کر کے کہ ہم کھانا کھا آئے۔ افسوس کیا۔ کچھ **فروٹ** پیش کئے اور اپنی علمی خدمات ہمکو بتائیں اور کچھ بتایا صاحب موصوف اردو میں انسائیکلوپیڈیا چھاپنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ یہاں سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر آئے یہاں ماسٹر منوہر سہائے صاحب طالب علم ایم۔ اے ہمارے منتظر تھے حفیظ الرحمن صاحب بھی ہمکو رخصت کرنے آگئے۔ منوہر سہائے صاحب اسٹیشن تک ہمارے ساتھ آئے اور ٹرین میں سوار ہو کر رخصت ہوئے۔

روانگی و داخلہ امرتسر

آج ہی شام کو امرتسر حال بازار میں یاض ہند پریس میں پہنچے یہ معلوم ہو کر بیحد افسوس ہوا کہ شیخ نور احمد صاحب جنکے ملنے کی غرض سے ہم یہاں اترے تھے کئی مہینے ہوگئے کہ انتقال کر گئے۔ انکی اہلیہ و صاحبزادہ سلطان احمد وغیرہ نے ہمارے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جیسے کہ مرحوم سے ہماری قدیمانہ مراسم تھی۔ دس بارہ خط سلطان احمد نے ہمارے نام کے ہمکو دیئے ہم نیاز علیخاں کتب فروش حال بازار سے ملے جو ایک اپنی وضع کا افغان اور نہایت معقول شخص ہے۔ شیخ بشیر کرامت اللہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ صبح کو چاء پر مدعو کر دیا۔ اور ہمارے ساتھ بازاروں کی سیر کے واسطے ہو لئے۔

امرتسر

۲۷ ستمبر ۱۹۲۸ء صبح کو عبداللہ منہاس صاحب اڈیٹر مسلم راجپوت سے ملاقات کی یہ بھی ایک قابل اور سلجھے ہوئے خیال کے تجربہ کار شخص ہیں۔ کھانے کو اصرار کیا جو ہم نے منع کر دیا۔ شام کو چاء ہم نے منظور کی۔ آپ سے ہمارے عرصہ سے مراسم ہیں۔ نہایت اچھا برتاؤ کیا اور ہماری ملاقات سے بیحد خوشی کا اظہار کیا۔ صبح پھر کرامت اللہ صاحب کے یہاں چاء پر پہنچ گئے۔ بعدہ وکیل اخبار کے دفتر میں ہم پہونچے شیخ غلام محمد مرحوم کے بھائی غلام مصطفے صاحب سے ملاقات کی جو فالج کے مریض ہیں۔ مرحوم کے بھانجے عبدالکریم سے ملاقات کی مگر اڈیٹر صاحب سے اسوقت ملاقات نہیں ہو سکی کیونکہ وہ دفتر میں ابھی نہیں آئے ہیں۔ پھر ہم نیاز علیخاں سے ملے اور دوپہر کو سلطان احمد کو ساتھ لیکر بازار سے ریشم اور ہاتھی دانت کا سامان خریدا چار بجے سہ پہر کو پھر وکیل کے دفتر میں جا کر فیروز الدین صاحب طغرائی اڈیٹر سے ملاقات کی اخبار انقلاب بھی دیکھا جسمیں مہر صاحب نے اپنی حسن خیال سے نصف کالم کا ایک نوٹ دیا ہے جسکی سرخی حسب ذیل ہے (مدیر نیر اعظم لاہور میں) طغرائی صاحب سے ملکر بھی ہمکو مسرت ہوئی آپ خاموش طبیعت کے ایک قابل شخص ہیں ہمارے سفر کے حالات دلچسپی سے سنے اور ایک نوٹ اخبار میں دینے کا اشارہ فرمایا۔ یہاں سے رخصت ہو کر ہم منہاس صاحب کے یہاں چاء پر گئے بہت دیر تک لطف صحبت اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ شام کو بازاروں میں گشت لگایا۔ فیروز الدین صاحب سوداگر حال بازار کو تندرست اور زندہ دیکھکر ہمکو بہت مسرت ہوئی۔ انسے قدیمانہ تعلقات ہیں۔

۲۸ - ستمبر ۲۸ء - صبح دس بجے لاہور لکھنؤ ایکسپریس سے ہم جالندھر شہر روانہ ہو گئے
جالندھر پہونچکر کپورتھلہ اس خیال سے چلے گئے کہ دیوان صاحب سے ملتے جاویں ایک سوا بجے پہونچکر معلوم ہوا کہ میاں صاحب
شملہ ہیں ہمنے ویٹنگ روم میں قیام کیا اور کوٹھی پر اطلاع کرائی جسکے جواب میں ہماری قیام وغیرہ کے متعلق ہمکو ہدایت
بھیجی گئی مگر چونکہ میاں صاحب شملہ تھے جنسے کہ ملنے کی غرض سے ہم گئے تھے اسواسطے ہمنے ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ سہارنپور
و مرادآباد۔ کو ہمنے تار اور خط اپنے پہونچنے کے بابت بھیجدیئے اور پانچ بجے موٹر ٹرین سے جالندھر کو روانہ ہوگئے
جالندھر ویٹنگ روم میں قیام کیا اور شہر میں صوبہ دار غلام حسین مرحوم کے مکان پر اس غرض سے گئے کہ انکے
صاحبزادگان میں سے کسی سے ملاقات ہو سکے مگر کوئی نہیں ملا۔ وہاں سے ہم ٹانڈہ کا اڈہ دریافت کرتے
ہوئے کپتان غلام محی الدین صاحب سے ملنے چلے گئے۔ پندرہ برس پیشتر آپسے بھاولپور میں ملاقات ہوئی تھی جبکہ
آپ ہاں پولیس سپرنٹنڈنٹ تھے ان سے ملکر بہت خوش ہوئے کیونکہ ایک عرصہ کے بعد دیکھا وہ ہمکو اور ہم انکو دیکھکر مسرور
ہوئے۔ اسٹیشن کے مسلم ہوٹل میں کھانا کھایا دام زیادہ لئے اور کھانا اچھا نہ تھا۔ پلیٹ فارم پر آرام کیا۔ کپورتھلہ سے واپسی
سمیع اللہ خاں صاحب سے ملاقات ہوئی آپ رامپور کے نصر اللہ خاں صاحب مرحوم ٹھیکدار کے پوتے ہیں۔ لائل پور میں کچھ
زمین کے مربع آپکے ہیں وہاں سکونت ہے۔ گھنٹوں تک چیف سکرٹری صاحب رامپور کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ اور بڑے ڈیوکی
واقعات کا بھی انہوں نے اظہار کیا۔

جالندھر و سہارنپور

۲۹ ستمبر ۲۸ء - صبح ہم اسٹیشن کے سامنے کے بازار کو نکل گئے اور واپس آکر تنہائی میں ٹیونگ
روم میں بیٹھکر ہمنے اپنا روزنامچہ لکھا جو کئی دن کا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے لاہور۔ لکھنؤ ایکسپریس میں سوار ہوئے
۱۳ روپے آٹھ آنے کرایہ کے اور ۱۲ آنے اسباب کے محصول کے دیئے۔ ٹھیک پانچ بجے شام کو ہم سہارنپور اسٹیشن پر پہونچے
پلیٹ فارم پر بابو شرف الدین احمد خاں صاحب ٹھیکدار۔ حافظ منظور احمد صاحب

منیجر الٰہ آباد الجنسی ۔ حافظ قاضی ہدایت الرحمٰن صاحب طالب علم درجہ ورہم مسلم ہائی اسکول وغیرہ ہماری
لینے کو آئے تھے۔ سب سے ملے اور سوار ہوکر بابو صاحب کے یہاں محلہ منڈی میں قیام کیا۔ مغرب تک احباب کے مجمع میں حالات سفر
بیان ہوتے رہے۔ اس کے بعد ہم اور حافظ منظور احمد صاحب۔ حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب کے یہاں گئے اُن سے ملاقات کی۔
منشی محمد ابراہیم صاحب کے یہاں گئے جنہوں نے پیشگی اپنی صاحبزادی کے ولیمہ میں ہماری دعوت کردی ہے جو کل صبح
کو ہے۔ مرزا ابراہیم کے یہاں گئے جو نہیں ملے۔ مختار احمد صاحب ٹھیکہ دار کے یہاں گئے اُن سے ملاقات ہوئی
اُنھوں نے مدعو فرمایا مگر ہم نے منظور نہیں کیا اور ان سے کہہ دیا کہ ہماری میزبان سے آپ اجازت لے لیں۔ اس کے بعد محمود حسن کے یہاں
محلہ یادگار میں گئے معلوم ہوا کہ وہ دیوبند ہیں ان کے بھائی وغیرہ سے ملاقات کرکے عیدو کے یہاں گئے کیونکہ انھوں نے بھی
حافظ منظور احمد صاحب سے ہمارے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔ ان سے قریباً بیس برس کے بعد ملاقات کا موقع ملا تھا۔ وہ ہم سے ملکر بہت
خوش ہوئے اور ماحضر دعوت منظور کرلے کو کہا مگر ہم نے معذوری ظاہر کرکے انکار کردیا۔ قیام گاہ پر واپس آکر آرام کیا۔

۳۰ ستمبر ۲۸ء۔ حافظ منظور احمد صاحب کے ساتھ اپنے پرانے مکرم نہال احمد صاحب سے ملے
مرزا ابراہیم بیگ صاحب سے ملنے گئے جو نہیں ملے سید محمود حسن صاحب سے ملے اور چند اصحاب سے
ملتے ہوئے منشی ابراہیم صاحب کے یہاں شرکت ولیمہ کی۔ مولوی محمد احمد صاحب کاظمی بی۔ اے۔ ایل ایل بی سے ملے
اور بھی بعض احباب و روشناسا حضرات سے ملتے ہوئے ہم قیام گاہ واپس آئے۔ یہاں احباب آتے جاتے رہے اور حالات سفر بیان ہوتے
رہے مسٹر حبیب احمد صاحب تشریف لے آئے جو یورپ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں دورہ کرچکے
ہیں اور اب فروری میں پھر جانے والے ہیں اور تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ ہماری آمد پر اسٹیشن پر بھی آپ موجود تھے
جو ہم اُس موقع پر لکھنا بھول گئے ہیں اور اسٹیشن سے ہمارے ساتھ مکان تک بھی آئے تھے۔ سائنس وغیرہ کا سامان جو
اسکولوں میں استعمال ہوتا ہے وہ آپ کے یہاں بھی مہیا ہوتا ہے۔ نہایت اچھے خیال کے تجربہ کار شخص ہیں۔ ایک بجے
کے قریب حکیم محمد حسنین صاحب و قاضی حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب تشریف لے آئے۔
بہت دیر تک حالات سفر بیان ہوتے رہے اور مذکورہ بالا تمام حضرات کو مختصر تبرکات جو ہمارے ساتھ تھے پیش کئے گئے۔ ڈھائی بجے
یہ واپس گئے۔ پانچ بجے شام کو حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب۔ سراج الحق صاحب طالب علم و ریاض احمد صاحب
طالب علم درجہ دہم و مسٹر حبیب احمد صاحب تشریف لے آئے۔ قریب قریب مغرب تک دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد ہم نواب
عادل خاں صاحب سے ملنے قلعے چلے گئے۔ نواب صاحب سے ملکر ہم ساڑھے سات بجے واپس آئے۔ ہمارے مکرم میزبان نے
حافظ ہدایت الرحمٰن صاحب کو شام کے کھانے پر بھی مدعو کردیا تھا جو بامرار معذرت کرنے کے بعد انھوں نے منظور کیا تھا۔

ہم شب کو بہت دیر تک انتظار کرتے رہے مگر نہایت تعجب اور حیرت تھی کہ حافظ صاحب نے ہماری تکلیف کا خیال نہیں کیا نہ اپنے وعدہ کا خیال کیا اور نہ یہ خیال کیا کہ ہم انکے شہر میں حقیقت میں انہیں کے مہمان ہیں اور اس خیال کو بھی انہوں نے محو کر دیا کہ ہم ایک طویل سفر کے بعد آئے ہیں اگرچہ چند منٹ اور کھانے پر لطفِ صحبت حاصل ہو تو غنیمت ہے مگر وہ کھانے پر تشریف نہیں لائے۔ اور بڑے انتظار اور بھوک کے بعد مجبوراً میزبان اور حافظ منظور احمد کے ساتھ ہم نے کھانا کھایا۔ انہوں نے یہ بھی احساس نہیں کیا کہ ہمارے میزبان کو کیا تکلیف ہوگی۔ افسوس کہ انہوں نے تمام امور سے قطع نظر کر کے محض عدم شرکت دعوت کو سب پر ترجیح دی ہمیں اسکا زیادہ افسوس ہوا کہ حافظ صاحب ایک عاقل بالغ ذہین طالب علم انٹرنس کلاس میں ہیں انہوں نے یہ طرز عمل جو خیال محبت و مراسم خلاف تھا کیوں کیا۔ اس سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ انہوں نے اپنی ناتجربہ کاری سے جو خیال خام قائم کر لیا ہوگا اس میں بہر صورت اور ذرہ بھر بھی انہوں نے اس خیال میں تبدیلی کو گناہ عظیم سمجھا۔ ہم نے اپنی اول ملاقات میں بھی کہا تھا کہ ہم کو آپ سے چند ضروری باتیں کرنا ہیں جسکو انہوں نے منظور کر لیا تھا مگر افسوس کہ حافظ صاحب نے اسکا کبھی موقع نہیں آنے دیا۔ خدا انکو غلط خیالی کی پیروی سے بچائے اور سچی ہدایت کی راہ دکھائے اور اچھی بری نیک و بد کی تمیز عطا کرے۔

روانگی و داخلہ مرادآباد

یکم اکتوبر ۲۸ء گیارہ بجے دن کے میں سہارنپور سے روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر بابو شمس الدین صاحب ٹھیکدار حبیب احمد صاحب اور چند احباب رخصت کرنے آئے۔ حافظ منظور احمد صاحب میرے ساتھ مرادآباد تک آئے بالا والی اسٹیشن پر عاشق علی میرا ایک عزیز مجھے لا نگلیہ اسٹیشن پر محمد یوسف۔ محمد سلطان میرے سالے۔ سید سبط نبی عرف اچھے میاں میرا داماد انکا بیٹا ملے اور چودھری عبدالخالق صاحب حاجی محمد ناصر صاحب حافظ عبدالحکیم صاحب میرے احباب جو سوداگر ظروف اور صابن ہیں جو مجھے لینے آئے ہیں۔ مسٹر عبدالرؤف صاحب [illegible] صاحب کسی ضرورت سے باہر چلے گئے ہیں۔ نئے جوڑے جو ہماری بیوی۔ خورشید احسن اور سالے وغیرہ نے بنائے تھے لائے ہیں۔ انہیں سے ایک جوڑا بدلا چھ بجے اسٹیشن مرادآباد پر پہونچا۔ تو پلیٹ فارم احباب۔ عزیزوں اور شہر کے اصحاب سے بھرا ہوا تھا۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی و کمشنر مرادآباد اور صاحبزادہ اشتیاق علیخاں صاحب عرف جانی صاحب نے اپنے خلوص محبت سے گرویدہ

ہار سرے گلے میں ڈالے۔ قاضی سید عبدالعلی صاحب اڈیٹر اخبار مخبر عالم نے پھولوں کے ہار ڈالے اور پھول نچھاور کئے۔ اور ذوق و شوق میں سب صاحبوں نے مجھ سے ملنا شروع کیا جنکی تعداد دو ڈیڑھ ہزار سے کم نہ تھی۔ اسٹیشن کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی یہاں بھی مجھ سے ملنے کی اشتیاق میں بہت بڑا اژدہام ہو گیا تھا سیکڑوں آدمیوں کے مجمع کے ساتھ پیدل روانہ ہوا۔ راستہ میں بھی برابر لوگ ملتے جاتے ہیں۔ بعد مغرب مکان پر پہونچا تو یہاں تبرکاً محفل میلاد کا انتظام کیا گیا ہے۔ میرا مکان اندر سے باہر تک بھرا ہوا ہے۔ بعد میلاد تمام حاضرین کو چار بڑی بادشاہی اور تبرکات ایک ایک طشتری میں تقسیم کئے گئے اور پلاؤ زردہ اور قورمہ مرغ کی دعوت دی گئی۔ اس متبرک تقریب پر انوار الٰہی کا گھر میں نزول ہے مخصوص احباب و اعزہ گیارہ بارہ بجے رات تک آتے رہے تبرک مٹھائی اور کھانے کی تواضع کیجاتی رہی عجب چہل پہل ہے۔

۲۔ اکتوبر ۲۶ء کے بعد سے دعوتوں اور مبارکبادیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور تقسیم تبرکات بھی شروع کر دیا گیا حسب ذیل احباب نے اپنی محبت کے ثبوت میں نہایت پر تکلف دعوتیں دیں جنمیں شہر کے معززین۔ میرے احباب و اعزہ کافی تعداد میں شریک رہے

(۱) قاضی سید عبدالعلی صاحب عابد اڈیٹر اخبار مخبر عالم۔ (۲) جناب خان بہادر قاضی محمد شوکت حسین خانصاحب رئیس و لائف آنریری مجسٹریٹ (۳) جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی (۴) جناب حاجی عبدالباری صاحب سوداگر و مالک کارخانہ الکٹرک ویلڈنگ (۵) جناب عبدالشکور صاحب عرف ننھے میاں صاحب (۶) جناب مولوی عبدالسلام صاحب رئیس بچھراؤں (۷) جناب عبدالوحید صاحب سوداگر (۸) جناب بابو مظہر حسن صاحب اکاؤنٹنٹ رامپور (۹) جناب سجاد احمد خانصاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ۔ (۱۰) جناب مولوی حکیم اظہر الدین صاحب (۱۱) جناب حافظ عبدالحکیم صاحب سوداگر

ذیل کے اعزہ اور احباب کے یہاں سے مبارکبادیاں آئیں

(۱) جناب ڈاکٹر احمد لطف خانصاحب مٹھائی۔ پان۔ کوڑی تیل اگر د۔ سے (۲) جناب منشی اشفاق حسین صاحب اڈیٹر رہنما مٹھائی ے۔ (۳) چودھری عبدالخالق صاحب سوداگر مٹھائی عہ (۴) حاجی بیگم صاحبہ مٹھائی۔ عہ (۵) مسماۃ کلثوم صاحبہ مٹھائی عہ (۶) شیخ نذیر احمد صاحب سوداگر عطر مٹھائی و صدقہ ے (۷) دختر جمیلہ خاتون صاحبہ۔ للعہ (۸) خورشید امن صاحبہ ے (۹) اختری بیگم صاحبہ سے (۱۰) [illegible] بیگم صاحبہ ے

(۱۱) محمد حسن صاحب سوداگر عہ (۱۲) حاجی مشتاق حسین صاحب سوداگر ع (۱۳) محمد عمر صاحب عہ (۱۴) عبدالشکور صاحب عرف ننھے میاں صاحب عہ (۱۵) نوشہ و محمد سلطان صاحب سوداگر ع (۱۶) سماۃ چھٹو بیگم عہ (۱۷) سماۃ شمس النساء عہ (۱۸) سید امجد علی صاحب عہ (۱۹) عبدالحق صاحب عہ (۲۰) اہلیہ مرزا ابوالحسن صاحب ع (۲۱) مودی بیگم صاحبہ عہ (۲۲) پیاری صاحب عہ (۲۳) والدہ اچھی میاں ع (۲۴) قاضی سید عبدالعلی صاحب اڈیٹر مخبر عالم ع (۲۵) فاطمہ بیگم صاحبہ ع (۲۶) شکیلہ بیگم صاحبہ عہ (۲۷) والدہ محمد عطا صاحب عہ

اس کے علاوہ بیرونجات سے بخیریت کامیاب واپسی سفر پر تار اور خطوط مبارکباد کے موصول ہوئے بعض احباب نے قطعہ مبارکباد پیش کئے۔

متفرقات

اس میں سفرنامہ **صراط الحمید زیارت الحرمین۔ و زیارت الشام و سیاحۃ العلم** سے ضروری معلومات اور مفید اقتباسات لئے گئے ہیں اور اپنی ذاتی تجربات۔ گذرے ہوئے واقعات اور چشم دید حالات بغرض رہبری حجاج و مقدس مقامات درج کئے گئے ہیں وغیرہ۔

احرام تین طرح کا ہوتا ہے یعنی صرف حج کا جسکو افراد کہتے ہیں۔ اور صرف عمرہ کا جسکو تمتع کہتے ہیں بشرطیکہ حج کے مہینوں یعنی شوال ذی قعدہ ذی الحجہ میں ہو تیسرے حج و عمرہ دونوں کا جسکو قران کہتے ہیں۔ انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

افراد یعنی صرف حج کرنیکا طریقہ۔ اگر تم حج کے مہینوں میں میقات پر گذرو اور فقط حج کا ارادہ رکھتے ہو تو حج کا احرام باندھو۔

جب میقات پر پہونچو احرام باندھنے سے پہلے حجامت بنواؤ۔ زیر ناف کے بال دور کرلو۔ اگر سر منڈانے کی عادت ہے تو سر منڈاؤ۔ ورنہ سر کے بال کنگھی سے درست کرلو بیوی ساتھ ہو اور کوئی عذر مانع نہو تو مجامعت بھی مستحب ہے اسکے بعد نیت احرام غسل کرو۔ اگر غسل نہ کرسکو تو وضو ہی سہی سلے ہوئے کپڑے بدن سے دور کرو اور دو کپڑے سفید پاک نئے ہوں یا دھلے ہوئے یعنی چادر۔ اور تہ بند پہنو پہننے سے قبل کپڑوں اور بدن پر خوشبو لگاؤ۔ مگر کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگاؤ

جسکا جسم باقی ہے۔ اسکے بعد دو رکعت نفل بنیت احرام پڑھو بشرطیکہ وقت مکروہ نہو۔ اور فرض نماز کے بعد احرام باندھ لیا جائے تو بھی کافی ہے۔ سنتوں میں بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھو اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ قل یا ایہا الکافرون کے بعد یہ آیت پڑھے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ اور بعد قل ھو اللہ احد کے یہ آیت پڑھو۔ ربنا اتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا۔ سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ بیٹھے اور دل میں نیت کرو کہ میں احرام باندھتا ہوں حج کا یا عمرہ کا یا دونوں کا۔ اور زبان سے کہو اگر حج کی نیت ہو تو یہ دعا۔ اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی اور عمرہ کی نیت ہے تو یہ دعا اللھم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی اور اگر حج اور عمرہ دونوں کی نیت ہے تو یہ دعا پڑھو۔ اللھم انی ارید الحج والعمرۃ فیسرھما لی وتقبلھما منی بس احرام بندھ گیا اسکے بعد باواز بلند تلبیہ پڑھو اور وہ یہ ہے۔ لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔ اس تلبیہ میں سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے۔ مستحب ہے کہ جب تلبیہ کہا جائے تو برابر تین مرتبہ کہا جاوے اور بیچ میں کلام نکرے بلکہ سلام کرنا بھی مکروہ ہے تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھو اور دعا مانگو۔ اگر غیر عاقل بچہ ساتھ ہو تو اسکی طرف سے ولی خود احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھے اور بچہ کو ممنوعات احرام سے بچاتا رہے۔ اگر بچہ سے ممنوعات احرام صادر ہونگے تو جزا لازم نہ آئیگی عورت کا احرام بھی مردونکی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سلے ہوئے کپڑے نہ اتارے۔ موزہ پہننا بھی جائز ہے اگرچہ نہ چھپانا چاہئے تلبیہ زور سے نہکہے اور سر نہ کھولے منھ پر کپڑا ڈالنا کہ جسم سے مس کرے جائز نہیں۔ اسی طرح پنکھا وغیرہ منھ پر رکھنا کہ رخسار نسے چپک جائے کافی نہیں ہے کا نیا ہوا پانچ منھ پر لگا لیا جائے تا کہ برقع اس پانچ پر رک جائے حیض و نفاس کی حالت میں نماز نہ پڑھے غسل کر کے احرام باندھے یہ غسل احرام کا ہے نہ کہ غسل طہارت۔ باقی احکام عورتوں کے مردوں کے مثل ہیں جب احرام بندھ چکا تو ممنوعات سے بچنا اور مستحبات کا لحاظ رکھنا چاہئے

عمرہ کے ادا کرنیکا طریقہ

یاد رکھو کہ عمرہ حنفی کے نزدیک تمام عمر میں ایکبار ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور عمرہ رمضان کا اور دنوں سے

افضل ہے۔ کیونکہ اُس کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔ بلکہ مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ رمضان کا اُس حج کی برابر ہے۔ کہ میرے ساتھ حج کیا ہو۔ نویں ذی الحجہ سے تیرھویں تاریخ تک عمرہ کا لانا مکروہ تحریمی ہے عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی آفاقی میقات کے قریب پہونچے تو بطور مسنون عمرہ کا احرام باندھے بعد احرام کے محرمات و مکروہات احرام سے بچتا رہے جب زمین حرم میں پہنچے۔ عمرہ کے احکام حج کی مثل ہیں مگر ان امور میں فرق ہے (۱) عمرہ فرض نہیں ہے (۲) اس کے جواز کے وقت متعین نہیں۔ البتہ سال میں پانچ دن مکروہ ہیں۔ (۳) عمرہ فوت نہیں ہو سکتا بخلاف حج کے (۴) عمرہ میں وقوف عرفہ و مزدلفہ و رمی و خطبہ و جمع بین الصلوتین نہیں ہے (۵ و ۶) عمرہ میں طواف قدوم و طواف وداع نہیں ہے (۷ و ۸) عمرہ کے فاسد کرنے سے یا جنابت میں طواف کرنے سے کفارہ میں بکری ذبح کرنا کافی ہے بخلاف حج کے (۹) عمرہ کے احرام کا میقات ہر شخص کیلئے خواہ مکی ہو خواہ آفاقی حِل ہے یعنی حدِ حرم کا خارج بخلاف حج کے کہ مکی کا میقات حرم ہے (۱۰) عمرہ میں اوّل استلام حجر اسود کے وقت لبیک کہنا موقوف کر دیا جاتا ہے بخلاف حج کے کہ اول رمی یعنی رمی جمرہ عقبہ سے تلبیہ قطع کرنا ہوتا ہے (۱۱) عمرہ کے طواف کی جنابت میں صدقہ نہیں ہے بخلاف حج کے

فرائض عمرہ (۳)

(۱) زمین حرم سے باہر احرام باندھنا۔

(۲) نیت کرنا۔

(۳) طواف کرنا۔

واجبات عمرہ (۲)

(۱) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲) حلق یا قصر کرنا۔

مفسد عمرہ (۱)

(۱) قبل اکثر طواف کے جماع کرنا۔

فائدہ

لباب میں ہے کہ عمرہ کے احرام۔ فرائض۔ واجبات۔ سنن۔ محرمات۔ مفسدات۔ مکروہات

احصار وغیرہا کا حکم حج کی مثل ہے۔

قِران کے ادا کرنیکا طریقہ

حج و عمرہ دونوں کی نیت ایک ساتھ کرنیکو قران کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک قران تمتع اور افراد دونوں سے افضل ہے۔ لیکن مکہ معظمہ اور میقات کے اندر رہنے والوں کو اور نیز اس شخص کو جو حج کے مہینوں کے قبل مقیم مکہ ہو چکا ہو قران کرنا درست نہیں ہے اور اگر مکی شخص یا جو کوئی بھی حکم میں مکی کے ہو وہ حج کے مہینے کے قبل مثلاً رمضان میں میقات سے باہر چلا گیا تو اب وہ قران کر سکتا ہے اور طریقہ قران کا یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات کے قریب پہونچو اور بطور مسنون بعد غسل اور دوگانہ نماز کے عمرہ اور حج دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھو اور بعد دوگانہ کے دل میں عمرہ اور حج دونوں کی نیت کر کے زبان سے یوں کہو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ پھر دوسرے تلبیہ میں لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ الخ کہو اور قران کے احرام کا طریقہ حج کے مثل ہے۔ اور قبل حج کے مہینوں کے قران کا احرام باندھنا مکروہ تحریمہ ہے۔

تمتع کے ادا کرنیکا طریقہ

حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کے افعال کرنا اور وطن جانے سے پہلے قبل احرام کھولنے کے یا بعد اس کے حج کا احرام باندھکر حج بھی کر لینا اس کو تمتع کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک تمتع کو قران سے افضل نہیں ہے مگر افراد سے ضرور افضل ہے اور مکی کو اور داخل میقات رہنے والیکو اور جو شخص حج کے مہینوں سے پہلے بغیر احرام باندھے مکہ میں مقیم ہو چکا ہو ان لوگوں کو تمتع کرنا درست نہیں ہے

تمتع کے ادا کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ اول احرام عمرہ کا باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرو پھر حلق یا قصر کرو اور احرام کھولکر مکہ ہی میں خواہ کسی اور جگہ قیام کرو مگر وطن کو نہ جاؤ اس کے بعد جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام اپنی میقات سے باندھکر حج ادا کرو اور اگر مکہ ہی میں مقیم ہو تو آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھ کر منی کو جاؤ اور آٹھویں سے پہلے احرام باندھنا افضل ہے

داخلہ بیت اللہ

خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے بشرطیکہ اس کے آداب کا لحاظ رکھے اور بغیر ایذا رسانی یا کچھ دیئے دلائے نصیب ہو جائے مگر آجکل یہ
مستحب داخلہ شاذ ہو گئی ہے اسلئے کہ عموماً جو لوگ اندر داخل ہونا چاہتے ہیں وہ خدام کعبہ کو جبتک کچھ ادا نہ کریں اسوقت تک اندر نہیں جا سکتے اور یہ
صورت ناجائز نہیں ہے حطیم میں جو کہ بیت اللہ کا حصہ ہے جو تعمیر میں باہر رہ گیا ہے اسلئے اسی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ لینا گویا بیت اللہ کے اندر
نماز پڑھ لینا ہے۔ ہاں اگر کسی ملاقات یا تعارف سے بلا الفرق اندر جانا نصیب ہو جائے گو شیبی یا خدام کعبہ کے اس احسان کا بدلہ بعد میں حسب وسعت
مال سے بھی کر دیا جائے تو خیر کچھ مضائقہ نہیں یا سال میں دو دفعہ جبکہ عام داخلہ ہوتی ہے اسوقت یہ شرف نصیب ہو جائے تو خانۂ
کعبہ میں داخل ہوتے وقت داہنا قدم پہلے اندر رکھو اور یہ دعا پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَللّٰهُمَّ
افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا ط اس کے بعد عاجزانہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے بہت
ادب سے اندر داخل ہو اور چھت کیطرف نہ دیکھو کیونکہ بے ادبی ہے دروازہ سے داخل ہو کر سامنے چلے جاؤ جب سامنے کی دیوار تین ہاتھ باقی رہے
تو وہیں نفل نماز دو رکعت یا چار رکعت یا زیادہ ادا کرو بعد نماز کے دیوار پر اپنے رخسارہ کو رکھ کر خدا کی حمد کرو اور استغفار و توبہ کی کثرت کرو
اور جہاں تک ممکن ہو دعا کرو پھر چاروں گوشے میں جا کر تحمید استغفار و تسبیح و تہلیل و تکبیر و درود و دعا میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے
اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرو اور یہ دعا پڑھو۔ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ
لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ط اَللّٰهُمَّ كَمَا اَدْخَلْتَنِيْ بَيْتَكَ فَاَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ ط اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ
رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ ط يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ ط اَللّٰهُمَّ يَا خَفِيَّ اللُّطْفِ اٰمِنَّا مِمَّا نَخَافُ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ط وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط اور دعائیں جو اس کے علاوہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا صحابہ سے منقول ہیں انہیں سے جو چاہو پڑھو اور خانہ کعبہ سے نکلنے کے وقت بایاں قدم پہلے باہر رکھو اور
یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ
لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ۔

فرائض حج (۶)

۱۔ احرام یعنی دل میں حج کی نیت کر کے لبیک پکارنا۔ ۲۔ نویں تاریخ میں آفتاب ڈھلنے کے وقت سے صبح تک اگرچہ ایک لحظہ ہو عرفات پر ٹھہرنا۔ ۳۔ طواف زیارت (جو دسویں یا گیارہویں یا بارہویں ذی الحجہ کو بعد حلق یا قصر کے ہوتا ہے) کرنا ۴۔ ان تینوں فرائض کو بالترتیب ادا کرنا۔ ۵۔ ہر فرض کو اس کے مقام میں ادا کرنا۔ ۶۔ قبل وقوف عرفہ کے جماع ترک کرنا۔

(ف) واضح ہو کہ وقوف اور طواف زیارۃ حج کے رکن ہیں۔ اور وقوف طواف سے اقوائے رکن ہے اور ترک جماع فرض حج کے ملحقات سے ہے

(حکم) انمیں سے اگر کوئی چیز ترک ہو جائیگی تو حج باطل ہو جائیگا اور اسکی تلافی قربانی کرنیسے نہیں ہو سکتی۔

واجبات حج بلاواسطہ (۵)

(۱) سعی کرنا یعنی درمیان صفا و مروہ کے دوڑنا (۲) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۳) کنکریاں مارنا (۴) حلق یا قصر کرنا (۵) خاص آفاقی کو طواف الوداع کرنا۔

واجبات حج بالواسطہ (۳۰)

(۱) احرام میقات سے باندھنا۔ (۲) محظورات احرام سے بچنا (۳) صفا سے سعی شروع کرنا۔ (۴) سات پھیرے پورا کرنا (۵) جب کوئی عذر نہ ہو تو پیادہ سعی کرنا (۶) صفا مروہ کے بیچ میں پوری مسافت طے کرنا (۷) عرفات پر غروب آفتاب تک ٹھہرنا (۸) عرفات سے واپس آنے میں امام کی متابعت کرنا۔ (۹) مزدلفہ میں (اگرچہ ایک ساعت ہو) ٹھہرنا (۱۰) مزدلفہ میں پہونچنے تک نماز عشا و مغرب کی تاخیر کرنا (۱۱) دسویں تاریخ کی کنکریاں حلق یا قصر سے پہلے مارنا (۱۲) ہر دن کی رمی اسی دن کرنا (۱۳) ساتوں کنکریاں پھینکنا (۱۴) سر کے بال منڈانا یا کتروانا (۱۵) حلق یا قصر چوتھائی سر کا ایام نحر میں کرنا (۱۶) بعد طواف معتدبہ کے سعی کرنا (۱۷) حلق یا قصر

نیز حرم میں کرنا۔ (۱۸) طواف زیارت ایام نحر میں کرنا (۱۹) حطیم کو ملا کر طواف کرنا (۲۰) طواف میں حدث و جنابت سے طاہر ہونا (۲۱) طواف میں کپڑے کا طاہر ہونا۔ (۲۲) ستر چھپا کر طواف کرنا (۲۳) اگر کوئی عذر نہ ہو تو پاپیادہ طواف کرنا۔ (۲۴) داہنی طرف سے طواف شروع کرنا (۲۵) بعض کے نزدیک ابتداء حجر اسود سے کرنا۔ (۲۶) بعد طواف کے دو رکعت نماز پڑھنا (۲۷) قارن و متمتع کو قبل ذبح کے رمی کرنا۔ (۲۸) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا (۲۹) قارن اور متمتع کو قبل حلق کے ذبح کرنا۔ (۳۰) قارن و متمتع کو ایام نحر میں ذبح کرنا۔

حکم۔ ان امور میں سے اگر کسی کو ترک کریگا تو اسکی جزا لازم ہوگی اور حج درست ہو جائیگا عمداً ترک کرے یا سہواً لیکن عمداً ترک کرنیوالا گنہگار بھی ہوگا

سنن حج (۱۰)

(۱) آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ سے عرفات کو جانے کیلئے نکلنا اگرچہ اس تاریخ کو منا میں جا کر ٹھہر جائیگا اور اگلے دن نویں کی صبح عرفات پہنچ جائیگا اگرچہ خروج بہ نیت عرفات ہی ہو (۲) نویں ذی الحجہ کی شب کو منا میں رہنا۔ (۳) بعد طلوع آفتاب کے نویں ذی الحجہ کو منا سے عرفات کو چلے جانا (۴) عرفہ کو عرفات میں غسل کرنا (۵) دسویں ذی الحجہ کو مزدلفہ میں رات کا گذارنا (۶) دسویں ذی الحجہ کو قبل طلوع آفتاب کے مزدلفہ سے منا کو جانا (۷) ایام منا میں منا کے اندر رات گذارنا (۸) مکہ میں آنیکے وقت محصب میں اترنا (۹) طواف قدوم اس آفاقی کیلئے جو افراد یا قران کرتا ہو (۱۰) امام کا تین مقاموں میں خطبہ پڑھنا۔ پہلے مکہ میں ساتویں ذی الحجہ کو دوسرے عرفات میں نویں کو تیسرے منا میں گیارھویں کو۔

حکم۔ ان امور کے کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان کے ترک سے جزا لازم نہیں آتی مگر ترک کرنا برا ہے۔

احرام کے فرائض و مباحات وغیرہ

فرائض احرام (۲)

۱۔ نیت اس عبادت کی دل میں کرنا جس کے لئے احرام باندھا ہے۔ ۲۔ کوئی لفظ ایسا کہنا جس سے تعظیم اللہ تعالیٰ کی معلوم ہو جیسے لبیک اللھم لبیک یا سبحان اللہ وغیرہ۔

حکم۔ ان فرائض کے ترک سے احرام صحیح نہ ہوگا۔

واجبات احرام (۲) - ۱- میقات سے احرام باندھنا۔ ۲- محظورات احرام سے بچنا۔

حکم۔ ان واجبات کے ترک سے دم یا جزا لازم ہوگی۔

سنن احرام (۹)- ۱- احرام حج کا حج کے مہینوں یعنی شوال ذی قعدہ اور عشرہ ذی الحجہ میں باندھنا۔ ۲- اپنے شہر یا میقات سے احرام باندھنا۔ ۳- احرام کیلئے غسل کرنا۔ ۴- دو کپڑے یعنی ایک چادر اور ایک تہمد پہننا۔ ۵- احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا۔ ۶- دو رکعت سنت احرام کی ادا کرنا بشرطیکہ طلوع غروب۔ استوا یا بعد فجر اور بعد عصر نفلوں کے کراہت کا وقت نہ ہو۔ ۷- لبیک جو حدیث میں وارد ہے بلا کمی بیشی کے پڑھنا۔ ۸- جب لبیک کہے تو اسکو تین بار کہنا۔ ۹- مرد کو لبیک با آواز بلند کہنا۔

حکم۔ ان سنتوں کے ترک سے کچھ جزا نہیں لازم آتی مگر چھوڑنا مناسب نہیں ہے انکو ادا کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔

مستحبات احرام (۶)- ۱- احرام کے غسل سے پہلے حجامت بنوانا اور زیر ناف کے بال لینا۔ ۲- غسل میں نیت احرام کی کرنا۔ ۳- تہبند اور چادر نئی یا سفید دھوئی ہوئی ہونا۔ ۴- احرام میں دل اور زبان دونوں سے نیت کرنا۔ ۵- ہر حال ہر وقت ہر مکان اور ہر کیفیت کے بدلنے میں لبیک زیادہ کہنا۔ ۶- میقات کے پیشتر سے احرام باندھنا۔

حکم۔ ان مستحبات کے کرنے میں ثواب ملتا ہے اور ترک کرنے سے کچھ لازم نہیں آتا۔

محرمات احرام جنمیں جزا لازم نہیں آتی لیکن گنہگار ہوتا ہے (۳)

۱- رفث یعنی ذکر جماع یا دواعی جماع عورتوں کے سامنے کرنا۔ ۲- کل معاصی و فسق و فجور۔ ۳- دنیوی امور میں لوگوں سے جھگڑا کرنا (اور اگر دینی امور ہوں تو بغرض احقاق حق بغیر تعصب و نفسانیت کے جھگڑنا درست ہے)

مکروہات احرام (۱۹) ۱- بدن سے میل دور کرنا۔ ۲- سر یا داڑھی یا اور بدن کا بیری کے پتے یا صابون یا اشنان سے دھونا۔ ۳- زینت کے قصد سے کپڑا دھونا اور اگر پاکی کے قصد سے ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ ۴- سر کے بال یا داڑھی میں کنگھی کرنا۔ ۵- کھجلانا سر یا داڑھی کا اس حالت میں کہ بال اکھڑنے یا جوں کے مرنے کا خوف ہو۔ ۶- چادر میں گرہ دیکر گردن پر باندھنا۔ ۷- بغیر آستین پہنے ہوئے یا تکمہ باندھے ہوئے کسی قبا یا عبا کا صرف مونڈھوں پر ڈالنا۔ ۸- چادر یا تہبند میں ایک طرف کو دوسرے طرف سے گرہ باندھنا یا دونوں کنارے ملا کر گانٹھنا یا سوئی چبھونا یا دوڑے وغیرہ سے باندھنا۔ ۹- جو کپڑا خوشبو سے ہوا دیکر

بسا یا گیا ہو اُسکا پہننا (مگر بعض علما نے اسکو مباح بھی کہا ہے) واللہ اعلم بالصواب - ۱۰- خوشبو یا خوشبودار میوہ یا خوشبودار گھانس کو سونگھنا - ۱۱- خوشبودار چیزوں کا چھونا اسطرح پر کہ بدن سے اسکا جرم لگ نہ جائے اگرچہ اُسکی خوشبو بدن میں سرایت کر جائے - ۱۲- خوشبو سونگھنے کیلئے دکان میں خوشبو ساز کے بیٹھنا - ۱۳- اپنی آراستگی کرنا - ۱۴- سوائے سر اور منھ کے کسی اور جگہ بدن پر بغیر مرض کے پٹی باندھنا - ۱۵- کعبہ کے پردہ کے اندر جانا اسطرح پر کہ سر یا منھ سے پردہ لگ جائے - ۱۶- چھپانا ناک یا ٹھوڑی یا رخسارہ کا کپڑے سے - ۱۷- کھانا ایسے طعام کا جو پکا ہوا نہو اور اس سے خوشبو آتی ہو اور اگر پکا ہوا ہو تو مکروہ نہیں ہے - ۱۸- منھ اوندھا تکیہ پر رکھنا ۱۹- کپڑے کی گٹھری یا لحاف یا توشک سر پر اُٹھانا -

حکم - ان مکروہات سے بچنا بہتر ہے اور اگر نہ بچ سکا تو انکی ارتکاب سے جزا نہیں لازم آتی -

مباحات احرام (۴۴) (۱) پاکی یا خنکی کے قصد سے خالص پانی سے غسل کرنا - (۲) پانی میں غوطہ لگانا - (۳) حمام میں داخل ہونا (۴) پاکی کے قصد سے کپڑا دھونا - (۵) انگوٹھی پہننا - (۶) تلوار یا اور کوئی ہتھیار باندھنا (۷) ہمیانی یا کمر بند کمر پر باندھنا (۸) گھر یا دیوار یا خیمہ یا چھتری سے سایہ لینا - (۹) سادہ سرمہ لگانا یعنی جسمیں خوشبو نہو - (۱۰) آئینہ دیکھنا - (۱۱) مسواک کرنا (۱۲) دانت اکھاڑنا (۱۳) ٹوٹے ہوئے ناخنوں کا کاٹنا (۱۴) بغیر دور کرنے بال کے فصد لینا یا پچھنے لگانا (۱۵) پڑوال یعنی آنکھ میں جو بال اُگ گئے ہوں انکا اکھاڑنا (۱۶) ختنہ کرنا (۱۷) آبلہ پھوڑنا (۱۸) ٹوٹے ہوئے عضو پر پٹی باندھنا - (۱۹) بطریق معمول سئے ہوئے کپڑے اور خالص ریشمی اور خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے کے علاوہ اور کپڑے سفید یا رنگین کا پہننا (۲۰) تہمد میں جیب سی لینا تاکہ گھڑی یا روپیہ پیسہ رکھ سکیں (۲۱) چادر کے دونوں کنارے تہمد میں گھرونسنا (۲۲) سر یا رخسارہ تکیہ پر رکھنا (۲۳) اپنا یا دوسرے کا ہاتھ منھ یا ناک پر رکھنا (۲۴) ایسی جوتے کا پہننا جس سے ٹخنہ کی ہڈی جو قدم کے بیچ میں ہے نہ چھپے (۲۵) کھڑاؤں پہننا (۲۶) جسقدر داڑھی نیچے ٹھوڑی کے لٹکی ہے اسکو چھپانا (۲۷) کان یا گردن یا ہاتھ بلکہ تمام بدن کا چھپانا سوائے سر اور منھ کے (۲۸) لگن - دیگ - طباق - رکابی - چارپائی - سبزی وغیرہ سر پر اُٹھانا - (۲۹) شکار صحرائی کا گوشت کھانا جسکو غیر محرم نے بدون شرکت محرم کے حل میں شکار اور ذبح کیا ہو (۳۰) پکا ہوا خوشبودار طعام کھانا (۳۱) گھی یا روغن زیتون یا چربی یا تل کا تیل یا اور کوئی ایسا تیل جسمیں خوشبو نہو کھانا (۳۲) زخم یا بیوائی پر تیل لگانا (۳۳) بدن کو چکنا کرنا گھی یا چربی سے نہ تیل سے (۳۴) سوائے حرم کے اور جگہ کا درخت یا سوکھی ہری گھانس کاٹنا (۳۵) ایسا شعر جسمیں گناہ کی بات نہو پڑھنا یا تصنیف کرنا (۳۶) اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا مگر امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے (۳۷) اونٹ گائے بکری - گھریلو مرغی - بطخ کا ذبح کرنا نہ صحرائی مرغی و بطخ کا (۳۸) ہر درندہ حملہ کرنیوالے کا مارنا یہ جانور حرم میں ہوں یا غیر حرم میں (۳۹) موذی جانوروں کا مارنا جیسے سانپ بچھو مکھی مچھر پسو چچڑی چھپکلی - گرگٹ - بھڑ

کھٹمل چوہا گھونس چیل مردار خوار کوا (جسکو عربی میں غراب البقع کہتے ہیں) مگر جوں کا مارنا درست نہیں کیونکہ وہ بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے۔ (۴۰) کھجلانا بال والے عضو کا نرمی سے جبکہ بال ٹوٹنے یا جوں مرنیکا خوف ہو اور اگر یہ خوف نہو یا وہاں بال نہوں تو زور سے بھی کھجلانا درست ہے۔ (۴۱) خوشبو سازکی دکان میں کسی ضرورت سے بیٹھنا نہ خوشبو سونگھنے کی غرض سے (۴۲) ادب سکھلانیکے واسطے اپنے خادم کو مارنا (۴۳) سئے ہوئے کپڑے کو اپنے مونڈھے یا ہاتھ پر بغرض حفاظت یا اسباب اٹھانیکے ڈالنا۔ (۴۴) پان کھانا بشرطیکہ اسمیں خوشبودار تمباکو یا الائچی یا لونگ وغیرہ نہو

مقامات اجابت دعا (۱۹)

(۱) مطاف یعنی طواف کرنیکی جگہ جو گرد بیت اللہ کے ایک دائرہ بنا ہوا ہے (۲) ملتزم یعنی مابین حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے (۳) میزاب رحمت کے نیچے (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) چاہ زمزم کے پاس (۶) مقام ابراہیم کے پاس (۷ و ۸) صفا و مروہ پہاڑ پر (۹) مابین صفا و مروہ خصوصًا میلین اخضرین کے درمیان۔ (۱۰ و ۱۱) عرفات و مزدلفہ (۱۲) منا خصوصًا مسجد خیف کے اندر (۱۳) جمرات کے پاس (۱۴) جس مقام سے پہلے خانہ کعبہ دکھلائی دے (۱۵) حطیم کے اندر (۱۶) حجر اسود کے پاس (۱۷) رکن یمانی کے پاس (۱۸) مستجار کے پاس یعنی رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے اس بند کردہ دروازہ کے درمیان جو موجودہ دروازہ کی پشت پر تھا۔ (۱۹) باب کعبہ کے سامنے۔

وہ مقامات جہاں مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے (۱۱)

(۱) خانہ کعبہ کے اندر (۲) مقام ابراہیم کے پیچھے (۳) مطاف میں حجر اسود کے مقابل (۴) قریب رکن عراقی کے جو درمیان حطیم اور دروازہ کے واقع ہے (۵) اُس حفرہ میں جو ملا ہوا ہے کعبہ سے مابین کعبہ و حطیم کے۔ اور جبرائیل علیہ السلام کی امامت کی جگہ کہلاتی ہے (۶) کعبہ کے دروازہ کے نزدیک (۷) جمیع جوانب وجہ بیت اللہ کے (۸) حطیم خصوصًا میزاب کے نیچے (۹) رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان (۱۰) نزدیک رکن شامی کے اسطرح پر کہ باب العمرہ اُسکے پیچھے (۱۱) جانب رکن یمانی کے جو آدم علیہ السلام کا مصلے ہے۔

مکہ معظمہ کے وہ مقامات جن کی زیارت مستحب ہے (۲۶)

(۱) دار خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اسمیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور ہجرت تک وہیں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا مسکن تھا (۲) جائے ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) دار ابی بکر رضی اللہ عنہ جو زقاق متواغلین میں ہے اور وہاں دو پتھر تھے ایک کو پتھر متکلم کہتے تھے اور دوسرے کو پتھر متکا دیے دونوں اب وہاں پر نہیں ہیں (۴) مولد یعنی جائے ولادت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) مولد حضرت علی رضی اللہ عنہ (۶) دار ارقم جو دار خیزران مشہور ہے جسمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تھے (۷) غار جبل ثور جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وقت ہجرت کے چھپے تھے (۸) غار جبل حرا مشہور جبل نور جو نبوت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گاہ تھا اور یہیں سب سے پہلی وحی یعنی شروع اقرء نازل ہوئی اور شق صدر بھی وہاں ہوا (۹) مسجد الرایہ (۱۰) مسجد الجن (۱۱) مسجد الشجرہ (۱۲) مسجد الغنم اور اسکو مسجد الاجابہ بھی کہتے ہیں (۱۳) مسجد مجتبیٰ قریب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (۱۴) مسجد اجیاد (۱۵) مسجد جبل ابو قبیس جو حرم میں سے نظر آتی ہے (۱۶) مسجد ذی طوی جو تنعیم کی راہ میں ہے (۱۷) مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اب یہیں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں (۱۸) مسجد عقبہ معروف بہ مسجد البیعت جو قریب منیٰ کے ہے مکہ سے منا جانیکے وقت بائیں جانب ذرا راستہ سے ہٹی ہوئی پڑتی ہے (۱۹) مسجد دار النحر جو منا میں درمیان جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے عرفات کو جانیکے وقت داہنی جانب پڑتی ہے (۲۰) مسجد الکبش معروف بمسجد ابراہیم منا میں وہ جگہ ہے جسمیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبح کیے گئے (۲۱) مسجد الخیف منا میں وہ مشہور مسجد ہے جسمیں ستر پیغمبروں نے نماز ادا کی ہے اور ستر پیغمبر وہاں مدفون ہیں (۲۲) غار مرسلات جہاں سورۂ مرسلات اتری ہے مسجد خیف کے قریب پہاڑ میں واقع ہے۔ (۲۳) مسجد عرفات ہو مسجد النمرہ کے (۲۴) مسجد جعرانہ تو کوس مکے سے طائف کی راہ میں ہے (۲۵) غار نزدیک عرفات کے جبل عمرہ کے نیچے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روز اترے تھے (۲۶) جنۃ المعلاۃ ایک مقبرہ ہے مکہ معظمہ کے نزدیک خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یہیں مدفون ہیں۔

؎ یعنی سناروں کا بازار جہاں زیور بنتا ہے

محبوب خدا کا وطن

ایک ترک کا قول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مبارک اگر چوتھے آسمان پر بھی ہوتا تو مسلمانوں کو کوشش کرنی پڑتی کہ کسی طرح وہاں تک پہونچ جائیں چہ جائیکہ اسی زمین پر ہے اور افسوس کہ مسلمان بے زیارت کئے گذر رہے ہیں اور بات حقیقت میں یہی ہے کہ جس مسلمان نے دنیا میں آکر اپنی ماں کا وطن اور راہبر پیغمبر کے مدفن مبارک کی بھی زیارت کی حج کیا دیکھا اور کیا کیا۔ افسوس اُن مسلمانوں کو ہونا چاہیے جو مالی استطاعت رکھتے ہوئے بھی حاضری آستانہ رسول سے محروم رہے اور اُس بد قسمت کے افسوس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جو مکہ معظمہ پہونچکر اپنے گھر واپس ہو جائے اور صرف دو سو میل کی مسافت

منھ موڑ کر شرفِ عظیم سے محروم رہے۔ جس مقدس شہر میں اللہ کے پیارے پیغمبر نے اپنی مبارک زندگی کے تیرہ برس گذارے ہوں اُس کے شرف کا کیا پوچھنا ہے اُسکی گلی گلی اور کوچہ کوچہ آنکھوں کے بل چلنے کے قابل ہے اور جس پاک زمین میں سیکڑوں صحابہ و ہزاروں اقطاب و ابدال اور لکھوکھا اولیا اللہ و صلحا و شہدا مدفون ہیں اُسکی فضل و کمال کا کیا کہنا۔ ایک بزرگ نے مدینہ منورہ حاضر ہوکر خوراک اسقدر کم کر دی تھی کہ ضعف کے سبب چلنا مشکل پڑ گیا اور جب خدام و مریدین نے عرض کیا کہ اتنا مجاہدہ نفرمائے تو رو کر کہا کہ جتنا زیادہ کھاؤں گا اسیقدر زیادہ بول و براز پیدا ہوگا اور مجھے شرم آتی ہے کہ جن پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں پڑے اُسکو اپنی نجاست سے گندہ بناؤں"

زیارت روضۂ اطہر سے محرومی بڑی غفلت اور سنگدلی کی علامت ہے حج کرکے ایسے نادان نہ بنجانا کہ وطن کی فکر غالب ہو جائے اس لئے کہ یہاں بار بار نصیب ہونا دشوار ہے۔

شہر مدینہ کے باشندوں میں آپکو خلق و ہمدردی اور رقت و سکنت کی وہ خاص بات نظر آئے گی جو شاید دنیا بھر میں کہیں نہ دیکھی ہوگی۔ تواضع۔ محبت۔ انکسار۔ صبر۔ قناعت وغیرہ اوصاف حمیدہ یہاں کے بچہ بچہ میں کھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں مکان بھی نسبت مکہ معظمہ کے ارزاں ملتے ہیں اگر حرم شریف کے قریب یہاں لوگے تو معاصری میں سہولت ہوگی اور چار یا پانچ نفری رہائش کے قابل مکان کھانا تک کی سکونت کیلئے صرف چار۔ پانچ روپیہ میں ملجائیگا۔

یہاں بھی بھوپال و بہاولپور و دیگر اسلامی ریاستوں اور رؤسا اہل اسلام کی وقف کردہ رباطیں بھی بکثرت ہیں جنمیں مساکین بلا کرایہ قیام کرتے ہیں۔

تنبیہ مدینہ کے ایام اقامت کو غنیمت سمجھکر اکثر اوقات مسجد شریف میں رہا کرو اور نماز پنجگانہ بجماعت ادا کرو اور تکبیر اولی میں شریک ہوکر پہلی صف میں امام کی داہنی جانب جگہ لینے کی کوشش کرو اگر ہوسکے تو اعتکاف بھی کرو اور ختم قرآن اور شب بیدار کرتے رہو قبۂ شریف پر بخشوع و خضوع نظر کرتے رہو اور پنجوقتہ بلکہ جب مسجد میں آؤ یا اُدھر سے گذرو سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا کرو لیکن زیارت کے وقت دیوار یا وہاں کی کسی چیز کو بوسہ مت دو اور نہ چمٹو اور نہ طواف کرو اور نہ جھکو اور نہ زمین کو چومو کیونکہ یہ سب امور ممنوع ہیں ان سے بچنا لازم ہے اور سجدہ کرنا تو حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف رخ کرکے نماز نہ پڑھنا کیونکہ بہ نیت عبادت و تعظیم قبر کے نماز پڑھنا حرام بلکہ کفر ہے اور قبر کی طرف پیٹھ نہ کرو۔ اور مدت اقامت میں درود و سلام و روزہ و صدقہ کی کثرت کرو خصوصاً ساکنین و مجاورین و باشندگان مدینہ کو صدقہ دینا اور افضل ہے یہ بھی یاد رکھو کہ یہاں پر کسی شے کا خریدنا چونکہ وہاں کے تاجروں دکانداروں اور باشندوں کی اعانت ہے اسلئے سب صدقہ کے حکم میں ہے جو کچھ خریدو یوں خیال کرکے خریدو کہ انکی معاش یہی ہے اس طرح کمائیں گے تو باطمینان یہاں رہ سکینگے یہ لوگ انکی اسجگہ پر سکونت کے ذریعہ اور سبب بنجائینگے تو ہم بھی ثواب میں داخل ہوجائینگے

ان مساجد کا بیان جو مکہ و مدینہ کی راہ میں واقع ہیں اور انکی زیارت مستحب ہے۔

(۱) مسجد تنعیم یعنی مسجد عائشہؓ جہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اور وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے (۲) مسجد سرف جہاں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور زفاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اور اتفاق سے انتقال بھی اسی جگہ ہوا اور وہیں دفن بھی ہوئیں۔ مکہ سے دس میل ہے (۳) مسجد مر الظہران جو منزل وادی فاطمہ پر واقع ہے (۴) مسجد خلیص تین روز کے فاصلہ پر مکہ سے درمیان عسفان و قدید کے واقع ہے (۵) مسجد عقبہ خلیص۔ اس سے تین میل آگے ہے (۶ و ۷ و ۸) جحفہ کی تینوں مسجدیں اور جحفہ اہل شام کا میقات ہے۔ (۹) مسجد بدر وہاں شہدائے بدر کی بھی زیارت کرنی چاہئے (۱۰) مسجد صفرا وادی (۱۱) مسجد الغزالہ (۱۲) مسجد صغیرہ روحا کی جو نام ایک کنوئیں کا ہے (۱۳) مسجد عرق الظبیہ روحا سے دو میل آگے ہے (۱۴) مسجد معرس وہاں سے مدینہ پانچ چھ میل رہجاتا ہے (۱۵) مسجد ذوالحلیفہ جو اہل مدینہ کا میقات ہے متصل مدینہ کے۔

کوئیں جنکی زیارت کرنا اور پانی پینا مستحب ہے

(۱) بیر اریس معروف بہ بیر خاتم مسجد قبا کے قریب ہے (۲) بیر عہن مسجد قبا سے مشرق جانب نصف میل کے فاصلہ پر ہے (۳) بیر بصہ مدینہ سے قبا کو جاتے ہوئے بائیں جانب ایک باغ میں ہے (۴) بیر حا باب مجیدی کی جانب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیوار شہر سے باہر باغ ابو طلحہ میں ہے (۵) بیر بضاعہ شامی دروازہ کے باہر باغ جمل اللیل میں ہے (۶) بیر رومہ مدینہ سے تین کوس وادی عقیق میں مسجد قبلتین سے آگے ہے۔ اسی کوئیں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بزرگ شیر خرید کر وقف فرما دیا تھا۔

مسجدیں جنکی زیارت مستحب ہے

(۱) مسجد قبا۔ مدینہ سے دکھن جانب دو میل پر واقع ہے شنبہ کے دن وہاں جانا اور نماز نفل پڑھنا بہت ثواب ہے (۲) مسجد الجمعہ معروف بہ مسجد العاتکہ و مسجد الوادی قبا سے مدینہ شریف آتے ہوئے بائیں طرف پڑتی ہے (۳) مسجد الفضیخ المعروف بہ مسجد الشمس قبا سے شرق کی طرف واقع ہے (۴) مسجد بنی قریظہ مسجد شمس سے شرق کیطرف ہے (۵) مسجد ام ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قریظہ سے اتر جانب ہے (۶) مسجد بنی ظفر مشہور بہ مسجد البغلہ بقیع سے پورب جانب (۷) مسجد الاجابہ معنہ

بقیع سے اتر جانب بلندی پر ہے (۸) مسجد المنارتین وادی عقیق کی راہ میں ہے (۹) مسجد الفتح جبل سلع پر واقع ہے (۱۰ و ۱۱)
مسجد سلیمان فارسی۔ مسجد علی اور مسجد ابی بکر یہ تینوں مسجدیں مسجد الفتح کے پاس ہیں (۱۳) مسجد بنی حرام وہاں ایک غار ہے
اسکی بھی زیارت کرنی چاہئے (۱۴) مسجد القبلتین۔ مسجد اقصیٰ سے خانہ کعبہ کیطرف قبلہ کی تحویل اسی مسجد میں ہوئی ہے یہ مسجد
مسجد الفتح سے مغرب کیطرف ہے (۱۵) مسجد السقیا۔ قریب مدینہ منورہ کے ہے (۱۶) مسجد الذباب مشہور بہ مسجد الرایہ ذباب پہاڑ پر
مدینہ سے شام کیجانب واقع ہے (۱۷) مسجد صغیر مشہور بہ مسجد الفسیح احد کی راہ میں مزار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے پورب
میں واقع ہے (۱۸) مسجد البقیع حضرت عقیل بن ابی طالب کے مزار سے پچھم جانب واقع ہے (۱۹) مسجد فاطمہ البقیع کے اندر
نام اسکا بیت الحزن ہے (۲۰) مسجد مصلی العید مشہور ہے (۲۱) مسجد ابی بکر مصلی العید کے شمال میں واقع ہے (۲۲) مسجد علی جانب
شام میں مصلی العید کے واقع ہے

سفر۔ پس اللہ تعالیٰ استطاعت اور توفیق دے تو ممالک اسلامی کا سفر کرے۔ حج تو فرض ہے
مقدم ہے۔ آستانۂ نبوی پر حاضر ہونا بھی لازم ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے
اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگی۔ اور کوئی حج کرے لیکن میرے پاس زیارت کو نہ آئے۔ اس نے مجھ پر
ظلم کیا۔ اللہ اللہ امت مرحومہ پر کیا شفقت ہے اور کیوں نہ ہو کہ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ انکی
شان ہے۔ پھر ہو سکے تو دیگر مقامات مقدسہ اور مزارات مطہرہ پر بھی حاضر ہو خلوص دل سے زیارت کرے
نیت صحیح سے صلوٰۃ وسلام پڑھے۔ فاتحہ پڑھے دعائے خیر کرے کہ یہ شعار اسلام ہے۔

ہندوستان سے عراق جانا ہو تو برٹش انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی جس کو مختصراً بی۔ آئی۔ ایس۔ این
کہتے ہیں اس کے جہاز باقاعدہ طور پر بمبئی سے بصرہ جاتے ہیں۔ جہازوں کی دو قسمیں ہیں ایک تیز رفتار جو ہر ہفتہ
ڈاک لاتے لیجاتے ہیں اور راستہ میں کم قیام کرتے ہیں دوسرے سست رفتار جو بیشتر مال لادتے ہیں۔ اور
راستہ کے اکثر بندرگاہوں میں قیام کرتے۔ دونوں قسم کے جہازوں میں کرایہ وہی ایک ہے جس کو جلد عراق پہنچنا
مقصود ہو وہ تیز رفتار جہاز میں سوار ہو جائے اور جس کا مقصد بحر عرب اور خلیج فارس میں سیر و تفریح کرنا اور صحت کی
خاطر سمندر کی ہوا کھانا ہو یا راستہ میں چھوٹے چھوٹے بندرگاہوں پر اترنا ہو تو وہ سست رو جہاز میں سفر کرے۔ جہاز
بالعموم صاف ستھرے ہیں آرام دہ ہیں۔ کرایہ حسب ذیل مقرر ہے

	درجہ اول معہ خوراک	درجہ دوم معہ خوراک	ڈک بغیر خوراک
بمبئی تا بصرہ	[illegible] ؎	[illegible] ؎	[illegible] ؎

کراچی تا بصرہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

درجہ اول اور درجہ دوم کے مسافر اگر کمپنی کا کھانا کھائیں اور بطور خود انتظام کریں تو درجہ دوم کے مسافر کو ڈک کا کرایہ اور درجہ اول کے مسافر کو ڈک کے کرایہ کا دو چند منہا کر دیا جاتا ہے علیٰ ہذا اگر ڈک کے مسافر کمپنی کا کھانا کھائیں اور بطور خود انتظام نہ کریں تو ان سے فی یوم عہ وصول کیا جاتا ہے درجہ اول کا دو طرفہ ٹکٹ بھی ملتا ہے واپسی کے واسطے چھ ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ مجموعی کرایہ میں بطور رعایت دس فیصدی تخفیف ہوتی ہے والدین کے ساتھ تین سال کی عمر تک بچہ کا کرایہ معاف ہے لیکن اگر ایسے بچے ایک سے زیادہ ساتھ ہوں تو ہر زائد بچہ کا کرایہ یک چہارم لیا جاتا ہے بارہ سال کی عمر تک نصف کرایہ مقرر ہے۔ بمبئی تا بصرہ کے مقابل کراچی تا بصرہ کے کرایہ میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ حتی الوسع بمبئی سے سوار ہونا بہتر ہے کہ شروع میں جگہ حسب دلخواہ مل سکتی ہے۔

جہاز پر ڈک کے سب حصے یکساں آرام دہ نہیں ہوتے۔ انجن کے قرب وجوار کے حصے گرم رہتے ہیں نیچے کے حصوں میں حسب دلخواہ ہوا اور روشنی میسر نہیں آتی بعض حصے راستوں سے ملحق ہوتے ہیں اور انکی حیثیت گذرگاہ کی سی رہتی ہے۔ جہاز کے کونوں پر جنبش زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ وسط کے حصوں میں مقابلۃً سکون رہتا ہے۔ بعض حصے گوداموں سے ملے ہوتے ہیں۔ راستہ میں کسی بندرگاہ پر سامان اتارا جائے یا رکھا جائے تو وہ حصے ہٹانے پڑتے ہیں اور جو مسافر ان پر مقیم ہوں انکو خواہ مخواہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ سب سے اوپر کا ڈک اچھا سمجھا جاتا ہے۔ بشرطیکہ تیز ہوا اور گرم دھوپ یا سخت بارش کا احتمال نہ ہو ہمسایوں کا سوال بھی مقام سے کچھ کم توجہ طلب نہیں ہے۔ بدمزاج اور کم تمیز ہمسایوں سے بھی بعض وقت بہت اذیت پہونچتی ہے۔ سفر بے لطف ہو جاتا ہے۔ ڈک پر اچھی جگہ لینے کے شوق اور فکر میں مسافر خوب دوادوش کرتے ہیں۔ عراق کے جہاز تو پھر بھی غنیمت ہیں مسافر کم ہوتے ہیں جگہ کی کوئی تنگی نہیں رہتی حجاج کے جہازوں پر سوار ہوتے وقت اور بھی زیادہ سخت کشمکش ہوتی ہے۔ حاد ثے ہو جاتے ہیں جہاز کی انتہائی گنجائش تک مسافر بھر دئیے جاتے ہیں "جائے تنگ است مرداں بسیار" کا نقشہ رہتا ہے اور پھر جہاز بھی اتنے آرام دہ نہیں ہوتے۔

کروڑگیری کے دفتر میں مسافروں کو بالعموم تین قسم کی دقتیں پیش آتی ہیں۔ یا تو سامان اس درجہ الٹ پلٹ کیا جاتا ہے کہ ڈھیر ہو جاتا ہے۔ از سر نو منگوانا پڑتا ہے۔ یا قیمت بہت زیادہ اندازہ کی جاتی ہے جس سے خواہ مخواہ محصول بڑھ جاتا ہے چنانچہ بعض لوگ مجوزہ قیمت کی زیادتی سے بیزار ہو کر محصول ادا کرنے کے بجائے خود اشیاء محصول طلب سے دست بردار ہو جانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خوب حجت ہوتی ہے۔ یہ تماشے بھی دیکھنے میں آتے

ہیں۔ تیسری دقت یہ کہ کثرت سامان کی وجہ سے معائنہ کی نوبت دیر میں آتی ہے اور تھکے ماندے مسافروں کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ معائنہ کے واسطے کئی عہدہ دار موجود رہتے ہیں ہر ایک کا مزاج جدا ہوتا ہے۔ بعض سخت گیر ہوتے ہیں۔ ہم کو خدا کے فضل سے بہت نرم مزاج عہدہ دار سے سابقہ پڑا۔

کروڑگیری کے دفتر سے متصل ہی ریلوے اسٹیشن ہے جو مارگل کہلاتا ہے۔ ایک چھوٹی لوکل ٹرین ٹھہری رہتی ہے۔ کروڑگیری کے مکمپلیٹ ہونے پر مسافر جلد جلد اس ٹرین میں سامان لا رکھتے ہیں۔ اور ڈبوں پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ بعد عصر یہ ٹرین روانہ ہو کر آہستہ آہستہ تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ میں مغرب کے قریب بڑے اسٹیشن مکینہ پہونچ جاتی ہے یہ سفر مفت ہے۔ زائرین کو اس کے واسطے کوئی ٹکٹ خریدنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ شب کو بھی مکینہ پر اسی ٹرین میں مسافر مقیم رہتے ہیں۔ ٹرین کے قریب بجلی کی روشنی اور پانی کا نل لگا ہوا ہے۔ تھوڑی فاصلے پر کافی صاف ستھرے بیت الخلا موجود ہیں۔ رات کو ٹرین کے اردگرد مسلح پہرہ رہتا ہے۔ غرضکہ ٹرین میں ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ البتہ مکینہ پر خورونوش کا کوئی سامان نہیں ملتا۔

بصرہ میں یوں تو ہوٹل بھی موجود ہیں۔ لیکن عشار میں علی مقام کے قریب ایک مسافرخانہ ہے جو زائرین کے قیام کے واسطے خاص طور پر موزوں ہے۔

رعایتی دو طرفہ ٹکٹ کے کتابچے اور معمولی یک طرفہ ٹکٹ بصرہ کے ریلوے اسٹیشن مارگل اور مکینہ پر ملتے ہیں شہر بصرہ میں بھی بمقام عشار ٹکٹ گھر موجود ہے لیکن رعایتی ٹکٹوں کے کتابچے بمبئی اور کراچی میں بھی مندرجہ ذیل دفاتر سے ملتے ہیں

(۱) ایجنٹ عراق گورنمنٹ ریلوے۔ بیلرڈ پیر، روڈ بمبئی۔

(۲) مولوی محمد باقر صاحب، حاجی دیوجی جمال کا مسافرخانہ جیل روڈ۔ عمر کھاری بمبئی۔

(۳) آنریری سکریٹری۔ انجمن فیض پنجتنی۔ پالاگلی بمبئی۔

(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمت اللہ کھارادر۔ کراچی۔

(۵) مسٹر عبدالعلی شیخ عیسیٰ جی۔ فریر روڈ۔ کراچی

بذریعہ ریل ٹرین مکینہ سے عور تک تقریباً ۹ گھنٹہ کا سفر ہے۔ اور حلہ تک ۱۲ گھنٹہ۔ عور اسٹیشن ہی کے قریب کلدانیوں کے آثار قدیمہ ہیں پیدل جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ حلہ اسٹیشن کے کچھ فاصلے پر بابل کے قدیم آثار ہیں۔ موٹر کار کے ذریعہ سے بسہولت آمدورفت رہتی ہے ان دونوں اسٹیشنوں پر مسافروں کے قیام کے واسطے

سرکاری ڈاک بنگلے میں فی کس روزانہ دو روپیہ کرایہ مقرر ہے

باہر سے لائی ہوئی میتیں - دور دور سے شیعہ صاحبان میتیں لاکر کربلائے معلّی اور نجف اشرف میں دفن کرتے ہیں۔ دونوں جگہ بڑے بڑے قبرستان موجود ہیں۔ دفن کے واسطے مقامی حکام حفظان صحت کی اجازت حاصل کرنا ضرور ہے۔ ہندوستان سے میتیں لیجانیکے متعلق حسب ذیل قواعد مقرر ہیں:-

(۱) مرطوب لاشوں کو کیمیائی ترکیب سے ایسے صندوقوں میں بند کرنا لازم ہے جن کے اندر لوہے یا سیسے یا جست کا پورا استر لگا ہو تاکہ آب و ہوا کے اثر سے محفوظ رہیں۔ البتہ خشک لاشوں کے واسطے اسقدر اہتمام کی ضرورت نہیں تاہم ان کو بھی اس طرح لپیٹنا یا بند کرنا لازم ہے کہ کوئی حصہ نظر نہ آسکے اور نہ کسی طرح کی بدبو پیدا ہو سکے۔

(۲) حاکم مجاز کا ایک صداقت نامہ حاصل کرنا چاہئے جس میں موت کا اصلی باعث درج ہو اور اس امر کی تصدیق ہو کہ کوئی متعدی مرض باعث موت نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ مرطوب لاش کیمیائی ترکیب سے صندوق میں باقاعدہ بند کی گئی ہے۔ یا خشک لاش میں کسیطرح کی بدبو نہیں ہے۔ ہندوستان میں ضلع کا سرکاری سول سرجن حاکم مجاز متصور ہوتا ہے۔

(۳) روانگی سے قبل پاسپورٹ کیطرح حاکم ضلع کے توسط سے میت کے داخلہ کے واسطے حکومت عراق سے اجازت نامہ حاصل کرنا لازم ہے۔

(۴) بصرہ میں حکام محکمہ حفظان صحت لاشوں کا معائنہ کرتے ہیں۔ صداقت ناموں اور اجازت ناموں کا معائنہ کرتے ہیں۔ اگر لاش قابل ادخال سمجھی جاتی ہے تو محصول فیس لیکر داخلہ کا پروانہ دیدیتے ہیں۔ مرطوب لاشیں صرف یکم نومبر سے ۳۱ مارچ تک داخل ہو سکتی ہیں۔ باقی مہینوں میں ممانعت ہے۔

(۵) جب تک مندرجہ بالا قواعد کی تکمیل نہ ہو گی لاشیں عراق میں داخل نہ ہو سکیں گی جن میتوں کو نجف اشرف میں دفن کرنا مقصود ہو وہ بصرہ سے حلہ تک ریل میں جاتے ہیں وہاں سے تقریباً ۴۰ میل گاڑی یا موٹر کار کا سفر ہے۔ کربلائے معلّی جانا ہو تو البتہ ریل کے سوا کسی سواری کی ضرورت نہیں۔ لاشوں کیواسطے بصرہ کے اسٹیشن مارگل سے ریل کا کرایہ حسب ذیل مقرر ہے۔

تفصیل	حلہ تک	کربلائے معلّی تک
خشک لاشیں فی لاش	۲ روپے	۱ روپے

مرطوب لاشیں پہلی لاش ۔۔ ۔۔ ۔۔
فی مزید لاش ۔۔ ۔۔ ۔۔

علی ہذا ہندوستانی ریلوں میں لاشیں لیجانیکا کرایہ مقرر ہے۔ جہاز پر بھی لاشیں مال واسباب کیطرح جاتی ہیں کرایہ حسب ذیل مقرر ہے۔ بمبئی سے بصرہ تک فی لاش پانسو روپیہ اور کراچی سے بصرہ تک ساڑھے چارسو روپیہ۔

قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا و مولانا حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر حسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ بغداد شریف میں آستانہ معلی مرجع عالم ہے۔

باب الشیخ بغداد شریف کا سب سے مشہور محلہ ہے۔ وہیں آستانہ معلی ہے۔ وہیں حضرت کی قدیم رباط ہے کبھی یہاں قران کریم کے حقایق و معارف شب و روز بیان ہوتے تھے۔ علماء و اولیا کا پروانوں کی طرح ہجوم رہتا تھا آج بھی جی چاہے فتوح الغیب میں حضرت کے ارشادات اور فتح الربانی میں حضرت کی خطبات دیکھے۔ اللہ اکبر کیا توحید ہے کیا رسالت ہے۔ کیا الوہیت ہے کیا عبدیت ہے۔ کیا ایمان ہے۔ کیا اخلاص ہے۔ کیا شریعت ہے۔ کیا حقیقت ہے کتاب و حکمت کے دروازے کھلے ہوئے۔ قول و فعل قرآن میں کھلے ہوئے حضرت غوث الاعظم بھی ماشااللہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی کیسی شاندار تصدیق ہیں اور کیوں نہ ہوں حسنی ہیں حسینی ہیں۔ خاتم النبیین کے نواسے ہیں۔ نانا کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ اللہ کی طرف بڑھتے ہیں تو فرشتے بھی عش عش کرتے ہیں کوئی آج مان لے۔ دیکھ لے کل ہر کوئی دیکھیگا۔ مانیگا

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی پوری تعلیم حضرت کی تصانیف میں موجود ہے اور حضرت کی زندگی مبارک کے مفصل حالات مستند تواریخ میں محفوظ ہیں۔

رباط شریف کے ارد گرد صاحبزادگان والاشان کے مکانات ہیں۔ ماشاءاللہ بہت صدیاں گذر چکیں لیکن خاندان مبارک کی وہی شان ہے۔ وہی آن بان ہے حسن صورت حسن سیرت علم ظاہر علم باطن اوقاف تمول فقر و غنا سب کمالات و برکات محفوظ ہیں۔ جاری ہیں چمن تازہ ہے پھل پھولوں سے لدا ہوا سبز و شاداب سدا بہار ہے آج بھی جو چاہے سیر کر لے گل مراد سے دامن بھر لے حضرت اقدس الحاج سید محمود حسام الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقیب الاشراف ہیں عالم

فاضل، عارف کامل، صاحب باطن، روشن ضمیر، اسیر کبیر، دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ یوں تو ماشاء اللہ
خوب شانِ جلالت ہے۔ عز و وقار ہے۔ حضوری حوصلہ طلب ہے۔ لیکن شرفِ نیاز حاصل کیجئے تو حضرت مدظلہ سے
بڑھ کر خلیق، شفیق، منکسر المزاج فقیر ملنے مشکل ہیں۔ سبحان اللہ کیا جامع الاضداد شان ہے۔ ایسے نقیب بارگاہ
قادری کے شایانِ شان ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ روضہ شریف کا دروازہ معینہ اوقات پر کھلتا ہے باقی
کل وقت تحلیہ رہتا ہے۔ حضرت پیر سید شرف الدین احمد صاحب مدظلہ آستانۂ معلیٰ کے کلید بردار ہیں۔ کنجی خصوصی
تحویل میں رہتی ہے اور حضرت شب و روز رباط شریف میں تشریف رکھتے ہیں۔ فقیری کی زندہ تصویر ہیں۔
محبت کے پتلے ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ صاحبِ دل اور صاحبِ باطن ہیں۔ ہر وقت لوگ چمٹے رہتے ہیں۔ اور
حسبِ حوصلہ مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے ہی کلید بردار بارگاہِ قادری کے شایاں شان ہیں۔

رہے آستانِ معلیٰ کے عابد، زاہد، طالب، سالک، فقیر، عارف، ان کو کوئی کیا جانے اور کہاں تک پہنچانے
حاصل کلام یہ کہ فیوضاتِ قادری کا سمندر اب بھی اسی شان سے موج زن ہے۔ کشتیوں کا تو ذکر کیا۔ بڑے
بڑے جہاز جھکولے کھاتے ہیں۔ اور حضرت غوث الاعظم کی ہدایت سے ساحل مراد پاتے ہیں۔ ذالک فضل
اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

جو لوگ بغرضِ زیارت بغداد شریف حاضر ہوں، باب الشیخ مشہور مقام ہے۔ اول آستانۂ معلیٰ پر
حاضر ہوں۔ حضرت کلید بردار صاحب ہر وقت تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت کی معرفت قیام وغیرہ کا انتظام
بسہولت ممکن ہے۔ حضرت نقیب الاشراف صاحب قبلہ کی خدمت میں نیاز حاصل ہو تو پھر کیا کہنا یا کسی
دوسرے صاحبزادہ کا توسل ہو تو بھی ہر طرح کی سہولت ہے۔

بغداد شریف قدیم سے عراق کا صدر مقام ہے۔ خلفائے عباسیہ کے عہد میں یہاں کا تمدن
اور تمول رونق اور آبادی شہرۂ آفاق تھی۔ اور بعد کی تباہی بھی سخت دل فگار ہے۔ بغداد شریف کی تاریخ
آبِ زر سے اور خونِ جگر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس سلسلہ میں زوال بغداد مولفہ مولوی عبد الحلیم شرر
مرحوم قابل دید ہے۔

شہر کے قرب و ارجوار میں سیر و تفریح کے باغ باغیچے بھی کم نظر آتے ہیں۔ پھولوں کی بھی قلت ہے
پھل ترکاریاں بخوبی ملتی ہیں۔ کھجور کی خوب افراط ہے۔ لوگ دودھ بہت کم پیتے ہیں۔ پنیر، مکھن، اور دہی کا
خرچ زیادہ ہے۔ خمیری روٹی پکتی ہے۔ لیکن خمیر اچھا نہیں اٹھتا۔ گوشت کی البتہ جس قدر تعریف کیجئے کم ہو

بہت لذیذ اور فربہ ہوتا ہے۔ عام کھانیکا مذاق توبہت معمولی ہے۔ امراء کے دسترخوان کی دوسری بات ہے۔ لباس کا عام معیار البتہ ہندوستان سے بہتر ہے۔ خاص کرا تبو انگریزی فیشن کا رواج ازحد بڑھ رہا ہے۔ اکثر معززین اور شرفا سوٹ بوٹ میں رہتی ہیں۔ صرف برائے نام عربی لباس کو نباہ رہی ہیں۔ مستورات میں بھی فیشن کا یہی حال ہے۔ لیکن شرفا میں ابھی پردہ باقی ہے اکثر یہودنیں بے پردہ پھرتی ہیں اور چونکہ لباس یکساں ہے مسلمان مستورات کا شبہ ہوتا ہے۔ تعلیم نسواں کا بھی شوق پیدا ہو رہا ہے۔ خدا کرے صحیح اصول پر تعلیم ہو

تاہم بڑے محکموں میں انگریزوں کا تقرر تو معاہدہ کی رُو سے بھی لابُد ہے۔ شاید غریب ہندوستانی خارج کر دیئے جائیں۔ عربی تو مادری زبان ہے۔ لیکن انگریزی کا بھی شوق بڑھ رہا ہے اور تعجب یہ کہ اُردو کا رواج دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ میل جول خرید فروخت میں اُردو سے بقدر ضرورت کام چل جاتا ہے۔ ملازمت کے علاوہ صنعت و حرفت اور تجارت کے شعبوں میں بھی ہندوستانی قدم جما رہے ہیں۔ پنجاب کے مسلمانوں کا عنصر سب سے بڑھا نظر آتا ہے جس سے ان کی بیداری اور اولوالعزمی ظاہر ہے۔ انگریزی روپیہ کاروبار چلتا ہے۔ لیکن خاص عراقی سکہ بھی عنقریب جاری ہوا چاہتا ہے۔ انشا اللہ

کربلائے معلیٰ میں عام مسافر خانے نہیں ہیں۔ البتہ فرقہ بواہیر نے اپنے لوگوں کے واسطے عالیشان ایک سرائے تعمیر کرائی ہے۔ عام زائرین کے قیام کے واسطے خدام کے مکانات ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے مخصوص وکیل سید محمد ہاشم صاحب ابن سید محمود آفندی مرحوم ہیں۔ محلہ عباسیہ میں قریب مسجد ان کا مکان ہے۔ کافی مشہور و معروف ہیں۔ بہت خلیق اور سمجھدار ہیں۔ ان کے توسل سے بہت آرام و اطمینان رہتا ہے۔

روضہ اقدس بہت وسیع اور شاندار عمارت ہے۔ گنبد اور میناروں پر طلائی کام ہے۔ اندر تمام حصوں میں آئینہ بندی ہے۔ باہر تمام عمارت پر در و دیوار پر چینی کی گل کاری ہے۔ حضرت سید الشہدا اور دونوں صاحبزادے حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر یک جا پہلو بہ پہلو آرام فرما ہیں۔ مزارات شریفہ کے اردگرد چاندی کی جالی کھڑی ہے۔ اس پر چاندی کی ڈھلواں دو پہلو چھت لگی ہے۔ بڑے صاحبزادے کے مزار پر تلوار اور ڈھال رکھی ہے اور چھوٹے صاحبزادے کے مزار کے قریب کچھ کھلونے جمع ہیں۔ خدا جانے کیا برقی اثر ہے۔ نظر پڑتے ہی دل تڑپ جاتا ہے۔ اسی گنبد میں قریب ہی ایک طرف کو حضرت قاسم کا مزار ہے

اسی عمارت کے ایک گوشے میں وہ یادگار عالم مقام ہے جہاں حضرت سید الشہدا گھوڑے سے اتر کر شہید ہوئے سنگ مرمر سے مستحکم کر دیا ہے۔ یہاں حاضر ہو کر بھی دل پھٹنے لگتا ہے۔ کل کی سی بات محسوس ہوتی ہے روضہ شریف کی ظاہری شان و شوکت آرایش و زیبایش دیکھکر خاص و عام سب کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور باطنی فیوض کا بھی یہ عالم ہے کہ ہر دل حسب استعداد سرشار ہو جاتا ہے۔ سال کے ۳۶۵ دن اور دن رات کے ۲۴ گھنٹے جس ذوق و شوق عقیدت و اخلاص اور جس کثرت کے ساتھ حضرت سید الشہدا کے مزار شریف پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ دل خود بخود بھر آتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں دریا محبت کا امڈ ا لیتا ہے۔ مرد، عورت، بوڑھے، جوان، بچے، امیر، غریب ہر کوئی اپنے حال میں محو اپنی کیفیت میں مست کسیکو کسیکی خبر نہیں۔ بلا مبالغہ معلوم ہوتا ہے شمعیں روشن ہیں اور پروانے بیساختہ فدا ہو رہے ہیں ع۔ دل آپ پر تصدق جاں آپ پر سے صدقے

مولوی عبد اللطیف صاحب شعبان زادہ اہل سنت و الجماعت کے وکیل ہیں **محلۃ العمارۃ** میں رہتے ہیں۔ کافی مشہور ہیں۔ بہت خلیق ہیں اور مہمانواز ہیں۔

رطبہ کے اسٹیشن تک تو عراق کی عملداری ہے۔ وہاں لاسلکی تار برقی بھی قایم ہے اور آئندہ یہاں شاید ہوائی جہازوں کا اسٹیشن بھی قایم ہو۔ لق و دق میدان میں بہت موقع کی جگہ ہے تدمور کا اسٹیشن شام کے علاقے میں واقع ہے۔ اور یہاں فرانسیسیوں نے ایک فوجی چھاؤنی ڈال رکھی ہے۔ یہ ایک قدیم تاریخی مقام ہے۔ بلکہ بلقیس اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے محلات کے شاندار آثار قدیمہ اب بھی موجود ہیں کشادہ محرابیں اور بلند ستون قابل دید ہیں۔ کبھی یہاں کیسی آبادی اور کیسی رونق ہو گی۔ موجودہ ویرانی میں بھی اُسکی جھلک نظر آتی ہے۔

دمشق میں حضرت علامہ بدر الدین صاحب مدظلہ اپنے زمانہ کے بڑے جید عالم مانے جاتے ہیں۔ صدہا علماء ممالک اسلام سے آکر حضرت کے درس میں شریک ہوتے ہیں تفسیر اور حدیث حضرت کا خاص مضمون ہے۔ دیکھنے کو ضعیف اور سن رسیدہ ہیں۔ لیکن ہمت جوان ہے تعلیم سے از حد دلچسپی ہے۔ شب و روز اسی میں مصروفیت رہتی ہے۔ حضرت کی توجہ سے کئی عربی مدارس آباد ہیں۔ عوام و خواص امیر و غریب سب حضرت کا احترام کرتے ہیں عقیدت کا دم بھرتے ہیں۔ حضرت کا اثر دیکھ کر حکومت فرانس بھی دبتی ہے بہت لحاظ اور ادب کرتی ہے۔

مسجد امویہ یعنی جامع دمشق اپنی تاریخی روایات وقدامت کے لحاظ سے دنیا کی ایک مشہور عمارت ہے
رومیوں کے زمانہ میں وہ بت خانہ تھی۔ جہاں سورج کے دیوتا کی پرستش ہوتی تھی عیسائیوں کے عہد میں وہ
کلیسا بن گئی اور مسلمانوں کے زمانہ سے وہ مسجد ہے عمارت میں کافی تغیرات ہوئے۔ تاہم کہیں کہیں قدیم
علامات وآثار بھی نظر آتے ہیں مسجد کا مسقف حصہ بہت وسیع اور شاندار ہے۔ اور اندر خوب مرصع ہے طلائی
نقش ونگار کا قیمتی کام ہے۔ سنا ہے حال تک ترکوں کے زمانہ میں بہت آراستہ رہتی تھی۔ بلوری جھاڑ فانوس
اور قیمتی فرش فروش تھے۔ اب بھی کچھ پرانا سامان باقی ہے مگر وہ بات کہاں۔ بہرحال یہ مسجد بھی دنیا کی قابل
دید عمارت ہے۔

اسی مسجد میں حضرت یحیی علیہ السلام کا مزار ہے۔ اسی مسجد کا شرقی منارہ ہے جس پر قرب قیامت میں
حضرت عیسی علیہ السلام کے نازل ہونیکی روایت ہے۔ مسجد کے صدر دروازہ کے قریب سلطان صلاح الدین
ایوبی رضی اللہ عنہ کا چھوٹا سا روضہ ہے۔ غازی اعظم کا سکہ آج تک یورپ کے دل پر بیٹھا ہوا ہے مسلمان تو درکنار
اب بھی صدہا یورپین سیاح حیرت وعظمت کے جذبات لیکر زیارت کے واسطے حاضر ہوتے ہیں معتبر لوگوں سے
معلوم ہوا کہ ولیم قیصر جرمنی نے بھی اپنے زمانہ میں شرف زیارت حاصل کیا تھا اور جوش عقیدت سے ایک مرصع
طلائی تاج نذر چڑھایا تھا جو مدت تک روضہ مبارک میں محفوظ رکھا رہا۔ دوران جنگ میں کچھ دنوں کیواسطے
انگریزی عمل دخل ہوا تو وہ تاج وہاں سے اٹھ گیا۔ یورپین سیاحوں کی خاطر مزار شریف پر غازی اعظم کی
شبیہ بھی آئینہ میں رکھی ہوئی ہے۔

مسجد امویہ کے صحن میں شرقی کنارہ پر درباری وہ عمارت ہے جہاں مظلومین کربلا حاضر
کئے گئے تھے۔ وہ جگہ محفوظ ہے۔ جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک پیش کیا گیا تھا۔ وہ مقام محفوظ ہے
جہاں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی۔

دمشق گرچہ اب بھی کافی پر رونق نظر آتا ہے لیکن سچ پوچھئے تو پہلے کے مقابل غیر آباد ہے
بلکہ بعض حصے ویران ہیں۔ اس کی شہرہ آفاق رونق اور آبادی ترکوں کے ساتھ چلی گئی۔ سب کی زبان پر
یہی داستان ہے۔

موٹر سروس۔ بغداد شریف سے دمشق تک تو مجبوری ہے کہ درمیانی لق ودق میدان دوسری طرح
عبور کرنا سخت دشوار ہے۔ موٹر کار سے یہ مشکل آسان ہو جاتی ہے اور اس طویل السفر موٹر کاروں پر سرکار کی

کی طرف سے کافی نگرانی بھی رہتی ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ عراق، شام اور فلسطین ان سب ممالک میں موٹر کاروں کا رواج بہت بڑھ گیا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ خواہ ریل جائے نہ جائے قریب و بعید تمام مقامات کو موٹر کار جاتے ہیں

بیت المقدس بیت المقدس کا تمام شہر بہت سی گنجان اور متصل پہاڑیوں پر آباد ہے گویا پہاڑی پہاڑی پر محلہ ہے۔ اسی وجہ سے شہر کے راستوں میں بہت زیادہ نشیب و فراز ہے۔ اس شہر کو جو تاریخی قدامت اور مذہبی عظمت حاصل ہے محتاج بیان نہیں اس بحث پر ضخیم تواریخ موجود ہیں مختصر تفصیل بھی باعث تطویل ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہودی عیسائی اور مسلمان تینوں کی زیارت گاہ ہے۔ اور تینوں کا یہاں اجتماع ہے۔ صدیوں مسلمانوں کی حکومت رہی۔ حال میں انگریزوں نے مسلمانوں کو ولاسا دیکر ترکوں کی بجائے اپنا قبضہ جمالیا ہے۔ آج کل انھیں کی حکومت ہے۔ تاہم ایک سپریم مسلم کونسل یعنی اسلامی مجلس اعلیٰ قایم کی ہے۔ اس کا صدر گرانڈ مفتی یعنی مفتی اعظم کہلاتا ہے۔ عمائدین کا میعادی انتخاب ہوتا ہے۔ مسجد اقصیٰ کے ایک پہلو پر کونسل کے جلاس و دفاتر باقاعدہ موجود ہیں۔ اوقاف کا تمام انتظام اور مقامات مقدسہ کا اہتمام اسی مجلس کے سپرد ہے اس کے ساتھ ہی انگریزی حکومت یہودیوں کو بہت تقویت دے رہی ہے فلسطین کے تمام زرخیز علاقوں میں یہودیوں کو لا لاکر آباد کر رہی ہے۔ چنانچہ ریلوں میں سفر کیجئے تو ہر طرف نو آبادیات کے سلسلے نظر آتے ہیں۔ خاص شہر قدس میں یہودیوں کے نئے نئے محلے بس رہے ہیں۔ عمارات بن رہی ہیں۔ سڑکیں نکل رہی ہیں بازار کھل رہے ہیں۔ جبل زیتون پر یہودیوں کی شاندار یونیورسٹی تیار ہو رہی ہے۔ لیکن حال کے زلزلوں میں عام عمارات کی طرح یونیورسٹی کی عمارات کو بھی سخت صدمہ پہنچا۔ تقریباً بیکار ہو گئی۔ انگریزوں کا خیال ہے کہ فلسطین کو یہودیوں کا خاص وطن بنا دیں۔ کاروباری لوگ ہیں۔ ان کی کوشش سے ملک میں خوب ترقی ہوگی اور ممنون احسان ہو کر وہ حکومت کی خوب طرفداری اور حمایت کریں گے عبرانی زبان کو بھی دوبارہ رائج کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ سُنا ہے سرکاری دفاتر میں اس کو عربی کے پہلو بہ پہلو جگہ دی جا رہی ہے۔ ریل میں سفر کیجئے تو ٹکٹوں پر عربی عبارت کے ساتھ عبرانی عبارت بھی موجود ہے۔ ٹائم ٹیبل عبرانی زبان میں شائع ہوئے ہیں اور اسٹیشنوں کے نام عبرانی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ غرض کہ انگریزوں کی طرف سے فلسطین میں یہودیوں کی بہت آؤ بھگت

ہورہی ہے لیکن یہ قوم زیادہ تر صنعت وحرفت اور خاص کر دین کے کام کی شائق اور ماہر ہے اور فلسطین میں زیادہ تر زراعت ان کے گلے پڑ رہی ہے محنت زیادہ اور منفعت کم چنانچہ خلاف توقع نووارد یہودی یہاں آکر مایوس ہو رہے ہیں یہاں کی معاش اپنے واسطے ناکافی سمجھتے ہیں۔ انگریزوں کی مہمانوازی سے کچھ خوش نظر نہیں آتے

قدس کی سب سے قدیم اور مقدس عمارت مسجد اقصیٰ ہے اور مسجد اقصیٰ میں سب سے متبرک مقام صخرہ شریف ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل کے عہد سے یہ متبرک چلا آتا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ اسی مقام پر حضرت یعقوب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ اسی مقام پر حسب روایت شب معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور بعد فراغت نماز یہاں سے عروج فرمایا مسجد کا وسیع صحن ہے اس کے وسط میں یہ بہت بڑی چٹان ہے لیکن اب بھی قریب قریب معلق ہے۔ برائے نام سہارا لگا ہوا ہے۔ اس کے نیچے تہ خانہ میں لوگ اترتے ہیں۔ صخرہ شریف پر نہایت بلند اور شاندار گنبد ہے۔ گنبد کے چاروں طرف نہایت وسیع دوہرے برآمدے بلکہ دالان ہیں۔ یہ کل عمارت اندر کی جانب بہت آراستہ ہے۔ نہایت نازک اور خوشنما طلائی کام ہے۔ ہیرے جواہر بکثرت جڑے ہیں۔ گنبد شریف کا کام دیکھکر عقل حیران ہو جاتی ہے۔ نہایت عجیب وغریب ہے۔ بے بہا ہے۔ دنیا میں اس کام کی نظیر نہیں ملتی۔ اہل یورپ کو بھی تسلیم ہے۔

اوّل حضرت فاروق اعظمؓ کے ایما سے صخرہ شریف پر مسجد کے نام سے ایک عمارت تعمیر ہوئی۔ پھر اسی مسجد کی یادگار میں عبد الملک بن مروان نے یہ گنبد تعمیر کرایا۔ بعدہٗ غازی اعظم سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو خوب مرصع کرا دیا۔ یہ نادر عمارت۔ ان ہی دو اسلامی حکمرانوں کی فیاضی اور دینداری کی یادگار ہے لیکن اب بھی وہ مسجد عمری کہلاتی ہے۔ شب و روز یہاں صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ زائرین کا مجمع رہتا ہے۔ صخرہ شریف پر آج بھی جو انوار و احوال ہیں معلوم ہوتا ہے گویا شاید عرش عظیم کا پرتو پڑ رہا ہے۔ سبحان اللہ ؎

وہ ایک بار ادھر سے گئے گزر تا بگ ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے

(۱) ہم چونکہ اس سفر میں بغداد، دمشق، بیروت وغیرہ ہوتے ہوئے گئے تھے اسوجہ سے ہمیں کسی قدر تجربہ اور اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ یہاں کی پبلک ہوٹل والے۔ گاڑی والے اور موٹر والے

وغیرہ اجنبی مسافروں کے ساتھ کس قسم کی چالاکی، بدمعاشی اور دھوکہ بازی کا برتاؤ کرتے ہیں۔
واپسی پر تو تمام معاملات ہمارے سامنے تھے۔ اسوجہ سے مشکل تھا کہ ہم کسی کے دھوکہ میں آئیں

(۲) جاتے وقت بغداد سے بیروت کو جو موٹر کاریں بذریعہ مخزومی کمپنی ہماری صدر سیٹ ساڑھے سات گنی میں ریزرڈ کرائی گئی تھی۔ وہ صدر سیٹ ہمیں نہیں دی گئی۔ جس وقت مخزومی کمپنی نے اپنے ایجنٹ کے ساتھ ہمکو گیرج (یعنی موٹر کا اڈا) بھیجا تو صدر سیٹ گھر چکی تھی۔ باوجود بجد جدوجہد اور حجت کے بھی ہم اُس جگہ کو نہ لے سکے صرف ہمارے خوش کرنے کیلئے مخزومی کمپنی نے جو ٹکٹ ہمیں دیا تھا اسپر صدر سیٹ ریزرڈ کردی تھی۔ اُس کا کوئی وجود نہ تھا۔ اسی طرح جب ہم دمشق میں پہونچے تو موٹر ڈرائیور نے ہمکو اُتار دیا۔ اور بیروت تک نہیں پہنچایا واپسی پر بغداد میں مخزومی کمپنی سے ہم نے پانچ روپیہ جو دمشق سے بیروت تک موٹر کا کرایہ دیا تھا بذریعہ صدر انجمن جمعیتہ الاسلام بغداد وصول کئے۔

(۳) اسی موٹر میں جس میں کہ ہم بغداد سے روانہ ہوئے تھے۔ پانچ مسافر اور بھی تھے اُن سے معلوم ہوا کہ اُنھوں نے پانچ گنی تک کرایہ دیا ہے۔ جب واپسی پر بغداد میں ہم نے اس بات کی شکایت مخزومی کمپنی سے کی کہ ہم سے کرایہ اسقدر زیادہ کیوں لیا گیا۔ تو اس کا یہ جواب ملا کہ کرایہ مقرر نہیں ہے جو جس سے طے ہو جاتا ہے وہ لیا جاتا ہے۔

(۴) بغداد سے جاتے وقت مخزومی کمپنی کو ہم نے سترہ گنیاں بیروت اُن کے دفتر سے وصول کرنیکے لیئے امانت دی تھیں جسکی فیس چار آنہ فی گنی کے حساب سے سوا چار روپیہ کمپنی نے ہم سے لئے تھے۔ یہ بھی بجد زیادہ تھے۔ بیروت میں مخزومی کمپنی کے دفتر میں اپنی امانت وصول کرنیکی غرض سے دو مرتبہ ہمیں جانیکی تکلیف گوارا کرنی پڑی یہ غنیمت تھا کہ ایک عرب اور ایک عجمی قلی نے ہماری رہبری کی اور ہماری شناخت اور تصدیق کے بعد گنیاں وصول ہوئیں۔

(۵) جب ہم مدینہ طیبہ سے روانہ ہونیکو معہ اپنے رفیق سفر قاضی ایقان حسین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کے تیار ہوئے۔ تو ہم نے اپنے رفیق سفر سے کہدیا تھا۔ کہ آپ مشترکہ مساوی خرچ سفر اٹھائیں۔ آدھا ہم سے لیتے جائیں اور آدھا اپنے پاس سے یہ ہم نے اسوجہ سے طے کیا تھا۔ اور اُن کو بتا بھی دیا تھا کہ آپ اپنے دل کو ہرگز نہ ماریں جہاں آپ کا دل چاہے مشترکہ

خرچ کریں۔ ہم سے اُس کے متعلق دریافت کرنیکی ضرورت نہیں۔ اور یہ اسوجہ سے ہم نے کہا تھا اگر
ہم خرچ اُٹھائیں گے اور آپ کا دل کہیں کسی چیز کو خریدنے کو چاہے گا یا خرچ کرنیکو چاہے تو ممکن ہے
کہ آپ شرم یا تکلف کیوجہ سے ہم سے نہ کہیں اور دل میں خیال کر کے رہجائیں۔ اسوجہ سے آپ ہی
خرچ اُٹھائیں اور جہاں چاہیں خرچ کریں دس روپیہ یا پانچ پانچ روپیہ مشترک کر لیے جاتے تھے۔ اور
وہ اُسکو اُٹھاتے رہتے تھے۔ جب وہ اطلاع دیتے تھے کہ خرچ قریب ختم ہے۔ تو اور جمع کردیے جاتے
تھے اس خرچ کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا تھا۔
مجھے اسکی بھی ضرورت نہیں ہوتی تھی کہ میں بار بار اُنسے یہ دریافت کروں کہ کیا
باقی ہے

(۶) کعبۃ اللہ میں میں بوجہ اپنی ضعیفی شدت گرمی تیزئی دھوپ۔ کمزوری اعضاء اور
کسی قدر علالت کی وجہ سے بہت ہی ضرورت پر بازاروں کو جاتا تھا۔ میرے رفیق سفر اور عبدالحی صاحب
جو میرے ایک عزیز بھی تھے اور ہمیں خصوصی دوست بھی تھے اور قاضی صاحب کے ساتھ انکی بیوی کی
حج بدل میں آئے تھے۔ یہ دونوں صاحب اکثر خرید اشیا اور تبرکات کی غرض سے بازاروں کو جایا
کرتے تھے اور نئی نئی چیزیں خرید کر لایا کرتے تھے۔ میں نے ان صاحبوں سے کہدیا تھا کہ جو چیز آپ
اپنے لئے خریدا کریں۔ میرے واسطے بھی بلا تکلف خرید لیا کیجئے کیونکہ مجھسے زیادہ چلا پھرا نہیں جاتا ہے
مگر یہ حضرت اسپر بہت کم توجہ فرماتے تھے۔ کوئی چیز کبھی میرے لئے بھی لاتے تھے اور اکثر نہیں لاتے
تھے جس کا میں شاکی ہوتا تھا۔

(۷) ہم دونوں جب کسی نئے مقام پر ہوٹل میں جاتے تھے تو دو آدمیوں والا کمرہ ہمیں
دیا جاتا ہے جسمیں دو پلنگ ہوتے تھے اور دو ہی آدمیوں کی ضروریات کی تمام چیزیں ہوتی
تھیں ایک پلنگ کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا اور ایک پلنگ کسی قدر بڑا۔ چونکہ سگریٹ ہم دونوں پیتے
تھے۔ سگریٹ اور دیاسلائی کی ڈبیاں ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی تھیں۔ نوٹ بک اور پنسل بھی
ہر وقت میرے ہاتھ میں رہتی تھی اور ایک لکڑی ہاتھ میں رہتی تھی۔ ان ملکوں میں میرا طرز لباس
یہ تھا۔ کہ ایک سیدھا لٹھے کا پائجامہ ٹخنوں تک۔ ململ کا نیچا کرتہ ملاگیری رنگا ہوا یا سفید دھلا
ہوا۔ سر پہ لکھنؤ کی دو کلیا بیلدار ٹوپی۔ پاؤں میں پمپ جوتا۔ گلے میں جے پور کا سانگانیری انگوچھا

ہم دونوں کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جس وقت ہوٹل میں ہمیں کمرہ بتایا جاتا تھا تو ہم کمرہ میں جاکر ایک ایک پلنگ پر اپنا سامان رکھ دیتے تھے۔ جس کے یہ معنے ہوتے تھے کہ یہ پلنگ ہمارا ہو گیا اور یہ پلنگ اُنکا اس تشریح کے بعد میں ایک واقعہ نقل کرتا ہے یہ ہمیں یاد نہیں رہا کہ یہ واقعہ قاہرہ مصر میں پیش آیا یا انگلینڈ میں یا کسی دوسری جگہ جس وقت ہم ہوٹل کے کمرہ میں پہونچے تو حسب عادت اپنا اپنا سامان پلنگوں پر رکھ دیا۔ بلا امتیاز اس بات کے کہ یہ چھوٹا پلنگ ہے یا بڑا پلنگ ہے۔ بڑے پلنگ پر ہمارا سامان رکھا گیا اور چھوٹے پلنگ پر اُن کا شب کو ہم دونوں اپنے اپنے پلنگوں پر لیٹے تو ہمارے ہمراہی رفیق سفر نے ہم سے فرمایا کہ مجھے داہنی کروٹ پر سونیکی عادت ہے اس پلنگ پر داہنی کروٹ کی سونے میں آپ کو پشت ہو گی۔ ہم اور آپ باتیں نہ کرسکیں گے۔ آپ اس پر آجائیں اور میں اس پلنگ پر آجاؤں۔ ہم نے اس کو منظور کرلیا۔ اور فوراً پلنگ بدل لئے اس کے بعد جہاں جہاں جس جس مقام پر ہم گئے اور ہوٹل میں ٹھہرے اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے رفیق سفر کی داہنی کروٹ پر چھوٹے ہی پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ مگر ان موقعوں پر ہمارے رفیق سفر نے اپنے داہنی کروٹ کے چھوٹے پلنگ پر آرام نہیں کیا بائیں کروٹ کے بڑے پلنگوں پر آرام فرماتے رہے۔ اب وہ خیال بھی انکا جاتا رہا کہ ہماری طرف پشت ہوئی اور ہم سے بات چیت نہ کرسکیں گے۔

(۸) بیت المقدس سے شیخ الزاویۃ الہندیہ ناظر حسن صاحب انصاری کے ہمراہ موٹر میں یافہ گئے۔ ہمیں شیخ الزاویہ صاحب نے وہاں بتایا کہ سیدنا علی بن علیم کا روضہ بھی قابل زیارت لب سمندر ہے۔ وہاں ایک زاویہ بھی ہے کچھ فروش قریباً پون گنی میں آنے جانیکو موٹر ہوتا ہے۔ ہمارے رفیق سفر صاحب سے اسکی بابت سوال کیا گیا کیونکہ خرچ وہ اُٹھا رہے تھے۔ انھوں نے ہم سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ ہم نے انسے کہا کہ جو آپ کی رائے ہے وہی ہماری رائے ہے اگر آپ جانا چاہیں چلیں۔ نہ جانا چاہیں نہ چلیں۔ پھر ہمارے رفیق سفر سے شیخ الزاویہ سے بات چیت ہوتی رہی پھر ہمارے رفیق سفر ہم سے رائے لینے لگے۔ ہم نے پھر انکی رائے پر اسکو چھوڑ دیا۔ کیونکہ اگر وہ نہیں جانا چاہتے تو ہمیں جانیکے لئے آمادگی نہیں۔ اور اگر اُن کا دل جانیکو چاہتا ہے تو ہم اُن کے خیال میں رکاوٹ پیدا کرنا نہیں چاہتے یا آلآخر رفیق سفر نے جانیکی منظوری دیدی۔ وہ ہم اور وہ معہ اپنے ایک دوست کے گئے اور آئے اور اس سفر میں ڈیڑھ گنی خرچ ہوئی۔ واپسی پر ہمارے رفیق سفر نے

ہم سے شکایت کی کہ ڈیڑھ گنی خرچ ہوگئی۔ ہم نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ جانیں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو آپ سے دریافت کیا تھا۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ ہم نے اُس کے جواب میں انسے کہا کہ آپ نے ہم سے ناحق دریافت کیا تھا۔ ہم تو آپکی رائے کے پابند ہیں۔ کیونکہ ہم اختیار دے چکے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میرا دل تو جانیکو نہیں چاہتا تھا۔ تو ہم نے کہا کہ پھر آپ کیوں گئے تب انہوں نے کہا کہ ہم سے منع نہیں کیا گیا۔ تو پھر ہم نے کہا کہ جب آپ سے منع نہیں کیا گیا تو اُسے بھگتیے آدھے دام میرے گئے اور آدھے آپ کے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ میں یہی کمزوری ہے کہ میں منع نہیں کرسکتا اب میں خرچ نہیں اُٹھانا چاہتا ہوں۔ آپ خود اُٹھایئے۔ ہم نے انسے عرض کیا کہ ہم نے خرچ اُٹھانا آپ کے ذمہ اسوجہ سے کیا تھا کہ آپ کو کوئی رُکاوٹ خرچ اُٹھانے میں کہیں نہو۔ ہم ایک شرط سے خرچ اُٹھانیکو تیار ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جہاں کہیں جس چیز کے لئے آپ کی طبیعت چاہے آپ بلاتکلف ہم سے کہدیں یا ہم سے دام لیکر خود اُس چیز کو خرید لیں۔ ایسا نہ کیجئے کہ ہمارے خرچ اُٹھانیکی وجہ سے آپ اپنے خواہشات کو روکیں جب انہوں نے ہمیں اس کا اطمینان دلادیا تو خرچ کا اُٹھانا ہم نے اپنی طرف منتقل کرلیا۔

(۹) دمشق سے بیروت جانیکے لئے موٹر کار میں فی سیٹ چار روپیہ کرایہ طے کیا گیا۔ موٹر کے چودھری نے کہا کہ صبح آجایئے صبح موٹر بیروت جائیگا۔ ہم دوسرے دن علی الصباح معہ اسباب کے دمشق کے عالی شان چوک میں موٹر خانہ پر آگئے اور جو موٹر بیروت جانیوالا تھا اسکی مڈگارڈ پر ہم نے اپنا اسباب بندھوا دیا اور ہم شوفر کے برابر کی سیٹ پر بیٹھ گئے اور اپنے رفیق سفر کو صدر سیٹ پر بٹھادیا۔ کیونکہ اس وقت تک موٹر خالی تھا کوئی مسافر نہیں آیا تھا اس کے بعد بیروت جانیوالے مسافروں کی آمد شروع ہوئی اور چاہا کہ وہ ہماری جگہ شوفر کے برابر بیٹھیں۔ کار چار آدمیوں کی تھی۔ شوفر نے ہم سے کہا کہ آپ پیچھے کی سیٹ پر آجایئے کیونکہ یہ جگہ ہم نے ایک مسافر کو دیدی ہے۔ گویا ہم نے سنا ہی نہیں۔ پھر ہمنے نہیں سُنا پھر اُس نے ہاتھ سے اشارہ کرکے ہمیں مخاطب کیا۔ اور پھر یہی کوشش کی کہ ہم اپنی جگہ چھوڑکر پیچھے کی سیٹ پر آجائیں۔ ہم نے اُس سے کہا کہ کیوں؟ کیا ہم نے کرایہ نہیں دیا۔ اُس نے کہا کہ کل واحد۔ ہم نے کہا کہ جب کل واحد ہے تو ہمیں اپنی جگہ سے ہٹنے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے کو دوسری جگہ پر بٹھاؤ۔ ہم نے کسی قدر غصہ اور تیز لہجہ میں کہا۔ کیونکہ دمشق کے چوک کا معاملا تھا

آدمیوں کا مجمع جمع ہوگیا ہم نہایت سختی اور غصہ سے بات چیت کرتے رہے مگر اپنی جگہ سے نہیں ہٹے چند
منٹ کے بعد موٹر خانہ کا دوسرا آدمی ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ موٹر خراب ہے یہ بیروت
نہیں جائیگا۔ دوسرا جائیگا۔ ہم اسکو بھی نہیں سنتے۔ بار بار وہ ہم سے یہ کہتا ہے۔ مگر ہم پرواہ نہیں
کرتے نہ جواب دیتے ہیں۔ پھر وہ ہمارے کندھے کو ہلاکر اور اشارہ کرکے ہم سے کہتا ہے تو ہم اسکو
نہایت سختی سے جواب دیتے ہیں کہ کچھ ہرج نہیں وہ کہتا ہے کہ آپ اس دوسرے موٹر میں آجایئے
جو جانیوالا ہے۔ ہم اسکو جواب دیتے ہیں کہ ابھی تو ہم یہیں بیٹھے ہیں جب دوسرا موٹر جائیگا تو
ہم اس میں بیٹھ جائیں گے ہمیں کچھ جلدی نہیں ہے۔ یہ کوشش بھی اسکی ناکامیاب ہوتی ہے۔
اور واپس چلا جاتا ہے۔ تماشائیوں کا مجمع بڑھتا جارہا ہے چند منٹ کے بعد ایک تیسرا شخص آتا ہے
اور وہ ہمارے اسباب کو اس موٹر سے کھولکر دوسرے موٹر پر باندھ دیتا ہے اس کے بعد ہم سے
کہتا ہے کہ حاجی صاحب اس موٹر میں آجایئے وہ جائیگا یہ خراب ہے نہیں جاوے گا۔ ہم اس کو
جواب دیتے ہیں۔ کہ اور مسافروں کو بٹھاؤ انکا اسباب باندھو جب وہ موٹر روانہ ہوگا تو ہم بھی اسمیں
آن بیٹھیں گے۔ ابھی تو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ ہم نہیں اٹھتے۔ یہ کوشش بھی انکی ہمارے اٹھانیکے
متعلق ناکامیاب ہوتی ہے۔ آخر کار ہار جھک مار کر ہمارا اسباب اُس موٹر سے کھول کر اسی پہلے موٹر پہ
باندھا جاتا ہے اور یہی بیروت جاتا ہے اور ہم اپنی اُسی جگہ پر بیٹھکر جاتے ہیں جب بیروت سے
حلب جانیکے لیئے فی سیٹ بارہ روپیہ میں موٹر کیا گیا۔ تو ہمارے رفیق سفر نے ہم سے فرمایا کہ آپ
شوفر کی برابر آرام دہ سیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں اور مجھے تکلیف دہ سیٹ پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اسواسطے
میں نے یہ طے کیا ہے کہ ہم میں سے جو شخص شوفر کی برابر کی سیٹ پر بیٹھے گا اور جتنے روپیہ میں
موٹر کرایہ ہوگا فی روپیہ ایک آنہ دہ دوسرے کو دیگا۔ ہم نے اُن سے کہا کہ اس کا کیا مطلب
ہے۔ تب انہوں نے فرمایا کہ حلب تک بارہ روپیہ کو فی سیٹ کرایہ ہوا ہے اگر آپ اُس
سیٹ پر بیٹھیں گے تو بارہ آنہ آپ مجھے دیں گے۔ اور اگر میں اُس سیٹ پر بیٹھوں گا
تو بارہ آنہ میں آپ کو دونگا۔ صرف بارہ آنے میرے آپ کے کرایہ میں زیادہ ہوں گے
ہم نے اُن سے کہا کہ بارہ آنہ نہیں بلکہ ڈیڑھ روپیہ زیادہ ہو جائیگا۔ اور ہم جو اُس سیٹ پر
بیٹھتے ہیں۔ تو کسی آرام کی غرض سے نہیں بیٹھتے صرف اسغرض سے بیٹھتے ہیں کہ ہم نا بینا

لکھے رہے ہیں۔ سامنے کا اور دونوں جانب کا سین ہمارے سامنے رہے۔ اور جو
مقام یا چیز یا پہاڑ یا عمارت یا دریا وغیرہ آئے تو ہم شوفر سے اسکی بابت تفصیل معلوم
کرسکیں۔ اسپر انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ روپیہ کسطرح زیادہ ہوگا۔ ہم نے کہا کہ حضرت
اسطرح زیادہ ہوگا۔ کہ بارہ روپیہ ہمنے کرایہ کے دیئے ہیں اور بارہ روپیہ آپ نے کرایہ کے
دیئے ہیں اب بارہ آنے ہم آپکو اور دینگے تو پورے تیرہ روپیہ تو ہمارے ہو گئے
اور سوا گیارہ آپ کے رہ گئے۔ اسی طرح ڈیڑھ روپیہ زیادہ ہوگیا۔ تو انہوں نے فرمایا
کہ جو کچھ بھی ہو۔ ہم نے اُن سے کہا کہ اچھا منظور ہے۔ شام کو جسوقت حلب پہنچکر ہوٹل کے
کمرہ میں ہم نے پہلا قدم رکھا ہے تو ہم نے چھ دوانیاں جیب سے نکالکر اُن کو دیں اور
کہا کہ لیجیے قاضی صاحب یہ بارہ آنے موٹر کا ٹیکس۔ انہوں نے فوراً لیکر اپنی جیب میں
ڈال لیں۔ اب حلب سے بغداد روانگی کے لئے موٹر کرایہ کیا جا رہا ہے۔ اب ہم نے
اُن سے کہدیا کہ آئندہ ہمیشہ کیلئے شوفر کے برابر کی سیٹ ہم نے آپ کو دیدی۔ اب ہم اسپر
نہیں بیٹھیں گے۔ اب آپ اس سیٹ پر بیٹھیں گے۔ اور آپ ہی اُس سیٹ کو حاصل کرینگے
اور آپ ہی اُس سیٹ کے ذمہ دار ہونگے ہمیں اُس سیٹ سے اب کوئی تعلق نہیں۔ ہم
پیچھے کی سیٹ پر بیٹھیں گے۔ دو ایک دن کی تکا دو کے بعد بغداد جانیکا موٹر میں انتظام
ہوگیا جسوقت روانگی کے لئے موٹر پر ہم آئے تو سب سے پہلے ہم نے اپنے فرض کے
خلاف قاضی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت شوفر کے برابر سیٹ پر بیٹھ جائیے۔ نہیں تو
پھر کوئی دوسرا آدمی جگہ گھیرے گا۔ اور ہم نے اُن کو فوراً اُس جگہ بٹھا دیا۔ اور ہم پیچھے کی
سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ایک صاحب اور ہماری برابر بیٹھ گئے۔ ایک جگہ ہماری برابر خالی رہی
ایک بڑھیا جو غالباً یہودی تھی آئی اور اُس نے قاضی صاحب یعنی ہمارے رفیق سفر سے
کہا کہ یہ جگہ آپ ہمیں دیدیں انہوں نے معمولی سا انکار کیا اس کے بعد پیچھے مڑکر ہماری
طرف دیکھا ہم نے اُن سے کہا کہ ہم یہ جگہ آپ کو دیچکے آپ ذمہ دار ہیں ہم کچھ نہیں جانتے۔
چاہے آپ یہاں بیٹھیں یا اپنی خوشی سے کسی دوسرے کو یہ جگہ دیدیں۔ ہمیں اس سے
کوئی تعلق نہیں۔ پھر یہ اُس بڑھیا سے کچھ انکار کرنے لگے۔ اُس بڑھیا نے اور اسکے ساتھی نے

پھر اصرار کیا کہ آپ پیچھے بیٹھ جائیے یہ جگہ مجھے دیدیجئے۔ پھر انہوں نے پیچھے پھر کر ہماری طرف دیکھا۔ ہم نے کہا کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہم یہ جگہ ہمیشہ کیلئے آپ کو دے چکے آپ اس جگہ کے ذمہ دار ہو جو آپ کے مزاج میں آئے کیجئے۔ اس کے بعد قاضی صاحب موٹر کے اندر ہی سے اپنی جگہ چھوڑ کر ہمارے برابر پیچھے کی سیٹ پر آن بیٹھے ہم نے پھر بھی اُنسے کہا کہ آپ نے اپنی خوشی سے اپنی جگہ چھوڑی ہے آپ ہی اس کے ذمہ دار رہو۔ کیونکہ ہم ہمیشہ کیلئے یہ جگہ آپ کو دے چکے ہیں ہمیں اب اس سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں رہا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ پھر میں کیا کرتا ہم نے کہا کہ جو ہم نے دمشق میں کیا اور زبردستی وہ جگہ لی۔ بات آئی گئی ہوگئی اور ہم بغداد آ گئے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اُن کے اُس مقرر کردہ موٹر ٹکس کے متعلق اُنکا کیا فرض ہونا چاہئے تھا۔ مگر آج تک وہ اپنے اُس جاری کردہ قاعدہ کو بھولے ہوئے ہیں۔ ہمیں اُس کے یاد دلانے کی یوں کوئی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کہ نہ ہم اُس خیال کی تائید میں تھے اور نہ ہم اُس سے کوئی انتفاع حاصل کرنیکی خواہش رکھتے تھے۔ بلکہ ہم اُس کا لینا اپنے لئے باعث ذلت سمجھتے تھے۔

(۱۰) اسی کا تتمہ ایک اور واقعہ ہمیں یاد آیا۔ تیرہ ستمبر کی صبحکو جب ہم کراچی پہونچکر اپنے ایک مہربان کے مہمان ہوے تو قاضی صاحب نے فرمایا تھا کہ میں آج شام ہی کو چلا جاؤنگا۔ چار بجے تک گاڑی میں شہر کی سیر کرتے رہے۔ ہمارے میزبان کے بھتیجے محمد حسین صاحب نے جو ہمارے ساتھ تھے کہا کہ یہاں ہوا بندر دیکھنے کی جگہ ہے۔ قاضی صاحب نے بھی اُس کے دیکھنے کا خیال ظاہر کیا۔ چونکہ وہ اُسی دن سات بجے کی ٹرین سے روانہ ہونیوالے تھے۔ اور ہم دو تین دن ٹھہرنیوالے تھے۔ محمد حسین صاحب نے کہا کہ ہوا بندر ذرا دور جگہ ہے۔ موٹر میں جا سکتے ہیں۔ گاڑی میں نہیں جا سکتے۔ چنانچہ قاضی صاحب کی فرمائش تھی۔ ہوا بندر آنے جانے کیلئے پانچ روپیہ میں ایک موٹر کیا گیا محمد حسین صاحب اور قاضی صاحب اُسمیں بیٹھے ہم فٹ پر کھڑے ہوے تھے ہم سے بھی کہا گیا کہ جگہ خالی ہے آپ بھی آجائیے۔ ہم بھی بیٹھ گئے۔ ہوا بندر سے مکان پر واپس آئے تو اُن کی ٹرین کا وقت بہت قریب تھا۔ اُنھوں نے موٹر کو اسٹیشن جانیکے لئے روک لیا۔ اور

اسباب اُس پر رکھوانا شروع کیا۔ صبح ہمارا انکا مشترکہ خرچ اُنکی خواہش کے مطابق تقسیم ہوچکا تھا۔ حلب سے دو سیر زیتون ایک چھوٹے ٹین کے ڈبے میں ہم نے لیا تھا اور صبح ہی ہمنے باصرار اُن سے یہ طے کر لیا تھا۔ کہ وہ اپنے ساتھ مراد آباد دے جائیں گے۔ اور ہم نے اُن کے اسباب کے سلسلے میں اسے رکھدیا تھا جسوقت وہ اپنا اسباب موٹر میں رکھوا رہے تھے ہمیں یہ خیال آیا اور ہم نے اُس خیال کی بنا پر قاضی صاحب سے کہا کہ کچھ ہماری طرف بھی آپ کا کچھ چاہیئے ہے۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ صاحب دیدیجئے جو کچھ چاہیئے ہے۔ ہم نے ہوا بند کے موٹر کا نصف کرایہ ڈہائی روپیہ انکو دیدیا اور اُنہوں نے فوراً لے لیا۔ وہ اپنا اسباب لدواکر موٹر میں سوار ہوگئے مگر ہمارے زیتون کا ٹین جو اُن کے اسباب کے اُوپر کی کھڑکی میں اُن کی آنکھوں کے سامنے رکھا تھا۔ چھوڑ گئے۔ ہم اسٹیشن تک اُنہیں پہونچا آئے

(۱۱) واپسی سفر پر جب ہم دمشق پہونچے تو مولانا شاہ بدرالدین صاحب سے ملنے کی غرض سے معہ اپنے رفیق سفر و حاجی عبداللہ ہندی خادم کے انکی خدمت میں حاضر ہوئے تو صاحب موصوف حدیث کا درس چھوڑ کر ہمارے ملنے کی غرض سے دوسرے کمرے میں تشریف لے آئے جب ضروری باتیں اور ملاقات ختم ہوگئی تو ہمنے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ اب چلئے۔ کیونکہ ہمیں یہ محسوس تھا کہ جوان اور بڈھے طالبعلم مختلف ممالک کے کتابیں کھولے ہوئے اُن کے انتظار میں ہیں۔ مگر ہمارے رفیق سفر نے بلا دور اندیشی کے ہمارے سوال کے جواب میں فرمادیا کہ "میں ابھی بیٹھوں گا" ہمارے رفیق سفر یہ فرما ہی چکے تھے کہ شاہ صاحب موصوف نے ہمارے ساتھی خادم کو مخاطب کر کے ہم سے فرمایا کہ "میں آپ صاحبوں سے اب اجازت چاہتا ہوں کیونکہ میں حدیث کا درس چھوڑ کر آپ سے ملنے کو آیا تھا طالب علم انتظار میں ہیں" اس کے بعد وہ تشریف لیگئے اور ہم واپس چلے آئے

(۱۲) اس کا ہمیں اعتراف ہے کہ ہمارے رفیق سفر جوان صالح۔ صوم و صلوٰۃ کے سخت پابند اور انتہا سے زیادہ نیک واقع ہوئے ہیں۔ مگر اسی کے ساتھ رئیسانہ زندگی بسر کرنے کی وجہ سے دنیاوی معاملات۔ آپس کے مراسم اور تجربہ کاری کا کوئی اندازہ نہیں ہوا ہے۔

لغات جدیدہ عربی مع ترجمہ

اسباب خانہ داری		بَالُوعَہ	چہچہ	طابق	توا
دار-بیت	گھر	سُلّم	سیڑھی	مِلقطہ	دستپناہ
زخرف	الماری	قِنْدِیل	لالٹین	طنجرہ	کڑچھا
شاک	کھڑکی	عتبہ	دہلیز	مِقلی	کڑھائی
غُرفہ	بالاخانہ	کبریت	ماچس	غلایہ	دیگچی
مَغسل	غسل خانہ	عُلبۃ شخاطات	ماچس کا بکس	دِمُجن	لگن
مَطبخ	باورچی خانہ	شخاطات	تیلیاں	بزّادہ	چائےدانی
بیتُ الخلاء	پاخانہ	مِکنسہ	جھاڑو	فنجان	پیالی
طاولہ	میز	سَلَّہ	ٹوکری	مِنفخ	پھونکنی
فوتیک	آرام کرسی	بَترُول	مٹی کا تیل	کُبّابہ	گلاس
ساعۃ	گھڑی	بُرُق	ہاون دستہ	صحن الفنجان	پرچ
ساعۃُ الکبیرۃ	کلاک	مَبصَقہ	اگالدان	صین	سینی
ناموسیہ	پلنگ	برمیل	پیپا	قُلّہ	صراحی
شبریہ	چارپائی	حَصیر	چٹائی	مَملَحہ	نمکدان
لاق-قفل	تالا	سجادہ	دری	مبھرہ	مصالحہ دان
مِفتاح	چابی	مخدّہ	تکیہ	شربہ	آبخورہ
دَلو	ڈول	وسادہ	گاؤ تکیہ	غربال	چھلنی
فُرن	تنور	مدخنہ	چمنی	مطہرہ، ابریق	لوٹا
مِدخنہ	دھواں کش	قِدر	ہنڈیا	شرشوطہ	دسترخوان
بئر	کنواں	غطاء	ڈھکنا	سکین	چھری
حبل	رسی	کانون	چولھا	طست	چلمچی

مِنسف	چمچ	ارزّ معفر	زردہ پلاؤ	طحین	آٹا
جاط	رکابی	لحم	گوشت	فتات	روٹی کے ٹکڑے
مصرفه	ڈولی	کستلاته	پسلی کا گوشت	عجین	گوندھا ہوا آٹا
طاحون	چکی	مشوی	بھنا ہوا	جلید	برف
فحم	کوئلا	لحم مفروم	قیمہ	البور	ملائی کی برف
نار	آگ	مُنحلل	سرکہ	حلاوہ	مٹھائی
حطب	لکڑی	قسطه	ملائی	مُشبّک	جلیبی
جرّہ	گھڑا	مُجلّاره	کھچڑی	مُخلّل لیمون	لیموں کا اچار
گازوره	بوتل	بیض مسلوق	ابلا ہوا انڈا	عدس هندی	ماش کی دال
کھانے پکانے کی چیزیں		سمن	گھی	دیت مک الرأس	سر میں لگانے کا تیل
خبز جاف	سوکھی روٹی	دجاجه	مرغی	زارجیلہ	حقہ
خبز بلدی	دیسی روٹی	دیک	مرغ	عدس	مسور
عیش افرنجی	ڈبل روٹی	فراریج	چوزا	سِمسِم	تل
خبز نظیر	چپاتی روٹی	حلیب	دودھ	خردل	رائی
خبز طری	تازہ روٹی	جبن	پنیر	جاورس	باجرہ
خبز فرنی	تنوری روٹی	زبدیہ	مکھن	زوان	موٹھ
رغیف	پھلکا	عسل	شہد	شعیر	جو
ارز	چاول	مویہ	پانی	ذخت	چنا
معدوس	کھچڑی	حمیم	گرم پانی	ذرّہ	جوار کی
ارز مفلفل	نمکین پلاؤ	مویہ بارد	ٹھنڈا پانی	حنطہ قمح	گیہوں
ارز مسکر	میٹھا پلاؤ	صفار البیض	انڈوں کی زردی	دراجع	ارہر
ارز مسلوق	ابالے ہوے چاول	سکر	شکر	کشرای	مونگ
		دقیق	آٹا	کسرسنہ	مٹر

عربی	اردو
قرنفل	لونگ
هرد	ہلدی
هیل	الائچی
تنبول	پان
نورة	چونہ
فوفل	سپاری
کاث	کتھا

سبزیاں اور میوہ جات

عربی	اردو
گتّا - اصل قثاء	ککڑی
بطاطہ	آلو
بامیہ	بھنڈی
قلقاس	اروی
سلق	چقندر
قثاء الحمار	کریلا
بقل	ساگ
قرعہ - دُبّاء	کدو
اجُلسہ	خرفہ
غلاف الفول	سیم
فجل	مولی
شلجم	شلجم
ملفوف	بندگوبھی
بادنجان	بینگن
فول	سیم
اِدام	سالن
زنجبیل رطب	ادرک
یقطین	کدو
طماطم	ولائتی بینگن
قرنبیط	پھول گوبھی
سبانخ	پالک
شمرة	سویا
جزر	گاجر
خُمری	شکرقند
تفاح	سیب
بطیخ	خربوزہ
رُمّان	انار
عنب	انگور
برتقان	سنگترہ
نبق	بیر
فوخ	شفتالو
توت	شہتوت
مشمش	خوبانی
فستق	پستہ
نارجیل	نارجیل
لوز	بادام
گتّاء الیر	پھوٹ
عِرناس	بُھٹا
بطیخ اخضر	تربوز
رطب	ترکھجور
بلح	گدری کھجور
کرنب	کرم کلہ
ثوم	لہسن
نعنع	پودینہ
کزبرة	دھنیا
بصل	پیاز
کمّون	زیرہ
سکرگند	گڑ
خوخ	آڑو
قمثری	ناسپاتی

مزے کے اقسام

عربی	اردو
حلوة	میٹھا
مالح	نمکین
حامض	کھٹا
کریہ	کڑوا
دسم	چرب
تفہ	سلونا

پیشہ ور لوگ

عربی	اردو
طبیب	حکیم

دکتور	ڈاکٹر	سمسار	دلال	یوم الثلثا	منگل
صیدلانی	عطار	ساعاتی	گھڑی ساز	یوم الاربعاء	بدھ
مُحامِ	بیرسٹر	اجیر	مزدور	یوم الخمیس	جمعرات
مدیر جریدہ	ایڈیٹر	خبّاز	نان بائی	یوم الجمعہ	جمعہ
بائع بالمفرق	خوردہ فروش	نساج ـ حائک	جولاہہ		
بزاز	پارچہ فروش	قطان	روئی فروش		
قُماش		سمّان	گھی والا		

عربی مہینے

المحرم	صفر
ربیع الاول	ربیع الثانی
جمادی الاول	جمادی الاخری
رجب	شعبان
رمضان	شوال
ذیقعدہ	ذوالحجہ

ہفتے کے دن

یوم السبت	سنیچر
یوم الاحد	اتوار
یوم الاثنین	پیر

حلوائی	مٹھائی فروش
خیاط	درزی
قصار	دھوبی
مُحَنائی	مٹھائی بنانیوالا

قطعات و تقاریظ طبع

قطعات تاریخ اشاعت از طبع ذکا و فکر آسمان پیمایہ شاعر شیریں مقال و مورخ باکمال میرزا احمد بیگ صاحب جوہر مرادآبادی یادگار حضرت تسلیم سہسوانی مرحوم و امیر مینائی مغفور

در صنعت تاریخی ہر مصرع

بر آیا خلوت مطبع سے دلبر ہمدرد
جواب اپنا کسی شان میں نہیں رکھتا
سخن کا ذکر تو کچھ ہے اسمیں تیر کا
گروہ خلق سے یہ باج لے رہا ہے دولا
لکھا ہے سال اشاعت کا عمدہ جوہر نے

جسے سمجھتے ہیں گل زینت چمن سرتاج
عراق و شام و عرب کا یہ وزنامچہ آج
نہیں ہے جو کہ اصول و نظیر کا محتاج
جو حسن عالی سے لیتا ہے آذری کا خراج
کتاب رہبر با دام و رہبر حجاج

در صنعت مفتوح کہ تمامی مادہ میں الفاظ صرف فتحہ رکھتے ہیں

سفر نامہ لکھا ہے قابل تعریف نیر نے
لکھی تاریخ اون لفظوں میں جو سب فتحہ رکھتے ہیں

بیاں جس میں مشرح ہے مقامات سیاحت کا
سفر نامہ ہے نیر کا چمن ہے یا کہانت کا

در صنعت الفاظ مکسور

سفر نامہ اچھا کیا ہے رقم
یہ دل سے کہا سال مکسور میں

مشرح ہر اک بات ہی خوب ہی
کہ اس سے مٹی خیرگی دل مٹی

در صنعت الفاظ مضموم

خوب نیر لکھا - نسخہ بے بدل
لکھوں دو سال الفاظ مضموم میں

حال ہر چیز کا - کر دیا روبرو
شوخ خو حور پر در - روح کش خوبرو

در صنعت مربع توشیحی

سفر نامہ وہ نیر نے لکھا ہے
سفر جن چار ملکوں میں کیا ہے
سر ہر ملک کو دیکھا جو باغور
گرا کر صفر یہ ہوتی ہے تاریخ

کہ جسکو دیکھکر ہے عقل حیراں
بیاں چاروں کا ہی تا حد امکاں
ہوئی تاریخ کی پیدائی شاں
حجاز و ملک مصر و شام و ایراں

در صنعت مربع لفظی

ہے چار ملکوں کا بیاں - جو درج ان اوراق میں
سال اشاعت بنی بھی جو ہر مربع میں لکھا

ہیں اسلئے یہ - دلربا - دلچسپ - دلبر - دلنواز
در نجف - بید رنقا - کسب ہنر - معجز طراز

سنہ ١٣٢٨

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع شاعر شیریں مقال و مؤرخ نازک خیال شمع بزم لیاقت مصنف دیوان شوکت جناب خان بہادر قاضی محمد شوکت حسین خانصاحب ایس۔ لائف آنریری مجسٹریٹ مراد آباد شاگرد رشید نواب مرزا خانصاحب مرحوم مغفور داغ دہلوی

سفر کے حالات کی وہ بہتر کتاب لکھی ہے تم نے نیر
کہ جس سے پیدا ہے شان دلبر کہ جس میں انہی رہی کا

جہاں جہانگی بھی سیر کی ہے۔ وہاں کی تصویر کھینچ دی ہے
نہیں کتابت مصوری ہے قلم ہے یا خامہ آذری کا

وہ اسکو حسن ضیا ہے حاصل کہ جس سے ہے ماہ داغ دل پر
ملی ہے وہ زہرہ وش شمائل۔ کہ کھینچتی دل ہے مشتری کا

مطالعہ جو کرینگے غائر کھلینگے حالات اونپہ سائر
بشنو اُسکو پڑھیں کے زائر وسیلہ ہے خوب رہبری کا

ہے طرفہ شوکت جو اسکا مضموں۔ یہ اسکا تاریخ سال لکھی
ہے باب ہر ایک جواب افسوں۔ ہے ہر بیان سحر سامری کا

قصص الاولین مواعظ الاخرین

اگر انسانی مدنیت کے تغیرات و تبدلات اور ارتقائی خصوصیات کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے تھوڑے زمانے کے بعد روش زندگی میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تغیرات کا یہ سلسلہ کبتک جاری رہیگا۔ روش زندگی کی ہر نئی تبدیلی پر بزرگان کرام ناراضی و ناپسندیدگی کا اظہار کر کے جدید انداز زندگی کی برائیوں کو نمایاں کرتے رہے اور اس بات کی کوشش کرتے رہے کہ گذشتہ سچے و پکے مسلمانوں کے سوانح زندگی نئی نسلوں کے لئے نمونہ حیات رہیں اور نئی نسلیں اُنھیں کے نقش قدم پر چلکر فلاح دارین حاصل کریں لیکن نئی نسلوں کی جدت پسند طبائع کسیطرح مطمئن نہیں ہوئیں اُنھوں نے زمانے کی نیرنگیوں کو دیکھکر اپنے خیال و مذاق کو تبدیل کرنا ضروری سمجھا اور غیر مسلم اقوام کے نامکمل تہذیب و اخلاق کو پسندیدہ سمجھکر اُنھیں کے طرز عمل کو اختیار کر لیا چنانچہ اسی نسبت سے مسلمانوں کا مستقبل تاریک ہوتا چلا گیا حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ ہم نے ہی دنیا کو تہذیب و اخلاق۔ شائستگی و تمدن کی تعلیم دی تھی اور ہم ہی وہ مسلمان ہیں جو دوسروں کی تمام خوبیوں سے زیادہ محاسن رکھتے تھے۔

اگر معیار کے اعتبار سے تہذیبی ارتقا کے دور اور اُس کے تغیر و تبدل پر غور کیا جائے تو نئی نسلوں کی کمزوریاں اور خام کاریاں صاف نظر آتی ہیں۔ اُنھوں نے جس طرزِ عمل کو پسندیدہ سمجھکر دوسروں کے نقشِ قدم پر چلنا اختیار کیا وہ باحسن الوجوہ شمعِ راہ نہیں ہو سکتا اُس سے نہ صحیح معنی میں ترقی ہو سکتی ہے اور نہ ہم فلاحیت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے دلوں میں بحالی کی اُمنگ اور برتری کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانانِ عالم جس دورِ حیات سے گذر رہے ہیں وہ برائیوں سے مملو اور بھلائیوں سے بالکل خالی ہے لیکن منازلِ ترقی کے اعتبار سے اور مذہب و عقائد و ادائے فرائض کے لحاظ سے موجودہ دور گذشتہ زمانے پر ترجیح دئے جانیکا کسی طرح حق نہیں رکھتا لیکن ہماری نئی نسلیں اور جدید تہذیب کے دلدادہ نئی روشنی کے اندھیرے میں اپنے اسلاف کو فرسودہ خیال اور اُن کی طرزِ روش کو پامال طریقہ سمجھتے ہیں اُن کی زندگی اسی زعمِ باطل میں بسر ہو جائے گی اور وہ خرابیوں سے تنبہ حاصل نہ کر کے اصلاحِ حال نکر سکیں گے اور آنکھیں بند کئے ہوئے قعرِ مذلت میں گرتے چلے جائیں گے۔ اُن کی حالت ایسی پست ہو گئی ہے کہ وہ اپنی تعدادی اقلیت کا احساس کر کے دوسروں کی اکثریت سے بھی متاثر اور خائف رہنے لگے ہیں لیکن وہ اِس سے ناواقف ہیں کہ مسلمان ہمیشہ اقلیت میں رہے ہیں مگر چونکہ اُن میں اتفاق و اتحاد تھا۔ اُخوت و محبت تھی۔ دیانتداری و راستبازی تھی۔ پورے طور پر پابندِ شریعت تھے اسلافِ کرام کے نقشِ قدم پر چلتے تھے اِس لئے اُن کی اقلیت دوسروں کی بڑی بڑی اکثریت پر ہمیشہ غالب آتی رہی چنانچہ ہندوستان کے خوف زدہ مسلمان بھی اُسی اقلیت کے اخلاف ہیں جو دنیا میں دادِ شجاعت دیکر سیکڑوں برس تک اکثریت پر حکومت کر چکی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

اِس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر ذلت و نکبت کی تاریک گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ ذلت و ادبار اُن پر مسلط ہے اور مصائب و نوائب میں

گرفتار ہیں۔ ایسی حالت میں اسلامی تاریخ کے شاندار واقعات اور مشاہیر اسلام کے کارنامے بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن تاریخ کے صفحات ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ ایسے پس ماندہ اور رسوائے زمانہ نہ تھے اُن میں اتفاق و اتحاد تھا۔ محبت و اُخوت تھی۔ ہمت و شجاعت تھی۔ نیک نیت و پاک طینت تھے۔ دولت علم و فضل سے مالامال اور تہذیب و اخلاق سے آراستہ تھے۔ وہ سنت نبوی کے عامل اور احکام خداوندی کے حامل تھے۔

ایک وقت تھا کہ امیر المومنین بغداد قیصر روم کو نفرت و حقارت کے ساتھ مخاطب کرتے تھے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ ایک مسلمان بڑھیا کی صدائے الغیاث پر مجاہدین اسلام کا لشکر خلیج فارس سے ایشیائے کوچک کے میدانوں میں پہونچتا تھا۔ ایک وقت تھا جبکہ عربی تاجر کی مظلوم بیوہ کی فریاد سندھ سے لیکر عرب تک تہلکہ مچا دیتی تھی۔

دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ مسلمانان ہند کی حالت زار ہے وہ صرف تعلیمی۔ اقتصادی اور سیاسی حیثیت ہی سے پسماندہ نہیں ہیں بلکہ اُن کی اخلاقی۔ روحانی اور مذہبی حالت بھی قابل افسوس ہے اُن میں نہ اسلامی تنظیم ہے۔ نہ اسلامی نظام عمل ہے۔ اور نہ اسلامی جمعیت ہے۔ اُنھوں نے سنت نبوی پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ احکام خداوندی کو پس پشت ڈالدیا حتی کہ اُنھوں نے اپنی وضع۔ قطع۔ سیرت و صورت میں بھی اسلامی شان باقی نہیں رکھی۔ بزرگان اسلام اور اسلاف کرام نے جو علمی سرمایہ اور اخلاقی خزانہ آئندہ نسلوں کی فلاح و بہبود۔ تہذیب و ترقی۔ اور ہدایت و بصیرت کے لئے نہایت محنت و کوشش سے تیار کیا تھا مسلمانوں نے اپنی جہالت و کم علمی سے اُس خزانہ کو بھی سربمہر کر دیا اور اُس نعمت عظمی اور دولت غیر مترقبہ سے بے پرواہ ہو گئے اور رفتہ رفتہ اُس کے دیکھنے۔ پڑھنے اور سمجھنے سے معذور و مجبور ہو گئے۔ چونکہ مسلمانوں نے فرائض مذہبی کی انجام دہی میں غفلت۔ اور شعائر اسلام سے پہلوتہی اختیار کی اس لئے اُن کے قلوب اسلامی غیرت و حمیت۔ عالی حوصلگی و بلند خیالی کے جذبات سے خالی ہو گئے اور دینی و دنیوی کمالات کی تمام خوبیاں اُن سے زائل ہو گئیں۔

سمجھے تھے ہم جسے خلیل کعبہ اسی نے ڈھا دیا
دوست نے دلکو توڑ کر نقشِ وفا مٹا دیا

مسلمانوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنکو یہ معلوم نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا کیا مقصد تھا اور حضور کے پاکیزہ و برگزیدہ اخلاق و عادات نے دنیا پر کسقدر گہرا اثر کیا تھا اور انسانی ہمدردی و اعانت اور مخلوق خدا کی خدمت کر نمیں کسقدر ایثار فرماتے تھے۔ وہ اس سے ناواقف ہیں کہ خلفاء راشدین اور شاہان اسلام نے فرمانروائی اور جہانبانی میں اپنے تدبر فراست سے کیسے کیسے روشن و شاندار اور جکیدار نقش ونگار صفحہ عالم پر چھوڑے ہیں اور باوجود شوکت واجلال۔ حکومت اور دولت کے اُن کی زندگی ایسی بے تکلف اور سادہ تھی کہ اکل حلال حاصل کرنیکے لئے روزانہ اپنے قوت بازو سے بقدر معاش وکفاف پیدا کیا کرتے تھے۔ وہ اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم کون تھے اور اب ہماری حالت کیا ہوگئی ہے۔ ہمارے اسلاف کرام اور بزرگان اسلام کس ملک سے آئے اور اُنھوں نے کیا کیا اسلامی خدمات انجام دیں اور اب کس سرزمین میں محو خواب استراحت ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ نہایت تحقیق و تدقیق صحت و صداقت کے ساتھ ایسا لٹریچر مرتب کیا جائے جو افراد قوم کے دل و دماغ پر اثر انداز ہو کر دماغوں میں روشنی اور دلوں میں صفائی و پاکیزگی پیدا کرے۔ خیالات میں بلندی اور عالی حوصلگی کے جذبات موجزن ہوں۔ محنت وجفاکشی ایثار وہمدردی۔ اُخوت ومحبت کا مادہ پیدا ہو مذہب کی عظمت۔ احکام وارکان مذہب کی پابندی وادائیگی اور اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے کا خیال پیدا ہو تاکہ اسلام اور قرون اولے کے مسلمانوں کی عظمت اور اُن کی خصوصیات دلوں میں جانشیں ہو جائیں اور وہ سمجھ جائیں کہ ہمارے اسلاف کیسے تھے اور ہمکو کیسا ہونا چاہئیے۔

بعض حضرات نے مشاہیر اسلام کے سوانح حیات اور اُن کے کارنامجات تصنیف وتالیف کئے ہیں اور سفرنامے بھی لکھے ہیں جو نہایت مفید اور قابل قدر ہیں اور جن سے اسلامی لٹریچر میں اچھا اضافہ ہوا ہے لیکن وہ موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لئے قطعاً ناکافی ہیں اور نہ اُن سے ہمارے مرض کا پوری طور پر ازالہ ہوسکتا ہے۔ خدا کا

شکریہ اور مسلمانوں کو مبارکباد ہے کہ کتاب ہذٰا سومہ۔ روزنامہ مقدس سیاح بحر و بر سید ابن علی رضا صاحب ایڈیٹر اخبار اعظم زائر بیت اللہ و مدینہ طیبہ نجف و دیگر مقامات مقدسہ زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ میرے محترم جناب حاجی صاحب نے حادثات روزگار اور غمگین خاطر مسلمانوں کی پسماندگی سے متاثر ہو کر اور زمانہ حال کی ضروریات کو سمجھکر اپنا سفرنامہ یعنی روزنامہ حجاز و عراق۔ مصر۔ شام فلسطین و بلاد عرب کتابی صورت میں مرتب کیا ہے اس تذکرہ پاک کے مطالعہ سے بمصداق قصص الاولین مواعظ الآخرین کامل طور پر ہدایت و بصیرت حاصل ہوگی اور صحیح معنے میں ہمارے درد کی دوا ثابت ہوگا اس سے بزرگان کرام کے حالات و کارنامے معلوم ہوں گے جو دنیا میں عزت و حرمت اور فتحمندی و کامرانی کے لئے زندہ رہے۔

خدا کے فضل سے مسلمان اپنے مذہب سے بیگانہ نہیں ہیں اُن کے دل خدا کی وحدانیت۔ رسول کی عظمت۔ مذہب کی حرمت۔ بزرگان دین کی عزت سے معمور ہیں البتہ زمانہ کی نیرنگی۔ گرد و پیش کے حالات کے تاثرات۔ اور غیر مسلین کی تقلید سے اُن کے قلوب زنگ آلود ہو گئے ہیں اور اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمدردان اسلام ایسے لٹریچر کی تیاری کا انتظام کریں کہ جو مسلمانوں کے قلوب پر صیقل کر کے زنگ و کثافت دور کر دے اور اُن کے مردہ جذبات اُبھارے۔

اگرچہ مسلمانوں پر چہار جانب سے نرغہ ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اُنپر عرصہ حیات تنگ ہے لیکن اُن کو مایوس اور تنگدل نہ ہونا چاہئے کہ انتہائی بیکسی سے انتہائی سطوت تک پہونچنے کی زندہ جاوید مثال حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کے سامنے موجود ہے اور زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے کہ وہ یتیم اور بیکس بچہ جو تیرہ سو برس پہلے پیدا ہوا تھا کس طرح انتہائی بیکسی سے نکلکر خداوند تعالےٰ کے تخت اجلال پر جلوہ افروز ہوا هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے ہادی برحق حضور صلعم کے اسوہ حسنہ کو اور بزرگان دین کے سوانح حیات کو مشعل راہ ہدایت بنائیں

اور حضور کی سچائی و راستبازی۔ امانت و دیانتداری۔ سادگی و پاکبازی۔ صبر و استقلال۔ عدل و انصاف۔ رحمت و رافت۔ خدا پرستی و ذوق عبادت۔ اپنے میں پیدا کریں اور حضور کے اتباع کو زندگی کا دستور العمل قرار دیں۔

عرض حال

شاہنشاہ غربا نواز۔ آپ کا پیارا اور پسندیدہ اسلام جس نے ساری دنیا کو زیر نگیں کر لیا تھا مخالفین و معاندین کے نرغے میں ہے۔ یا رسول اللہ کاسہ لبریز ہو چکا صبر کا یارا باقی نہیں رہا۔ جلد ظہور فرمائیے اور بیکس و بے بس امت کی دستگیری کیجئے۔ سرکار۔ ہم زندہ ہیں لیکن ہمارے قلوب مردہ ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ہم غیروں کی تقلید کرنے لگے ہیں لیکن ہم سب اسلام پر شیدا ہیں اور ہمارا قدم دائرہ اسلام سے باہر نہیں نکلا۔ ہم سب حضور کے اسم گرامی پر فدا ہیں اور ہمارے قلوب حضور کی محبت سے معمور ہیں۔ اے سرورِ دوجہاں ہم دور افتادہ مسلمان اپنے دل کا قرار چاہتے ہیں۔ ہمارے قلوب درد فرقت سے بیچین ہیں۔ جمال مبارک دکھا دیجئے۔ مدینہ طیبہ میں بلا لیجئے اور ہمیں زبانی عرض حال کرنے کا موقع دیجئے

جالی پکڑ کے روضۂ اقدس کی ایکبار سب حالِ دل رسولِ خدا کو سنائیں ہم

اللھم تقبلہ منی وانفع بہ المسلمین اجمعین یارب العالمین

اس موقع پر یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ اس تحریر سے روزنامچہ مقدس پر تنقید و محاکمہ کرنا یا تقریظ کے طور پر لکھنا یا ریویو و تبصرہ کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ علاوہ اس کے نہ میں اس قدر قابلیت رکھتا ہوں اور نہ مجھے اتنی دسترس حاصل ہے۔ البتہ اس کے متعلق کچھ لکھنا اُن حضرات کا کام ہے جو اپنی اعلیٰ قابلیت کے باعث اس میدان کے مرد ہیں۔ یہ صرف میرے جذبات ہیں جو عرصہ سے میرے دل و دماغ میں مسلمانوں کی حالت کو دیکھ دیکھکر موج زن ہو رہے تھے۔ بعض اوقات یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ میں اپنے جذبات و خیالات کو اخبار کے ذریعہ سے برادران اسلام تک پہونچا دوں مگر یہ خیال کرکے کہ اخبار میں لکھکر تحریر کو شدت کے ساتھ بہتے ہوئے دریا کی لہروں کے سپرد

کر دینا ہے اس لئے روزنامچہ مقدس کے ساتھ شائع کرا دینا مناسب سمجھا۔ مجھے اسبات کی مسرت ہے اور میں تہ دل سے مشکور ہوں کہ جناب حاجی صاحب نے شفقت بزرگانہ سے میری تحریر کو کتاب کے ساتھ شائع کرنا قبول فرمالیا۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کا افسوس اور ندامت ہے کہ میں ناقابلیت کے باعث اپنے خیالات و جذبات کا اظہار بطریق احسن نکر سکا۔

مقام مراد آباد (زبدۃ الحکماء) سید نجم الثاقب عباسی۔ امروہوی
ایم۔ بی۔ ایچ

تقریظ گوہر افزا

نتیجہ طبع خوش بیان و ناثر شیرین بیان جناب قاضی سید عبدالعلی محمد صاحب عابدی صوبیدار گادرت حضرت داغ

اڈیٹر اخبار مخبر عالم مراد آباد

یہ پر تر روزنامچہ مقدس ہے جو میرے مکرم جناب حاجی ایس ابن علی صاحب مالک و اڈیٹر نیر اعظم اخبار مراد آباد نے اپنے دوران سفر ملک حجاز و عرب میں روزانہ حالات کے طور پر مسلسل لکھکر ہندوستان کے معزز و موقر اخبارات میں پیشتر شائع کرایا تھا جس کی اشاعت کا اعزاز مخبر عالم کو حاصل ہو چکا ہے

مگر اب واپسی سفر پر آپ نے اس پر نظر ثانی و مزید مفید مضامین اضافہ کر کے ایک کتاب کی شکل و صورت میں مرتب فرمایا ہے اور روزنامچہ مقدس کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ماشاءاللہ طرز بیان کی خوبی و عمدگی دل آویز ہے۔ کیوں نہو آپ ایک کہنہ مشق اڈیٹر اور دیرینہ اہل قلم ہیں تحریر و طباعت روح افزا ہے جس کے آپ پورے واقف کار و ماہر ہیں اپنے مالک مطبع مطلع العلوم ہیں گو ابتک بہت سے سفرنامجات ممالک عرب و حجاز ملک میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں مگر روزنامچہ مقدس سب سے نرالے رنگ ڈھنگ کا سفرنامہ ہے جو حجاج کا سچا رہبر و رفیق طریق ثابت ہوگا۔ تو حضرات شائقین و کتب بین کے سامنے

یہ تمام ممالک مقدسہ کا ہو بہو فوٹو کھنچ پڑے گا۔ اور وہ گھر بیٹھے۔ بغداد و بصرہ و کربلائے معلی و نجف اشرف مصر و شام فلسطین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے دلچسپ حالات و قدرتی مناظر مطالعہ کریں گے۔

حاجی صاحب موصوف نے روزنامچہ مقدس میں۔ خندۂ گل و نالۂ بلبل یا شبنم کی عریانی، غنچوں کی تبسم پاشی، ارغوانی نغموں، نقرئی آوازوں، بھیگے قہقہوں سے کام نہیں لیا۔

نہ فضول باتوں میں وقت خراب کیا ہے۔ بلکہ مختصر طور پر ہر واقعہ کو عام فہم زبان میں قلم بند کر دیا ہے جسکی سادگی و خوبی نہایت دلکش و دلچسپ ہے۔

واقعی حاجی صاحب موصوف نے یہ ایک ایسا مبارک کام کیا ہے جو ابدالآباد تک ان کی یادگار رہے گا۔ اور حضرات شائقین عموماً و حجاج خصوصاً مشکوری و ممنونی کیساتھ ان کو دعائے خیر میں یاد کرتے رہیں گے۔

اس کی عمدگی و خوبی کو دیکھتے ہوئے میں بھی ایک قطعہ تاریخ طبع و اشاعت نذر کرتا ہوں۔

جناب ابن علی کا ہے یہ سفرنامہ	لکھو یہ مصرعہ تاریخ تم بھی اے عابد
معین راہِ حجاز و عرب یہ از بس ہے	سیر و رہ ملک عطا تحفہ مقدس ہے ۱۳

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع ہمپایۂ جناب منشی فرخ شاہ خاں صاحب المتخلص بہ عندلیب تلمیذ رشید جناب

فیض مآب مرزا احمد شاہ بیگ صاحب مرزا آبادی یادگار جناب تسلیم سہسوانی

حضرت نیر کا نسخہ کیا ہی خوش اسلوب ہے	ہر نظر کی ہے ضیا ہر قلب کا مطلوب ہے
مونس تنہائی شب دافع افکار و غم	دل کے بہلانیکو اچھا باوفا محبوب ہے
ہر بشر کی آنکھ پہ غالب ہے اس کا شوق دید	اسکے نور کیفیت ہر نظر مغلوب ہے
یہ وہ گلشن ہے کہ جسکو دیکھکر ہر آنکھ کو	دیکھنا باغ مضامین دگر معیوب ہے

چرخ مضموں پہ ہیں تارے یا ہیں کاغذ پر حرف
یا حجاب چشم دل میں مردمک محجوب ہے
چشم سیاحان عالم کی نگاہوں کیلئے
سیر گاہ جانفزا ہے منظر مرغوب ہے
کر رقم خامہ سے اے راغب یہ تاریخ سال
سیاح ملک کامل سفرنامہ لکھا کیا خوب ہے
۱۳

دیگر

سفرنامۂ شیر شاہ ہمت
نگاہوں کو فرحت دلوں کو مسرت
طرب خیز و راحت فزا ہے سراسر
بڑھاتا ہے دل ہائے مضطر کی راحت
کلید در راز سربستہ یہ ہے
کھلی اس سے طبع مصنف کی جودت
وہ مضمون دلچسپ اس میں رقم ہے
کہ ہوتی ہے ہر قلب کو پڑھ کے حیرت
اگرچہ بظاہر ہے سادہ عبارت
مگر بحر کوزہ میں ہے در حقیقت
نہ کیوں ہو یہ محبوب چشم جہاں میں
کہ ہے کچھ عجب دلربا اسکی جدت
جگہ خانۂ دل میں اس نے بنا دی
پڑھی جس نے ایکبار اسکی عبارت
نظر حسن طرز عبارت پہ کر کے
بجا ہے لکھوں اس کو باب فصاحت
کوئی پوچھے تاریخ راغب تو کہنا
یہ ہے گلزار سیر سراپا لیاقت
۱۳

تقریظ نتیجۂ طبع بہار از منشی عبد الرحیم صاحب پنشنر متخلص بہ بہار احمد آبادی شاگرد نواب رضوان العلماء رضوان مرادآبادی

طول سخن بمعرض ایجاز میکنم
حلّال سحر پہلوے اعجاز میکنم
قدر بہار و قدر سخن بر سخنور است
ایں ناز من بجاست اگر ناز میکنم

سبحان اللہ شاہد سخن نے بھی کیا حسن دل افروز پایا ہے کہ تمام عالم جس کا والہ و شیدا ہے جو ہے اس گل کا بلبل اس شمع کا پروانہ ہے ہر کس اس لیلے ادا کا مثل قیس دیوانہ ہے یہ وہ سحر حلال ہے جسکی صفت میں زبان ناطقہ لال ہے۔ اسکی شوخی لایق داد ہے اسکی سادگی قابل صاد ہے۔ "انا افصح العرب والعجم" حضور سرور عالم کا کلام معجز نظام ہے اسلئے ان ملکوں یعنی عرب و عجم کی سیاحت مقبول عام اور باعث حصول مرام ہے۔

الحمد للہ کہ فی زمانہ جناب کامل الفن ماہر علم و فن والا حشم مولوی حاجی ابن علی صاحب

مالک اخبار نیر اعظم نے ان ممالک کی سیاحت فرمائی ہے یعنی عراق۔ شام۔ مصر۔ فلسطین اور حجاز کی سفر کی تکلیف اُٹھائی ہے۔ اس سفر کا مکمل سفرنامہ تیار کیا ہے گویا دریا کو کوزے میں بھر دیا ہے سبحان اللہ کیا شستہ زبان اور کیا عمدہ طرز بیان پایا ہے گویا زباندانی و معلومات کا ایک چمن کھلایا ہے ہر جملہ گنجینہ عرفان ہے ہر فقرہ موتیوں کی کان بلکہ کان جان ہے۔ کیا پاکیزہ کلام ہے جو مقبول انام اور مرغوب خاص و عام ہے۔ اس قطعہ پر ختم کلام ہے

جزاک اللہ فی الدارین خیرا ۔۔۔ مصنف نے کیا ہے کار مشکل
سراپا شوق سیاحی کا بنکر ۔۔۔ کری طے ہند سے تا شام منزل
کیا تحریر جو نظروں سے دیکھا ۔۔۔ تھا فضل حق تعالےٰ وہیں شامل
مراد آباد کے اہل قلم میں ۔۔۔ اڈیٹر نیر اعظم ہیں شامل
قلم کی جنکے شہرت ہے ہر اک جا ۔۔۔ اڈیٹر ہیں وہ کامل اور فاضل
جزاے خیر دے اللہ اُن کو ۔۔۔ ہو علم دین و دنیا اور حاصل
بہار اس کی ہے یہ تاریخ ترتیب ۔۔۔ بہار جاں سفرنامہ ہے کامل ۱۳
پئے سال اشاعت ہے یہ تاریخ ۔۔۔ صفات عالی سیاحت نامہ کامل ۱۳۰۸ھ

خاکسار اقل الشعرا محمد عبد الرزاق ابن مولوی محمد حسن متخلص بہ بہار احمد آبادی تلمیذ حضور رضوان علی خاں مراد آبادی۔

قطعہ تاریخ طبع سفرنامہ جناب مولوی حاجی سید ابن علی صاحب مالک و اڈیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد من تصنیف شاعر با استعداد منشی علی حسین صاحب صہبا ساکن مراد آباد

خوب مضمون اچھا کا غذ روشنائی انتخاب ۔۔۔ واقعی اچھا بہت اچھا سفرنامہ چھپا
دل پکارا طبع کی تاریخ صہبا یہ لکھو ۔۔۔ نیک خو ابن علی کا کیا سفرنامہ چھپا ۱۳۰۸ھ

نتیجہ طبع رسا منشی مشتاق حسین صاحب مشتاق منیجری انسپکٹر میونسپلٹی مراد آباد

ہو گیا طبع وہ سفر نامہ | جس میں حالات ہیں عجیب و غریب
دیکھے عتبات اپنی آنکھوں سے | آپ نیر ہیں خوب اہل نصیب
باندھی تھی کمر جو ہمت کی | دور کی راہ ہو گئی تھی قریب
دل سے جو اس کتاب کو پڑھیں | اُن کو بھی اس سفر کی ہو ترغیب
جیسے حالات ہیں بہت بہتر | ویسی ہی بہتریں ہے ترتیب
شائقین کو لفاب ہے وہ کس | زائروں کو ہے رہنمائے ادیب
میں نے مشتاق یہ لکھی تاریخ | نسخۂ عمدہ و کتاب عجیب
۱۳۴۸

قطعہ تاریخ حاجی مشتاق احمد صاحب گھڑی ساز محلہ پیر غیب شاگرد حضرت مولانا مرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر صدیقی نوگوشہ مرادآباد

مولوی ابن علی کا نام بھی کیا خوب ہے | نیر اعظم لقب بھی آپ کا مرغوب ہے
مومنوں کی جان ہے ابن علی کا نام پاک | اسلئے یہ نام بھی محبوب کا محبوب ہے
سچی سچی ساری باتیں درج کر دیں اسلئے | ہر بشر کو یہ سفر نامہ بہت مطلوب ہے
ہے چھپائی اور لکھائی اسکی ایسی بیمثل | پڑھ کے اسکو ہر بشر کہتا نہایت خوب ہے
جوہر و مشتاق راغب ساتھ ہو اقبال بھی | سب چلیں طیبہ کو یارب لکھو یہ مطلوب ہے
بولا ہاتف سال تاریخ اشاعت کیلئے | یہ لب مشتاق سے کیا خوب کیا خوب ہے
۱۳۴۸

دیگر

مبارکباد ہے اُس شاہ دیں کی زیارت | کہ شاہوں کے دل میں رہی جسکی حسرت
بڑی اسکی قسمت بڑی اسکی عزت | جو آنکھوں دیکھے شہ دیں کی تربت
وہ آنکھوں سے دیکھے مقامات عالی | جو چشم بصیرت کو بخشیں بصارت
سفرنامہ ایسا لکھا ہے مکمل | ہیں حالات سچے نوادر روایت
تمہیں حق نے پہنچایا ایسی جگہ پر | کہ تشریف فرما ہیں جس جا پہ حضرت

جو حج کر کے کعبہ سے پہنچا مدینہ
لکھو تم بھی مشتاق تاریخ اسکی

قیامت میں ہوگی میسر شفاعت
کتاب سیاحت ہوید اہدایت ۱۳

قطعہ تاریخ طبع روزنامچہ مقدس نتیجہ فکر شاعر خوش استعداد منشی فضل حسین صاحب المتخلص بہ عیشی ساکن مراد آباد محلہ کسرول

یہ سفرنامہ لکھا ہے تمنے خوب
منکشف جس سے ہوے ساری رموز
گو سفر میں دقتیں حائل ہوئیں
ہمت مردانہ سے آساں ہوئیں
ہے یہی شیریں زبانی کا ثبوت
راہ گم کردہ کو ہے خضر طریق
ہے پئے تاریخ عیشی یہ دعا

واہ واہ اے نیّر والاصفات
حل ہوے جس سے سفر کے سب نکات
پر نہ اُکھڑا آپ کا پاے ثبات
جو سفر میں پیش آئیں مشکلات
ہے ہر اک فقرہ حلاوت میں نبات
قلب مردہ کے لئے آبحیات
یہ سفرنامہ ہو تاج کائنات ۱۳

نتیجہ طبع شاعر خوش فکر و صاحب فہم و ذکا منشی اشفاق حسین صاحب اشفاق مالک و ایڈیٹر اخبار رہنما مراد آباد

سفرنامہ وہ نیّر نے لکھا ہے
مضامین سے بلاغت ہے نمایاں
نہ تشبیہیں نہ اس میں استعارے
کتابت اور طباعت دونوں ہیں خوب
مؤلف اس کے ہیں ہمعصر میرے
پئے تاریخ تھی یہ فکر اشفاق

کہا احسنت جس نے اُسکو دیکھا
عبارت سے فصاحت آشکارا
وہی لکھا ہے جو آنکھوں سے دیکھا
اور اُن کے ساتھ ہی کاغذ بھی اچھا
لکھوں تاریخ میں بھی ہے یہ زیبا
کہ ہو مصرع کوئی اچھے سے اچھا

عزیز جہاں کتاب فرحت افزا ۱۳۰۰	یکایک یہ ندائے غیب آئی

معذرت - ذیل کے قطعہ ہائے تاریخ اوسوقت پہنچے جبکہ آخر کاپی بھی لکھی جاچکی تھی - یہ سب سے اول لکھنے کے قابل تھے مجبوراً سب کے آخر لکھے گئے - **مولف**

قطعہ تاریخ تالیف کتاب ریختہ کلک ناظم بلند استعداد جناب مولوی سید اعجاز احمد صاحب سہسوانی متخلص نجم ممتحن دبیر یونیورسٹی الہ آباد

جالات خفی کی کہیں روداد جلی کی	اس نامہ میں ہے کیا طرفہ صراحت
ہے شرح یہ سیر وسفر ابن علی کی ۱۳۰۰	اعجاز سے مسجز نہیں کم حسن تالیف

قطعہ ہائے تاریخ

نتیجہ افکار ثاقب سخنور سدید جناب مولوی منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سہسوانی

جھپکر ہوا تیار جو افضال سے رب کے	ان روزوں سفر نامہ یہ الیس ابن علی کا
مطبوع طبائع ہوا اور خوش ہوئے سب	گھر بیٹھے سیاحت کی ہوئے تجربے حاصل
ہر راہ رو ملک عرب ہیں وہ ڈرے سب کے	اس نامہ دلکش میں ہیں جتنے مضامین
پہلے کا ہی کیا ذکر یہ حالات ہیں اب کے	تغیر زمانہ سے بدل جاتے ہیں حالات
حالات ہیں کافی سفر ملک عرب کے ۱۳۰۰	چھپنے کی جمیل اسکے یہ برجستہ ہی تاریخ

قطعہ تاریخ طبع نتیجہ روشنی طبع مورخ باکمال شاعر عدیم المثال جناب منشی شاکر حسین صاحب نکہت سہسوانی

گرد چون نیر اعجاز بیان زیب رقم	روئیداد سفر خولش بآئین بہین
دلفریب آمدہ سیر سفر حل وحرم ۱۳۰۰	گفت بیساختہ نکہت پے سال طبعش

ولہ

محب عابد ق دیار موافق نکہت | جناب ابن علی نیر آسمان آفاق
زسیر حل و حرم چون بخیر باز آمد | سپس ازانکہ بپایان رسید عہد فراق
بطرز تازہ و دلکش بزیر چاپ کشید | وقایع سفرش بیش و کم علی الاطلاق
زبسکہ مقدم او را عزیز تر دیدند | بہر آن زمین کہ گزارش بر آن شد از آفاق

برای سال گزین نامہ اش بگرد آمد
حجاز و شام و فلسطین و مصر و روم عراق
۱۹ - ۳۴۱ - ۲۳۹ - ۳۳۰ - ۴۱۹

۱۳ ۴۸ ھ

طبعزاد سخن سنج والا گہر جناب خانصاحب میر اظہر علیصاحب اظہر رئیس واسپیشل مجسٹریٹ واسسٹنٹ کلکٹر سہسوان

یہ نامہ سیر و سفر احسن اقطاع | جان بخش بلا کا ہی تو دلکش ہی غضب کا
یون اسکا سن طبع رقم کیجئے اظہر | نو طرز سفر نامہ ہے امصار عرب کا
۱۳ ھ ۴۸

ثمرہ فکر نقش طراز جادو بیانی جناب ابو العلاء مولوی سید انظار احمد صاحب افسون سہسوانی

احوال سیر امصار چون با بجنتہ آمدن | ابن علی نیر در سلک نظم سفتند
از غیب سال طبعش در گوش قلب افسون | این نامہ سفر ہست سفر گزیدہ گفتند
۱۳ ھ ۴۸

گہر ریزی خامۂ یگانہ آفاق جناب مفتی سید اشتیاق احمد صاحب المتخلص باشتیاق

یہ وہ نامہ ہے کہ جسکی دم تحریر صفات | سر گریبان میں ڈالی ہے گہر خامہ نے

اشتیاق اسکا سن طبع ہو یون زیب رقم
جان اصناف تجارب سفرنامہ ہے
۱۳۴۸ھ

زادہ طبع ادا نبید مقرر جناب ڈاکٹر نبی احمد صاحب سہسوانی متخلص بہ نشتر

کیے ہین اپنی حالات سفر شایع وہ شیرین نے
نہین ہے نام کو بھی شائبہ تخمین وقیاس کا
حریفوں کو بھلا سودا کی جرأت حرف گیری کی
کہ دخل اس گنج خوبی مین نہین ہے جنس ناکس کا
لکھی ہے واقعی کیا نوک کی تاریخ نشتر نے
ہے لطف افزا سفرنامہ اماکن اور مشاہد کا
پسند طبع یہ بندش نہ ہو تو یون سنین سامع
ہے تاریخ یہ سفرنامہ مشاہد اور معابد کا
۱۳۴۸ھ

ترانہ سنجی بلبل شاخسار خوش بیانی جناب منشی سید سجاد حسین صاحب سجاد سہسوانی ہیڈ ماسٹر سب انسپکٹر و خلف اصغر میر ابرار حسین بہادر مرحوم رسالدار

اہل ایمان کو یہ اقطاع عرب کا بیشک
کچھ سوا جان سے محبوب سفرنامہ ہے
سال تاریخ کی ہے فکر جو تمکو سجاد
کہہ دو لاریب یہ کیا خوب سفرنامہ ہے
۱۳۴۸ھ

معنی طرازی سامعہ افروز قریب و بعید منشی سعید احمد صاحب سعید سہسوانی

چو گشت طبع سفرنامہ حرف حرفش را
بجاے خویش دلاویز دلنشین گفتم
سعید از پے تاریخ سال طبع نفیس
شد ست طبع سفرنامہ بہین گفتم
۱۳۴۸ھ

ہنگامہ آرائی افکار فضایل ممتلی جناب سید شہزاد علی صاحب شہزاد سہسوانی

جب ہوا چھپکر بشان دلبری
یہ سفرنامہ جہان مین جلوہ گر
حضرت شہزاد نے تاریخ طبع
کی رقم تنقیح حالات سفر
۱۳۴۸ھ

رنگین بیانی سخندان ماہر جناب حکیم سید طاہر حسن صاحب طاہر سہوانی

خدا گواہ کہ ہے سعدیل و لاثانی	جناب ابن علی آپ کا سفرنامہ
ہے سال طبع کی طاہر سے گر امید رقم	تو سنئے ۔ خوب عرب کا چھپا سفرنامہ
	۱۳ ھ ۴۸

خاتمۃ الطبع

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

سد الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ÷ طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

الحمد للہ والمنۃ کہ روزنامچہ مقدس اختتام کو پہنچا۔ اس کتاب کا تسوید میں چند ماہ صرف ہوگئے اور اس محنت شاقہ در متفرق وپریشان یادداشتوں کے مرتب و یکجا کرنے میں تندرستی کو بہت صدمہ پہنچا کہ باوجود کثرت کار اور ہجوم افکار وادائے فرائض کے گرمی اور برسات کی راتیں اسکی ترتیب میں صرف کرنا پڑیں۔ اس محنت وجانفشانی اور صرف زر سے جو کتاب کی تصنیف در اشاعت میں گوارا کیا ہے ۔ سوائے احباب کی تعمیل ارشاد اور نفع رسانی برادران ایمانی کے اور کوئی غرض شامل نہیں ہے ۔ خداوند تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اس مشقت اور خدمتگذاری ارباب ایمانی کو میرے نامہ اعمال میں درج فرماکے میرے معاصی کو آب رحمت و مغفرت سے زایل فرمائے ۔

مجھے زمانہ دراز سے ممالک اسلامیہ مصر و شام و عراق و فلسطین وغیرہ کے دیکھنے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ (زاداللہ شرفاً و تعظیماً) و دیگر مقامات مقدسہ میں حاضری دینے کی دلی تمنا تھی ۔ چند مرتبہ قصد کیا سفر کی تیاریاں کیں۔ سامان سفر سب درست کرلیا ۔ مگر جبتک خدا کو منظور نہیں تھا ۔ ایسے اسباب وموانع پیش آجاتے کہ سفر ملتوی کرنا پڑتا ۔ ایک مرتبہ وطن سے روانگی کے بعد ایسے واقعات پیش آئے جن کے باعث پانچ روز تک بمبئی سے جہاز کا سفر کرنے کے بعد بھی مایوس واپس آنا پڑا ۔ سچ یہ ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست ÷ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ سفر میں رکاوٹیں پیدا ہونے کے باعث عزیمت فسخ کرنا پڑتی تھی اور اسطرح پر مقاصد کے حاصل ہونے
اور تمناؤں کے بر آنے میں جسقدر دیر ہوتی دل کی خلش اور سینہ کی تپش لمحہ بہ لمحہ بڑھتی اور ساعت بساعت
زیادہ ہوتی جاتی تھی یہ ایسی خوشگوار اور پرکیف حیثیت تھی جسکو نہ زبان سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اور
نہ قلم سے معرض تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔ البتہ اسکا اندازہ وہی حضرات خوب کر سکتے ہیں جنکے قلوب پر ایسی کیفیت طاری
ہو چکی ہو۔ ہر مرتبہ کی ناکامی سے پریشان ہو کر اور سفر کے متعلق اپنی بے بسی اور بے اختیاری کو دیکھکر
پانچوں وقت نماز کے بعد بالحاح وزاری بارگاہ مجیب الدعوات میں التجا کرتا کہ بار خدایا بطفیل حبیب پاک
اپنے ناچیز بندے کی تمنا پوری کر دے۔ حج کے شرف سے مشرف فرما اور اپنے حبیب پاک کے روضہ مبارک
کی زیارت سے آنکھ کو منور اور قلب کو مسرور فرما۔ کبھی بارگاہ رسالت میں دست بستہ عرض کرتا کہ اب مہجوری
کی تاب نہیں۔ صبر کی طاقت دل سے زائل ہو گئی۔ گنہگاروں پر رحم و کرم کرنے والے عاصیوں کو دامن شفاعت
میں پناہ دینے والے مسلمانوں کے ملجا و ماوی۔ اسلام کی کشتی کے ناخدا۔ سیدنا عبداللہ کے دلارے
آمنہ کی آنکھ کے تارے۔ اس دور افتادہ کی درخواست کو اپنے اخلاق کریمانہ سے قبول فرمایئے۔ اور دربار
میں حاضری کی اجازت عطا فرما دیجئے۔

چنانچہ ایک مرتبہ پھر قسمت آزمائی کے خیال سے سفر کی تیاری کی اور راحلہ سفر کی فراہمی شروع
کر دی۔ لیکن چند مرتبہ کی ناکامی اور محرومی کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ سفر نہایت خاموشی
کے ساتھ کیا جاوے اور اپنے مخصوص احباب میں سے بھی کسی کو عزم سفر اور روانگی کی اطلاع نہ کی جاوے
مگر چونکہ کسی کاروباری۔ خادم قوم۔ اور وسیع الملاقات شخص کا کوئی ارادہ یا کوئی کام راز میں نہیں رہ سکتا
اسیطرح میرا عزم سفر بھی احباب سے پوشیدہ نہ رہ سکا اور سفر کے متعلق غیر معمولی انتظامات نے میرے راز کو
افشا کر دیا۔ چنانچہ ملنے والے جوق جوق آنے شروع ہو گئے۔ ہر وقت احباب کا مجمع رہنے لگا۔ اور سفر نامہ
تیار کرنے کے لئے احباب کی طرف سے بدستور سابق اصرار کیا جانے لگا جب میں نے اپنے احباب کو پہلے
سے بھی زیادہ متقاضی پایا اور خود اپنی حالت کا خیال کیا کہ سفر سے پہلے جب ممالک اسلامیہ کا کوئی سیاح
ملجاتا تھا تو میں گھنٹوں وہاں کے حالات دریافت کیا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے سفرنامہ مرتب کرنیکا وعدہ کر لیا
یہ اسباب تھے جنھوں نے مجھکو ان اوراق کی ترتیب پر آمادہ کیا ورنہ ایسے سفر کے حالات قلمبند
کر کے ان کو سفر نامہ کا لقب دینا صحیح نہیں ہے۔ سفر نامہ میں جس قسم کی اطلاعیں۔ ضروری اور لازمی

اونمین سے ایک بات بھی اسمین موجود نہین ہے اور جو حالات درج کئے گئے ہین وہ بھی بالتفصیل نہین ہین بلکہ بالاجمال
ہین۔ غرضکہ جو شخص اسکو سفرنامہ کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہے وہ کتاب سے پورا لطف نہین اوٹھا سکتا۔ البتہ
جن لوگون کو اسلامی ممالک کے معمولی حالات اور واقعات معلوم کرنیکا شوق ہے اونکے لئے اسمین کافی سامان
موجود ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ روزنامچہ مقدس ادبی اور روحانی لٹریچر کی حیثیت سے پڑھا جائیگا
کیونکہ مقامات متبرکہ کے مناظر کو الفاظ مین ظاہر کرنیکی پوری پوری کوشش کیگئی ہے اور جو کیفیات میرے
قلب پر طاری ہوئی ہین اونکو قلمبند کرکے ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ انکو مطالعہ کرنے کے بعد جو شخص ممالک
اسلامی کا سفر کریگا اوسکے قلب پر مقامات متبرکہ کا خاص اثر ہوگا اور مسلمانون مین روحانی کیفیت پیدا ہوگی

مین نے اس سفر مین جو کچھ بچشم خود دیکھا ہے وہی حالات وکیفیات عام واقفیت اور اطلاع کے لئے
درج کئے ہین۔ نیز عتبات عالیات کے حالات معہ کرایہ منازل ومراحل بر وبحر وحساب مسافت راہ اور شہرون کے
حالات تحریر کئے ہین۔ تاکہ اون حضرات کے لئے جو مقامات مقدسہ کا سفر اختیار کرین راہ مین ہر قسم کی
سہولت حاصل ہو اور یہ روزنامچہ اونکے لئے ہادی ارجمند اور رہنماے دلپسند ثابت ہو۔ اور جو شخص نامساعدت
زمانہ سے شرف زیارت حاصل نکرسکے وہ اپنے مقام پر روزنامچہ کا مطالعہ کرکے وہان کے حالات اور خصوصیات
معلوم کرسکے۔

یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ قدیم کتب تاریخ وجغرافیہ مین شہرون کے بعض عجیب وغریب حالات درج ہین
جو بعض سفرنامون مین بھی پائے جاتے ہین۔ لیکن اون شہرون مین اب اونکے آثار بھی موجود نہین ہین۔ یہ نہین
کہا جا سکتا کہ کسی زمانہ مین یہ چیزین موجود تھین اور اب معدوم ہوگئی ہین۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سفرنامہ مین
بعض حالات دوسرے لوگون سے سنکر بلا تحقیق وتفتیش درج کردیے گئے ہین۔ ان امور کا لحاظ کرکے
مین نے بہت احتیاط کی ہے اور کوئی واقعہ سماعی درج نہین کیا بلکہ وہ حالات تحریر کئے ہین جو بچشم خود دیکھے ہین۔

ایک بات جسکا ذکر روزنامچہ مین عمداً اپنے موقع اور محل پر نہین کیا گیا ہے یہ ہے مین جس وقت دربار رسالت
مین حاضر ہوا افراط انبساط سے خوشی کے آنسو جاری ہوگئے۔ قلب پر نہایت پرکیف انجذابی حالت طاری
ہوگئی بیتابانہ دوڑکر سبز گنبد کی جالی کے سامنے جاکر دست بستہ کھڑا ہوگیا اور اوسی حالت مین عرض کیا کہ اے
کریم کارساز اے خالق بے نیاز بہ طفیل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے محسن مربی ملک کار
رامپور کو اور میرے جملہ احباب واعزا کو اور مسلم اخبارات کے مالکون اور اوڈیٹرون کو اور جملہ مسلمانون کو

اپنے حفظ وامان مین لے کر صحت وسلامتی کے ساتھ علی الدوام ودبر قرار رکھ۔ اونکے تمام مقاصد دلی برلا اور اونکو دولت دین ودنیا سے مالامال اور شاد کام فرما۔ آمین

حج وزیارت سے فارغ ہوکر ہندوستان واپس آیا اور اپنے دوست واحباب سے ملاقات کرنے کے لیے مختلف مقامات کی سیاحت مین مصروف تھا کہ آخر جولائی سنہ ۲۹ء مین دتیا جانیکا ایسے موقع پر اتفاق ہوا جبکہ مہاراجہ صاحب بہادر دتیا کی سالگرہ کا جلسہ ہورہا تھا اور اس مبارک تقریب مین شرکت کرنیکی غرض سے اکثر احباب اور اڈیٹران اخبار وہان تشریف لائے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے سفرنامہ کا ذکر شروع ہوا اور جلد سے جلد شایع کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ بسبیل تذکرہ احباب مین سے کسی صاحب نے کتاب کے نام کی بابتہ استفسار فرمایا۔ مینے جواب مین کہا کہ ابھی کوئی نام تجویز نہین ہوا۔ جسپر فوراً ہی میرے عزیز محترم جناب سید مقبول حسین صاحب وصل بلگرامی اڈیٹر رسالہ مرقع لکھنؤ نے "روزنامچۂ مقدس" نام تجویز فرمایا جسکو جملہ احباب نے پسند کیا۔ چنانچہ اسی نام سے سفرنامہ شایع کیا جاتا ہے۔

آخیر مین ناظرین روزنامچۂ مقدس سے گزارش کرتا ہون کہ اگر کتاب ہذا مین کسی جگہ فروگزاشت ہوگئی ہو یا سہواً کوئی لغزش واقع ہوئی ہو یا تحریر وکتابت کی غلطی سرزد ہوئی ہو تو اوسے نظرانداز فرماکر راقم الحروف کو مطلع فرمائین تاکہ دوسرے اڈیشن مین مناسب اصلاح کیجاسکے۔ یہ بھی استدعا کردونگا کہ جو حضرات روزنامچۂ مقدس سے استفادہ حاصل کرین یا عتبات عالیات پہ حاضر ہونے کا شرف حاصل کرین وہ خاکسار کو بھی دعاء خیر مین یاد فرمائین اور مدینہ طیبہ مین روضہ اقدس پہ حاضر ہوکر اس حقیر اور بندۂ عاصی کا باادب سلام عرض کردین خدا اسکی جزا دے گا۔

ایس۔ امن علی اڈیٹر اخبار نیر اعظم مرادآباد

جنوری سنہ ء

اطلاع نمبر ۱۔ چونکہ یہ سفرنامہ زائرین وحجاج کی رہبری اور مسلم پبلک کو فائدہ اور سفر مین سہولتین پہونچانے کو شایع کیا گیا ہے اسواسطے ہر شخص کو اجازت ہے کہ اسکی کسی خبر یا کل کو ہمارے حوالہ سے چھاپ کر شایع کرین۔ مؤلف

نمبر ۲۔ نیر اعظم مرادآباد بک ایجنسی سے روزنامچۂ مقدس قیمتاً اور فہرست کتب مفت طلب فرمائیے اور ہر قسم کی کتب مہیا کرکے بھیجی جاسکتی ہین۔

سفرنامہ روزنامچۂ مقدس نامی مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین اخبار نیر اعظم حاجی ایس امین علی مالک مطبع نے چھاپ
اور شایع کیا

نیّرِ اعظم کیا ہے؟

نیّرِ اعظم روہیلکھنڈ مراد آباد کا ۵۰ سال کا سب سے پرانا اور زیادہ چھپنے والا - آزاد - خوش بیان - مشہور و معروف اخبار ہے جو ۱۸۶۶ء سے شائع ہوتا ہے نیّرِ اعظم ہی اس حصہ ملک میں اول درجہ کا اسلامی درد رکھنے والا ہندوستان کے ہر فرد اور مذہب کی حمایت کرنے والا پُر جوش پرچہ ہے نیّرِ اعظم ہی ہندوستان کا وہ پرچہ ہے جو ہر قسم کے اسلام پر اعتراضوں کا ترکی بترکی جواب دیتا ہے اور ہر مظلوم کی فریاد چاہتا ہے نیّرِ اعظم برٹش گورنمنٹ کا وفادار - مالک و الوں کا بالخصوص مذہب و ملت سچا جاں نثار اور خوش تقریر وکیل ہے - نیّرِ اعظم کو اول سے آخر تک ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ کا پُر جوش اور قدردان دل امید ہے کہ آپکے اور آپ کے احباب و اعزا کو اس کی معاونت پر آمادہ کرے گا - نیّرِ اعظم ہی وہ پرچہ ہے جو علیحدہ مضامین ہمیشہ تازہ لطف دیتا ہے اس کے پچھلے پرچے بھی زیادہ دلچسپی پیدا کرتے ہیں نیّرِ اعظم کو آپ کے دامے قلمے - قدمے معاونت کی سخت ضرورت ہے نیّرِ اعظم کی حمایت و معاونت اور ترقی اشاعت میں مدد دینا اور اس کے مضامین سے لوگوں کو فائدہ پہونچانا گویا اپنے ملکی فرض کو ادا کرنا ہے نیّرِ اعظم ہی دنیا کے ہر حصہ کے سیاسی - اخلاقی - تمدنی - صنعتی حالات خبروں وغیرہ کا سچا اور دل کش مرقع ہے -

نیّرِ اعظم ہفتہ وار وقت کی پابندی کے ساتھ ۱۲ صفحہ کلاں پر شایع ہوتا ہے - پیشگی سالانہ عام چندہ للعہ - امتیازی سے - عہ - رؤسا و والیانِ ملک سے عہ و للعہ ، نمونہ مفت -

نیّرِ اعظم جس طرح آپ کی خدمت کے لئے اور آپکے ہر درد دکھ کی شرکت کو وقف ہے اسی طرح آپ کا بھی ملکی فرض ہے کہ آپ اس کی خدمت اور اشاعت میں مدد کریں نیّرِ اعظم کی اس سے زیادہ کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے کہ وجوہاتِ بالا پر بھی آپ خیال نہ فرمائیں نیّرِ اعظم کا موجودہ اڈیٹر دربار دہلی ۱۹۰۳ء میں بطور وزیٹر اور دربار دہلی ۱۹۱۱ء میں بطور مہمان گورنمنٹ آف انڈیا بریلی آگرہ و میرٹھ کمشنریوں سے مدعو ہو چکا ہے نیّرِ اعظم آپ کی علمی قدردانی اور ملکی اخوت سے آپ کی عنایتی فرمائش کا امیدوار ہے نیّرِ اعظم سرکاری محکمہ جات - عدالتوں ، اشتہاری سوداگروں اور عام لوگوں کے لئے ارزاں نرخ پر اشتہار چھاپنے کا اچھا ذریعہ ہے

المشتہر مینیجر اخبار نیّرِ اعظم مراد آباد